

عظمتِ نبوتِ اکبر و قوتِ آیتِ یزید و در دلِ بخششِ والی
حکایاتِ کاستند محبوبہ



حکایاتِ قلبی

مصنف

علامہ شہاب الدین قلیواری علیہ الرحمہ

مترجم

پروفیسر علامہ محمد طارق قادری نعمی

شاگردِ پیلی کیشناہ

حکایات قلبی

مصنف

علامہ شہاب الدین قلیوٹی علیہ الرحمہ

مترجم

پروفیسر علامہ محمد طارق قادری سی

(بجوات سیالکوٹ)

شاگر پبلی کیشنز

38 اردو بازار لاہور

فون: 042-37240084

جملہ حقوقِ ملکیت سے بحق نامہ محفوظ ہے

حکایاتِ قلبیہ

با اہتمام ملک محمد شاکر

سن اشاعت جمادی الاول / مارچ ۱۹۸۵ء

طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹر لاہور

قیمت 320/- روپے

شعبہ برادرز

ایف بی آر لاہور ۰۴۲-۷۲۴۵۰۰۵

ملنے کا پتہ:

نظامیہ کتاب گھر

نیشنل سٹور، ایف بی آر لاہور ۰۳۰۱-۴۳۷۷۸۵۵

اسلامک بک کارپوریشن

اقبال روڈ، کیمیل چوک، راولپنڈی

051-5538111

احمد بک کارپوریشن

اقبال روڈ، کیمیل چوک، راولپنڈی

051-5558320

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی صحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم ہم بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ دوبارہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

فہرست

- ۱- حکایت: اللہ والوں کی نماز اور وفات ۲۰
- ۲- حکایت: عشاق کی عبادت کا طریقہ ۲۱
- ۳- حکایت: حضرت حاتم اہم علیہ الرحمہ کی عبادت ۲۲
- ۴- حکایت: شیطان کے جال میں بادشاہ پھنس گیا ۲۳
- ۵- حکایت: ہارون رشید اور وفادار لونڈی ۲۴
- ۶- حکایت: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی دانائی ۲۵
- ۷- حکایت: خاوند کی فرمانبرداری کا فائدہ اور نافرمانی کی سزا ۲۶
- ۸- حکایت: غلام کی دعا سے بارش کا نزول ۲۸
- نوٹ: توبہ کی فضیلت ۳۱
- ۹- حکایت: ڈوبی کشتی باہر نکل آئی ۳۱
- ۱۰- حکایت: یقین کامل اور غائبانہ مدد ۳۳
- ۱۱- حکایت: بسم اللہ کی برکت ۳۴
- ۱۲- حکایت: مسلمان جیالے کا دلچسپ واقعہ ۳۴
- ۱۳- حکایت: شبِ برات کی فضیلت ۳۷
- ۱۴- حکایت: انبیاء کرام کے زمانہ میں سچے اور جھوٹے کی پہچان کا طریقہ ۳۸
- ۱۵- حکایت: رمضان شریف اور شوال کی روزوں کی برکت ۳۹
- ۱۶- حکایت: سو سال عبادت کرنے والا اور رب تعالیٰ کا فضل ۴۰
- ۱۷- حکایت: حضرت شبلی کا وعظ اور موت ۴۲

- ۱۸- حکایت: بیٹی کی وجہ سے دستر خواں کا نازل ہونا ۴۳
- ۱۹- حکایت: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یتیم کے ساتھ سلوک ۴۴
- ۲۰- حکایت: مشرک بادشاہ کی مشکل میں اللہ تعالیٰ سے فریاد ۴۵
- ۲۱- حکایت: ایک عورت کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ۴۷
- ۲۲- حکایت: غافل بندے سے اللہ تعالیٰ کا پیار ۴۸
- ۲۳- حکایت: اللہ تعالیٰ کی مدد کا دلچسپ واقعہ ۴۹
- ۲۴- حکایت: نیک نیتی کا پھل ۵۱
- ۲۵- حکایت: ضحاک بن علوان اور سانپ ۵۲
- ۲۶- حکایت: بسم اللہ کی برکت سے جنت مل گئی ۵۳
- ۲۷- حکایت: اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے ۵۵
- ۲۸- حکایت: شیطان کی شیطانی ۵۷
- فائدہ: مسجد اقصیٰ کی چابی اور مجرب وظیفہ ۵۷
- فائدہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کی عجیب و غریب کرسی ۵۸
- ۲۹- حکایت: والدین کی خدمت سے کرامت ملی ۶۰
- ۳۰- حکایت: پرندوں کے ذریعے خدمت ۶۱
- حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کی وسعت ۶۱
- ۳۱- حکایت: بادشاہ کا عیب پوشی کرنا ۶۳
- ۳۲- حکایت: گھر کا خزانہ نکاح کا سبب بن گیا ۶۴
- عوام کے ساتھ انصاف کرنے سے شہر آباد ہوتے ہیں ۶۵
- بہادری اور انصاف میں افضل کون؟ ۶۶
- ۳۳- حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک ہرن ۶۶
- ۳۴- حکایت: صدقہ کا ثواب مردوں تک پہنچتا ہے ۶۷

- ۶۸ فائدہ: ارواح کا گھروں میں واپس آنا
- ۶۸ - ۳۵ حکایت: ایمان کامل اور مٹی کا آٹا بننا
- ۷۲ - ۳۶ حکایت: بیخ تن کی شان
- ۷۳ - ۳۷ حکایت: والدین کے لئے دعا اور صدقہ کا فائدہ
- ۷۵ - ۳۸ حکایت: باپ کی خدمت کا فائدہ
- ۷۶ - ۳۹ حکایت: ماں کے ادب کا فائدہ
- ۷۸ - ۴۰ حکایت: ماں کی بددعا کی سزا
- ۷۹ - ۴۱ حکایت: جنتی موتی
- ۸۰ - ۴۲ حکایت: یزید لعین کی ہلاکت
- ۸۱ - ۴۳ حکایت: عبادت میں لذت رزق حلال سے ہوتی ہے
- ۸۲ - ۴۴ حکایت: عیب دار چیز سے حاصل کردہ رقم صدقہ کرنا
- ۸۲ - ۴۵ حکایت: بچہ کی دعا سے باپ کی بخشش
- ۸۳ - ۴۶ حکایت: ایک یہودی کا مسلمان ہونا
- ۸۵ - ۴۷ حکایت: آخرت کا ڈر
- ۸۵ - ۴۸ حکایت: اعمال کی قبولیت رزق حلال سے ہے
- ۸۷ - ۴۹ حکایت: جنت اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے لئے ہے
- ۸۹ - ۵۰ حکایت: اسلام ذریعہ نجات ہے
- ۹۱ - ۵۱ حکایت: توکل کی برکت
- ۹۳ - ۵۲ حکایت: من وسلوی کا آسمان سے اترنا
- ۹۵ - ۵۳ حکایت: عالم دین سے محبت کا فائدہ
- ۹۶ - ۵۴ حکایت: لاحول ولا قوہ کی برکت اور شیطان سے حفاظت
- ۹۸ - ۵۵ حکایت: اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق

- ۵۶- حکایت: گناہوں حساب ۱۰۰
- ۵۷- حکایت: شیطان اور فرعون سے بھی زیادہ برا شخص ۱۰۰
- ۵۸- حکایت: میری لاش کو جلا کر رکھ کوڑ دینا ۱۰۱
- ۵۹- حکایت: حضرت خضر علیہ السلام کی حکایت ۱۰۲
- نوٹ: رونے والی آنکھ کا مقام ۱۰۳
- ۶۰- حکایت: نماز جمعہ کی برکت ۱۰۵
- ۶۱- حکایت: یا حیی یا قیوم کی برکت ۱۰۶
- ۶۲- حکایت: شہید نے زندہ ہو کر نصرانی کو قتل کر دیا ۱۰۷
- ۶۳- حکایت: محرم کے روزوں کا فائدہ ۱۱۰
- ۶۴- حکایت: بسم اللہ کی برکت سے زہر نے اثر نہیں کیا ۱۱۲
- ۶۵- حکایت: فرشتوں کی امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بخشش کی دعا ۱۱۳
- ۶۶- حکایت: اللہ تعالیٰ وارث ہے ۱۱۴
- ۶۷- حکایت: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی کرامت ۱۱۴
- ۶۸- حکایت: میزبان اور مہمان ۱۱۵
- ۶۹- حکایت: حقیقی بادشاہ کی مزدوری ۱۱۶
- ۷۰- حکایت: یوم عاشورہ کی برکت ۱۱۹
- ۷۱- حکایت: شیر اور اللہ والوں کی آزمائش ۱۲۱
- ۷۲- حکایت: اللہ کریم روزی رساں ہے ۱۲۲
- ۷۳- حکایت: انسان اللہ کے فضل سے بچتا ہے ۱۲۷
- ۷۴- حکایت: راز خدا میں خرچ کرنے کا ثواب ۱۳۰
- ۷۵- حکایت: اللہ کے ولی کی دعا کا کمال ۱۳۴
- ۷۶- حکایت: اسرائیلی درندے کا انجام ۱۳۵

- ۷۷- حکایت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ _____ ۱۳۷
- ۷۸- حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ زندہ کر کے پھر مار دیا _____ ۱۳۸
- ۷۹- حکایت: ظلم کا بدلہ _____ ۱۳۱
- ۸۰- حکایت: بھیڑے کے انجام سے لومڑی نے سبق سیکھا _____ ۱۳۲
- ۸۱- حکایت: لومڑی کی عقل مندی _____ ۱۳۲
- ۸۲- حکایت: لومڑی سے زیادہ چلاک شخص _____ ۱۳۳
- ۸۳- حکایت: تباہ ہونے سے بچ گیا _____ ۱۳۴
- ۸۴- حکایت: نفس کی مخالفت اور مردہ بکری _____ ۱۳۵
- ۸۵- حکایت: سانپ سے دوستی اچھی نہیں _____ ۱۳۶
- ۸۶- حکایت: دین کو دنیا کی کمائی کا ذریعہ بنانا ہلاکت ہے _____ ۱۳۸
- ۸۷- حکایت: ہر چیز کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے _____ ۱۳۹
- ۸۸- حکایت: اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق _____ ۱۵۰
- ۸۹- حکایت: بے وقوف کی حماقت _____ ۱۵۲
- ۹۰- حکایت: شیر کی عقل مندی _____ ۱۵۳
- ۹۱- حکایت: انسان کی عقل مندی _____ ۱۵۳
- ۹۲- حکایت: فقیر کو نہ دینے کا انجام _____ ۱۵۴
- ۹۳- حکایت: خاندانی لوگ _____ ۱۵۵
- ۹۴- حکایت: درندے کا پیار کرنا _____ ۱۵۶
- نوٹ: جاہل فقیہ _____ ۱۵۷
- ۹۵- حکایت: بکنام نوجوان _____ ۱۵۹
- ۹۶- حکایت: عبداللہ بن جدعان کی حکایت _____ ۱۶۰
- ۹۷- حکایت: علم والے ہی قوم کے امیر ہیں _____ ۱۶۲

- ۹۸- حکایت: حضرت بہل بن عبداللہ کی کرامت ۱۶۳
- ۹۹- حکایت: شراب شہد اور گھی میں تبدیل ۱۶۴
- ۱۰۰- حکایت: شاہی کے بعد گداہی ۱۶۶
- ۱۰۱- حکایت: دھوکہ کا نتیجہ ۱۶۶
- ۱۰۲- حکایت: ابن زیاد کے سامنے کلمہ حق ۱۶۷
- ۱۰۳- حکایت: حق کی متلاشی ۱۶۹
- ۱۰۴- حکایت: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی نجات اور ایک اعرابی ۱۷۱
- ۱۰۵- حکایت: نیت کا اثر ۱۷۲
- ۱۰۶- حکایت: رشوت کا وبال ۱۷۴
- ۱۰۷- حکایت: ظالم کا انجام ۱۷۶
- ۱۰۸- حکایت: امیر عمارہ حمزہ کی سخاوت ۱۷۸
- ۱۰۹- حکایت: نیک غلام کے ساتھ شہزادی کی شادی ۱۷۸
- حضرت عبداللہ بن مبارک کا علماء کی مہمان نوازی کرنا ۱۸۱
- ۱۱۰- حکایت: نیک بیتی کا صلہ ۱۸۳
- ۱۱۱- حکایت: امیری غریبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۱۸۳
- ۱۱۲- حکایت: فرشتوں کے حوالے ۱۸۵
- ۱۱۳- حکایت: جسے اللہ رکھے اسے کون مارے ۱۸۷
- ۱۱۴- حکایت: برائی ختم اور نیکی رو ۱۸۸
- ۱۱۵- حکایت: اللہ والوں کے شکر ادا کرنے کا انوکھا طریقہ ۱۸۹
- ۱۱۶- حکایت: اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو آزماتا ہے ۱۹۰
- ۱۱۷- حکایت: دشمن کے ذریعہ مدد ۱۹۳
- ۱۱۸- حکایت: درویش کا نوے ہزار روپیہ صدقہ کرنا ۱۹۳

- ۱۱۹- حکایت: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش کا واقعہ ۱۹۵
- ۱۲۰- حکایت: بادشاہوں کی کرم نوازی حیلہ کی محتاج ہوتی ہے ۱۹۵
- ۱۲۱- حکایت: وسیلہ بھی اللہ کے کرم ملتا ہے ۲۰۱
- ۱۲۲- حکایت: عقل مند لڑکی ۲۰۳
- ۱۲۳- حکایت: لونڈی کے عوض جنتی حور ۲۰۴
- ۱۲۴- حکایت: موت سے کوئی بچ نہیں سکتا ۲۰۵
- ۱۲۵- حکایت: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وسیلہ سے دعا ۲۰۷
- ۱۲۶- دنیا کے دھوکہ سے بچ جاؤ ۲۰۸
- ۱۲۷- حکایت: ابراہیم بن مہدی کی کہانی اسی کی زبانی ۲۰۹
- ۱۲۷- حکایت: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور بڑھیا ۲۱۱
- ۱۲۸- حکایت: غریب کی مدد کرنے کا صلہ ۲۲۵
- ۱۲۹- حکایت: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب ۲۲۶
- ۱۳۰- حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا وقت ولادت آواز سننا ۲۲۷
- ۱۳۰- حکایت: حضرت خضر علیہ السلام اور ایک شہر ۲۲۸
- ۱۳۱- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک کا کمال ۲۲۹
- ۱۳۲- حکایت: ۲۲۹
- ۱۳۳- حکایت: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو صدقہ ۲۳۰
- ۱۳۴- حکایت: حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی سخاوت ۲۳۰
- ۱۳۵- حکایت: ڈوبنے کی مدد کرنا ۲۳۱
- ۱۳۶- حکایت: صدقہ کا نور قبر میں ۲۳۳
- ۱۳۷- چار آسمانی برکتیں ۲۳۵
- ۱۳۸- دنیا کا بہترین عمل ۲۳۶

- ۲۳۷ - شیطان کی تجارت _____
- ۱۳۷ - حکایت: عدل کرنے والوں کے جسم کو زمین نہیں کھاتی _____ ۲۳۷
- ۱۳۸ - قصہ الف لیلہ _____ ۲۳۸
- ۱۳۹ - حکایت: رب تعالیٰ کی رضا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ _____ ۲۳۹
- ۱۴۰ - حکایت: درودِ شہد دینے والی بکری _____ ۲۳۹
- ۱۴۱ - حکایت: خلوص کے بغیر عمل فضول ہے _____ ۲۴۰
- ۱۴۲ - حکایت: درود شریف کی برکت سے سیاہ چہرہ چمک اٹھا _____ ۲۴۲
- ۱۴۳ - حکایت: حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی مجلس کو فائدہ _____ ۲۴۲
- ۱۴۴ - حکایت: حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کا تقویٰ _____ ۲۴۳
- ۱۴۵ - حکایت: ماں کا حق ادا نہیں ہو سکتا _____ ۲۴۳
- ۱۴۶ - حکایت: پریشانی اور مصیبت کو دور کرنے کی دعا _____ ۲۴۴
- ۲۴۵ - چار شخصیات پر مکڑی نے جالاتا _____ ۲۴۵
- ۲۴۶ - حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے کمالات _____ ۲۴۶
- ۱۴۷ - حکایت: حضرت خواجہ اولیس کرنی رضی اللہ عنہ _____ ۲۴۸
- ۱۴۸ - حکایت: چوتھے آسمان میں دو فرشتوں کا واقعہ _____ ۲۴۹
- ۱۴۹ - حکایت: حضرت سلیمان علیہ السلام سے چوٹی کو مکالمہ _____ ۲۵۱
- ۲۵۲ - عرش الہی کی شان _____ ۲۵۲
- ۲۵۵ - لوح محفوظ کی شان _____ ۲۵۵
- ۲۵۶ - قلم کی شان _____ ۲۵۶
- ۲۵۶ - کرسی کی شان _____ ۲۵۶
- ۲۵۶ - بیت المعبور کی شان _____ ۲۵۶
- ۲۵۷ - حوض کوثر _____ ۲۵۷

۲۵۷ _____ - صور پھونکنا اور قیامت کے حالات

۲۶۵ _____ - فرعون کا محل

۲۶۶ _____ - پھونک کی پانچ قسمیں

۲۶۶ _____ - دس چیزوں کا دلچسپ بیان

۲۶۷ _____ - دس چیزوں میں سب شامل ہیں

۲۶۷ _____ - شہروں کی بربادی کی اسباب

۲۶۷ _____ - پیدائش حضرت آدم علیہ السلام پر جانوروں کا تعجب

۲۶۸ _____ - کوہ قاف کے پیچھے رہنے والا جانور

۲۶۸ _____ - نمک امت محمدیہ کی ضیامت کے لئے ہے

۲۶۹ _____ - رزق کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے

۲۶۹ _____ - دس محرم کے واقعات

۲۷۱ _____ - دسویں محرم کا روزہ

۲۷۲ _____ - جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت

۲۷۲ _____ - قیامت کے دن عالم دین کا مقام و مرتبہ

۲۷۳ _____ - جنت مقام ملاقات ہے

۲۷۳ _____ - مچھر کے خون کا مسئلہ

۲۷۴ _____ - قبر میں دس آدمیوں کے جسم محفوظ ہوں گے

۲۷۴ _____ - شہداء کا رتبہ

۲۷۵ _____ - چار عدد

۲۷۶ _____ - پانچ چیزوں کو اللہ کریم نے پانچ چیزوں میں چھپا رکھا ہے

۲۷۷ _____ - رزق کی تقسیم

۲۷۷ _____ - بڑی دس بڑے جانوروں کی ہم شکل ہے

- ۳۷۸ - اولادِ آدم کے سات قلعہ
- ۳۷۹ - بداخلاق عورت اور برا پروسی
- ۳۷۹ - نبوت کی علامت کیا ہے؟
- ۳۸۰ - سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمہ نے مردہ چیل کو زندہ کیا
- ۳۸۰ - شیخ شبلی مروزی کا دلچسپ واقعہ
- ۳۸۱ - ۱۵۰ حکایت: بچہ کی حاضر جوابی
- ۳۸۱ - ۱۵۱ حکایت: بچہ کا بادشاہ کو خوبصورت جواب
- ۳۸۲ - حضرت انس رضی اللہ عنہ کا جنازہ
- ۳۸۲ - بھتری اور بھتری
- ۳۸۲ - ۱۵۲ حکایت:
- ۳۸۲ - نکتہ: ہر چیز اپنی جنس سے پیار کرتی ہے
- ۳۸۳ - ۱۵۳ حکایت: اعدو ذی اللہ کی برکت
- ۳۸۳ - ۱۵۴ حکایت: مچھلی اور گدھ کی جدائی
- ۳۸۳ - ۱۵۵ حکایت: اللہ تعالیٰ جہت اور سمت سے پاک ہے
- ۳۸۵ - ۱۵۶ حکایت: حضرت سلیمان علیہ السلام کا جانوروں کی دعوت کرنا
- ۳۸۶ - جن وانس کی اقسام
- ۳۸۶ - اولادِ آدم اور شیطان
- ۳۸۷ - حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر تشریف لانا
- ۳۸۸ - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عرش پر پرواز کرنا
- ۳۸۸ - ۱۵۷ حکایت: مہنتی کا شعراں کی موت کا سبب بنا
- ۳۸۹ - ۱۵۸ حکایت: استاد کی ضرورت
- ۳۸۹ - پہلے پیدا کون ہوا؟ انسان یا گھوڑا

- ۱۵۹- حکایت: امام شافعی علیہ الرحمہ کے شاگرد کا جواب ۲۹۱
- جنگل میں گم شدہ جانور کو تلاش کرنا ۲۹۱
- بری عادت کا علاج ۲۹۱
- جانور سوار کو دعا دیتا ہے ۲۹۱
- کھانے کے نقصان سے بچاؤ ۲۹۲
- اللہ تعالیٰ کی ڈھیل ۲۹۳
- حضرت مریم و عیسیٰ علیہما السلام کی عمر ۲۹۳
- ۱۶۰- حکایت: حضرت مقاتل علیہ الرحمہ کی دعا ۲۹۳
- حکیم جالینوس کی حکمت ۲۹۴
- ۱۶۱- حکایت: حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی سخاوت ۲۹۵
- ۱۶۲- حکایت: بلی بطور ڈاکہ ۲۹۵
- ۱۶۳- حکایت: جسم میں سب سے اچھی اور سب سے بری چیز ۲۹۵
- ۱۶۴- حکایت: امام اعمش کی ذہانت ۲۹۶
- ۱۶۵- حکایت: جانور کو بھی جان پیاری ہوتی ہے ۲۹۷
- ۱۶۶- حکایت: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وصیتیں ۲۹۸
- ۱۶۷- حکایت: دعا کی قبولیت ۳۰۰
- ۱۶۸- حکایت: دوزخ کے کتے ۳۰۰
- ۱۶۹- حکایت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرندوں پر شفقت ۳۰۱
- ۱۷۰- حکایت: حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کی توبہ ۳۰۲
- ۱۷۱- حکایت: امت کو پانچ حصوں میں تقسیم فرمایا ۳۰۲
- ۱۷۲- حکایت: حضرت امام علی بن رضار رضی اللہ عنہ ۳۰۳
- ۱۷۳- حکایت: زمین سے نپٹنے کا عمل ۳۰۸

- ۱۷۴- حکایت: صحابہ کرام کا ذریعہ معاش ۳۰۹
- ۱۷۵- حکایت: شفاعت مصطفیٰ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خواب ۳۱۰
- ۱۷۶- حکایت: حضرت ابرہیم بن ادہم کا جواب ۳۱۲
- ۱۷۷- بے عیب عورت کی تلاش اور عورت کا جواب ۳۱۳
- ۱۷۸- حکایت: اخلاق تمام صفات کا جامع ہے ۳۱۴
- ۱۷۹- حکایت: دو سو کنوں کا حال ۳۱۵
- ۱۸۰- حکایت: اونٹ سے کام لینے والے کی خوشحالی ۳۱۶
- ۱۸۱- حکایت: امام غزالی علیہ الرحمہ کا زمخشری کو جواب ۳۱۷
- ۱۸۲- حکایت: عورتوں کی تین قسمیں ہیں ۳۱۹
- ۱۸۳- حکایت: ترک دنیا سے مقام ۳۲۰
- ۱۸۴- حکایت: حضرت شفیق بلخی کا حکیمانہ جواب ۳۲۱
- ۱۸۵- حکایت: متوکل کی سات علامات ۳۲۲
- ۱۸۶- بغیر مانگے رزق ۳۲۶
- ۱۸۷- حکایت: اللہ کریم کی اطاعت ۳۲۷
- ۱۸۸- حکایت: اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل سے رجوع کرنا ۳۲۸
- ۱۸۹- حکایت: بھیڑیا بکریوں کا چرواہا بن گیا ۳۳۱
- ۱۹۰- حکایت: حضرت نوح علیہ السلام کا شیر کو ٹھوکر مارنا ۳۳۲
- ۱۹۱- حکایت: بچہ کی ذہانت موت کو سبب بن گئی ۳۳۲
- ۱۹۲- حکایت: مجنوں کا بچاؤ ۳۳۳
- ۱۹۳- حکایت: ذکر اللہ ہمیشہ رہے گا ۳۳۳
- معراج کے خطبات ۳۳۴
- حضرت میکائیل علیہ السلام کی پیدائش ۳۳۵

- ۱۹۴- حکایت: وفادار عورت _____ ۳۳۶
- ۱۹۵- حکایت: شوہر سے محبت کرنے والی خاتون _____ ۳۳۷
- ۱۹۶- حکایت: حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم _____ ۳۳۸
- _____ بدشگونی سے بچو ۳۳۹
- _____ تلاوت کے وقت کسی کے آنے پر کھڑا ہونا ۳۴۰
- _____ ولی کرامت سے مستغنی ہوتا ہے ۳۴۰
- _____ مصری عورتوں کا رعب ۳۴۰
- _____ کس عورت سے نکاح کرنا ٹھیک ہے ۳۴۰
- _____ جسم کو مضبوط بنانے کا نسخہ ۳۴۱
- _____ صحت کو نقصان پہچاننے والی چیزیں ۳۴۱
- _____ دل کو سخت کرنے والی چیزیں ۳۴۱
- _____ جلد بوڑھا کر دینے والی چیزیں ۳۴۲
- _____ چھ چیزیں محتاجی پیدا کرتی ہیں ۳۴۲
- _____ چار چیزیں نظر کو تیز کرتی ہیں ۳۴۲
- _____ چار چیزیں جسم کو موٹا کرتی ہیں ۳۴۲
- _____ جسم کو کمزور کرنے والی چیزیں ۳۴۲
- _____ دل کو سخت کرنے والی چیزیں ۳۴۳
- _____ اولوالعزم رسول فرشتے ۳۴۳
- _____ حکایت: شراب پینے کی سزا ۳۴۳
- _____ حکایت: ظلم قتل کیے جانے والی شخصیات ۳۴۴
- _____ حکایت: حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی توحید پر دلیل ۳۴۵
- _____ مخلوق تین طرح کی ہے ۳۴۵

- ۳۴۷۔ مصر میں تشریف لانے والے انبیاء کرام
- ۳۴۷۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا تعارف
- ۳۴۹۔ شہر ارم اور شہزاد بادشاہ
- ۳۵۰۔ تابوت اور سیکینہ
- ۳۵۲۔ زنجیر کا کمال اور فضائل داؤد علیہ السلام
- ۳۵۲۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا ذریعہ معاش
- ۳۵۲۔ گناہوں کا کفارہ اور امام غزالی علیہ الرحمہ
- ۳۵۵۔ دعا قبول ہونے کے اوقات
- ۳۵۵۔ دعا قبول نہ ہونے کی وجوہات
- ۳۵۶۔ ۲۰۰۔ حکایت: قید سے رہائی حاصل کرنے کا عمل
- ۳۵۷۔ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے آنسو
- ۳۵۷۔ سانپ، مور اور شیطان کا روٹا
- ۳۵۸۔ ۲۰۲۔ حکایت: اللہ کریم کی کرم نوازی
- ۳۵۹۔ ۲۰۳۔ حکایت: حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی آزمائش
- ۳۶۰۔ شیطان کو دس چیزوں سے عتاب کیا گیا
- ۳۶۰۔ سورہ مجادلہ کی فضیلت
- ۳۶۱۔ تمام بیماریوں سے بچنے کا علاج
- ۳۶۲۔ حاجت پوری کرنے کا عمل
- ۳۶۲۔ تنگ دستی دور کرنے کا وظیفہ
- ۳۶۳۔ مالدار ہونے کا وظیفہ
- ۳۶۳۔ غم دور کرنے کا عمل
- ۳۶۴۔ دل کروڑ نیکیاں

۳۶۴ - سورہ اخلاص کی فضیلت

۳۶۵ - ایک دعا کے تین فائدے

۳۶۵ - اچانک موت اور ایمان کی حفاظت کا وظیفہ

۳۶۵ - سال کے آخر میں دعا

۳۶۸ - ظالم بادشاہ اور بے وقوف شخص سے حاجت کے وقت وظیفہ

۳۶۸ - دائرہ درود کا دم

۳۶۹ - جائز دعا قبول ہونے کا عمل

۳۶۹ - حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا عمل

۳۷۰ - حصول علم کے وقت کی دعا

۳۷۳ - کھملوں کو بھگانے کا وظیفہ

۳۷۴ - سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے حج و عمرہ کی تعداد

۳۷۴ - حاجی آگ سے بری

۳۷۴ - حکایت امام اعظم علیہ الرحمہ کا جواب لا جواب

۳۷۵ - امام علی رضا رضی اللہ عنہ کا فرمانِ آذر آلا و آدم کی عمریں

۳۷۵ - زمین و آسمان کے طبقات اور اسی کے رہائشی

۳۷۶ - حکایت جھوٹا نبوت کا دعویٰ کرنے والا

۳۷۸ - حکایت شمع دان اور بادشاہ کی خدمت گاری

۳۷۸ - حکایت بونے والا پیالہ

۳۷۸ - حکایت یحییٰ بن خالد کا لا جواب فیصلہ

۳۷۹ - حکایت آگ سے محفوظ رہنا

۳۷۹ - حضرت سلیمان علیہ السلام اور پورٹھیا

۳۸۰ - پریزگار کو جیل میں کھانا مل گیا

- ۳۸۱ - ہر شخص کی حفاظت فرشتے کرتے ہیں
- ۳۸۱ - ۲۱۰ حکایت: امیر کا خزانہ فقیر کو مل گیا
- ۳۸۱ - جہد البلاء کا مطلب
- ۳۸۲ - ۲۱۱ حکایت: دیانتداری کا صلہ
- ۳۸۲ - سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین پسندیدہ چیزیں
- ۳۸۲ - حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تین پسندیدہ چیزیں
- ۳۸۲ - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تین پسندیدہ چیزیں
- ۳۸۲ - حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تین پسندیدہ چیزیں
- ۳۸۲ - حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی تین پسندیدہ چیزیں
- ۳۸۵ - حضرت جبریل علیہ السلام کی تین پسندیدہ چیزیں
- ۳۸۵ - اللہ تعالیٰ کی تین پسندیدہ چیزیں
- ۳۸۵ - ائمہ اربعہ علیہم الرحمہ کی تین پسندیدہ چیزیں
- ۳۸۶ - ۲۱۲ حکایت: عورت کی مکاری
- ۳۸۷ - کتے اور تصویر کی وجہ سے ملائکہ کا گھر میں نہ آنا
- ۳۸۷ - کتے کی اچھی عادات
- ۳۸۸ - ۲۱۳ حکایت: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرشتوں پر شفقت
- ۳۸۹ - حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا جواب کہ ہر چیز جوڑا ہے
- ۳۸۹ - داڑھی شریف میں کنگھی کرنے کے فوائد
- ۳۹۰ - بہترین چیز کون سی ہے؟
- ۳۹۱ - خاموشی کے فائدے
- ۳۹۲ - جاہل کی نشانیاں
- ۳۹۲ - ۲۱۴ حکایت: غلطی کا نقصان

۳۹۲ - کبیرہ گناہ

۳۹۳ - پانچ تاریکیاں اور پانچ چراغ

۳۹۴ - جنت کی چیزیں تبدیل نہیں ہوتیں

۳۹۵ - اللہ تعالیٰ محبوب شہر

۳۹۶ - رات کو پانی سے ڈرنے کا علاج

۳۹۸ - دعائے عرش کی فضیلت

۴۰۶ - حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے علمائے یہود کے سوالات

۴۰۶ - سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس اسمائے گرامی

۴۱۳ - قرآن کی وجہ تسمیہ

۴۱۳ - جن لوگوں کی شکلیں مسخ کی گئیں

۴۱۶ - دورے جاہلیت میں عربوں کا مذہب

۴۱۸ - ایک تعویذ

۴۱۸ - کتے پر عذاب الہی

۴۱۹ - حکایت رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا غفورِ گزرا اور عجیبِ معجزہ

1: حکایت:

اللہ والوں کی نماز اور وفات

ایک شخص نے غلام خریدا، غلام نے اپنے آقا سے کہا: اے میرے آقا: میری آپ سے تین شرطیں ہیں۔

1: ﴿ان لا تمنعنی عن الصلوۃ اذا دخل وقتها﴾ جب نماز کا وقت آجائے تو آپ مجھے نماز سے منع نہیں کریں گے۔

2: ﴿ان تستخدمنی بالنهار ولا تشغلنی باللیل﴾ آپ دن کو مجھ سے خدمت لیں اور رات کو آپ مجھ کو مشغول نہ رکھیں۔

3: ﴿ان تجعل لی بیتا لا یدخلہ احد غیری﴾ آپ میرے لیے ایک کمرہ وقف کر دیں وہاں میرے علاوہ کوئی داخل نہ ہو۔

آقا نے اس کی تینوں شرطیں قبول کر لیں۔ غلام نے سارے گھر کا چکر لگایا اور ایک خالی کمرے کو پسند کیا۔ آقا نے غلام سے کہا: ﴿لم احترت الخراب؟﴾ تو نے یہ خالی کمرہ پسند کیوں کیا؟ غلام نے عرض کیا: اے میرے آقا: ﴿اما علمت ان الخراب یکنون مع اللہ عمارۃ ویستانا﴾ کیا آپ کو یہ پتہ نہیں کہ خالی گھر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد ہو جاتا ہے؟ پس وہ غلام اس کمرے میں رات کو (ذکر الہی میں) مشغول رہے لگا۔ تو اس کے آقا نے کسی ایک رات شراب اور رقص و سرود کی محفل سجائی، جب آدھی رات ہوئی تو اس کے دوست یا سب چلے گئے۔ آقا اٹھا اور سارے گھر کا چکر لگایا، جب غلام کے کمرے کے پاس پہنچا تو کیا دیکھا کہ ایک نور کی قندیل آسمان سے لٹک رہی ہے۔ اور غلام سجدہ میں اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کر رہا ہے۔ اور وہ عرض کر رہا ہے۔

﴿الہی اوجبت علی خدمۃ مولای نہارا ولو لای ما اشتغلت الا

بخدمتک لیلی ونہاری فاعذرنی ربی﴾

ترجمہ: اے میرے الہی، تو نے دن کو میرے مالک کی خدمت میرے ذمہ لازم کر دی، اگر میرے ذمہ یہ خدمت نہ ہوتی تو دن، رات میں تیری ہی عبادت میں مصروف رہتا۔ اے میرے رب عزوجل تو مجھے معذور رکھ۔

مالک فجر تک یہ نظارہ دیکھتا رہا، اس کے بعد قندیل آسمان کی طرف چلی گئی۔ اور چھت سے نور بند ہو گیا۔

آقا نے اپنی بیگم سے یہ سنار واقعہ بیان کیا۔ جب دوسری رات آئی تو آقا اور اس کی بیگم خالی کمرے کے پاس گئے تو دیکھا چھت پر قندیل اسی طرح لٹکی ہوئی ہے۔ اور غلام فجر تک مناجات کرتا رہا۔ اگلے دن آقا اور بیگم نے غلام کو بلا کر کہا کہ: ﴿انبت حبر لوجه الله حتى تنفزع لخدمۃ من كنت تعتذر الیه﴾ تو اللہ کے لئے آزاد ہے تاکہ تو آزاد ہو کر اس کی عبادت کر سکے، جس سے تو معذرت کرتا ہے۔

ان دونوں نے غلام کو اس کی کرامت سے آگاہ کیا جو انہوں نے رات کو دیکھی تھی۔ جب غلام نے یہ سنا تو دونوں ہاتھ اٹھا کر عرض کی: ﴿الہی کنت اسئلك ان لا تكشف ستري وان لا تظهری حالی فاذا کشفته فاقبضنی الیک فخر میتا رحمة الله تعالی﴾ یا الہی میں نے تجھ سے عرض کی تھی کہ میرا پردہ اور حال ظاہر نہ فرمانا۔ جب تو نے میرے حال کو ظاہر کر دیا ہے تو میری جان قبض کر لے پس وہ مردہ ہو کر گر پڑا۔ اللہ اس پر رحمت کرے۔

2 حکایت ﴿عشاق کی عبادت کا طریقہ﴾

ایک عابد محض نے نماز شروع کی جب وہ اس آیت ﴿ایاک نعبد﴾ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں پڑھتا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ حقیقی عبادت گزار ہے تو

غائب سے آواز آئی: ﴿کذبت انما تعبد الخلق﴾ تو تو جھوٹا ہے تو مخلوق کی عبادت کر رہا ہے۔ یہ سن کر اس نے فوراً توبہ کی اور لوگوں سے الگ ہو کر پھر نماز میں شروع ہو گیا۔ جب ﴿ایاک نعبد﴾ پر پہنچا تو پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ حقیقی عبادت گزار ہے۔ تو غائب سے آواز آئی: ﴿کذبت انما زوجتک﴾ تو جھوٹا ہے تو تو اپنی بیوی کی عبادت کر رہا ہے۔ یہ سن کر اس نے فوراً اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور پھر نماز میں شروع ہو گیا۔ جب ﴿ایاک نعبد﴾ پر پہنچا تو غائب سے آواز آئی: ﴿کذبت انما تعبد مالک فتصدق بجمیعہ﴾ تو جھوٹا ہے بے شک تو اپنے مال کی عبادت کر رہا۔ پس اس نے اپنی حاجت اصلیہ کے علاوہ سارا مال صدقہ کر دیا۔ اور پھر نماز میں شروع ہو گیا۔ جب ﴿ایاک نعبد﴾ پر پہنچا تو دل میں خیال آیا کہ میں ہی حقیقی عبادت گزار ہوں تو غائب سے آواز آئی: ﴿ان صدقت فانت من العابدین حقیقہ﴾ تو واقعی ہی سچا ہے اور سچے عبادت گزاروں میں سے ہے۔

3 حکایت: ﴿حضرت حاتم اہم کی عبادت﴾

عصام بن یوسف، حضرت حاتم اہم کی محفل میں آئے اور ان پر اعتراض کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ عصام نے کہا: اے ابو عبد الرحمن [یہ حاتم کی کنیت ہے] ﴿کیف تصلی﴾؟ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ حضرت حاتم نے ان کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہا کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو میں کھڑے ہو کر پہلے ظاہری وضو کرتا ہوں پھر باطنی وضو کرتا ہوں۔ عصام نے کہا: یہ ظاہری اور باطنی وضو کیسے ہوتا ہے؟ حاتم اہم نے فرمایا: ظاہری وضو یہ ہے کہ میں اعضائے وضو کو پانی کے ساتھ دھوتا ہوں۔ باطنی وضو یہ ہے کہ میں اعضائے وضو سے دھوتا ہوں۔ وہ سات چیزیں یہ ہیں توبہ، ندامت، دنیا کی محبت کو چھوڑنا، مخلوق کی تعریف، دنیا کاری، کینہ اور حسد [ان سے دل کو پاک کرتا ہوں]۔ پھر مسجد جا کر اعضاء کو بچھتا ہوں اور یہ خیال کرتا ہوں کہ میں کعبہ کو

دیکھ رہا ہوں۔ اور امید اور خوف کی حالت میں کھڑا ہوتا ہوں کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور جنت میرے دائیں جانب اور جہنم میرے بائیں طرف ہے۔ موت کا فرشتہ میرے پیچھے کھڑا ہے۔ اود میں یہ تصور کرتا ہوں کہ میرے قدم پل صراط پر ہیں اور پھر یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میزی زندگی کی آخری نماز ہے پھر نیت باندھ کر خشوع و خضوع کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں اور قرآن کے الفاظ پر غور و فکر کر کے تلاوت کرتا ہوں اور عاجزی کے ساتھ رکوع اور گرہ و زاری کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ اللہ کی رحمت کی امید پر تشہد اور خلوص کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ اور میں تین (30) سال سے اسی طرح نماز پڑھ رہا ہوں۔ عصام نے کہا یہ ایسا عمل ہے کہ اس پر آپ کے علاوہ کوئی دوسرا طاقت نہیں رکھتا پھر عصام زار و قطار رو پڑا۔

4: حکایت ﴿شیطان کے جال میں بادشاہ پھنس گیا﴾

ایک نوجوان بادشاہ جب ایک سلطنت کا مالک بنا تو اس نے سلطنت میں کوئی سکون نہ پایا، اس نے اپنے درباریوں سے پوچھا: کیا لوگوں کو بھی سکون نہیں ہے جس طرح مجھے سلطنت میں سکون نہیں؟ چیلوں نے عرض کیا: ایسا نہیں ہے بلکہ لوگ حق پر قائم اور پرسکون ہیں۔ بادشاہ نے کہا، کوئی ایسی چیز ہے جو سلطنت کو میرے لئے قائم اور پرسکون رکھ سکتی ہے۔ لوگوں نے کہا: علماء اس سلطنت کو آپ کے لئے قائم اور پرسکون رکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنے شہر کے علماء اور صوفیاء کو بلایا اور ان سے کہا کہ آپ لوگ میرے ساتھ رہیں اور جو مجھ میں اچھی بات دیکھو ان کا مجھے حکم دو اور جو غلط بات دیکھو اس سے مجھے روک دو۔ علماء اور صوفیاء نے ایسا ہی کیا اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس کی سلطنت چار سو سال تک قائم اور پرسکون رہی۔

ایک دن شیطان لعنتی بادشاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے پوچھا: منی انت؟ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں شیطان ہوں۔ آگے سے شیطان نے پوچھا تم کون ہو؟ بادشاہ نے

کہا میں آدم کی اولاد میں سے ایک شخص ہوں۔ شیطان نے کہا اگر تم آدم کی اولاد میں سے ہوتے تو دوسرے لوگوں کی طرح کپ کے مر گئے ہوتے۔ تم تو خدا ہوا اور لوگوں کو اپنی پوجا کی دعوت دو۔ شیطان کی یہ شرارت بادشاہ پر اثر کر گئی چنانچہ اس نے منبر پر چڑھ کر کہا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اخْفِيتْ عَلَيْكُمْ وَقَدْ جَاءَ وَقْتُ الظَّهَارِ تَعْلَمُونَ أَنِّي مُلْكُكُمْ أَرْبَع مِائَةِ سَنَةٍ وَلَوْ كُنْتُ مِنْ بَنِي آدَمَ لَمِتْ كَمَا يَمُوتُ بَنُو آدَمَ وَإِنَّمَا أَنَا اللَّهُ فَاعْبُدُونِي﴾ اے لوگو! میں تم سے ایک بات خفیہ رکھتا تھا اور اب میں اس کو ظاہر کر رہا ہوں کہ میں چار سو سال سے تمہارا بادشاہ ہوں اور اگر میں آدم کی اولاد سے ہوتا تو اسی طرح مر گیا ہوتا جس طرح دوسرے لوگ مر گئے ہیں۔ میں تو تمہارا خدا ہوں اور تم میری پوجا کرو۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے نبی کو وحی بھیجی کہ اس کو بتادو کہ جب تک وہ حق پر قائم رہا میں نے اس کی سلطنت کو سلامت رکھا اور جب سے وہ میری نافرمانی کرنے لگا گیا تو: ﴿فَبِعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا سُلْطَانَ عَلَيْهِ بَحْتُ نَصْرٍ فَسُلْطَةُ عَلَيْهِ فَضْرٌ عَنْقُهُ وَارْقَرُ مِنْ خِزَانَتِهِ سَبْعِينَ سَفِينَةً مِنَ الذَّهَبِ﴾ ترجمہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں اس بادشاہ پر بخت نصر جیسے ظالم بادشاہ کو مسلط کروں گا۔ چنانچہ بخت نصر نے اس پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر اس کے خزانوں سے ستر (70) کشتیاں ہونے کی حاصل کی۔

5: حکایت ﴿ہارون الرشید اور وفادار لونڈی﴾

خلیفہ ہارون رشید کی ایک بلیک اور بد صورت لونڈی تھی۔ ایک مرتبہ ہارون رشید نے اپنی لونڈیوں کے درمیان درہم و دینار لوٹائے۔ تمام لونڈیوں نے درہم و دینار لوٹنے شروع کر دیے مگر وہ بلیک اور بد صورت لونڈی کھڑی ہارون رشید کے چہرے کو دیکھتی رہی۔ اس سے پوچھا گیا تو درہم و دینار کیوں نہیں لوٹی؟ اس نے جواب دیا ان لونڈیوں

میں کا مقصود رجم و دینار ہے اور میرا مطلوب دیناروں کا مالک ہے۔ ہارون رشید کو اس بد صورت لونڈی کی اس بات سے تعجب ہوا۔ پھر اس لونڈی کو اپنے خاص لوگوں میں شامل کر لیا۔ دوسرے بادشاہوں کو جب یہ خبر ملی کہ ہارون رشید اپنی ایک بد صورت لونڈی پر عاشق ہو گیا ہے۔ اور ہارون رشید کو بھی اس بات کا علم ہوا تو اس نے تمام بادشاہوں کی اپنے ہاں ایک میٹنگ بلائی۔ اس کے بعد ساری لونڈیوں کو بلا کر ایک ایک یا قوت کا پیالہ دیے کر اسے توڑنے کا حکم دیا۔ سب لونڈیاں پیالے کو توڑنے سے رک گئیں مگر اس بد صورت اور کالی لونڈی نے فوراً پیالہ زمین پر مار کر توڑ دیا۔ اس کے بعد خلیفہ نے تمام بادشاہوں سے کہا کہ اس لونڈی کا چہرہ تو بد صورت ہے مگر اس کا کام انتہائی لا جواب ہے۔ پھر ہارون رشید نے اس لونڈی سے پوچھا کہ تو نے یہ پیالہ کیوں توڑا ہے؟ اس نے عرض کیا: آپ نے مجھے اس کے توڑنے کا حکم دیا ہے تو میں نے دیکھا کہ اس کے توڑنے سے خلیفہ کے خزانے میں تو نقصان ہوگا لیکن اس کے نہ توڑنے سے خلیفہ کے حکم کی نافرمانی ہوگی۔ اس لیے خلیفہ کے حکم کی تعمیل اور عزت ضروری ہے خزانے کے نقصان سے۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ پیالہ کو توڑنے سے لوگ مجھے دیوانی کہیں گے اور نہ توڑنے میں لوگ مجھے نافرمان کہیں گے۔ مجھے پہلی بات زیادہ پسند ہے دوسری سے۔ یعنی دیوانی کہلانا بہتر ہے نافرمان کہلانے سے۔ سب بادشاہوں نے لونڈی کے اس کام کی تعریف کی اور خلیفہ کو اس کی محبت میں معذور سمجھا۔ واللہ اعلم

6. حکایت حضرت امام جعفر صادق کی دانائی

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص مسجد میں سویا ہوا تھا اس ساتھ ایک تھیلی بھی تھی جب وہ ہنڈ سے بیدار ہوا تو اس نے تھیلی کھم پائی اس نے فر دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو وہ شخص امام جعفر صادق سے جھگڑا اور اس نے کہا میری تھیلی جوڑی ہوئی ہے اگر میرے پاس آپ کے بلاؤ کوئی نہ تھا۔ امام جعفر صادق نے

نے فرمایا: ﴿کم کان فی ہمانک﴾ تیری تھیلی میں کتنے دینار تھے؟ اس نے کہا: الف دینار، ایک ہزار دینار تھے۔ حضرت امام جعفر صادق اپنے گھر گئے اور ایک ہزار دینار لا کر اس شخص کو دے دیئے۔ پھر وہ شخص اپنے دوستوں کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ تیری تھیلی تو ہمارے پاس ہے، ہم نے تیرے ساتھ مزاق کیا تھا وہ شخص دینار لے کر واپس مڑا اور لوگوں سے پوچھنے لگا جس شخص نے مجھے دینار دیئے تھے وہ کہاں ہے [اور کون ہے]۔ لوگوں نے بتایا: وہ رسول اللہ کی اولاد میں سے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص امام جعفر صادق کے پاس گیا اور دینار واپس کرنے لگا۔ آپ نے اس کو قبول نہ کیا اور فرمانے لگے: ﴿انا اذا اخرجنا شیئاً عن ملکنا لا یعود الینا رضی اللہ عنہ﴾ ہم جب کوئی چیز اپنی ملکیت سے نکال دیتے ہیں تو پھر اسے واپس نہیں لیتے۔

7: حکایت ﴿خاوند کی فرما برداری کا فائدہ اور نافرمانی کی سزا﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک نوجوان سخت بیمار ہو گیا تو اس کی ماں نے نذرمانی کہ اگر اللہ پاک نے اسے مرض سے شفاء دے دی تو میں سات دن کے لئے دینا سے باہر نکل جاؤں گی۔ پس اللہ پاک نے اسے بیماری سے شفا یاب کر دیا۔ لیکن اس عورت نے اپنی نذر کو پورا نہ کیا۔ ایک رات وہ عورت سو رہی تھی تو خواب میں کسی نے کہا کہ تو اپنی نذر پوری کر، تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت نہ پہنچے۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور سارا قصہ سنایا اور کہا کہ وہ قبرستان میں اس کے لئے قبر تیار کر کے اسے قبر میں دفن کر دے۔ بیٹے نے ایسا ہی کیا جب وہ عورت قبر میں اتری تو اس نے عرض کیا: ﴿اللہی و سیدی قد فعلت جہدی و طاقتی و اوفیت بندری فاحفظنی فی ہذا القبر من الافات﴾ اے میرے خدا اور میرے مولا۔ بے شک میں نے اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق اپنی نذر کو پورا کیا پس تو مجھے قبر کی آفتوں سے محفوظ رکھنا۔

اس دعا کے بعد بیٹا قبر پر مٹی ڈال کر واپس آ گیا۔ تو عورت نے [قبر میں] اپنے سر کی طرف سے ایک چمکتا ہوا نور دیکھا اور کھڑکی نما ایک سوراخ بھی دیکھا۔ اور سوراخ سے اسے ایک باغ نظر آیا جس میں دو عورتیں بیٹھی ہوئیں تھیں۔ ان دونوں عورتوں نے اس بدقونہ بی بی کو آواز دی کہ اے بی بی: تم ہماری طرف نکل آؤ۔ چنانچہ وہ سوراخ کھل گیا اور وہ عورت ان عورتوں کی طرف نکل کر چلی گئی۔ وہاں اس نے ایک صاف ستھرا حوض دیکھا وہ دونوں عورتیں اس پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ عورت ان کے پاس جا بیٹھی اور ان کو سلام کیا لیکن انہوں نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ اس عورت نے ان سے پوچھا کہ تم نے میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا حالانکہ تم دونوں سلام کا جواب دینے کی قدرت رکھتی ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ سلام فرما برداری ہے اور ہمیں اطاعت، فرما برداری سے منع کیا گیا ہے۔ اسی دوران وہ عورت کیادیکھتی کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک کے سر پر ایک چڑیا اپنے پروں سے ٹکھنی چلا رہی ہے اور دوسری عورت کے سر پر ایک پرندہ اپنی چونچیں مار رہا ہے۔ اس بدقونہ عورت نے پہلی عورت سے پوچھا: ﴿بِمَاذَا نِلْتَ هَذِهِ الْكَرَامَةَ﴾ یہ کرامت تمہیں کس وجہ سے ملی؟ اس عورت نے جواب دیا: ﴿كَانَ لِي فِي الدُّنْيَا زَوْجٌ وَكُنْتُ مُطِيعَةً لَهُ وَقَدْ خَرَجْتُ مِنَ الدُّنْيَا وَهُوَ عَنِي رَاضٍ فَكَرَّمَنِي اللَّهُ بِهَذِهِ الْكَرَامَةِ﴾ ترجمہ: دنیا میں جو میرا شوہر تھا میں اس کی تابع دار تھی، جب میرا دنیا سے انتقال ہوا تو میرا شوہر مجھ سے راضی تھا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کرامت عطا فرمائی۔

پھر اس نے دوسری عورت سے پوچھا: ﴿بِمَاذَا أَصَابَتْكَ هَذِهِ الْعُقُوبَةُ﴾ تم عذابت میں مبتلا کیوں ہو؟ اس نے جواب دیا: ﴿اُنْسَى كُنْتُ امْرَاةً صَالِحَةً وَكَانَ لِي فِي الدُّنْيَا زَوْجٌ وَكُنْتُ عَاقِبَةً لَهُ وَقَدْ خَرَجْتُ مِنَ الدُّنْيَا وَهُوَ سَاخِطٌ عَلَيَّ فَجَعَلَ اللَّهُ فِرَاقِي زَوْجَهُ لَصْلَاحِي وَرَاقِبِي بِهَذِهِ الْعُقُوبَةِ بِسَخَطِ زَوْجِي﴾ ترجمہ: میں ایک نیک صالحہ عورت تھی لیکن دنیا میں میں اپنے شوہر کی نافرمان تھی جب

دنیا سے میرا انتقال ہو تو میرا شوہر مجھ سے ناراض تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نیک صالحہ ہونے کی وجہ سے میری قبر کو جنت کا باغ بنا دیا اور شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے مجھے یہ عذاب دیا ہے۔

میں تم سے عرض کرتی ہوں کہ جب تم دنیا میں واپس جاؤ تو میرے شوہر سے میرے لیے سفارش کرنا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ جب اس مدفونہ عورت پر سات دن گزر گئے تو ان عورتوں نے اس مدفونہ عورت سے کہا اٹھو اور اپنی قبر میں واپس چلی جاؤ کیونکہ تیرا بیٹا تجھے لینے آیا ہے۔ جب وہ عورت واپس اپنی قبر میں آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کا بیٹا اس کی قبر کھود رہا ہے۔ بیٹے نے اپنی ماں کو قبر سے باہر نکالا اور اس کو اپنے گھر لے آیا اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی کہ فلاں عورت نے اپنی منت پوری کر لی ہے۔

لوگ اس کی زیارت کے لئے آئے اور اس عورت کا شوہر بھی آیا جس نے اس مدفونہ عورت کو کہا تھا کہ یہ دنیا میں جا کر اس کے شوہر سے اس کی معافی کی درخواست کرے۔ چنانچہ اس عورت نے اسکے شوہر سے اس کی بیوی کا سارا حال بیان کیا۔ اور بیوی کو معاف کر دینے کی سفارش کی تو اس شوہر نے معاف کر دیا۔

ایک رات خواب میں اس عورت نے اس کی بیوی کو دیکھا کہ اس نے کہا: قد نجوت من العقوبة بسببك فراك الله خيرا وعفا عنك۔ میں نے عذاب سے تیری وجہ سے نجات پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے بہتر جزاء دے اور تیرے گناہوں کو معاف فرمائے۔

8: حکایت غلام کی دعا سے بارش کا نزول

حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا وہاں سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ لوگ میدان عرفات میں نماز استسقاء ادا کر رہے تھے لیکن قحط ختم ہونے کی بجائے

اور زیادہ ہو گیا۔ لوگ جمعہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔ اگلے ہفتے جمعہ کے بعد لوگ پھر عرفات کی طرف نکلے میں نے وہاں ایک کالے رنگ اور کمزور جسم والا شخص دیکھا اس نے دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے رب عزوجل سے درخواست کی اور پھر سجدہ میں گر کر دعا کی: **وَعِزَّتِكَ لَا اِرْفَعُ رَأْسِي مِنَ السُّجُودِ حَتَّى تَسْقِيَ عِبَادَكَ** [اے اللہ عزوجل] تیری عزت کی قسم۔ میں اس وقت تک سجدہ سے سر نہیں اٹھاؤں گا جب تک تو اپنے بندوں کو رحمت کی بارش سے سیراب نہ کرے گا۔

اچانک میں نے آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا دیکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا آسمان بادل سے بھر گیا اور اتنی بارش ہوئی کہ مشکیں منہ تک بھر گئیں۔ اس کے بعد اس کالے غلام نے اللہ پاک کی حمد و ثناء کی اور واپس چلا گیا اور میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا حتیٰ کہ وہ ایک ایسے مکان میں داخل ہوا جس کا مالک غلاموں اور جانوروں کی تجارت کرتا تھا۔ میں وہاں سے واپس آ گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں درہم دوینار لے کر اس گھر کے مالک کے پاس حاضر ہوا اور اسے کہا کہ مجھے ایک غلام خریدنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس نے مجھے تین غلام دکھائے، میں نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور غلام بھی ہیں۔ اس نے کہا ہاں ایک منحوس غلام باقی ہے جو کسی سے بات چیت نہیں کرتا۔ میں نے کہا اسے بھی دکھاؤ اس نے وہی غلام نکالا جس کو میں نے دیکھا تھا۔ میں نے مالک سے پوچھا کہ تم نے اسے کتنے میں خریدا تھا، اس نے کہا میں نے اسے تین دینار میں خریدا تھا لیکن تمہیں دس دینار کا دے دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے کہا نہیں، بلکہ میں تمہیں ستائیس دینار زیادہ دیکر غلام لوں گا، میرا یہ غلام کوہا تمہارے پڑ کر واپس آئے۔ غلام نے آپ سے کہا: **يَا مَوْلَايَ لِمَ اشتريتني وانا لا اطيع خدمتك** [اے میرے مالک، آپ نے مجھے کیوں خریدا؟ میں تو آپ کی خدمت کی طاقت میں رکھا؟ آپ نے کہا: **انتم اشتريتك لتكون انت مولاي وانا خادمك** [میں نے آپ کو اس لئے خریدا ہے

کہ تم میرے مالک بنو اور میں تمہارا خادم بنوں۔ اس نے کہا، تم اس طرح کیوں کرتے ہو۔ میں نے کہا: ﴿رأيتك بالامس قد دعوت الله تعالى فاجابك فعرفت كرامتك عليه﴾ کل میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور آپ کی دعا قبول ہو گئی پس اس سے آپ کی کرامت میں نے پہچان لی۔ اس غلام نے کہا کیا حقیقت میں آپ نے ایسا ہی دیکھا ہے۔ میں نے کہا، ہاں، اس نے کہا: ﴿فهل تعتقني﴾ کیا آپ مجھے آزاد کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا: ﴿انت حر لوجه الله تعالى﴾ آپ اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہیں۔ تو اچانک ہاتھ غیبی سے آواز سنائی دی جس میں کوئی شخص نظر نہیں آیا، کہنے والے نے کہا: ﴿يا ابن المبارك ابشر فقد غفر الله لك﴾ اے ابن مبارک، تجھے مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری بخشش فرمادی ہے۔

پھر غلام نے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی، اور عرض کیا: ﴿الحمد لله هذا عتق مولای الا صغر فكيف يكون عتق مولای الا کبر﴾ اللہ کا شکر ہے جس نے چھوٹے مالک سے آزاد کیا، پس بڑے مالک کے آزاد کرنے پر کیسے شکر ادا کروں گا۔ اسکے بعد وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کی: ﴿الهي انت تعلم اني عبدك ثلاثين سنة وان العهد بيني وبينك ان لا تكشف ستري فحينئذ كشفت فاقبضني اليك﴾ اے میرے اللہ تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے تیس سال سے تیری بندگی کی اور میرے اور تیرے درمیان ایک عہد و پیمان تھا کہ تو میرے راز کو ظاہر نہیں کرے گا اب تو نے میرے راز کو کھول دیا ہے لہذا تو میری جان کو قبض کر کے اپنی طرف بلا لے۔

اسکے بعد وہ غش کھا کر گرا اور فوت ہو گیا۔ میں نے اسے ہلکے سا کفن دے کر اس کی نماز جنازہ ادا کی اور دفن کر دیا۔ جب میں سویا تو ایک حسین و جمیل اور عمدہ لباس میں ملبوس بزرگ دیکھا اور اسی طرح کا ایک اور بزرگ ان کے ساتھ تھا۔ اور دونوں ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ ایک نے مجھے کہا: ﴿يا ابن المبارك امانا

تَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ ثَمَّ مَشِيًّا ﴿۱﴾ اے ابن مبارک، کیا تجھے اللہ سے شرم نہیں آئی، پھر وہ چلے گئے۔ میں نے عرض کیا: ﴿مَنْ أَنْتَ﴾؟ آپ کون ہیں؟ فرمانے لگے: ﴿إِنَّا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَهَذَا ابْنُ إِبْرَاهِيمَ﴾ میں محمد رسول اللہ ہوں اور یہ میرے باپ ابراہیم ہیں۔ میں نے عرض کیا: ﴿كَيْفَ لَا اسْتَحْيِي وَانَّا أَكْثَرُ الصَّلَاةِ﴾ میں کیسے اللہ سے شرم نہیں کرتا حالانکہ میں کثرت سے نماز پڑھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ﴿مَاتَ وَلِيٌّ مِنْ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى فَلَمْ تَحْسَنْ كَفَنَهُ﴾ اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے ایک ولی فوت ہوا تو تو نے اسے اچھا کفن نہیں دیا۔ جب صبح ہوئی تو ابن مبارک نے اسے قبر سے نکالا، اچھا کفن دیا، اس پر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔ اللہ کی اس پر رحمت ہو۔

نوٹ: ﴿توبہ کی فضیلت﴾

حکیم ابوالقاسم الحکیم سے سوال کیا گیا کہ ایک گناہ گار جو اپنے گناہ سے توبہ کرے یا ایک کافر جو ایمان لے آئے ان دونوں میں سے کون افضل ہے؟ جواب ارشاد فرمایا: وہ گناہ گار جو اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ افضل ہے۔ کیونکہ گناہ گار اپنے گناہ کی حالت میں بھی اپنے رب تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے۔ جب کہ کافر حالت کفر میں اجنبی تھا، جب ایمان لایا تو اجنبیوں کے درجہ سے نکل کر معرفت کے مقام پر پہنچ گیا۔ جبکہ گناہ گار معرفت کے مقام سے بڑھ کر احباب کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَاللَّهُ يَحِبُّ التَّوَّابِينَ﴾ اور اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

9: حکایت ﴿وِی کشتی باہر نکل آئی﴾

ایک آدمی نے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ہم تاجروں کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ اچانک تیز ہوا میں چلنے لگی اور سمندر میں موجیں اٹھنے لگیں اور کشتی ہچکولے کھانے لگی۔ ہم لوگ بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے مگر کشتی کے ایک کونے میں اونٹ کی اون کا کھیل اور بھٹے ہوئے ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جب لہریں اٹھنے لگی اور کشتی ہچکولے کھانے

لگی۔ حتیٰ کہ اس میں پانی داخل ہونے لگا اور وہ بھاری ہونے لگی اور ہم جان و مال سے مایوس ہونے لگے، اچانک وہ شخص باہر نکلا اور پانی پر کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ ہم نے اسے کہا: ﴿یسا ولی اللہ ادر کنا﴾ اے اللہ کے ولی ہماری مدد کرو۔ اس نے ہماری طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ پھر ہم نے اس سے عرض کیا: ﴿بحق من قواک لعبادہ اغثننا و ادر کنا﴾ تجھے اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو عبادت کی توفیق دی ہے، ہماری مدد فرما اور ہمیں بچا۔ اس نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور کہا، تمہارا کیا حال ہے۔ وہ اس وقت تک ہماری پریشانی سے بے خبر تھا۔ ہم نے کہا: ﴿الا تسرفی السبی السفینة وما اصابها من الامواج والرياح﴾ کیا آپ کشتی کی طرف نہیں دیکھتے کہ دریا کی لہروں اور طوفان سے ہمیں کیا پریشانی پہنچی ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا: ﴿تقربوا الی اللہ﴾ تم سب اللہ کا قرب حاصل کرو۔ ہم نے عرض کیا: ﴿بماذا نتقرب﴾ ہم کس چیز سے اللہ کا قرب حاصل کریں۔ اس نے فرمایا: (بتروک الدنیا) دنیا کو چھوڑ دو۔ ہم نے اس سے عرض کیا، ہم نے دنیا ترک کر دی۔ پھر اس نے فرمایا: ﴿اخرجوا باسم اللہ فمازلنا نخرج و اخذوا اخذاً لعمشی علی الماء حتی اجتمعنا حولہ ونحن قیام علی الماء و کنا مائتی نفس او اکثر فغرقت السفینة بما فیها من الاموال﴾ اللہ پاک کے نام کے ساتھ تم سب نکلو پس ہم ایک ایک کر کے نکلتے گئے اور پانی پر چل کر اس کے گرد جمع ہوتے گئے حتیٰ کہ ہم پانی پر کھڑے ہو گئے اور ہم دوسو افراد سے زیادہ تھے۔ جب ہم باہر نکلے تو کشتی اور سارا سامان ڈوب گیا۔ پھر اس نے کہا کہ تم دنیا کے خوف سے توبہ کے جواب چلے جاؤ۔ ہم نے اس سے عرض کیا: ﴿فستلک باللہ من الت یوحی الیک اللہ﴾ ہم اللہ کی قسم دیکر آپ سے پوچھتے کہ آپ کون ہیں؟ جواب دیا، میں اولین قرنی ہوں۔ ہم نے آپ سے کہا کہ اس کشتی میں مدینہ کے فقراء کا مال ہے اور اس مال کو مصر کے ایک شخص نے بھیجا ہے۔ حضرت اولین قرنی نے فرمایا: ﴿ان ید اللہ علیکم اموالکم تقسمونہا علی

مسلمان نے دیکھا تو اس نے رکوع کی حالت میں حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ اور کہا: ﴿انسی لا ستحیی من محمد ان ادخل علی الکافر کھیاء الراکع﴾ میں حضرت محمد سے حیا کرتا ہوں کہ میں ایک کافر کے سامنے رکوع کی حالت میں داخل ہوں۔ بادشاہ نے کہا۔ اس زنجیر کو اٹھا دو تا کہ وہ داخل ہو سکے جب وہ داخل ہوا تو اس نے بادشاہ سے بڑی کھل کر طویل گفتگو کی۔ بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿ادخل فی دیننا حتی اصنع خاتمی فی یدک واعطیک ولایة الروم فتفعل فیہا ما تشاء﴾ تو ہمارے دین داخل ہو جا میں اپنی انگٹھی تیرے ہاتھ میں پہنا دو گا، اور روم کی بادشاہت بھی تجھے دے دوں گا۔ پس تیرا جو جی چاہے کر۔ مسلمان نے رومی بادشاہ سے کہا: ﴿کم للروم من الدنیا﴾ روم دنیا کا کتنا حصہ ہے؟ بادشاہ نے جواب دیا: ﴿ثلثھا او ربعھا﴾ تہائی یا چوتھائی حصہ ہے۔

مسلمان نے جواب دیا: ﴿لو كانت الدنیا کلھا لہم مملوۃ ذہبا و جوهرا واعطوھا لی بدلا عن سماع اذان یوم ما قبلتھا﴾ اگر ساری دنیا بھی تیرے قبضہ میں ہوتی اور تو اس کو سونے اور جواہرات سے بھر کر مجھے اذان نہ کہنے کے بدلے دیتا تو میں اس کو بھی قبول نہ کرتا۔ بادشاہ نے پوچھا: اذان کیا ہے؟ مسلمان جیالے نے کہا کہ اذان یہ ﴿اشھد ان لا الہ الا اللہ، و اشھد ان محمد ارسول اللہ﴾ رومی بادشاہ نے کہا: ﴿انہ ثبت حب محمد فی قلبہ فلا یمکنہ ان یرجع فی ہذہ الساعۃ﴾ بے شک اس مسلمان کے دل میں [اس کے نبی] محمد کی محبت ثابت ہو گئی ہے اب اس کا واپس مڑنا ممکن نہیں ہے۔

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک دیگ پانی کی بھر کر آگ پر چڑھائی جائے جب پانی ابلنے لگے تو اس مسلمان کو اس میں ڈال دو۔ چنانچہ غلاموں نے حکم کی تعمیل کی۔ جب اس کو ابلنے پانی میں ڈالا جانے لگا تو اس نے ﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ پڑھی ﴿فدخل من جانب وخرج من اخر بقدرۃ اللہ تعالیٰ﴾ اور دیگ کی ایک طرف

سے داخل ہوا اور دوسری طرف اللہ کی قدرت سے صحیح سلامت نکل آیا۔ لوگ یہ منظر دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا: ﴿ان یحبس فی بیت مظلم ویمنع عنہ الطعام والشراب ویلقى له لحم الخنزیر والخمر اربعین یوما﴾ اس مسلمان کو ایک بند تاریک کوٹھری میں قید کر دیا جائے، اور کھانا پینا روک دیا جائے۔ چالیس دن اس کو سوائے سور اور شراب کے کوئی کھانے کی چیز نہ دی جائے۔ غلاموں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایسا ہی کیا۔ جب چالیس دن پورے ہوئے تو دروازہ کھولا تو دیکھا جو کچھ اس کے سامنے رکھا تھا وہ اسی طرح پڑا ہوا ہے۔ اس نے کوئی چیز بھی نہیں کھائی۔ لوگوں نے پوچھا: ﴿کیف لا تاكل منه واکله جائز فی دین محمد عند الضرورة﴾ تو نے اس سے کیوں نہیں کھایا حالانکہ مجبوری کی حالت میں اس سے کھانا دین محمدی میں کھانا جائز ہے۔ مسلمان نے جواب دیا: ﴿لست اکل منہ لفروحتم وانما اردت اغاظکم﴾ اگر میں اس سے کھا لیتا تو تم خوش ہوتے حالانکہ میں نے تمہیں غضبناک کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔

بادشاہ نے کہا: ﴿لم تاكل من ذلك فاسجد لی حتی اخلی سبیلک و سبیل من معک من الاساری﴾ تو نے اس کچھ نہیں کھایا پس تو مجھے سجدہ کر دے میں تجھے اور تیرے قیدی ساتھیوں کو رہا کر دوں گا۔ مسلمان نے جواب دیا: ﴿ان السجود فی دین محمد لا یجوز الا اللہ تعالیٰ﴾ بے شک دین محمدی میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

بادشاہ نے پھر کہا: ﴿فقبل یدی حتی اخلی عنک وعن من معک من الاساری﴾ تو میرے ہاتھ کو بوسہ دے میں تجھے اور تیرے قیدی ساتھیوں کو رہا کر دوں گا۔ مسلمان نے جواب دیا: ﴿ان هذا لا یجوز الا للاب او لسلطان العادل او لسلطان عاد﴾ (بوسہ دینا) یہ باپ، عادل بادشاہ اور استاذ کے ہاتھ کے علاوہ کسی کو جائز نہیں ہے۔

فقراء المدینہ ﴿ اگر اللہ تعالیٰ تمہارا مال تم کو واپس لوٹا دے تم اس مال کو مدینہ منورہ کے فقراء میں تقسیم کر دو گے۔ ہم نے عرض کیا، ہاں، اس کے فوراً بعد آپ نے پانی پر مصلے بچھا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر ہلکی سی دعا کی حتیٰ کہ کشتی سارے ساز و سامان سمیت باہر نکل آئی۔ اور ہم لوگ اس پر سوار ہوئے۔ اور اویس قرنی ہم سے غائب ہو گئے اور ہم نے مدینہ شریف پہنچ کر سارا مال آپس میں اور مدینہ والوں میں تقسیم کیا حتیٰ کہ مدینہ میں کوئی فقیر باقی نہ رہا۔

10: حکایت ﴿یقین کامل اور غائبانہ مدد﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ طارق الصادق کو صادق اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ جب وہ ایک ویران کنوئیں میں گر پڑے تو وہاں سے حاجیوں کے ایک قافلہ کا گزر ہوا تو انہوں نے سوچا کہ ہم اس کنوئیں کا منہ بند کر دیتے ہیں تاکہ اس میں کوئی مسافر نہ گر جائے۔ [طارق پہلے سے کنوئیں میں گرا پڑا تھا] طارق کہتا ہے کہ میں دل میں کہنے لگا کہ اگر تو واقعی ہی سچا ہے تو چپ کر جا، لہذا میں خاموش رہا اور حاجی لوگ کنوئیں کا منہ بند کر کے وہاں سے چلے گئے۔ اور کنوئیں میں سخت اندھیرا ہو گیا۔ طارق نے اپنے پاس غائب سے دو چراغ موجود پائے۔ اور اسکی روشنی میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اچانک طارق نے ایک بہت بڑا سانپ دیکھا جو اس کی طرف آرہا ہے طارق نے دل میں سوچا کہ یہی سچ اور جھوٹ کے ظاہر ہونے کا وقت ہے۔ جب وہ سانپ میرے قریب آیا تو مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ مجھے نگل جائے گا۔ پھر وہ سانپ کنوئیں کے منہ پر چڑھا اور اپنی دم ان کی گردن میں ڈال کر پاؤں کے نیچے کر کے ڈول کی طرح اوپر کھینچا اور کنوئیں کے منہ پر جو کچھ بھی تھا اسے ہٹا کر اسے زمین کی طرف باہر نکال دیا۔ پھر اپنی دم اس کی گردن سے نکال لی۔ تو حاتف غائبی سے آواز آئی ﴿ہذا من لطف ربك اذ نجاك من عدوك بعد لسمي صادق﴾ یہ

تیرے رب کا لطف و کرم ہے کہ اس نے تجھے تیرے دشمن کے ذریعے نجات دی ہے۔ اس لئے طارق کا نام صادق پڑا گیا۔

11: حکایت ﴿بسم اللہ کی برکت﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک عورت کا خاوند منافق تھا اور اس عورت کی عادت یہ تھی کہ وہ ہر چیز کے ساتھ عملاً اور فعلاً [بسم اللہ] پڑھتی اور اس کا خاوند اسے کہتا کہ میں ضرور تجھے اس پر شرمندہ کروں گا۔ ایک دن اس نے اپنی بیوی کو ایک سکوں کا تھیلا دیا اور کہا اس کو حفاظت کے ساتھ رکھنا۔ اس عورت نے اس تھیلے کو ایک محفوظ جگہ رکھ دیا۔ خاوند نے عورت کو غافل پا کر اس تھیلے کو اٹھا کر کنوئیں میں پھینک دیا جو اس کے گھر میں واقع تھا۔ پھر اس کے بعد اس سے تھیلا مانگا جب وہ عورت اس جگہ آئی اور کہا: ﴿بسم اللہ﴾ تو اللہ پاک نے جبریل کو حکم دیا: ﴿ان ينزل سريعا ويعيد الصرة الى مكانها﴾ کہ وہ فوراً جا کر اس تھیلے کو اس کی جگہ پر رکھ دے۔ ﴿فوضعت يدها لتاخذها فوجدتها كما وضعتها﴾ جب اس عورت نے تھیلے کو حاصل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا جہاں پر اس نے تھیلا رکھا تھا تو تھیلے کو وہاں موجود پایا۔ ﴿فتعجب زوجها و تاب الى الله تعالى﴾ تو اس کا خاوند بڑا حیران ہوا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔

12: حکایت ﴿مسلمان جیالے کا دلچسپ واقعہ﴾

ایک رومی جنگجو نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورے خلافت میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ اور رومی کتا [عرب لوگ روم کے بادشاہ کو بطور نفرت کتا کہتے تھے] یعنی رومی بادشاہ کو کہا کہ مسلمانوں میں ایک طاقتور اور ہیبت ناک آدمی بھی ہے۔ بادشاہ نے اس کو دیکھنے کے لئے بلایا لیکن بادشاہ کے سامنے ایک لمبی زنجیر لگی ہوتی جب بھی کوئی داخل ہوتا تو اس رکوع کی حالت میں حاضر ہونا پڑتا۔ جب

لئے ڈنڈہ رک جاتا اور جھوٹے کی پٹائی کرتا تھا۔

3: حضرت سلیمان کے زمانہ میں ہوا کے ذریعہ فیصلہ ہوتا تھا، ہوا سچے آدمی کے لئے رکی رہتی اور جھوٹے آدمی کو زمین سے اوپر اٹھا کر پھر زمین پر دے مارتی تھی۔

4: حضرت ذوالقرنین کے زمانہ میں پانی کے ذریعے فیصلہ ہوتا تھا جب سچا آدمی پانی پر بیٹھتا تو وہ جم جاتا تھا اور جھوٹے کے لئے پکھل جاتا تھا۔

5: حضرت داؤد کے زمانہ میں لکڑی ہوئی زنجیر کے ذریعے فیصلہ ہوتا تھا، سچے آدمی کا ہاتھ اس تک پہنچ جاتا تھا اور جھوٹے کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچتا تھا۔

6: لیکن ہمارے آقا مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ مبارک میں فیصلہ فریقین کے اقرار، یا گواہ قائم کرنے کے ساتھ طے پایا۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی کا ارادہ فرماتا ہے نہ کہ تنگی کا۔

امام ترمذی سے روایت ہے کہ یسیر (آسانی) جنت کا نام ہے اور تمام آسانیاں اس میں ہوں گی۔ اور عسر (تنگی) دوزخ کا نام ہے اور تمام تنگیاں دوزخ میں ہوں گی اور کہا گیا ہے کہ اس کے علاوہ بھی اس کا معنی ہے۔

15: حکایت ﴿رمضان اور شوال کے روزوں کی برکت﴾

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں تین سال قیام کیا تو مکہ مکرمہ والوں میں سے ایک شخص روزانہ دوپہر کے وقت مسجد حرام میں آتا، طواف کعبہ کرتا اور دو رکعت نماز پڑھ کر مجھے سلام کرتا اور پھر گھر واپس چلا جاتا۔ چنانچہ مجھے اس سے محبت اور پیار ہو گیا لہذا میرا اس کے پاس آنے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک دن وہ بیمار ہو گیا تو اس نے مجھے بلایا اور فرمایا: ﴿اِذَا مِتَّ فَمَغْسِلُنِي بِنَفْسِكَ وَصَلِّ عَلَيَّ وَادْفِنْنِي وَلَا تَتْرُكْنِي تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَحِيدًا لِي قَبْرِي وَلِقْنِي التَّوْحِيدَ عِنْدَ﴾

سوال منکرو و نکیر ﴿ جب میں فوت ہو جاؤں تو تو نے مجھے خود غسل بھی دینا ہے اور مجھ پر جنازہ پڑھ کر تو نے مجھے دفن بھی کرنا ہے۔ اور تو نے اس رات مجھے میری قبر میں تنہا نہیں چھوڑنا اور منکر نکیر کے سوال کے وقت مجھے توحید کی تلقین بھی کرنا۔ چنانچہ میں نے اس کو اس چیز کی ضمانت دے دی۔ جب وہ فوت ہو گیا تو جو اس نے مجھے حکم دیا تھا میں نے وہ کیا۔ اور میں ایک رات اس کی قبر کے پاس سویا اور میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا تو اچانک غائب سے آواز آنے لگی کوئی کہہ رہا تھا: ﴿یا سفیان لا حاجة له الی تلقینک ولا الی انسک لا نا انسناہ و لقناہ﴾ اے سفیان، اس کو نہ تیری تلقین کی ضرورت ہے اور نہ تیری محبت کی، کیونکہ ہم نے خود اس سے محبت کی ہے اور خود ہی اس کو تلقین کی ہے۔ میں نے کہا اس کی وجہ کیا ہے؟ جواب میں کہا گیا کہ [اس محبت اور تلقین کی وجہ] اس کے رمضان المبارک اور مسلسل شوال کے چھ روزے ہیں۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا پھر میں نے وضو کیا، نماز پڑھی اور سو گیا تو پھر پہلے کی طرح میں نے خواب دیکھا۔ اس طرح میرے ساتھ تین مرتبہ ہوا۔ بالآخر میں سمجھ گیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ کہ شیطان کی طرف سے۔ پھر میں اس کی قبر سے واپس آیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: ﴿اللہم وفقنی لصیام ذلک بمنک و کرامک آمین﴾ اے اللہ: تو مجھے اپنے احسان اور کرم کے ساتھ (رمضان اور شوال کے چھ) یہ روزے رکھنے کی توفیق دے۔

16: حکایت ﴿سوسال عبادت کرنے والا اور فضل ربی﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک اللہ کا بندہ سوسال تک اپنے عبادت خانہ میں عبادت میں مصروف رہا۔ ایک دن شیطان لعین نے اس کے دل میں وسوسے ڈالا تو وہ اپنے عبادت خانے سے نیچے اتر آیا اور شہر میں اپنے رشتہ داروں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ملاقات کرنے لگا۔ تو اس ساتھ ایک دوست کی ملاقات ہوئی وہ اسے اپنے گھر

بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿فقبل جہتی﴾ چلو میری پیشانی کو چوم لو۔ مسلمان نے کہا: ﴿افعل هذا بشرط واحد﴾ اس میں میری ایک شرط ہے۔ بادشاہ نے کہا: ﴿افعل کما ترید﴾ جس طرح مرضی تم کرو۔ تو مسلمان نے ﴿فوضع کمرہ علی جہتہ و قبلہا ناویا تقبل کمرہ﴾ اپنی آستین اس کی پیشانی پر رکھی اور نیت یہ کی کہ میں اپنی آستین کو چوم رہا ہوں۔

رومی بادشاہ نے اس مسلمان اور اس کے قیدی ساتھیوں کو بہت سارا مال و متاع دے کر آزاد کر دیا اور حضرت عمر کی طرف لکھا کہ: ﴿لو کان هذا الرجل فی بلادنا علی دیننا لکننا نعقد عبادتہ﴾ اگر یہ شخص ہمارے شہر میں ہمارے دین پر ہوتا تو ہم اس کی عبادت کا اعتقاد رکھتے۔

جب وہ حضرت عمر کے پاس آئے تو آپ نے اسے فرمایا: ﴿لا تختص بالمال وحدک بل شارك فیہ اهل مدینة رسول الله ففعل ذلك﴾ اس مال کو صرف اپنے لئے ہی خاص نہ کر لینا بلکہ اس میں مدینہ الرسول کے لوگوں کو بھی شامل کر لو تو اس نے ایسا کیا۔

13. حکایت ﴿شب برات کی فضیلت﴾

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ سیرو سیاحت میں تھے کہ انہوں نے بلند و بالا پہاڑ کی طرف دیکھا اور اس کی طرف جانے کا ارادہ کیا جب اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو ایک ایسا عجیب پتھر دیکھا جو دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ آپ اس کے ارد گرد گھومنے لگے اور اس کی خوبصورتی سے حیران ہونے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: ﴿یسا عیسیٰ احب ان ابین لك الا عجب مما تری﴾ اے عیسیٰ تم اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر اس پر حیرانگی کا اظہار کر رہے ہو۔ میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب چیز تیرے لئے ظاہر کرنا پسند کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ نے عرض کیا ہاں، اے میرے رب۔ پھر ﴿فانفلت

الصخرة عن شيخ عليه مدرعة من الشعر وبيده عكازا خضرو بين عينيه
عنب و هو قائم يصلي ﴿ وہ پتھر پھٹ گیا اور اس سے ایک بزرگ نمودار ہوا جس کے
جسم پر بالوں کا کرتا تھا اور ہاتھ میں سبز لاٹھی تھی اور اس کی آنکھوں کے سامنے انگور تھے اور
وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔

حضرت عیسیٰ بڑے حیران ہوئے اور فرمایا اے بزرگ یہ کیا چیز ہے؟ بزرگ نے
کہا، یہ میری روزی ہے۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا: ﴿کم تعبد الله في هذا الحجز﴾
تم اس پتھر میں کب سے اللہ کی عبادت کر رہے ہو؟ اس بزرگ نے کہا: ﴿اربعة مائة
سنة﴾ چار سو سال سے۔ حضرت عیسیٰ نے عرض کیا: ﴿الهي وسیدی ما اقول انك
خلقت خلقا افضل من هذا﴾ اے میرے معبود اور مالک، کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں
کہ تو نے اس شخص سے افضل کسی کو پیدا کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی: ﴿ان رجلا
من امة محمد ادواك شهر شعبان و صلى ليلة النصف منه فهذه عبادته
الفضل عندي من عبادة هذه الاربعة مائة سنة﴾ بے شک امت محمد میں سے جو
شخص شعبان کا مہینہ پائے اور اس کی پندرہویں شب کو عبادت کرے تو اس کی یہ عبادت
میرے نزدیک اس کی چار سو سال کی عبادت سے افضل ہے۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ نے فرمایا: ﴿يا ليتني كنت من امة محمد صلى
الله عليه واله وسلم﴾ اے کاش میں امت محمد میں ہوتا۔

14: حکایت ﴿انبياء کرام کے زمانہ میں سچے اور چھوٹے کی پہچان کا طریقہ﴾

1: حضرت ابراہیم کے زمانہ میں آگ کے ذریعے فیصلہ کیا جاتا، جو آدمی حق پر ہوتا
وہ اپنا ہاتھ آگ میں داخل کرتا تو آگ اس کو نہ جلاتی اور جو آدمی جھوٹا ہوتا وہ اپنا ہاتھ آگ
میں داخل کرتا تو آگ اس کے ہاتھ کو جلا دیتی تھی۔

2: حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ڈنڈے کے ذریعے فیصلہ ہوتا تھا سچے آدمی کے

18: حکایت بیٹی کی وجہ سے دسترخوان کا نازل ہونا ﴿﴾

حضرت ذوالنون المصری ایک دفعہ دریا میں شکار کر رہے تھے اور ساتھ آپ کی چھوٹی بیٹی بھی تھی۔ جب دریا میں جال پھینکا تو ایک مچھلی جال میں آئی: ﴿فأرادت اخذها من الشبكة فرأتها تحرك شفتيها فطرحتها في البحر﴾ بچی نے اس مچھلی کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ وہ مچھلی اپنے دونوں ہونٹ ہلا رہی ہے تو بچی نے اسے دریا میں پھینک دیا۔ حضرت ذوالنون مصری نے اپنی بیٹی سے فرمایا: ﴿لماذا ضيعت كسبنا﴾ تو نے ہماری محنت کو ضائع کر دیا۔ بچی نے عرض کیا: ﴿انسی لا ارضی باكل خلق بل ذکر الله تعالى﴾ جو چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہو، میں اسے کھانے کے لیے راضی نہیں ہوں۔

حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا اے بیٹی اب ہم کیا کریں؟ بچی نے عرض کیا: ﴿نتوكل على الله تعالى وهو يرزقنا رزقا مما لا يدكر الله تعالى﴾ ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کریں گے اور وہ ہمیں [ایسی مخلوق سے] رزق دے گا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتی۔ چنانچہ آپ نے شکار چھوڑ دیا اور دونوں باپ بیٹی شام تک اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ٹھہرے رہے، شام تک ان کے پاس کوئی چیز نہ آئی جب عشاء کا وقت ہوا تو: ﴿انزل الله عليهما مائدة من السماء عليها ألوان الطعام وصارت تنزل كل ليلة النبی نحو اثنتی عشر سنة﴾ ان دونوں پر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے دسترخوان اتارا، اس میں طرح طرح کے کھانے تھے اور یہ بارہ سال تک ہر رات کو نازل ہوتا رہا۔

حضرت ذوالنون مصری نے گمان کیا کہ یہ دسترخوان میری عبادت، نماز، روزہ اور فرمانبرداری کی وجہ سے نازل ہوتا ہے۔ جب آپ کی بیٹی فوت ہو گئی تو وہ دسترخوان نازل ہونا بند ہو گیا۔ تب آپ کو معلوم ہوا کہ دسترخوان تو بیٹی کی وجہ سے اترتا تھا نہ کہ میری وجہ سے۔ پھر آپ نے اپنے گمان مذکورہ سے رجوع کی۔

19: حکایت ﴿نبی پاک ﷺ کا یتیم کے ساتھ حسن سلوک﴾

نبی پاک عید کی نماز کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ چند بچے کھیل رہے ہیں اور ﴿فیہم صبی جالس فی ناحیۃ یبکی وعلیہ ثیاب خلقہ﴾ ان میں ایک بچہ ایک کونے میں بیٹھا زور رہا تھا اور اس کے بدن پر پھٹے پرانے کپڑے تھے۔ نبی پاک نے اس سے پوچھا: ﴿ایہا الصبی مالک تبکئی ولا تلعب مع الصبیان﴾ اے بیٹا تو کیوں رورہا ہے؟ اور تو دوسرے بچوں کے ساتھ کیوں نہیں کھیلتا؟ اس بچے نے عرض کیا حالانکہ وہ بچہ نہیں جانتا تھا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں: ﴿خل عنی ایہا الرجل فان ابی مات فی غزوۃ کذا مع النبی فتزوجت امی بزوج غیر ہ فاکلا مالی واخرجنی زوجھا من بیتہ ولبس لی طعام ولا شراب ولا ثیاب ولا بیت اوی الیہ فلما رایت الصبیان ذوی الالباء یلعبون وعلیہم الثیاب تجدد حزنی و مصیبتی فلذلک بکیت﴾ اے مرد اس بات کو چھوڑ دے، اس واسطے کہ میرا والد رسول اللہ کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تھا اور وہاں وہ شہید ہو گیا۔ میری والدہ نے دوسرا شوہر کر لیا ان دونوں نے میرا مال کھالیا اور اس شوہر نے مجھے میرے گھر سے نکال دیا، اب میرے پاس نہ کھانا ہے، نہ کپڑا ہے، نہ پینا ہے اور نہ ہی رہنے کے لیے گھر ہے۔ جب میں ان بچوں کو دیکھتا ہوں جن کے والد زندہ ہیں کہ وہ کھیل رہے ہیں اور ان کے جسم پر نئے کپڑے ہیں تو میرا غم اور پریشانی بڑھ جاتی ہے اس وجہ سے میں روتا ہوں۔

نبی پاک نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ﴿اما تر ضی ان اکون لك ابا و عائشہ اما و فاطمہ اختا و علی عما و الحسن و الحسنین اخوة فقال کیف لا ارضی یا رسول اللہ فحملہ الی منزله ولبسہ احسن الثیاب و زینہ و اطعمہ وارضاه فخرج ضا حکا مسرورا یعدو الی الصبیان﴾ کیا تو

لے گیا اور اس کو اللہ پاک کی قسم دی اور کہا: ﴿ان یساعده علی ما هو علیہ
فساعده فی ذلک سبعة اشهر﴾ کہ وہ جس پریشانی میں ہے وہ عابد اس کی مدد
کرے چنانچہ عابد نے سات ماہ اس کی پریشانی میں مدد کی۔ اس کے بعد وہ عابد ایک
رات سویا ہوا تھا جب صبح کا وقت قریب آیا تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری۔ صاحب
خانہ یہ آواز سن کر گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور عابد سے پوچھا: ﴿لہ ما للک﴾ تجھے کیا ہوا؟
اس نے کہا: ﴿او قد لی مسراجا فاوقد لہ﴾ میرے لیے چراغ جلاؤ واپس اس کے
لئے چراغ جلایا گیا۔ عابد نے کہا: ﴿کنت نائما فرایت شابا حسن الوجه نظیف
اللباب فقال لی انا رسول اللہ فای عیب رایت من اللہ ورسولہ حتی
ترکت عبادتہ ارجع الی صومعتک قبل ان تموت﴾ میں سویا ہوا تھا تو خواب
میں [میں نے ایک حسین و جمیل چہرے والی ہستی کو دیکھا جس نے صاف شفاف لباس
زیب تن فرمایا ہوا تھا اس نے مجھ سے فرمایا، میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو نے اللہ اور اس کے
رسول میں کون سا عیب دیکھا ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی بندگی چھوڑ دی ہے۔ پھر فرمایا، تو
موت سے پہلے پہلے اپنے عبادت خانے میں واپس چلا جا۔

چنانچہ وہ عابد رات کی تاریکی میں نکلا اور جنگل بیابانوں میں پھرنے لگا، بارش کا
پانی پینے لگا اور درختوں کے پتے کھا کر یہ عرض کرنے لگا ﴿اللہی یدنی مکرؤب
وقلبی معیوب ولسانی مقر بالدنوب فاغفر لی یا غفار الذنوب و یا علام
العیوب﴾ اے میرے اللہ! میرا بدن بے چین ہے اور میرا دل عیب زدہ ہے اور میری
زبان گناہوں کا اقرار کرتی ہے پس تو مجھے معاف کر دے، اے گناہوں کو معاف کرنے
والے اور اے تمام پوشیدہ باتوں کے جاننے والے۔ جب وہ اپنے عبادت خانے کے
قریب ہوا اور اندر داخل ہونے لگا۔ تو ابھی اس نے پہلا قدم ہی اندر رکھا تھا تو اس نے
ایک لکھی ہوئی چیز دیکھی، جب اس میں غور و فکر کیا تو اس میں چار سطریں یہ لکھی ہوئی
تھیں۔

1۔ ﴿تَوَكَّلْ عَلَيْنَا فَاكْفِينَا﴾ تو نے ہم پر بھروسہ کیا پس ہم نے تیری

کفایت کی

2۔ ﴿وَأَثَرْتُمْ عَلَيْنَا فَنَرَكُنَا﴾ تو نے اوروں کو ہم پر ترجیح دی تو ہم نے تجھے

چھوڑ دیا۔

3۔ ﴿وَأَقْبَلْتَ عَلَيْنَا فَنَقْبِلُنَا﴾ تو نے ہماری طرف توجہ کی تو ہم نے تجھے

قبول کر لیا۔

۴۔ ﴿وَفَارَقْتَ الذُّنُوبَ فَغَفَرْنَا هَآلَكَ وَرَحِمْنَا﴾ اور تو نے گناہوں سے

علحدہ گی اختیار کی تو ہم نے تجھے ہلاک ہونے بچا لیا اور ہم نے تجھ پر رحم فرمایا۔

5۔ ﴿وَطَمَعْتَ فِيمَا عِنْدَنَا فَاعْطَيْنَاكَ﴾ اور تو نے لالچ کیا اس چیز میں جو

ہمارے پاس تھی تو ہم نے تجھے عطا کر دی۔

17: حکایت ﴿حضرت شبلی کا وعظ اور موت﴾

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنی وعظ کی مجلس میں فرمایا: ﴿وَعِظْهُ اللّٰهُ

بِالْهَيْبَةِ فَسَمِعَهُ شَابٌ فَزَعَقَ زَعَقَةً فَمَاتَ﴾ اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور خوف سے ڈرو

اس بات کو ایک نوجوان نے سنا تو زور سے چیخ ماری اور مر گیا۔ اس کے ورثاء نے بادشاہ کو

بتایا اور حضرت شبلی کے خلاف دعویٰ کر دیا کہ اس نے ہمارے لڑکے کو مار ڈالا ہے۔ بادشاہ

نے حضرت شبلی سے پوچھا کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ حضرت شبلی نے فرمایا:

﴿يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رُوحُ خَنْتٍ فَرَّتْ فِدْعِيَّتُهَا جَابَتْ فَمَا ذَنْبِي﴾ اے

امیر المؤمنین، ایک روح تھی جس کو اشتیاق ہوا اس نے آہو زاری کی اس کی قبولیت ہوئی

اور اسے بلایا گیا۔ اس میں میرا کیا گناہ ہے؟ امیر المؤمنین رو پڑے پھر اس کے ورثاء سے

فرمایا: ﴿وَاخْلُوْا سَبِيْلَهُ فَلَا ذَنْبَ لَهُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ﴾ اس معاملہ کو چھوڑ دو، ان کا کوئی گناہ

نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جاننے والا ہے

دیتے۔ چنانچہ حضرت داؤد نے حکم دے دیا کہ اس کو نیچے پھینک دو۔ جب لوگ اس کے پاس گئے تو اس کو زندہ اور صحیح سلامت زمین پر پایا۔ تو لوگوں نے یہ واقعہ حضرت داؤد کو بتایا تو آپ بھی اس کی طرف گئے اور اس کو سلامت پایا۔

حضرت داؤد نے دو رکعت نماز پڑھی اور عرض کیا: ﴿یا رب اخبیر لی بما اری من العجائب فإوحی الیہ یا دائود ان هذا العبد تضرع الی فاستجبت لہ وانی لو لم استجب لہ کما لم تسجب لہ الہتہ فانی فرق بینی و بینہا و کذلک افعل بمن اتاب الی یا دائود اعرض علیہ الایمان فانہ یومن و یحسن ایمانہ وانا اقول الحق و اہدے السیل﴾ اے میرے اللہ! جو عجائب میں دیکھا رہا ہوں ان سے مجھے باخبر کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: اے داؤد اس بندہ نے مجھ سے عاجزی کی ہے میں نے اس کو قبول کر لیا ہے۔ اگر میں اس کی پکار اور عاجزی کو قبول نہ کرتا تو اس کے جھوٹے خداؤں اور مجھ میں کیا فرق ہوتا اور جو بندہ میری طرف رجوع کرتا ہے میں اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہوں۔ اے داؤد اس کے سامنے ایمان پیش کرو، یہ ایمان قبول کرے گا۔ اور اس کا ایمان مضبوط ہوگا۔ میں ہی حق کی توفیق دیتا ہوں اور میں ہی ہدایت کی راہ پر لانے والا ہوں۔

21: حکایت ﴿ایک عورت کا اللہ پر بھروسہ﴾

ایک زاہد شخص سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ میں حج کرنے کے لئے اپنے گھر سے روانہ ہوا تو میں نے راستہ میں ایک عورت دیکھی جو بغیر زادے راہ اور سواری کے پیدل چلتی جا رہی تھی۔ اور ذکر الہی میں مصروف تھی۔ میں نے اس کے قریب ہو کر کہا: ﴿یا امۃ اللہ الی این﴾ اے اللہ کی بندی کہاں جانے کا پروا گرام ہے؟ اس نے کہا: اللہ کے گھر خانہ کعبہ میں، میں نے کہا: ﴿ما اری معک زاد اولاًراحلۃ﴾ میں تیرے یا بن زادے راہ اور سواری نہیں دیکھ رہا۔ اس عورت نے کہا: ﴿لو اتحد احدکم

ضيافة ودعا الناس اليها فهل يحسن لا ضيافة ان يعجىء كل واحد بطعامه ﴿ اگر تم میں سے کوئی شخص دعوت پکائے اور لوگوں کو بلائے۔ کیا اس کے مہمانوں کے لئے یہ بات اچھی ہوگئی کہ وہ اپنا کھانا ساتھ لائیں۔ میں نے کہا۔ نہیں، پھر اس عورت نے کہا: ﴿فضيافة الله احق بهذا﴾ اللہ تعالیٰ کی ضیافت اس سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ چنانچہ وہ عورت ہمارے ساتھ آئی اور پتھریلی زمین اتری اور کہتی تھی: ﴿ایسن بیت ربی﴾ میرے رب کا گھر کہاں ہے؟ اس سے کہا گیا کہ ابھی تھوڑی دیر بعد تو اسے دیکھ لے گی۔ جب وہ مسجد حرام داخل ہوئی تو اس سے کہا گیا کہ یہی تیرے رب تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس نے اپنا سر کعبہ کی چوکھٹ پر رکھا اور بار بار یہ کہتی تھی: ﴿هذا بیت ربی﴾ یہ میرے رب تعالیٰ کا گھر ہے۔ حتیٰ کہ اس کی آواز بیٹھ گئی۔ جب ہم نے اس کی طرف دیکھا تو وہ فوت ہو چکی تھی۔

22: حکایت ﴿عافل بندے سے اللہ تعالیٰ کا پیار﴾

ایک شخص تیس سال تک اللہ کے سے عافل رہا۔ فرشتوں نے عرض کیا: ﴿یا ربنا ان عبدك فلانا لم يذكر منذ كذا﴾ اے ہمارے رب عزوجل، تیرے فلاں بندہ نے اتنے عرصہ سے تیرا ذکر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿عدم ذكره لي لانه في نعمتي ولو اصابته بلوای لذكرني﴾ اس بندہ کے ذکر نہ کی وجہ یہ ہے کہ وہ میری نعمتوں میں کھویا ہوا ہے۔ اگر اس کو میری طرف سے کوئی مصیبت پہنچے گی تو وہ ضرور مجھے یاد کرے گا۔

چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا: ﴿ان يسكن عرفا من عروق الضاربة ففعل﴾ اس کی حرکت کرنے والی بیضوں میں سے ایک نبض کو بند کر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ تو وہ شخص کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا: ﴿يا رب يا رب﴾ تو اللہ پاک نے فرمایا: ﴿ليك عهدي اين كنت في تلك الملة﴾ اے

اس بات پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ بنوں اور عائشہ تیری ماں، فاطمہ تیری بہن، علی تیرا چچا اور حسن و حسین تیرے بھائی بنے۔ اس بچہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں راضی کیوں نہ ہوں گا۔ اس کے بعد نبی پاک اس کو اپنے گھر لے گئے اور اس کو خوبصورت کپڑے پہنائے، خوب اس کو سنوارا، کھانا کھلایا اور خوش کیا۔ پھر وہ خوشی سے مسکراتا ہوا دوسرے لڑکوں کے پاس آیا۔

جب لڑکوں نے اس کو دیکھا تو کہنے لگے: ﴿انت الان کنت تبکی فمالک صرت مسرورا﴾ ابھی تو [کچھ دیر پہلے] رو رہا تھا اور اب تو اتنے خوش کیوں ہے؟ اس لڑکے نے جواب دیا: ﴿کنت جائعا فشبع و عاريا فاکتسیت و یتما فصار رسول اللہ ابی و عائشہ امی و فاطمہ اختی و علی عمی و الحسن و الحسین اخوتی﴾ میں بھوکا تھا تو سیر ہو گیا، تنگ تھا تو اب کپڑے زیب تن کر لیے۔ اور رسول اللہ میرے باپ، عائشہ میری ماں، فاطمہ میری بہن، علی میرا چچا، اور حسن و حسین میرے بھائی بن گئے ہیں۔ تو سارے لڑکے کہنے لگے: ﴿لیت اباہم کلہم ما توافی تلک الغزوة﴾ کاش ہم سب کے باپ اس غزوہ میں شہید ہو گئے ہوتے۔ اس کے بعد وہ لڑکا ہمیشہ نبی پاک کی خدمت اقدس میں رہا۔ جب نبی پاک کا وصال ظاہری ہوا تو ﴿و یحشوا لتراب علی راسہ و یقول الان صرت یتما الان صرت غریبا فضمہ ابو بکر الی نفسہ﴾ وہ لڑکا سر پر مٹی ڈالتا ہوا گھر سے باہر نکلا اور کہتا تھا کہ میں یتیم ہو گیا، میں غریب ہو گیا۔ پھر اس کو ابو بکر صدیق نے اپنے ساتھ شفقت میں لے لیا۔

20: حکایت ﴿مشرک بادشاہ کی مشکل میں رب تعالیٰ سے فریاد﴾

حضرت داؤد کے زمانہ میں کافر بادشاہوں میں سے ایک کافر ظالم بادشاہ تھا۔ لوگوں نے حضرت داؤد سے اس کے ظلم کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: ﴿یابنی

اللہ انصفنا منه فانه قتل و مبی) اے اللہ کے نبی، ہمیں اس کے ظلم سے نجات دلائیں۔ اس نے قتل بھی کیا ہے اور قید بھی کیا ہے۔ حضرت داؤد نے اس کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا اور رات کو ایک پہاڑ پر لکڑی کیساتھ سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اور لوگ وہاں سے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اور وہ ظالم بادشاہ سولی کی لکڑی پر اکیلا رہ گیا۔ اس نے تنہائی میں اپنے جھوٹے خداؤں سے بڑی فریاد کی لیکن انہوں نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ پھر اس نے چاند اور سورج سے مدد مانگی اور کہا کہ میں نے تم کی عبادت اس لئے کی تھی کہ مشکل کے وقت تم میری مدد کرو گے۔ ان دونوں نے بھی اسے کوئی نفع نہ دیا۔ اس کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی اور اس کے ناموں کے ساتھ اس کا ذکر کیا اور اس سے عرض کیا:

﴿يَا رَبِّ عَصَيْتُكَ وَعَبَدْتُ غَيْرَكَ فَلَمْ انتفع به و اتيتك انت الحق لتغيثني فاعثني برحمتك﴾ اے میرے رب، میں نے تیری بڑی نافرمانی کی اور تیرے غیر کی عبادت کی لیکن انہوں نے کوئی نفع نہ دیا، اب میں تیرے پاس آیا ہوں تیری ذات حق ہے تو میری مدد کر اور اپنی رحمت کے ساتھ میری مدد فرما۔

اللہ کریم نے فرمایا: ﴿هَذَا عَبْدُ اللَّهِ طَوِيلًا فَلَمْ يَنْتَفِعْ بِهِمْ وَقَدْ فُزَّغَ الْيَدُ وَدُعَانِي فَاسْتَجِبْتُ لَهُ وَ الْيَ اجِيبُ دَعْوَةَ الْمُضْطَرِّ اِذَا دَعَانِي فَاهْبِطْ يَا جِبْرِيلُ اِلَى عَبْدِي هَذَا وَضَعَهُ عَلَى الْاَرْضِ فِي سَلَامَةٍ وَ عَافِيَةٍ﴾ اس بندہ نے اپنے جھوٹے خداؤں کو کافی عرصہ پوجا لیکن انہوں نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا۔ اب اس نے مجھ سے پناہ طلب کی، اور مجھے پکارا ہے اور مجھ سے التجاء کی ہے۔ میں نے اس کی پکار کو قبول کر لیا ہے۔ بے شک میں تکلیف زدہ اور پریشان حال کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اے جبریل، میرے اس بندہ کے پاس جاؤ اور اس کو زمین پر سلامتی اور عافیت کے ساتھ اتار دو۔

چنانچہ جبریل نے حکم کے مطابق اسے زمین پر اتار دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگ حضرت داؤد کے پاس گئے کہ اس ظالم بادشاہ کو سولی کی لکڑی سے نیچے پھینکنے کی اجازت

میرے بندے میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تو اتنا عرصہ کہاں رہا۔

23: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ کی مدد کا دلچسپ واقعہ﴾

ہارون رشید کی پولیس نے ہارون رشید کو بتایا کہ انہوں نے دس ڈاکوؤں کو گرفتار کر لیا ہے۔ آپ ان کے متعلق کیا آڈر جاری فرماتے ہیں؟ خلیفہ نے آڈر کیا کہ وہ ڈاکوؤں کو ان سامنے پیش کریں۔ چنانچہ کچھ سپاہی ان کو لے کر خلیفہ کے پاس آ رہے تھے۔ تو ان ڈاکوؤں میں سے ایک ڈاکو راستہ میں سے بھاگ گیا، سپاہیوں کو بڑا دکھ ہوا کہ اب اگر ہم نو ڈاکو لے کر خلیفہ کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہے گا: ﴿انکم اخذتم الاموال من واحد و خلیتم سبلہ فی عاقبتہ﴾ تم نے ایک ڈاکو سے مال لے کر اسے چھوڑ دیا ہے، وہ ہمیں سزا دے گا۔ ہم سب نے فیصلہ کیا کہ اس کی جگہ راستہ سے ایک بندہ پکڑ لیں۔ اتفاق سے حاجیوں میں سے ایک شخص کا گزر ہوا اسے پکڑا کر نو ڈاکوؤں میں شامل کر لیا۔ جب وہ خلیفہ کے پاس پہنچے تو اس نے قید خانہ میں بند کرنے کا حکم دے دیا۔ وہ ایک عرصہ تک جیل میں قید رہے۔ پھر داروغہ جیل نے ان قیدیوں سے کہا: کیا تم کے عزیز واقارب میں سے کوئی بندہ ایسا ہے جو خلیفہ کے پاس تمہاری سفارش کرے؟ انہوں نے کہا: ہاں، انہوں نے اپنے عزیزوں کے پاس ایک شخص بھیجا۔ اس نے ہر قیدی کی طرف سے دس ہزار درہم خلیفہ ہارون رشید کو بطور جرمانے کے دیئے۔ تو اس نے سب قیدیوں کو رہا کر دیا سوا حاجی قیدی کے۔ داروغہ جیل نے اس سے پوچھا، کیا تیرا کوئی سفارشی ہے؟ اس نے کہا، نہیں، قیدی نے داروغہ سے کہا کہ اگر میں خط لکھوں کیا تو اس کو خلیفہ تک پہنچا دے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔ قیدی نے کہا کہ قلم و دوات وہ اس نے قلم و دوات دی تو اس نے لکھا: ﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم من العبد الذلیل النی الرب التجلیل فان المخلوقین لہم شفعا منہم فی الجرم والجنایة وقد شفعا لہم عند الخلیفہ و اطلقہم و انا بقیت فی السجن منفردا و انت یا

رب شاہد می و شفیع و انا عبد لم اذنب ﴿ اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ بندہ ذلیل کی طرف سے رب جلیل کی طرف مخلوق کے گناہ اور جرم میں تیرے بندے سفارشی ہیں کہ انہوں نے خلیفہ کے سامنے ان کی سفارش کی اور خلیفہ نے ان کو رہا کر دیا اور میں جیل میں اکیلا باقی رہ گیا ہوں۔ اے میرے رب، تو میرا گواہ اور سفارشی ہے کہ میں وہ بندہ ہوں، جس نے گناہ نہیں کیا۔

داروغہ جیل نے کہا کہ میں اس خط کو خلیفہ تک پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا ہوں، تم بتا دو کہ میں اس کو کس طرح پہنچاؤں۔ قیدی نے کہا، اس کو جیل کی چھت پر رکھ دو۔ جب اس نے خط چھت پر رکھا تو خط ہوا میں اڑتا ہوا تیر کی طرح آسمان کی طرف چلا گیا۔ اسی رات ہارون رشید نے خواب دیکھا کہ آسمان سے فرشتے اترے اور اس کو پکڑ کر ہوا میں بلند کیا اور خلیفہ سے کہا کہ اے ہارون رشید لوگوں نے نو قیدیوں کی سفارش کی تو تو نے ان کو فوراً رہا کر دیا۔ اب ﴿وان الخالق رب العزة يشفع عندك في واحد فاطلقه والافتهلك﴾ خالق رب العزة ایک قیدی کی سفارش کرتا ہے تو اس کو فوراً رہا کر دے ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ خلیفہ خوف زدہ ہو کر خواب سے بیدار ہوا، اس نے داروغہ کو بلایا اور پوچھا: ﴿من فی السجن عندك﴾ تیرے پاس قید خانے میں کون ہے؟ اس نے خلیفہ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ خلیفہ نے کہا کہ فوراً اس کو میرے پاس حاضر کرو۔ جب داروغہ نے اس حاضر کیا تو خلیفہ نے اس قیدی کے سامنے حلوہ پیش کیا اور اس کے منہ میں خود لقمے ڈالنے لگا۔ حتیٰ کہ وہ خوش ہو گیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ اس کو حمام لے جاؤ اور اس قیدی کے لئے چمکدار اور قیمتی خلعت کا بھی حکم دیا اور ستر سواریاں، ستر غلام اور لونڈیاں پیش کیں۔ اور منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ جو شخص مخلوق کی سفارش چاہتا ہو وہ دس ہزار درہم دیتا ہے تب جا کے رہائی پاتا ہے۔ اور جو بندہ رب تعالیٰ کے ذریعہ سے سفارش کروا تا ہے۔ اس کے لئے ہارون رشید کی طرف سے یہ انعام ہے۔

24: حکایت ﴿نیک نیتی کا پھل﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ چوروں کی ٹیم رات کے پہلے حصہ میں ایک قافلہ پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے نکلی، جب رات زیادہ چھا گئی تو وہ مسافر خانہ میں آئے اور دروازہ کھٹکا کر مسافر خانہ کے لوگوں سے کہنے لگے: ﴿انا جماعة من الغزاة و نريد ان نبيت الليلة في رباطكم﴾ ہم غازیوں کی جماعت ہیں اور ہم تمہارے مسافر خانہ میں رات گزارنا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے ان کے لئے دروازہ کھولا۔ وہ سب اس میں داخل ہو گئے۔ مسافر خانہ کا مالک اللہ تعالیٰ کا قرب اور برکت حاصل کرنے کے لئے ان غازیوں کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔ اس کے پاس ایک معذور بچہ بھی تھا جو کہ اپنے قدموں پر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ مسافر خانہ کے مالک نے ان چوروں اور ڈاکوؤں کا جھوٹا کھانا اور بچا ہوا پانی بطور برکت لیا۔ اور اپنی بیوی سے کہا: ﴿لنمسخ ولدنا بهذا اعضاءه فلعله يشفى ببركة هؤلاء الغزاة﴾ اپنے بیٹے کے سارے اعضاء پر یہ پانی مل دو، شاید ان غازیوں کی برکت سے اللہ پاک اس کو شفاء دے دے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب صبح ہوئی تو ڈاکوؤں نے لوگوں سے مال لوٹا اور شام کو مسافر خانہ کے مالک کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ بچہ بالکل ٹھیک چل رہا ہے تو انہوں نے مسافر خانہ کے مالک سے کہا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کو ہم نے کل معذور دیکھا تھا۔ اس نے کہا: ﴿نعم اخذت سوركم وفضل ماءكم ومسحته به فشفاه الله ببركتكم﴾ ہاں، میں نے تمہارا جھوٹا اور بچا ہوا پانی لے کر اس کو مل دیا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے تمہاری برکت سے اس کو شفاء دے دی۔ یہ سن کر وہ سب رونے لگے اور کہنے لگے: ﴿اعلم يا ايها الرجل اننا لسنا بغزاة﴾ اے بندہ خدا، تو جانتا ہے۔ ہم تو غازی نہیں ہیں بلکہ ہم تو چور ہیں۔ ڈاکہ ڈالنے کے لئے نکلے تھے۔ لیکن اللہ پاک نے تیری اچھی نیت کی وجہ سے تیرے بیٹے کو عافیت بخشی ہے۔ لہذا ہم بھی اللہ پاک سے توبہ

کرتے ہیں۔ ان سب نے توبہ کی اور سارے غازی اور مجاہدین سبیل اللہ بن گئے۔ اور اسی مشن میں فوت ہوئے۔

25: حکایت ﴿ضحاک بن علوان اور سانپ﴾

فارس کے بادشاہ ضحاک بن علوان کے پاس انسان کی شکل میں شیطان لعین آیا۔ اور کہنے لگا: ﴿ایہا الملک انا رجل اجود طبع الاطعمة فاجعلنی علی طعمامک﴾ اے بادشاہ، میں ایک مرد ہوں اور اچھے اچھے کھانے پکانے جانتا ہوں۔ مجھے اپنا کھانا پکانے کے لئے رکھ لو۔ جب اس نے اپنی ضمانت دی تو ضحاک نے اسے کھانا پکانے کے لئے رکھ لیا۔ لوگ اس سے پہلے گوشت نہیں کھاتے تھے۔ شیطان نے پہلے دن مرغی کا انڈہ پکایا۔ ضحاک نے اس کو کھایا تو بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد شیطان نے کہا، اے ضحاک جس سے یہ انڈہ نکلتا ہے۔ میں اس سے کھانا بناؤں گا۔

دوسرے دن اس نے مرغی ذبح کی اور پکا کر اس کو کھلائی۔ ضحاک اس کو بھی کھا کر خوش ہوا۔ تیسرے دن اس نے بکری اور چوتھے دن اونٹ اور گائے ذبح کی۔ اس سے اس کا ارادہ یہ تھا کہ انسانوں کے قتل تک نوبت پہنچ جائے۔ اسی طرح یہ سلسلہ ایک چلا رہا، بالآخر بادشاہ گوشت کھانے کا عادی ہو ہی گیا۔ پھر شیطان نے بادشاہ سے کہا: ﴿انک قد شرفتنی واکرمتنی فاذن لی ان اقبل کتفیک﴾ تو نے میری بڑی عزت اور قدر کی ہے اگر تو مجھے اجازت دے تو میں تیرے دونوں کندھوں کے درمیان بوسہ دوں۔ چنانچہ ضحاک نے اس کو اجازت دے دی وہ اس کے قریب ہوا اور دونوں کندھوں کے درمیان بوسہ جس کی وجہ سے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان دو منہ سانپ کی شکل کے نمودار ہو گئے۔ ان دونوں میں دو منہ اور آنکھیں تھیں۔ جب ضحاک نے دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ تو شیطان ہے پھر اس سے کہنے لگے کہ تو نے مجھے قتل کر ڈالا۔ پھر اس سے

پوچھا: ﴿ما دواءهما یا لعین﴾ اے شیطان لعین ان کی خوراک کیا ہے؟ شیطان نے کہا ﴿ادمغه الناس ثم ولی عنه فلم یرہ﴾ لوگوں کا دماغ، پھر وہ لعین چلا گیا اور نظر نہ آیا۔ اس کے بعد ضحاک نے ﴿کل یوم یا مروزیروہ بذبج اربعة رجال سمان حسان ویاخذ ادمغتهم فیغدی بہاتلک البحیثین﴾ اپنے وزیر کو حکم دیا کہ وہ ہر روز چار موٹے تازے خوبصورت آدمی ذبح کرے اور ان کے دماغوں سے ان سانپوں کو خوراک دے۔ اسی طرح وہ وزیر تین سو سال تک زندہ رہنے کے بعد فوت ہو گیا پھر دوسرے وزیر کی ڈیوٹی لگی وہ بھی چار آدمی کو لاتا اور دو کو ذبح کرتا اور ان کے ساتھ دو منیڈھوں کے دماغ مکس کرتا اور ان سانپوں کو کھلاتا۔ باقی دو آدمیوں کو کہتا کہ تم پہاڑوں کی طرف چلے جاؤ اور وہاں اپنا ٹھکانا بناؤ۔ یہ سلسلہ تقریباً سات سو سال تک چلتا رہا۔ اور جو لوگ پہاڑوں میں قیام پزیر تھے ان کی نسل بڑھ گئی ان کی اولادوں میں بہت سارے مرد اور عورتیں ہو گئیں۔ بھیڑ، بکریاں وغیرہ ان کا ذریعہ معاش تھا اور یہی لوگ قوم کر دیں۔

26: حکایت ﴿بسم اللہ کی برکت سے جنت مل گئی﴾

ایک یہودی شخص ایک یہودیہ عورت کی کے عشق میں اتنا کھو گیا کہ اس نے کھانا پینا تک چھوڑ دیا۔ ایک دن وہ عطاء اکبر کے پاس گیا اور انہوں نے اس کا حال پوچھا اور ایک کاغذ پر بسم اللہ لکھ کر دی اور اس سے فرمایا: اس کو کھا جاؤ۔ امید ہے کہ اللہ پاک تجھے اس سے سکون دے گا یا پھر وہ عورت تیرے نصیب میں لکھ دے گا۔ جب اس نے کاغذ کو کھایا تو کہنے لگا: ﴿یا عطاء قد وجدت حلاوة الايمان وظهر فی قلبی النور و نسیت تلك المرأة فاعرض علی الاسلام فعرض علیہ فاسلم ببركة السملة﴾ اے عطاء تحقیق میں نے ایمان کی مٹھاس پالی ہے اور نور ایمان میرے دل میں ظاہر ہو گیا ہے۔ جس کی بدولت میں اس عورت کو بھول گیا ہوں۔ پس آپ مجھ پر اسلام پیش کریں، جب اس پر اسلام پیش کیا گیا تو وہ بسم اللہ کی برکت سے مسلمان ہو

گیا۔

جب اس عورت نے اس یہودی شخص کے اسلام کی خبر سنی تو وہ بھی حضرت عطاء کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: ﴿یا امام المسلمین انا المرأة التي ذكرها لك اليهودي الذي اسلم واني رايت البارحة في منامي انه اتاني ان وقال لي ان اردت ان تنظري موضعك من الجنة فاذهبي الى عطاء فانه يريك اياه﴾ اے مسلمانوں کے امام، میں وہی عورت ہوں جس کا ذکر اس یہودی نے آپ سے کیا تھا۔ جو ابھی مسلمان ہوا ہے۔ اور گزشتہ رات میں نے دیکھ کر کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور مجھے کہنے لگا کہ اگر تو اپنا مقام جنت میں دیکھنا چاہتی ہے تو عطاء اکبر کے پاس چلی جاؤ۔ وہ تجھے تیرا مقام دیکھا دے گا۔ اب میں آپ کے پاس آئی ہوں: ﴿فقل لي اين الجنة﴾ بتائیے جنت کہاں ہے۔

حضرت عطاء نے اس عورت سے فرمایا: ﴿ان اردت الجنة فعليك اولاً ان تفتحي بابها ثم تدخلين اليها﴾ کہ اگر تیرا جنت دیکھنے کا پروگرام ہے تو پہلے تجھ پر اس کا دروازہ کھولنا ضروری ہے۔ پھر تو اس میں داخل ہوگی۔ عورت نے عرض کیا: ﴿كيف افتح بابها﴾ میں اس کا دروازہ کیسے کھول سکتی ہوں۔

حضرت عطاء نے فرمایا، پڑھو: ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ اس عورت نے پڑھی پھر عرض کیا: ﴿یا عطاء قد وجدت في قلبي نورا ورايت ملكوت الله فاعرض علي الاسلام فعرضه عليها فاسلمت البسملة﴾ اے عطاء میں اپنے دل میں نور پایا جس کی بدولت میں نے اللہ تعالیٰ کی خدائی کو دیکھ رہی ہوں۔ پس مجھ پر اسلام پیش کر دو۔ چنانچہ حضرت عطاء نے اسلام پیش کیا۔ تو وہ بسم اللہ کی برکت سے مسلمان ہو گئی۔ پھر وہ اپنے گھر آئی اور رات کو خواب میں دیکھا: ﴿انها دخلت الجنة ورايت قصورها وقبابها وفيها قبة مكتوب عليها﴾ کہ وہ جنت میں داخل ہوئی اور اس میں محلات اور قباب دیکھے ان میں سے ایک قبة پر یہ لکھا ہوا

دیکھا: ﴿بسم الله الرحمن الرحيم، لا اله الا الله محمد رسول الله﴾
 اس عورت نے اس کو پڑھا اور ایک اعلان کرنے والے کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا: ﴿يا
 ايها القارئة كذلك قد اعطاك الله جميع ما قرأت﴾ اے اس کو پڑھنے والی
 خاتون! اللہ تعالیٰ نے تجھ کو وہ تمام چیزیں دے دی ہیں جو تو نے پڑھی ہیں۔ اس کے وہ
 عورت خواب سے بیدار ہوئی: ﴿الهي كنت دخلت الجنة فاخرجتني منها
 اللهم اخرجني من هم الدنيا بقدرتك فلما فرغت من دعائها سقطت
 دارها عليها فماتت شهيدة﴾ اے اللہ، میں جنت میں داخل ہوئی تھی تو تو نے مجھے
 اس سے باہر نکال دیا۔ اے میرے اللہ تو مجھے اپنی قدرت سے دنیا کے غموں سے نکال
 دے۔ جب وہ اپنی دعا سے فارغ ہوئی تو گھر کی چھت اس پر گری تو وہ شہادت کی موت
 پا گئی۔ اللہ پاک اس عورت پر ﴿بسم الله اور الحمد لله﴾ کی برکت سے رحم
 فرمائے۔

27: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے﴾

صالحین میں سے کسی ایک شخص سے روایت ہے کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا
 تھا۔ جبکہ ایک شخص سجدہ میں پڑا ہوا کہہ رہا تھا: ﴿ما ذا لعلت يا سيدي في امر
 عبدك المحروم﴾ اے میرے مولا! تو نے اپنے محروم بندہ کے بارے میں کیا معاملہ
 کیا؟ جب بھی میرا گزر اس کے پاس سے ہوتا تو میں اسے یہی الفاظ کہتا ہوئے
 سنتا۔ جب میں طواف اور سجدہ سے فارغ ہوا تو میں نے اس سے پوچھا تو اس نے مجھے
 بتایا کہ ہم روم کے شہر میں رہ کر رومیوں کے قلعوں پر ڈاکہ ڈالتے تھے۔ ہمارے فوج کے
 کمانڈر نے بہت بڑی جماعت جمع کر لی اور رومیوں کے شہر کی طرف روانہ ہو
 گئے۔ کمانڈر صاحب نے ہم میں سے دس آدمیوں کا انتخاب کیا جن میں میں بھی
 تھا۔ اور ہمیں مقدمہ انجمن کے طور پر بھیجا۔ جب ہم میدان میں آئے تو وہاں تقریباً

ساتھ (۶۰) کافروں کو دیکھا پھر ہم نے دوسرے میدان میں دیکھا وہاں بھی تقریباً چھ سو آدمی نظر آئے۔ ہم نے اپنے کمانڈر کو اس کی خبر دی اس نے رومیوں کی طرف مسلم فوج کا ایک لشکر بھیجا تو مسلم فوج نے ان سب رومی کافروں کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ہمارے کمانڈر ہمیں کہنے لگے، تم لوگ برکت والے ہو۔ لہذا تم لوگ رات کو معمول کے مطابق مخبری کے لئے نکلا کرو۔ چنانچہ ہم نکلے تو اچانک ایک ہزار سواروں کے گھیرے میں آ گئے۔ انہوں نے ہمیں قید کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔ بادشاہ نے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن اسے یہ بتایا گیا کہ مسلمانوں نے ان کے قیدیوں کو قتل کر دیا تھا جن میں بادشاہ کے چچا کا بیٹا بھی تھا۔ تو بادشاہ کو بڑا غصہ آیا اور ہمارے قتل کا حکم دے دیا۔ اور ہماری آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ ایک شخص بادشاہ کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے کہا ان کی آنکھوں پر پٹی باندھنا ان پر نرمی کرنا ہے۔ ان کی آنکھیں کھول دیں تاکہ یہ ایک دوسرے کو قتل ہوتے ہوئے دیکھیں۔ یہ ان پر زیادہ تکلیف دہ ہوگا۔ جب ہماری آنکھوں سے پٹیاں کھول دی گئیں تو میں نے اپنے پاس کھڑے ایک شخص کو دیکھا جو ریشم کے کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھا اور سوتے سے آراستہ پیرا ستہ تھا۔ یہ ہمارے پاس پہلا مسلمان تھا جو مرتد ہو کر کافروں کے ساتھ مل گیا تھا۔ اور میں اس سے کلام کرنے پر قادر نہیں تھا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو دس عورتیں نظر آئیں ان میں سے ہر ایک کے ساتھ رومال اور طباق تھا اور ان عورتوں پر آسمان سے دس دروازے کھلے ہیں۔ پھر اس کے بعد جلاد نے ایک ایک کر کے ہمارے ساتھیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ ایک کو قتل کرتا تو ان عورتوں میں سے ایک عورت اترتی اور اس کی روح کو لے کر رومال میں لپیٹتی اور طباق پر رکھتی اور ایک دروازے سے اوپر چلی جاتی۔ میں سب سے آخر میں تھا۔ جب حکم مجھ تک پہنچا تو آسمانی عورت میری طرف آنے لگی تاکہ میری روح کے ساتھ وہی معاملہ کرنے جو مجھ سے پہلوں کے ساتھ ان کی ساتھیوں نے کیا ہے۔ جب جلاد نے میرے قتل کا ارادہ کیا تو بادشاہ کے پاس کھڑے شخص نے کہا: *ایہا الملک اذا قتلتم*

جميعا فمن يخبر المسلمين بقتلهم فاترك هذا الخبر المسلمين ﴿ اے بادشاہ: جب آپ ان سب کو قتل کر دیں گے تو مسلمانوں کو ان کے قتل کی خبر کون دے گا۔ اس لئے اس کو چھوڑ دو تاکہ یہ باقی لوگوں کے قتل کی خبر مسلمانوں کو دے۔ لہذا انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور وہ عورت مجھے محروم کہتی ہوئی واپس چلی گئی۔ اس لئے میں یہاں رو رہا ہوں اور عرض کر رہا ہوں: ﴿یا رب ماذا صنعت فی امر المحروم فقلت له لا یتأس بفضل الله کبیر﴾ اے میرے پروردگار: تو نے محروم کے متعلق کیا کیا میں نے اس سے کہا کہ تو ناامید نہ ہو اس لئے کہ اللہ پاک کا فضل بہت وسیع ہے۔

28: حکایت ﴿شیطان کی شیطانی﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک آدمی کا انگور اور دوسرے پھل دار درختوں کا باغ تھا۔ اس بتایا گیا کہ تیرا باغ برف باری کی وجہ سے تباہ ہو گیا ہے۔ شیطان نے اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ: ﴿انک تعبد الله وتطيعه وقد اهلك کرومک و اشجارک﴾ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری کرتا ہے۔ اس نے تیرے انگور اور دوسرے درختوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس آدمی کو سخت غصہ آیا اس نے باہر نکل چابی آسمان کی پھینکی دی اور کہنے لگا: ﴿قد اهلکت ثماری فتحذ المفتاح﴾ اے خدا: تو نے میرے پھلوں کو برباد کر دیا۔ یہ اپنی چابی پکڑ لے۔ وہ چابی کچھ دیر تو ہوا میں اڑتی رہی اس کے بعد وہ کالا سانپ بن کر اس کی گردن میں چمٹ گئی اور چالیس دن تک اس کی گردن میں لٹکی رہی۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ جب لوگوں نے اس کو غسل دینے کا پروگرام بنایا تو وہ سانپ اس کی گردن سے علیحدہ ہو گیا۔ جب اس کو دفنایا گیا تو وہ فوراً واپس چمٹ گیا۔

فائدہ: ﴿مسجد اقصیٰ کی چابی اور مجرب وظیفہ﴾

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی چابی حضرت سلیمان کے پاس تھی۔ آپ اس چابی پر کسی کو امین نہیں بناتے تھے۔ ایک رات آپ نے اٹھ کر دروازہ

کھولنے لگے۔ لیکن دروازہ نہ کھل سکا۔ آپ نے جنوں سے مدد لی مگر وہ بھی نہ کھول سکے۔ پھر انسانوں سے مدد لی ان سے بھی نہ کھل سکا۔ آپ پریشان ہو کر بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیت المقدس سے روکنا چاہتا ہے۔ اتنے میں ایک بزرگ شخص اپنی لاشی پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے۔ اور وہ حضرت سلیمان کے والد حضرت داود کے ساتھیوں میں سے تھے۔ انہوں نے کہا: (یا نبی اللہ اراک حزینا) اے اللہ کے نبی میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں۔ حضرت سلیمان نے فرمایا، اس دروازے کا کھلنا مجھ پر، انسانوں اور جنوں پر مشکل ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے پریشان ہوں۔ اس بزرگ نے فرمایا: کیا میں آپ کو وہ کلمات نہ بتاؤں جو آپ کے والد حضرت داود مشکل کے وقت پڑھتے تھے تو مشکل حل ہو جاتی تھی۔ حضرت سلیمان نے فرمایا، ہاں بتائیے۔ اس بزرگ نے بتایا کہ آپ یہ پڑھتے تھے: ﴿اللھم بنورک اھتدیت وبفضلک استغیت وبک اصبحت و امسیت ذنوبی بین یدیک استغفرک واتوب الیک یا حنان یا منان﴾ ترجمہ: اے اللہ: میں نے تیرے نور سے ہدایت پائی، اور تیرے فضل سے مال دار ہوا اور تیری مدد سے میں نے صبح شام کی، میرے گناہ تیرے سامنے ہیں، میں تیری طرف توبہ اور رجوع کرتا ہوں۔ اے مہربانی کرنے والے اور احسان کرنے والے۔

فائدہ: ﴿حضرت سلیمان علیہ السلام کی عجیب و غریب کرسی﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام نے دربار لگانے کا پروگرام بنایا تو جنات کو حکم دیا کہ وہ ان کے لئے ایک خوبصورت اور دیدہ زیب کرسی بنائیں اور وہ کرسی اس طرح کی ہو کہ اگر اس کو جھوٹا بدی یا گواہ دیکھے تو اس کے شانوں کا گوشت کاٹنے لگے۔ چنانچہ جنات نے اس کرسی کو ہاتھی کے دانت، جواہرات، یا قوت، لوء، لوء اور زبرجد لگا کر مزین کیا۔ اور اس کے گرد جواہرات سے انگور کے پوتے بنا کر لگائے، کھجور کے چار درخت سونے کے، شاخیں چاندی کی اور ان میں سے دو درختوں کی چوٹی پر دو سونے کے طوطے، اور

دوسرے دو درختوں کی چوٹی پر سونے کے دو گدھ بنائے اور اس کرسی کے دونوں کونوں پر سونے کے دو شیر بنائے اور شیروں کے سروں پر سبز مرد کے ستون تھے۔ جنات نے اس کرسی کو اٹھا کر ایک بڑی چٹان پر رکھا اور اس کرسی کو گھمانے کے لئے اس کے نیچے ایک بڑا سانپ بنایا۔ جب حضرت سلیمان اس کے پہلے درجہ پر قدم رکھتے تو وہ کرسی تمام چیزوں سمیت چکی کی طرح گھومتی۔ مور اور گدھ اپنے پر کھول کر، شیر اپنے پنجے پھیلا کر اپنی دم کو زمین پر مارتے۔ ہر درجہ میں اسی طرح کرتے۔ جب حضرت سلیمان اوپر والے درجہ پر تشریف فرما ہوتے تھے تو دونوں گدھ آپ کے سر مبارک پر تاج رکھتے اور اس پر مشک اور عنبر چھڑکتے تھے۔ جب آپ اس کرسی پر تشریف فرما ہوتے تو سونے کا کبوتر زبور شریف آپ کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ آپ لوگوں کو پڑھ کر سناتے۔ آپ کی دائیں طرف بنی اسرائیل کے علماء سونے کی کرسیوں پر بیٹھتے اور بائیں طرف چاندی کی کرسیوں پر جنات کے سردار بیٹھتے تھے۔ اس طرح فیصلہ کے لئے دربار لگتا جب گواہی کے لئے گواہ حاضر ہوتے تو کرسی اپنی تمام چیزوں سمیت گھومنا شروع کر دیتی تھی۔ شیر، مور اور گدھ اپنے سابقہ کرتب دکھاتے تھے جس سے گواہ لوگ خوف زدہ ہو جاتے تھے۔ اور جھوٹی گواہی نہیں دیتے تھے۔ جب حضرت سلیمان کا وصال ہو گیا تو بخت نصر یا دشاہ نے اس کرسی کو اپنے پاس رکھ لیا جب اس نے کرسی پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو شیروں میں سے ایک نے لہنا دایاں پنجہ اس کی پنڈلی پر مارا جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ تکلیف محسوس کرتا رہا اور اس کرسی پر نہ بیٹھ سکا۔ حتیٰ کہ وہ مر گیا اور وہ کرسی انطاکیہ شہر میں باقی رہی حتیٰ کہ کراس بن سدا اس نے انطاکیہ والوں سے جنگ کر کے خلیفہ بخت نصر کو شکست دی۔ پھر اس کرسی کو بیت المقدس کی طرف واپس لوٹایا گیا لیکن کسی بادشاہ کو اس پر بیٹھنے کی طاقت نہ ہوئی۔ پھر اس کو کرسی کو صحرہ کے نیچے رکھا گیا اس کے بعد وہ کرسی غائب ہو گئی اور اس کی کوئی خبر اور نام و نشان کا معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کرسی کہاں چلی گئی۔

29: حکایت ﴿والدین کی خدمت سے کرامت ملی﴾

حضرت سلیمان آسمان اور زمین کے درمیان ہوا میں پرواز فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ گہرے سمندر کے اوپر سے محو پرواز تھے تو ہوا کی وجہ سے سمندر میں خوف ناک لہریں اٹھتی ہوئیں دیکھیں۔ تو ہوا کو حکم دیا کہ بٹھہر جاؤ پھر جنات کو حکم دیا کہ وہ سمندر کے پانی میں غوطہ لگا کر اس کے اندر دیکھیں۔ جنات نے ایک ایک کر کے غوطہ لگایا تو سمندر کے اندر ایک سفید رنگ کا خوبصورت قبہ دیکھا جس کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ جنات نے اس بات کی خبر حضرت سلیمان کو دی تو آپ نے اس قبہ کو باہر نکالنے کا حکم دیا۔ جنات نے اس کو نکال کر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت سلیمان اس کو دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ پھر اللہ پاک سے دعا کی کہ وہ اس قبہ کو پھاڑ دے چنانچہ اس کا دروازہ کھلا تو: ﴿فاذا فیہا شاب ساجد اللہ تعالیٰ﴾ اس میں ایک نوجوان کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہا تھا۔ حضرت سلیمان نے اس سے پوچھا: ﴿امن الصلۃ انت ام من الجن﴾ کیا تو فرشتوں سے ہے یا جنات میں سے؟ اس نے کہا: ﴿لا بل من الانس﴾ نہیں بلکہ میں انسانوں میں سے ہے۔ حضرت سلیمان نے اس سے پوچھا: ﴿بای شیء نلت هذه الکرامۃ﴾ یہ کرامت تو نے کیسے حاصل کی۔ اس نوجوان نے کہا: ﴿بیر والدین لانہ کانت لی ام عجوز و کنت احملا علی ظہری﴾ والدین کی خدمت کی وجہ سے کہ میری ماں بوڑھی تھی میں اُسے اپنی پیٹھ پر اٹھا لے رکھتا اور وہ مجھے یہ دعا دیا کرتی تھی ﴿اللہم ارزقہ السعۃ واجعل مکانہ بعد وفاتی لا فی الارض ولا فی السماء﴾ اے اللہ عزوجل! تو اس کو سعادت عطا فرما اور میری وفات کے بعد اس کو ایسا رتبہ عطا فرما دے کہ وہ نہ زمین میں ہو اور نہ آسمان میں۔ اب وہ وفات پا گئی تو میں سمندر کے کنارے پھر رہا ہوں۔ میں نے سفید موتی کا ایک قبہ دیکھا جب میں اس کے پاس گیا تو وہ میرے لئے کھل گیا اور میں اس کے اندر

داخل ہو گیا اس کے بعد وہ اللہ کی سے مجھ پر بند ہو گیا ﴿فلا ادري انا في الارض او في السماء او في السماء ويرزقني الله تعالى فيها﴾ پھر مجھے نہیں علم کہ میں زمین پر ہوں یا ہوا میں یا آسمان میں۔ پس اللہ تعالیٰ مجھے اس قبہ میں روزی دیتا ہے۔ حضرت سلیمان نے پوچھا: ﴿كيف ياتيك رزقك فيها﴾ تیرے پاس اس میں روزی کس طرح آتی ہے؟ اس تو جوان نے جواب دیا: ﴿اذا جعت يخرج من الحجر الشجر و يخرج من الشجر الثمر و ينبع منه ماء ابيض من اللبن و احلى من العسل و ابرد من الثلج فاكل و اشرب فاذا شبت و رويت زال ذلك﴾ جب مجھے بھوک لگتی ہے تو اس پتھر سے ایک درخت نکلتا ہے اور اس درخت سے پھل نکلتا ہے۔ اور اس سے سفید پانی بھی نکلتا جو دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے اس سے کھاتا اور پیتا ہوں۔ جب میں سیراب ہو جاتا ہوں تو وہ غائب ہو جاتا ہوں۔ پھر حضرت سلیمان نے پوچھا: ﴿كيف تعرف الليل من النهار﴾ تو اکیس دن اور رات کو کیسے پہچانتا ہے؟ اس نے کہا کہ: ﴿اذا طلع الفجر ابضت القبة و انارت و اذا غربت اظلمت فاعرف بذلك النهار و الليل﴾ جب فجر طلوع ہوتی ہے تو یہ قبہ سفید ہو جاتا ہے اور جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو اس میں اندھیر ہو جاتا ہے، اس طریقہ سے دن اور رات کا پتا چل جاتا ہے۔ بالآخر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور وہ قبہ بند ہو کر شتر مرغ کے انڈے کی شکل اختیار کر گیا۔ اور سمندر میں واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ و اللہ علیٰ کل شیء قدير

30: حکایت ﴿پرندوں کے ذریعے خدمت﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہر جنس میں سے ستر ہزار پرندوں کو جمع کیا گیا۔ ان میں سے ہر پرندہ کا رنگ الگ الگ تھا۔ وہ سب پرندے آپ کے سر مبارک پر

بادلوں کی سایہ کرتے تھے۔ ایک دن حضرت سلیمان نے ان پرندوں سے ان کی زندگی کے متعلق پوچھا: ﴿این تبیض و این تقفس﴾ کہ کہاں انڈے دیتے ہو اور کہاں بچے دیتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ﴿منا ما بیض فی الهواء و یفرخ فیہ و منا ما بیض علی جناحہ حتی یفرخ و منا ما یمسک بیضہ بمنقارہ حتی یفرخ و منا ما لا یتسافد و لا یبیض و نسلنا قائم ابدا﴾ ہم میں سے بعض تو ہوا میں انڈے دیتے ہیں اور وہاں پر ہی بچے نکل آتے ہیں، اور بعض ہم میں سے اپنے بازو پر انڈے دیتے ہیں اور وہاں پر ہی بچے نکل آتے ہیں اور ہم میں سے بعض اپنی چونچ میں انڈے دیتے ہیں اور وہاں پر بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ہم سے نہ جفتی کرتے ہیں اور نہ ہی انڈے دیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہماری نسل ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

﴿حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کی وسعت﴾

سہری فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ریشم اور سونے کا بنا ہوا تھا۔ وہ تخت اتنا وسیع تھا کہ لشکر، چار پائے، گھوڑے، اونٹ اور سارے انسانوں، جنوں، وحشی جانوروں اور پرندوں کو اٹھا لیتا تھا۔ حضرت سلیمان کا لشکر دس لاکھ تھا اور ان کے تعلق دار بھی دس لاکھ کے برابر تھے: ﴿کسان یسیر ما بین السماء والارض قریبا من السحاب﴾ آپ کا تخت آسمان اور زمین کے درمیان بادلوں کے قریب پرواز کرتا تھا۔ آپ جہاں جانا چاہتے ہو آپ کو لے جاتی۔ آپ کی مرضی کے مطابق ہوا تیز اور آہستہ چلتی۔ ہوا کی قوت کا عالم یہ تھا کہ چلتے وقت نہ کسی درخت کو نقصان دیتی اور نہ ہی کسی فصل کو برباد کرتی۔ ﴿اذا تکلم احدا کلامہ فی اذنه﴾ جب کوئی بات کرتا تو ہوا اس کی بات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں ڈال دیتی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک کرسی سونے کی تھی جو یا قوت اور موتیوں سے مرصع تھی اس کے ارد گرد تین ہزار کرسیاں تھیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ علماء، وزراء اور بنی اسرائیل کے اکابرین کے مطابق چھ لاکھ

کرسیاں تھیں۔ حضرت سلیمان کا لشکر تین سو میل زمین پر پھیلا ہوا ہوتا۔ جن میں سے پچتر (۷۵) میل انسانوں کے لئے اور پچتر (۷۵) جنات کے لئے اور پچتر (۷۵) وحشی جانوروں کے لئے اور پچتر (۷۵) پرندوں کے لئے مقرر تھی۔ جنات آپ کے لئے سمندر سے ہیرے موتی نکالتے تھے۔ اور آپ کے لنگر خانے میں ہر دن ایک لاکھ بکریاں اور چالیس ہزار گائیں ذبح کی جاتیں تھیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ اپنے ہاتھ سے کام کرتے تھے۔ اسی طرح نقل کیا گیا ہے کہ آپ جو کی روٹی کھاتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ایک دن بڑی سواری پر سوار تھے تو جو اللہ پاک نے آپ کو مقام دیا تھا اس کو دیکھا تو تعجب میں پڑا گئے۔ اور اپنے نفس میں بھی تعجب ہو گیا۔ اس وجہ سے مال کم ہونے لگا حتیٰ کہ آپ کے لشکر کے بارہ ہزار شخص ہلاک ہو گئے اس کے بعد ﴿فَضْرَبَ الْبَسَاطُ بِقَضِبِ كَانِ فِي يَدِهِ وَقَالَ لَهُ اعْتَدَالٌ يَا بَسَاطُ﴾ آپ نے تخت کو اس کوڑے کے ساتھ مارا جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اور کہا اے تخت تو اعتدال میں ہو جا۔ آگے سے جواب آیا: ﴿تَعْتَدِلْ اَنْتَ يَا سَلِيْمَانُ﴾ اے سلیمان علیہ السلام تو اعتدال میں آ جا۔ اس کے بعد حضرت سلیمان کو معلوم ہو گیا کہ ﴿اِنَّ الْبَسَاطَ مَامُورٌ لِّخَرَسَاجِدِ اللّٰهِ تَعَالٰی مُعْتَذِرًا مِّمَّا قَامَ بِنَفْسِهِ﴾ کہ تخت اللہ پاک کے حکم کا پابند ہے آپ سجدہ میں گر گئے اور جو خیال دل میں پیدا ہوا تھا اس کی اللہ پاک سے معذرت کی لی تھی۔ واللہ اعلم

31: حکایت بادشاہ کا عیب پوشی کرنا

ملک فارس کا بہرام بادشاہ شکار کرنے میں مشہور تھا۔ ایک دن وہ شکار کے لئے نکلا تو جنگلی گدھا اسے نظر آیا تو وہ اس کے پیچھے بھاگ نکلا حتیٰ کہ وہ بادشاہ اپنے لشکر سے بچھڑ گیا لیکن شکار پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ شکار کو ذبح کرنے کے لئے وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر ایک جروا سے کودیکھا کہ وہ جنگل سے آرہا ہے۔ بادشاہ نے کہا: ﴿یَسَارَاعِی

امسك فرسى هذا حتى اذبح هذا الحمار فمسكه ثم تشاغل بذبح الحمار ﴿ اے چرواہے تو میرا گھوڑا پکڑ میں اس گدھے کو ذبح کروں چنانچہ اس نے گھوڑے کو پکڑا تو بادشاہ گدھے کو ذبح کرنے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن بہرام بادشاہ نے گھوڑے پر بھی نظر رکھی تو دیکھا کہ چرواہا: ﴿يقطع جوهرة في عذار فرسه﴾ اس کے گھوڑے کے گلے سے موتی کاٹ رہا ہے۔ تو بہرام نے چشم پوشی کرتے ہوئے توجہ کو دوسری طرف کر لیا حتیٰ کہ چرواہے نے موتی کاٹ لیا۔ بہرام بادشاہ نے کہا کہ: ﴿ان النظر الى العيب من العيب ثم ركب فرسه و لحق بعسكره﴾ عیب کی طرف دیکھنا بھی عیب ہے پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے لشکر کے ساتھ جا کر مل گیا۔ بادشاہ سے اس کے وزیر نے پوچھا: ﴿ايها الملك اين جوهرة عذار فرسك فتبسم الملك ثم قال اخذها من لا يردھا و ابصر من لا ينم عليه﴾ اے بہرام بادشاہ: آپ کے گھوڑے کے گلے کا موتی کہاں ہے، بادشاہ نے مسکرا کر کہا جس نے موتی لیا ہے وہ واپس نہیں کرے گا اور جس نے اسے دیکھا ہے وہ بھی اس کا نام نہیں لے گا۔ اور تم میں سے جو شخص وہ موتی جس کسی کے پاس دیکھے وہ اس سے جھگڑانہ کرے۔

32: حکایت ﴿گھر کا خزانہ نکاح کا سبب بن گیا﴾

کسری کا بادشاہ جس کا لقب نوشیرواں تھا اور یہ فارس کے بادشاہوں بہت عادل بادشاہ تھا۔ اس کے بارے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے مکان خریدا اور خریدار کو اس مکان سے خزانہ ملا۔ وہ خریدار بیچنے والے کے پاس آیا اور اس خزانہ کے بارے میں بتایا۔ بیچنے والے نے کہا کہ میں نے وہ گھر تجھے فروخت کر دیا ہے اور میں اس خزانے کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ اگر اس میں خزانہ ہے تو وہ تیرا ہے۔ خریدار نے کہا، وہ خزانہ اس گھر میں تھا جس کو میں نے خریدا ہے اور وہ خزانہ

خریدنے میں شامل نہیں ہے لہذا تو اپنا خزانہ واپس لے لو۔ ان دونوں کے درمیان جھگڑا
 طول پکڑ گیا۔ وہ اپنے معاملے کا فیصلہ کروانے کے لئے کسری کے بادشاہ کے پاس
 گئے۔ جب انہوں نے اپنا سارا مسئلہ بادشاہ کے سامنے بیان کیا تو بادشاہ نے کچھ دیر کے
 لئے سر نیچے کر کے غور و فکر کیا اس کے بعد ان دونوں سے پوچھا: ﴿هل معكما اولاد﴾
 کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ تو مکان بیچنے والے نے کہا: ﴿ان لی ولدا ذکرا بالغاً﴾
 میرا ایک ہی بالغ لڑکا ہے۔ اور خریدنے والے نے کہا: ﴿ان لی بنتا بالغه﴾ میری
 ایک جوان بیٹی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ نے ان دونوں کو حکم دیا: ﴿ان تزوجا لابن
 بالبنت لیكون بینكما صلة و قرابة و انفقاً ذلك الكنز فی مصالحهما
 ففعلاً ذالك امثالاً لامر الملك﴾ کہ تم دونوں اپنے لڑکے اور لڑکی کا آپس میں
 نکاح کر دو تا کہ تم دونوں میں قرابت داری ہو جائے اور اس خزانے کو لڑکا اور لڑکی اپنی
 ضروریات میں خرچ کر لیں۔ ان دونوں نے بادشاہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ایسا ہی
 کیا۔

﴿عوام کے ساتھ انصاف کرنے سے شہروں آباد ہوتے ہیں﴾

کسری بادشاہ نے ایک شخص کو اپنے شہروں میں سے ایک شہر کا عامل مقرر کیا۔ اس
 عامل نے جو سالانہ خراج مقرر کیا تھا۔ اس سے کچھ زیادہ خراج بادشاہ کے پاس
 بھیجا۔ جب یہ خبر بادشاہ تک پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ جن لوگوں سے خراج زیادہ وصول کیا
 گیا ہے ان کو واپس کر دیا جائے۔ اور اس عامل کے لیے پھانسی کا آڈر دے دیا پھر بادشاہ
 کہنے لگا: ﴿کل ملک اخذ من رعیتہ شیئاً ظلماً لا یفلح ابداً و ترفع البرکة
 من ارضه و یكون وبالاً علیہ﴾ جب بھی کوئی بادشاہ اپنی عوام سے کوئی چیز ظلم کر
 کے لیتا ہے تو وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوگا۔ اور اس کے ملک سے برکت اٹھ جاتی
 ہے۔ اور یہ اس پر عذاب ہوگا۔ پھر بادشاہ نے کہا: ﴿الملك بالملك بالجنود
 والجند بالمال و المال بعمارة البلاد و عمارة البلاد بالعدل فی الرعية﴾

والسلام ﴿ ملک کی سلامتی بادشاہ کے ساتھ ہے اور بادشاہ کی سلامتی لشکر کے ساتھ ہے۔ اور لشکر کی سلامتی مال کے ساتھ ہے مال کی سلامتی شہروں کی آبادی کے ساتھ ہے اور شہروں کی سلامتی عوام کیساتھ عدل و انصاف کرنے میں ہے۔

﴿ بہادری اور انصاف میں افضل کون ﴾

بعض حکماء سے یہ سوال پوچھا گیا کہ بادشاہ کے لئے شجاعت یا عدل میں سے کون سی چیز افضل ہے۔ انہوں نے جواب دیا ﴿ اذا عدل المملک لا یتحتاج الى الشجاعة و الله المعین ﴾ جب بادشاہ انصاف کرے تو اس کو بہادری کی محتاجی نہیں رہتی اور اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہوتا ہے۔

33: حکایت ﴿ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک ہرن ﴾

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر جنگل بیابان سے ایک شکاری کے پاس سے ہوا جس نے جال لگایا ہوا تھا اور اس کے جال میں ایک ہرن کو پھنسا ہوا تھا۔ جب آپ نے اس ہرن کی طرف دیکھا تو اللہ پاک نے اس ہرن کو بولنے کی قوت دی تو اس نے کہا: ﴿ یا روح الله ان لی اولاد صغار او انی تعلقت بهذا الشکبة منذ ثلاثة ايام فاستاذن لی الصیاد حتی ارضعهم و ارجع ﴾

ترجمہ: اے روح اللہ، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، اور میں اس جال میں تین دن سے قید ہوں۔ آپ شکاری سے میرے لئے اجازت لیں، تاکہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں اور پھر میں واپس آ جاؤں گی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شکاری کو ہرن آزاد کرنے کا کہا لیکن شکاری نے کہا کہ ہرن واپس نہیں آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شکاری کی یہ بات ہرن کو بتائی تو ہرن نے جواب دیا ﴿ ان لم اعد فاننا انشروا من الدین و جدد السماء یوم الجمعة و لم یغتسلوا فاحذ علیہا العهد فذهب و رجعت خوفا من نقص العهد ﴾ ترجمہ: اگر میں واپس نہ آؤں تو میں

ان لوگوں سے بھی زیادہ بری ہو جاؤں جن کو جمعہ کے دن پانی ملے اور وہ غسل نہ کریں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرن سے وعدہ لے لیا۔ تو ہرن دودھ پلا کر فوراً واپس آئی گئی
کہ کہیں وعدہ خلافی نہ ہو جائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے تو راستہ میں ایک سونے کی اینٹ ملی تو اللہ
پاک نے حکم دیا: ﴿ان یدفعها الی الصیاد فداء عن الطیبة﴾ یہ اینٹ شکاری کو
دے کر ہرن کو آزاد کروائیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ اینٹ لے کر شکاری کے
پاس گئے لیکن آپ کے جانے سے پہلے شکاری ہرن کو ذبح کر چکا تھا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ
السلام نے بد دعا فرمائی: ﴿اذهب الله البركة من عمله فكان كذلک﴾ کہ اللہ
پاک تیرے اس کام سے برکت ختم کر دے، لہذا ایسا ہی ہوا۔

34: حکایت ﴿صدقہ کا ثواب مردوں تک پہنچتا ہے﴾

ہم رفتہ میں ایک آدمی بیمار ہو گیا اس نے نذر مانی: ﴿ان شفاه الله ليتصدقن
بجميع عمله يوم الجمعة لو والديه﴾ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء عطا فرمائی تو میں
جمعہ کے دن تمام اعمال (مال) کو اپنے والدین کے لئے صدقہ کر دوں گا۔ وہ آدمی ایک
طویل عرصہ تک زندہ رہا اور یہ عمل کرتا رہا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ وہ جمعہ کا سارا دن پھرتا
رہا۔ اس کو کوئی چیز صدقہ کرنے کے لئے نہ ملی۔ اس نے علماء کرام سے فتویٰ لیا تو کسی عالم
دین نے فرمایا: ﴿اخرج و اطلب قشر البطيخ و اغسله بالماء و اخرج به
على طريق اهل الرسابق و اطرحه بين حميرهم واجعل ثوابه لو ادبك
تخرج من النذر﴾ باہر نکلو اور تربوز کا چھلکا ڈھونڈو پھر اس کو پانی کے ساتھ دھو کر اس
راستہ پر لٹا جاؤ یہاں دیہات کے آتے جاتے ہیں تو یہ چھلکے ان کے گدھوں کے آگے
ڈال دو اور اس کا ثواب اپنے والدین کو بخش دو تو تمہاری نذر پوری ہو جائیگی۔ چنانچہ اس
نے ایسا ہی کیا، تو اس نے ہفتہ کی رات اپنے والدین کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے اس

سے معاف کیا یعنی گلے ملے۔ اور کہا: ﴿يَا وَلَدْنَا عملت معنا كل شيء من وجوه الخير حتى اطعمتنا البيطخ و كنا نشتبهه فرضى الله عنك﴾ اے ہمارے بیٹے تو نے ہمارے ساتھ نیکی کے تمام طریقہ اختیار کئے۔ حتیٰ کہ تو نے ہمیں تربوز بھی کھلایا اور ہم اس کی خواہش بھی رکھتے تھے۔ اللہ پاک تجھ سے راضی ہو۔

فائدہ: ﴿ارواح کا گھروں میں واپس آنا﴾

خراسان کے امیر نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا تو اسے کہا: اے امیر، تو باپ نے جواب دیا تو مجھے امیر نہ کہہ کیوں کہ امارت ساری جاتی رہی۔ اب مجھے قیدی کہو، اس کے بعد کہنے لگا: ﴿يا بنی اذا اكلت اللحم فاطعمنا منه﴾ اے بیٹا، جب تو گوشت کھائے تو مجھے بھی اس سے گوشت کھلایا کر۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ گوشت کو بلیوں اور کتوں کے آگے بھی ڈال دیا کرو۔ اس کا ثواب ہمیں بخش دیا کرو۔ کیونکہ میں اس کی خواہش رکھتا ہوں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ: ﴿ان الارواح يجتمعون فی کل ليلة جمعة فی منازلهم یرجون دعاء الاحیاء و صدقاتهم﴾ ہر جمعہ رات کو ارواح اپنے گھروں میں اکٹھی ہوتی ہیں اور زندہ لوگوں کی دعا اور صدقہ کی خواہش رکھتی ہیں۔

35: حکایت ﴿ایمان کامل اور مٹی کا آٹا بننا﴾

حضرت مالک بن دینار کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ جو آگ کی پوجا کرتے تھے۔ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا: اے بھائی تو نے آگ کی تہتر سال پوجا کی اور میں نے پچیس سال پوجا کی ہے۔ آؤ ہم دیکھتے ہیں کہ کیا یہ ہمیں بھی اسی طرح جلاتی ہے جس طرح ہمارے غیر کو جلاتی ہے۔ اگر اس نے ہمیں نہ جلایا تو ہم اس کی پوجا جاری رکھیں گے ورنہ چھوڑ دیں گے۔ آگ جلا کر چھوٹے بھائی نے بڑے سے کہا: ﴿هل تضع يدك قبلی ام انا قبلک﴾ کیا آپ مجھ سے پہلے آگ میں ہاتھ رکھیں گے یا میں اپنا ہاتھ رکھوں۔ بڑے بھائی نے کہا: ﴿ضع انت﴾ تم ہی رکھو۔ چنانچہ چھوٹے بھائی نے

اپنا ہاتھ آگ میں رکھ تو اس کی انگلی جل گئی۔ اس نے اپنا ہاتھ باہر نکال کر کہا: ﴿آه
عبدك كذا وكذا سنة وانت توديتني﴾ آہ میں نے تیری اتنے سال پوجا کی
اور تو نے مجھے ہی جلا ڈالا۔ پھر اس نے اپنے بھائی سے کہا: اے بھائی آدم ایسی ذات کی
عبادت کریں: ﴿لو اذنبنا و ترکنا خمس مائة سنة لتجاوز عنا بطاعة
واحدة و استغفار مرة واحدة﴾ کہ اگر ہم گناہ کریں اور ہم اسے پانچ سو سال تک
چھوڑے رہیں اور وہ ایک لمحہ کی عبادت اور ایک مرتبہ استغفار کرنے سے ہماری مغفرت
فرمادے۔ اس کے بھائی نے اس کی بات کو مان لیا اور کہا کہ ہم کسی ایسے شخص کے جائیں
جو ہمیں سیدھا راستہ بتائے چنانچہ وہ اتفاقہ رائے سے دونوں حضرات مالک بن دینار کی
مجلس کا ارادہ کیا تو انہوں نے حضرت مالک بن دینار کو بصرہ کے ایک دیہات میں دیکھا
کہ آپ عام لوگوں کی مجلس میں بیٹھے وعظ کر رہے ہیں۔ جب دونوں بھائیوں کی نظر
مالک بن دینار پر پڑی تو بڑا بھائی چھوٹے کو کہنے لگا: ﴿قد بدا لی ان لا اسلم و قد
مضى اکثر عمری فی عبادة النار فاذا اسلمت عیرنی اهل بیتی والنار
احب الی من ان یعیرونی﴾ میرا پروگرام اسلام قبول کرنے کا نہیں ہے کیونکہ میں
نے زیادہ زندگی آگ کی پوجا کی ہے اور جب میں اسلام قبول کروں گا تو میرے گھر
والے مجھے ملامت کریں گے اس لئے مجھے ان کی ملامت سے آگ زیادہ پسند ہے۔ یہ
سن کر چھوٹے بھائی نے اس سے کہا کہ تم ایسا نہ کرو کیونکہ لوگوں کی ملامت ایک ختم ہو
جائے گی لیکن دوزخ کی آگ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ بڑے بھائی نے اس کی حق بات کو نہ سنا
تو چھوٹے نے کہا: اے بد بخت بھائی تو اپنے مال اور ارادے کا مالک ہے جو تیرا دل کرتا
ہے کرتا رہے۔ اس کے بعد بڑا بھائی واپس آ گیا اور چھوٹا بھائی اپنے بیوی بچوں سمیت
حضرت مالک بن دینار کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا جب آپ مجلس وعظ سے فارغ
ہوئے تو انہوں نے اٹھ کر آپ کو اپنا سارا واقعہ بیان کیا اور درخواست کی کہ ساری فیملی کو
مسلمان کریں چنانچہ حضرت مالک بن دینار نے سب کو مسلمان کیا۔ اسلام قبول کرنے

کے بعد نو مسلم جوان نے اپنی فیملی سمیت واپس جانے کا پروگرام بنایا۔ تو حضرت مالک بن دینار اس کے لئے اپنے دوست احباب چندہ جمع کرنے لگے تو اس نے کہا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ پھر وہ واپس آیا اور ایک ویران جگہ میں ایک آباد گھر دیکھا تو وہاں ٹھہر گیا جب صبح ہوئی تو اس کی بیوی نے کہا کہ بازار جا کر کوئی مزدوری کرو اور کوئی سامان خرید کر لاؤ تاکہ ہم کچھ کھا، پی سکیں۔ چنانچہ وہ بازار گیا لیکن کسی نے اس کو مزدوری پر نہ رکھا تو اس نے دل میں سوچا کہ اللہ پاک کا کام کیوں نہ کیا جائے۔ لہذا اس نے دوسرے دن ایک خالی جگہ میں جا کر مغرب تک نماز پڑھتا رہا۔ پھر وہ خالی ہاتھ اپنے گھر واپس آ گیا۔ بیوی نے پوچھا تم کوئی سامان نہیں لائے۔ اس نے کہا کہ میں نے آج بادشاہ کے ہاں کام کیا لیکن اس نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ اور کہا کہ کل دوں گا۔ چنانچہ سب گھر والے بھوکے سو گئے۔ جب صبح ہوئی تو وہ پھر بازار گیا۔ لیکن اس دن بھی کوئی کام نہ ملا۔ اس نے حسب معمول شام تک اللہ پاک کی عبادت کی اور پھر خالی ہاتھ گھر آ کر اپنے بیوی سے کہنے لگا کہ: ﴿إِنَّ الْمَلِكَ وَعَدَنِي الْيَوْمَ الْجُمُعَةَ﴾ بادشاہ نے جمعہ کے دن کا وعدہ کیا ہے۔ جب جمعہ کا دن آیا تو وہ بازار گیا لیکن پھر بھی کوئی کام نہ ملا۔ اس نے حسب معمول عبادت میں مشغول ہو گیا جب سورج غروب ہو گیا تو اس دو رکعت نماز پڑھی اور آسمان کی ہاتھ اٹھا کر عرض کیا: ﴿يَا رَبِّ اكْرِمْنِي بِالْإِسْلَامِ وَتَوَجِّتْنِي بِتَاجِ الْهُدَىٰ فَجُرْمَةُ هَذَا لَدَيْنَ وَبِحُرْمَةِ هَذَا الْيَوْمِ الْمُبَارَكِ أَرْفَعُ نَفْقَةَ الْعِيَالِ عَنْ قَلْبِي وَأَنَا اسْتَحْيِي مِنْ عِيَالِي وَخِيفَ مِنْ تَغْيِيرِ حَالِهِمْ لِجَدَاثَةِ عَهْدِهِمْ بِالْإِسْلَامِ﴾ ترجمہ: اے میرے رب! تو نے مجھے اسلام کے ساتھ عزت بخشی، اور تو نے مجھے ہدایت کا تاج پہنایا، تو اس کی دین کی عزت اور اس دن کی برکت سے میرے دل سے میرے اہل و عیال کے خرچہ کا فکر دور فرما دے۔ کیونکہ مجھے اپنے بال بچوں سے اب شرم آتی ہے، اور ان (کے ایمان) کی حالت بدلنے کا مجھے خوف ہے، کیونکہ ان کے اسلام لانے کا نیا نیا زمانہ ہے۔ وہ ظہر کی نماز کے وقت جامع مسجد میں گیا اور اس کے

بچوں پر بھوک کا غلبہ تھا۔ تو ایک نے آدمی اس کے گھر پر آ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو اس کی بیوی نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک خوبصورت جوان ہے اور اس کے ہاتھ میں سونے کا طباق ہے۔ جو کہ سونے کے رومال سے ڈھانپا ہوا ہے۔ اس نو جوان نے اس کی عورت سے کہا: ﴿خدی هذا وقولی لزوجك هذا اجره عملك فی یومین وان زدت زدنك﴾ اس طباق کو پکڑ لو اور اپنے خاوند سے کہنا یہ تیری دو دن کی اجرت ہے اور اگر تو زیادہ کام کرے گا تو تجھے اور زیادہ اجرت ملے گی۔

اس نے وہ طباق لے لیا اور دیکھا کہ اس میں ایک ہزار اشرفیاں ہیں۔ ان میں سے وہ ایک اشرفی لے کر صراف کے پاس گئی اور صراف نصرانی تھا۔ جب اس نے اشرفی کا وزن کیا تو وہ ایک مثقال (ساڑھے چار ماشے) یا دو مثقال سے زیادہ وزنی تھی۔ جب اس نے اس اشرفی کے نقش کی طرف دیکھا تو پتا چلا: ﴿انہ من ہدایا الاخرہ﴾ کہ یہ تو آخرت کے تحفوں میں سے ایک تحفہ ہے۔ یہ دیکھا کہ صراف نے اس عورت سے کہا: ﴿من این لك هذا و فی ای محل وجدت هذا﴾ کہ یہ اشرفی تو نے کہاں سے اور کیسے لی۔ عورت نے سارا قصہ بیان کیا تو صراف کہنے لگا: ﴿اعرضنی علی الاسلام فعرضت فاسلم﴾ مجھ پر بھی اسلام پیش کرو تو میں نے اسلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر صراف نے اس عورت کو ایک ہزار درہم دیے اور کہا اس کو خرچ کرو، جب یہ ختم ہو جائیں تو مجھے بتانا۔ اس عورت نے درہم لے کر کھانا تیار کیا جب خاوند مغرب کی نماز پڑھ کر خالی ہاتھ گھر واپس آنے کا ارادہ کیا تو اس نے رومال بچھا کر دو رکعت نماز بڑی عاجزی کے ساتھ ادا کی اور رومال کو مٹی سے بھر لیا اور اپنے دل میں سوچنے لگا: ﴿اذا سالتی قلت لہا هذا دقیق عملت بہ﴾ کہ اگر بیوی نے پوچھا تو کہوں کہ یہ آٹا ہے اور یہی میرے کام کی اجرت ہے۔ جب وہ گھر پہنچا تو اس کو کھانے کی خوشبو آئی۔ تو اس نے رومال کو دروازے کے پاس رکھ دیا تاکہ اس کی بیوی کو پتہ نہ چلے۔ پھر اسے بیوی کے بارے میں پوچھا اور گھر کے حال احوال دریافت کئے تو بیوی

نے بار بار اماجر ا بیان کیا: ﴿فسجد لله شکراً﴾ تو اس نے اللہ کے لئے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر بیوی نے پوچھا رومال میں کیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ اس کے بارے نہ پوچھو۔ اس کے بعد وہ رومال کے پاس گیا اور رومال سے مٹی کو باہر پھینکنے کا پروگرام بنایا ﴿ففتحہ فراه دقیقاً باذن الله فسجد ثانياً شکر الله عزوجل علی ما اکرمته به وعبد الله حتی توفاه رحمہ الله تعالیٰ﴾ جب اس رومال کو کھولا تو دیکھا کہ وہ مٹی اللہ کی قدرت سے آٹابن چکی ہے اس نے اس انعام پر پھر اللہ کے لئے سجدہ شکر ادا کیا۔ اور مسلسل اللہ پاک کی عبادت میں مصروف رہا حتیٰ کہ فوت ہو گیا، اللہ پاک اس پر رحم کرے۔

36: حکایت ﴿پنج تن پاک کی شان﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں پانچ افراد تھے۔ حضرت علی، حضرت فاطمہ، امام حسن، امام حسین اور حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ایک دفعہ تین دن تک یہ بھوکے رہے اور کچھ نہ کھایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چادر تھی وہ چادر حضرت علی کو دی کہ وہ اس کو فروخت کر دیں: ﴿فباعہ بستہ دراهم و تصدق بها علی الفقراء﴾ آپ نے وہ چادر چھ درہموں میں فروخت کی اور درہم ایک فقیر کو صدقہ کر دیئے۔ راستہ میں حضرت جبریل علیہ السلام ایک آدمی کی شکل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے۔ ﴿ومعه ناقته من فوق الجنة﴾ اس کے ساتھ جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹی تھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: ﴿یابا الحسن اشتر منی هذه الناقة﴾ اے ابوالحسن، اس اونٹی کو مجھ سے خرید لو۔ حضرت علی نے فرمایا: ﴿لیس معی ثمنہا﴾ میرے پاس اس کی قیمت نہیں ہے۔ حضرت جبریل نے کہا، کوئی بات نہیں بعد میں اس کی قیمت دے دینا۔ آپ نے فرمایا: ﴿نعم بکم تبعہا﴾ ٹھیک ہے، اس اونٹی کو کتنے میں فروخت کرو گے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: ﴿بمائة درہم﴾ سو

درہم میں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سو درہم میں وہ اونٹنی خرید لی: ﴿واخذ بزملمها وذهب﴾ اور اس کی مہار پکڑی اور چل پڑے۔ راستہ میں حضرت میکائیل ایک دیہاتی کی شکل میں ملے تو کہنے لگے: ﴿اتبیع هذه الناقة يا ابا الحسن﴾ اے ابوالحسن، کیا آپ اس اونٹنی کو فروخت کرو گے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ﴿نعم﴾ ہاں، حضرت میکائیل علیہ السلام نے پوچھا: ﴿بکم اشتریتھا﴾ کہ آپ نے اس کو کتنے میں خریدا ہے؟ آپ نے کہا: ایک سو درہم میں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا: ﴿انا اشتريها بربح ستين درهما﴾ میں اسے ساٹھ درہم کے نفع کے ساتھ خریدتا ہوں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی قیمت میں فروخت کر دیا اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے ایک سو ساٹھ درہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیئے اور اونٹنی پکڑی اور چل دیئے۔ اس کے بعد حضرت علی سے پہلے بیچنے والے حضرت جبرائیل کی ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا: ﴿قد بعث الناقة يا ابا الحسن قال نعم﴾ اے ابوالحسن، آپ نے وہ اونٹنی فروخت کر دی۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت جبرائیل نے کہا: ﴿فاعطني حقي﴾ میرا حق مجھے دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سو درہم حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دے دیئے اور ساٹھ درہم بچ گئے۔ وہ گھر جا کر حضرت فاطمہ کے سامنے رکھ دیئے۔ خاتون جنت نے پوچھا: ﴿من اين لك هذا﴾ اے علی، یہ آپ کو کہاں سے ملے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿تاجرت مع الله بستة دراهم فاعطاني ستين درهما لكل درهم عشرة دراهم﴾ میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ چھ درہم کی تجارت کی اس نے مجھے ہر درہم کے عوض دس درہم عطاء کیے۔ اس کے بعد حضرت علی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے اور سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا: ﴿يا علي البائع جبرئيل والمشتري ميكائيل والناقة مركب فاطمة يوم القيامة﴾ اے علی، اونٹنی بیچنے والے حضرت جبرائیل تھے اور خریدنے والے حضرت میکائیل تھے اور وہ اونٹنی قیامت کے دن فاطمہ کی سواری تھی۔

پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿يَا عَلِيّ اعْطِيتَ ثَلَاثًا لَمْ يُعْطَهَا غَيْرُكَ لَكَ زَوْجَةٌ سَيِّدَةٌ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَكَ وَلَدَانِ هُمَا سَيِّدَا أَشْبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَكَ صَهْرٌ هُوَ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ فَاشْكُرِ اللَّهَ تَعَالَى عَلَى مَا أَعْطَاكَ وَاحْمَدِهِ فِيمَا أَوْلَاكَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ﴾ ترجمہ: اے علی! اللہ پاک نے تجھے تین چیزیں ایسی عطا کی ہیں جو تیرے علاوہ کسی کو نہیں ملیں۔ (1) تیری بیوی جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ (2) تیرے بیٹے جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (3) تیرے سسر تمام رسولوں کے سردار ہیں۔ اس لئے تو ان انعامات پر اللہ پاک کا شکر ادا کیا کرو۔ حوالہ: الحاوی للفتاویٰ للسیوطی

37: حکایت والدین کے لئے دعا اور صدقہ کا فائدہ ﴿﴾

حضرت ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک ایسا قبرستان دیکھا کہ جس میں قبریں کھلی پڑی ہیں اور مردے باہر نکل کر قبروں کے کنارے بیٹھے ہوئے ہیں: ﴿وَكَانَ يَدِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ طَبَقٌ مِنْ نُورٍ﴾ اور ان میں سے ہر ایک کے سامنے نور کا طباق پڑا ہوا ہے۔ اور ان میں ایک ایسا آدمی بھی دیکھا: ﴿لَمْ يَرِ بَيْنَ يَدَيْهِ نُورًا﴾ جس کے سامنے نور کا طباق نہیں تھا۔ ابو قلابہ نے اس سے کہا: ﴿مَالِي لَا أَرَى نُورًا بَيْنَ يَدَيْكَ﴾ کہ کیا بات ہے کہ میں تیرے سامنے نور کا طباق نہیں دیکھ رہا۔ اس نے جواب دیا کہ: ﴿إِنَّ لَهُ وَلَاءَ أَوْلَادٍ وَاصْدِقَاءَ يَدْعُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ لَهُمْ وَهَذَا النُّورُ مِمَّا بَعَثُوا إِلَيْهِمْ وَإِنْ لِي وَلَدٌ غَيْرُ صَالِحٍ لَا يَدْعُو لِي وَلَا يَتَصَدَّقُ لِأَجْلِي فَلَا نُورَ لِي وَإِنِّي أَخْجَلُ مِنْ جِيرَانِي﴾ ان لوگوں کی اولاد اور دوست ان کے لئے دعا اور صدقہ خیرات کرتے ہیں اور یہ نور اس دعا اور صدقہ کرنے کی وجہ سے ہے میرا بھی ایک بیٹا ہے لیکن وہ نیک نہیں ہے اور وہ میرے لئے دعا اور صدقہ خیرات نہیں کرتا۔ اس واسطے میرے لئے نور نہیں ہے۔ اور میں اپنے پڑوسیوں سے شرمندہ ہوتا ہوں۔

جب ابو قلابہ خواب سے بیدار ہوا تو اس مردے کے بیٹے کو بلایا اور خواب کا سارا واقعہ بتایا۔ تو وہ لڑکا فوراً تائب ہو گیا اور سیدھے راستے پر آ گیا۔ اور کہا، اے ابو قلابہ تو گواہ رہنا: ﴿ثم اقبل على الطاعة والدعاء لابي و الصدقة لاجله﴾ پھر وہ اللہ پاک کی فرمانبرداری اور اپنے والد کے لئے دعا، صدقہ کرتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد پھر ابو قلابہ نے اس قبرستان میں اس قبر کو پہلی حالت میں دیکھا: ﴿و رای نین یدی ذلک الرجل نوراً عظیماً اضواء من الشمس و اکمل من نور غیرہ﴾ اور اس آدمی کے سامنے نور دیکھا جس کی روشنی آسمان کے سورج سے زیادہ تھی۔ اور دوسروں کے نور سے زیادہ مکمل تھا۔ اس آدمی نے کہا: ﴿یا ابا قلابہ جزاک اللہ عنی خیراً بقولک لجا ابی من النیران و نجوت انا من خجلتی بین الجیران والحمد للہ﴾ اے ابو قلابہ اللہ پاک تجھے مجھ سے بہتر جزاء دے کہ تیرے کہنے پر میرے بیٹے نے مجھے آگ سے نجات دی اور خود بھی نجات پائی اور میں اپنے پڑوسیوں کی شرمندگی سے بچ سکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

38: حکایت ﴿باب کی خدمت کا فائدہ﴾

اوس یمانی فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے چار بیٹے تھے۔ جب وہ شخص بیمار ہوا تو ان کے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے اپنے بھائیوں سے کہا: ﴿ان لمرضوہ و لیس لکم من میراثہ شئی و اما امرضہ و لیس لی من میراثہ شئی﴾ اگر تم میں سے کوئی باپ کی بیمار پرستی کرے تو اس کے لئے وراثت سے کوئی چیز نہیں، یا پھر مجھے بیمار داری کرنے دو اور میں میراث سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ [سب بھائیوں نے کہا کہ تم ہی باپ کی خدمت کرو] اس بیٹے نے اس شرط پر باپ کی خدمت کی، ایک دن اسے خواب میں کہا گیا: ﴿ایت مکانا کذا و خذ منه مائة دينار و لیس فیہا برکت﴾ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے سو دینار لے لو۔ لیکن اس میں برکت نہیں ہے۔ اس نے صبح اٹھ کر

خواب اپنی بیوی کو بتایا تو اس نے کہا: ﴿خذھا﴾ اس کو لے لو۔ لیکن اس نے دینار لینے سے انکار کر دیا۔ پھر اس کو دوسری رات کہا گیا: ﴿ایت مکانا کذا و خدمنه عشرة دنانیر ولا بركة فیھا﴾ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے دس دینار لے لو لیکن اس میں برکت نہیں ہے۔ اس نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا: ﴿فخوضته علی اخذھا فابی﴾ تو اس نے دینار لینے کی خوب اسے ترغیب دی۔ لیکن اس نے دینار لینے سے انکار کیا۔ تیسری رات پھر اسے کہا گیا: ﴿اذهب الی مکان کذا و خدمنه دینارا وفیه البركة فذهب الیه و اخذہ﴾ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے ایک دینار لے لو کیونکہ اس میں برکت ہے۔ جب وہ دینار لے کر نکالا تو دیکھا کہ ایک آدمی دو مچھلیاں بیچ رہا ہے۔ اس نے مچھلی والے سے کہا: ﴿بکم تبیعھما﴾ تم ان دو مچھلیوں کو کتنے میں فروخت کرو گے۔ اس نے کہا: ﴿بدينار﴾ ایک دینار میں۔ چنانچہ جب وہ ان مچھلیوں کو خرید کر گھر لایا اور ان کا پیٹ چاک کیا تو ہر ایک کے پیٹ سے ایک ایک نایاب موتی نکلا۔ وہ ان موتیوں کو لے کر بادشاہ کے پاس حاضر ہو گیا۔ تو بادشاہ نے اس کو ایک موتی کے بدلہ بہت ساری رقم عنایت کی اور کہا: ﴿ھذہ لا تصلح الا مع احتھا فاعطینھا و نعطیک بھا کذا و کذا﴾ یہ موتی اپنے دوسرے موتی کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ موتی بھی آپ مجھے دے دیں اور ہم آپ کو اس کے عوض کافی رقم دیں گے۔ چنانچہ وہ گھر گیا اور دوسرا موتی بھی لا کر حاضر کر دیا۔ بادشاہ نے جو مال دینے کا وعدہ کیا تھا وہ اس کو دیا: ﴿فحصل له بركة خدمة والده و رحمہ اللہ تعالیٰ﴾ اس کو یہ مال دولت باپ کی خدمت کی وجہ سے ملی تھی۔

39: حکایت ﴿ماں کے ادب کا فائدہ﴾

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک دن بزبور شریف کی تلاوت فرمائی تو زبور کی تلاوت کے وقت آپ کا دل نرم ہو گیا۔ تو آپ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ: ﴿ایس

فی الدنیا اعبد منی فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ ﴿اس وقت دنیا میں مجھ سے زیادہ عبادت کرنے والا کوئی نہیں۔ تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: ﴿یسا داؤد اصعد الی جبل کذا التری رجلا ذرا عا یعبدنی سبع مائة عام و یعتذر من ذنب فعلہ و لیس بذنب عندی﴾

اے داؤد، فلاں پہاڑ پر چڑھو اور وہاں پر ایک کاشتکار کو دیکھو جو سات سو سال سے میری عبادت میں مصروف ہے اور پھر بھی اپنے گناہ پر شرمندہ ہے۔ جو اس سے ہوا ہے حالانکہ میرے نزدیک وہ گناہ نہیں ہے۔

وہ غلطی یہ ہے کہ ایک دن وہ اپنے گھر کی چھت سے گزرا اور اس کی ماں چھت کے نیچے تھی تو اس کے چلنے کی وجہ سے چھت سے تھوڑی سی مٹی نیچے ماں پر گری، اور وہ شخص تجھ سے زیادہ عبادت گزار ہے: ﴿فاذهب الیہ و بشرہ بالمغفرة منی﴾ پس تم اس کے پاس جاؤ اور اس کو میری طرف سے بخشش کی خوشخبری دے دو۔

حضرت داؤد علیہ السلام اس پہاڑ پر گئے تو دیکھا کہ ایک شخص بہت ہی کمزور اور عبادت کی وجہ سے اس کی ہڈیاں نظر آرہی تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے نماز میں مصروف پایا جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے اسے سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا۔ اور اس نے آپ سے پوچھا: ﴿من انت﴾ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ﴿انا داود﴾ میں اللہ تعالیٰ کا نبی داؤد ہوں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اگر مجھے آپ کا معلوم ہوتا تو میں کبھی بھی آپ کے سلام کا جواب نہ دیتا کیونکہ مجھ سے ایک گناہ ہو گیا ہے اور میں اس کی معافی کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا ہوں اور آپ نے میرے لئے بخشش طلب نہیں کی۔ اللہ عزوجل کی قسم: میں مکان کی چھت سے گزرا اور نیچے میری ماں بیٹھی ہوئی تھی تو تھوڑی سی مٹی اس پر گر پڑی۔ اس وجہ سے میں گھر سے نکلا اور سات سو سال ہو گئے ہیں اور مجھے نہیں پتا کہ میری ماں مجھ سے راضی ہے یا نہیں۔ لیکن میرا گمان ہے کہ وہ مجھ سے ناراض ہے اور میں مسلسل اللہ تعالیٰ سے استغفار کر رہا ہوں: ﴿لیرضنی عنی ربی و

ترضی عنی والدتی ﴿ تاکہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے اور میری ماں مجھ سے خوش ہو جائے۔ اور میں اس حالت میں سات سو سال سے ہوں اور اللہ کے عذاب کے ڈر سے کھانے پینے کو بھی جی نہیں کرتا۔ آپ میرے پاس سے چلے جائیے۔ کیونکہ آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روکے رکھا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: ﴿ان الله بعثني اليك لاجبرك انه غفر لك و هو راض عنك و ان والدتك خرجت من الدنيا و هي راضية عنك﴾ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ تجھے خوشخبری دوں، کہ اس نے تیری غلطی کو معاف فرما دیا ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے اور تیری والدہ دنیا سے چلی گئی ہے اور وہ بھی تجھ سے راضی تھی۔ اور وہ اس چھت کے نیچے نہیں تھی جس سے تیرا گزر ہوا تھا اور نہ ہی اس پر مٹی گری تھی۔ جب اس شخص نے یہ بات سنی تو کہنے لگا: ﴿و الله لا احب الحياة بعد هذا فسجده و قال رب اقبضني اليك فمات من ساعة رحمة الله تعالى﴾ اللہ عزوجل کی قسم: میں اس کے بعد زندگی کو پسند نہیں کرتا۔ اس نے سجدہ کیا اور عرض کی: اے میرے اللہ عزوجل، میری جان قبض کر کے اپنے پاس بلا لے۔ چنانچہ وہ اسی وقت وصال فرما گیا۔

40: حکایت ﴿ماں کی بددعا کی سزا﴾

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک قوم سفر کر کے ایک میدان میں ٹھہری تو وہاں انہوں نے مسلسل گدھے کی آواز سنی۔ جس سے وہ بیدار ہو گئے اور وہ اس آواز کی تحقیق کے لئے گدھے کی تلاش میں نکلے۔ لیکن گدھا نظر نہ آیا تو انہیں ایک ایسا گھر نظر آیا جس میں ایک عمر رسیدہ عورت تھی تو ان لوگوں نے اس سے کہا: ﴿وقد سمعنا لهيق حمارا سهرنا و لم نر عندك حمارا﴾ ہم نے گدھا کی آواز سنی جس سے ہم بیدار ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمیں گدھا نظر نہ آیا۔ اس عمر رسیدہ

خاتون نے کہا: ﴿ذَلِكَ ابْنِي كَانَ يَقُولُ لِي يَا حِمَارَةَ تَعَالَى وَيَا حِمَارَةَ اِذْهَبِي وَهَبْكِذَا فِدَعُوتِ اللّٰهِ اِنْ يَصِيرُ هَ حِمَارُهُ فَلِذَلِكَ لَمْ يَزَلْ يَنْهَقُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ اِلَى الصَّبَاحِ﴾ یہ ایک میرا بیٹا ہے اس کی عادت یہ تھی کہ یہ مجھے کہتا تھا: اے گدھی ادھر آ۔ اور کبھی کہتا: اے گدھی ادھر جا۔ میں نے اس کو بد عادی اور عرض کیا اے اللہ اس کو گدھا [کھوتا] بنادے۔ چنانچہ اب یہ رات سے لے کر صبح تک گدھے کی طرح آوازیں نکلاتا رہتا ہے۔ اس مسافر قوم کے لوگوں نے اس عورت سے کہا، ہم اسے دیکھنا چاہتے ہیں ہمیں اس کے پاس لے چلو۔ جب یہ لوگ اس کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں؟ ﴿وَإِذَا هُوَ فِي الْقَبْرِ وَ عُنْقُهُ كَعُنْقِ الْحِمَارِ﴾ کہ وہ قبر میں ہے اور اس کی گردن گدھے کی گردن کی طرح ہے۔

41: حکایت ﴿جنتی موتی﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا۔ اس پر معیشت یعنی روزی کی تنگی ہو گئی۔ ایک وہ جنگل میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ وہ یہی سوال کرتا کہ مجھے کچھ دیا جائے ایک دن غیب سے آواز آئی: ﴿إِيهَا الْعَابِدُ مَدْنِدُكَ وَخَدْفَمْدُ يَدُهُ فَوَضِعَ عَلَيْهَا دِرْتَانِ كَانَهُمَا كَوْكَبَانِ ضِيَاءُ﴾ اے عبادت گزار اپنا ہاتھ کھول اور لے لو۔ چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور اس پر دو موتی ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے رکھے گئے۔ وہ ان کو لے کر گھر واپس آیا اور اپنی بیوی سے کہنے لگا: ﴿إِنَّمَا مِنَ الْفَقْرِ﴾ اب ہم فقر سے امن میں آ گئے۔ پھر اس عابد نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے ایک محل میں ہے اور اس سے کہا گیا کہ یہ تیرا ہے۔ پھر اس نے دو تخت دیکھے جن میں سے ایک سرخ سونے کا اور ایک چاندی کا ہے۔ اور دونوں کی چھت موتی سے بنی ہوئی ہے۔ اس سے کہا گیا: ﴿أَحَدُهُمَا مَقْعَدُكَ وَالْآخَرَى مَقْعَدُكَ امْرَأَتُكَ﴾ ایک تیرے بیٹے کے لئے اور دوسرا تیری بیوی کے

لئے ہے۔ جب اس نے چھت کی طرف دیکھا تو دو موتیوں کی جگہ خالی پائی۔ اس نے کہا: ﴿مَا بَالُ هَذَا الْمَوْضِعِ إِنَّهُ خَالٍ﴾ یہ جگہ کیوں خالی ہے؟ کہا گیا: ﴿لَمْ يَكُنْ خَالِيًا وَ أَنْتَ تَعْجَلُ فِي الدُّنْيَا الدَّرَتَيْنِ وَ هَذَا مَوْضِعُ هَمَا﴾ یہ جگہ پہلے خالی نہیں تھی بلکہ تو نے دنیا میں دو موتیوں کی جلدی کی ہے ان کی جگہ ہے۔ اس کے بعد وہ اچانک خواب سے اٹھا اور اپنی بیوی سے کو خواب بتایا۔ بیوی نے کہا: ﴿عَلَيْكَ أَنْ تَدْعُو اللَّهَ وَ تَسْأَلَهُ حَتَّى يَرُدَّ هُمَا مَكَانَهُمَا﴾ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو یہاں تک کہ وہ موتیوں کو واپس کر دے۔ چنانچہ وہ پھر جنگل میں گیا اور دونوں موتی ہاتھ پر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگا کہ اے اللہ: ان موتیوں کو واپس لے لو۔ بالآخر ایک دن وہ موتی اس کی ہتھیلی سے غائب ہو گئے۔ اور غائب سے آواز آئی: ﴿أَنْ رُدَّ دُنَا هُمَا إِلَى مَكَانِهِمَا فَحَمْدُ اللَّهِ عَلَى ذَلِكَ وَ اِنْتِ عَلَيْهِ﴾ ہم نے ان دونوں موتیوں کو ان کی جگہ واپس کر لیا ہے۔ پس اس شخص نے اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور شکر ادا کیا۔

42: حکایت ﴿یزید لعین کی ہلاکت﴾

ایک دن یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے دوستوں سے کہنے لگا: ﴿إِنَّهُ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَمُرَّ عَلَى إِنْسَانٍ يَوْمَ كَامِلٍ بِلَا مَكْرُوهُ وَ غَمٍ﴾ کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اس پر سارا دن بغیر کسی پریشانی اور غم کے گزرے۔ اور میں یہ چاہتا ہوں: ﴿أَنْ أَجْعَلَ لِي يَوْمًا لَا أَرَى فِيهِ ذَلِكَ﴾ کہ میں ایک ایسا دن مناؤں جس میں ایسی کوئی پریشانی نہ ہو۔ چنانچہ اس نے ایک لہو و لعب کی ایسی مجلس سجائی جس میں پھولوں کے گلہ بستہ بھی پیش کئے گئے تھے۔ یزید کی ایک حنا نہ نائی لونڈی تھی جو اس کی محبوبہ تھی وہ شکل و صورت اور آواز کے اعتبار سے سب سے زیادہ اچھی تھی۔ یزید نے اس لونڈی کو اپنے پیچھے پردہ میں بیٹھایا اور اپنے دوستوں کو اپنے سامنے بیٹھایا۔ یزید کبھی اپنی لونڈی کی طرف دیکھتا اور اس سے کھیلتا اور کبھی اپنے دوستوں کی طرف دیکھتا تھا۔ تاکہ اس کی آواز

ن سکے۔ یہ تماشا عصر تک جارہا۔ اس کے بعد لوگوں نے یزید کو ایک انار دیا۔ جب اس نے انار کا دانہ نکال کر اپنے ہاتھ پر رکھا تا کہ اس کی لوٹڈی بھی کچھ کھائے چنانچہ لوٹڈی نے ایک دانہ لے کر کھایا: ﴿فوقعت حبة فی حلقها فماتت لوقتھا فحصل له من الغم میلا مزید علیہ و استمر علی ذلك اربعة ایام ثم مات علی معاصیہ﴾ تو وہ دانہ اس کی حلق میں پھنس گیا اور وہ اسی وقت مر گئی۔ تو یزید کو اس کے مرنے کا بڑا دکھ ہوا تو اس غم کی وجہ سے چار دن سے زیادہ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ یزید پلید بھی ہلاک ہو گیا۔

43: حکایت ﴿عبادت میں لذت رزق حلال سے ہوتی ہے﴾

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ میں نے کئی سال عبادت کی: ﴿فلم یجد للعباد طعنا ولا لذة﴾ لیکن عبادت میں مزہ اور لذت نہیں پائی۔ آپ اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے میری امی: ﴿انسی لا اجد للعبادة ولا للطاعة حلاوة ابدا فانظری هل تناولت شئنا من الطعام الحرام حیث کنت فی بطنک او حین رضاعتی﴾ میں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری میں کوئی لذت نہیں پائی۔ آپ غور و فکر فرمائیں کہیں آپ نے کوئی ناجائز کھانا تو نہیں کھایا جب میں آپ کے بطن میں تھا۔ یا دودھ پلانے کے دوران کوئی لقمہ کھایا ہو جو حلال نہ ہو۔ کچھ دیر آپ کی والدہ نے غور کیا تو فرمانے لگی: ﴿یا بنی لما کنت فی بطنی صعدت فوق سطح فرایت اجانة فیها اقط فاشتہیتہ فا کلت منه مقدار انملة بغير اذن صاحبہ﴾ اے میرے بیٹا: جب تو میرے بطن میں تھا تو میں ایک دن چھت پر چڑھی وہاں ایک مرتبان دیکھا اس میں پنیر تھا۔ میں نے اسے کھانا چاہا تو مالک کی اجازت کے بغیر میں نے تھوڑا سا پنیر کھا لیا۔ تو بایزید بسطامی نے فرمایا: ﴿ما هو الا هذا فاذهبی الی صاحبہ و اخبریہ بذلك﴾ عبادت میں لذت نہ ہونے کی وجہ

یہی ہے۔ پس آپ اس کے مالک کے پاس جائیں اور اسے یہ بتائیں یعنی اس سے معاف کروائیں۔ چنانچہ آپ کی والدہ اس کے پاس گئی اور سارا ماجرا بیان کیا۔ مالک نے اسے کہا: (انت فی حل منه) تیرے لئے اس سے حلال ہے یعنی میں نے معاف کیا۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے بایزید بسطامی کو یہ سارا واقعہ بتایا ﴿فعندها ذاق حلاوة الطاعة﴾ بت جا کے آپ کو عبادت میں لذت محسوس ہوئی۔

44: حکایت ﴿عیب دار چیز سے حاصل کردہ رقم صدقہ کرنا﴾

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور بصرہ کے ایک شخص کے درمیان کاروبار کی شراکت تھی۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ستر زیشمی کپڑے اپنے پارٹنر کے پاس بھیجے ان میں ایک عیب دار کپڑا بھی تھا۔ آپ نے اسے لکھا: ﴿ان فی واحد منها عیبا وهو الثوب الفلانی فاذا بعته فبین العیب﴾ بے شک اس میں ایک کپڑا عیب دار ہے۔ جب تم اسے بیچو تو اس کا عیب بھی بیان کر دینا۔ چنانچہ اس پارٹنر نے بغیر عیب بیان کیے تیس ہزار درہم میں وہ کپڑا فروخت کر دیا۔ جب رقم لے کر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کا عیب بیان کر دیا تھا۔ اس نے کہا: ﴿لقد نسیت فتصدق ابو حنیفہ ثمنها المذکور﴾ میں اس عیب کو بیان کرنا بھول گیا تھا۔ تو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ تیس ہزار درہم صدقہ کر دیئے۔

45: حکایت ﴿بچہ کی دعا سے باپ کی بخشش﴾

ایک قاضی فوت ہو گیا تو اس کی بیوی حاملہ تھی تو اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جب وہ جوان ہوا: ﴿بعثہ امہ الی الکتاب فلقنہ المعلم التسمیۃ فرفع اللہ العذاب عن ابیہ﴾ تو اس کی ماں نے اسے قرآن پڑھنے کے لئے ایک استاد کے پاس بھیجا۔ جب استاد نے اس کو ﴿بسم اللہ﴾ پڑھائی۔ تو اللہ کریم نے اس بچہ کے

باپ سے عذاب اٹھالیا۔ اور فرمایا ﴿یا جبرئیل انه لا یلیق بنا ان یکون ابنه فی ذکرنا و هو فی عذابنا فاذهب الیه و هنئه بابنه فذهب الیه و هنا ه به رحمہ اللہ تعالیٰ﴾ اے جبریل ہماری رحمت کو یہ بات گوارہ نہیں کہ جس کا بیٹا ہمارا ذکر کرتے اور ہم اس کے باپ کو عذاب دیں۔ پس تم اس کے پاس جاؤ اور اسے لڑکے کی خوشخبری دے دو۔ چنانچہ جبرئیل گئے اور بیٹے کی مبارک دی۔ اللہ پاک اس پر اپنی رحمت فرمائے۔

نوٹ: مشکوٰۃ کی روایت

46: حکایت ﴿ایک یہودی کا مسلمان ہونا﴾

حضرت حاتم اصم بغداد شریف میں تشریف لائے تو آپ کو بتایا گیا کہ یہاں ایک ایسا یہودی عالم ہے۔ جو علماء پر غالب ہے۔ حضرت حاتم اصم نے فرمایا: ﴿السا اکلمہ﴾ میں اس سے بات کروں گا۔ چنانچہ وہ یہودی خود حضرت حاتم اصم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے چند ایک سوال پوچھنے لگا۔

۱: ﴿وای شئی لا یعلمہ﴾ وہ کون سی ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا۔
۲: ﴿وای شئی لا یوجد عند اللہ﴾ وہ کون سی ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں ہے۔

۳: ﴿وای شئی لیس فی خزائن اللہ﴾ وہ کون سی ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے خزانے میں نہیں ہے۔

۴: ﴿وای شئی ینسأہ اللہ من العباد﴾ وہ کون سی ایسی چیز ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے نہیں پوچھا گا۔

۵: ﴿وای شئی یعقده اللہ﴾ وہ کون سی ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے باندھ رکھا ہے۔

۶: ﴿وای شئی یحله الله﴾ وہ کون سی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کھول رکھا ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسے یہودی اگر میں تیرے سوالوں کا جواب دے دوں۔ تو تو اسلام قبول کر لے گا۔ اس نے کہا: ہاں، میں اسلام قبول کر لوں گا۔ حضرت حاتم اصم نے فرمایا تیرے سوالوں کا جواب یہ ہے۔

۱: ﴿الذی لا یعلمہ الله ہو شریکہ او ولدہ فان الله کا یعلم لہ شریکا ولا ولدا﴾ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا وہ اس کا شریک یا اس کا بیٹا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لئے شریک یا بیٹا نہیں جانتا۔

۲: ﴿والذی لیس عند الله ہو الظلم ان الله لا یظلم الناس شیئا﴾ اللہ تعالیٰ کے پاس ظلم نہیں ہے کیونکہ وہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا۔

۳: ﴿والذی لیس فی خزائن الله الفقر ہو الغنی و انتم الفقراء﴾ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں فقر نہیں ہے کیونکہ وہ غنی ہے۔ اور تم فقیر ہو۔

۴: ﴿والذی یسالہ الله من العباد ہو القرض﴾ اور جس چیز کا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے سوال کرتا ہے وہ قرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿من ذا الذی یقرض الله قرضا حسنا﴾ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسد دے۔

۵: ﴿والذی یعقده الله ہو الزنار الکفار﴾ اور وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ گرہ لگاتا ہے وہ کافروں کے لئے زنا ہے۔

۶: ﴿والذی یحله الله ہو ذلك الزنار عن احباءہ فاسلم الیہودی باذن الله﴾ اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ کھولتا ہے وہ بھی زنا ہی ہے۔ وہ زنا کو اپنے محبوب بندوں سے کھولتا ہے۔ یہ سن کر یہودی ایمان لے آیا۔

47: حکایت آخرت کا ڈر

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن گھر سے باہر نکلے تو حالت یہ تھی کہ آپ پر گریہ زاری کے اثرات تھے۔ آپ سے کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: ﴿بلغنی ان عبدا یاتی یوم القیمة الی موقف الحساب مع خصم له یقول یا رب انی کنت رجلا قصابا فجاء الی هذا الرجل و استام منی اللحم و وضع اصبعه علی لحمی حتی رسمت اصبعه و لم یشتہ لحما فاحتجت الی ذلک المقدار﴾ مجھے تک یہ بات پہنچی ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ کھڑا ہو گا اپنے مخالف کے سامنے آئے گا۔ اور کہے گا: اے میرے رب عزوجل: میں قصاب تھا۔ تو اس شخص نے میرے پاس آکر گوشت کا بھاؤ طے کیا اور اپنی انگلی گوشت میں ماری جس گوشت میں انگلی کا نشان پڑا گیا اور اس نے مجھ سے گوشت نہیں خریدا۔ آج مجھے اس کے برابر محتاجی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ﴿ان یعطی من حسناته بقدر حقہ﴾ مدعا کی نیکیوں میں سے مدعی کو اس حق کے برابر نیکیاں دی جائیں۔ چنانچہ مدعی کا پلڑا ایک ذرہ کے برابر ہلکا تھا تو وہ نیکی اس کے پلڑے میں رکھی جائے جس سے اس کا پلڑا بھاری ہو جائیگا۔ اور اس کو جنت میں جانے کا حکم دیا جائے گا، اور اس کے مد مقابل مدعا علیہ کا پلڑا ہلکا ہو جائے گا اور اس کو دوزخ میں جانے کا حکم دیا جائے گا۔ اور مجھے پتا نہیں کہ اس دن میرا کیا بنے گا۔

48: حکایت اعمال کی قبولیت رزق حلال سے ہے ﴿

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں رہائش پریرتھے۔ آپ نے ایک شخص سے دو کھجوریں خریدیں اور دیکھا کہ دو کھجوریں پاؤں کے درمیان زمین پر گری پڑی ہیں۔ آپ نے گمان کیا: ﴿الہما مما اشتراہ فرلعلہما واکلہما﴾ کہ یہ دو کھجوریں بھی ان دو کھجوروں میں شامل ہیں۔ جو میں نے خریدی ہیں۔ انہیں اٹھایا اور کھا

گیا۔ جب بیت المقدس آئے اور صحرایہ ایک پتھر ہے جو ہوا میں لٹکا ہوا ہے [کے گنبد میں داخل ہوئے تو اس گنبد میں رسم تھی کہ جو بندہ بھی اس میں ٹھہرتا وہ عصر کے بعد باہر نکل جاتا تا کہ فرشتوں کے لئے خالی رہے۔ جتنے لوگ اس میں تھے وہ سب نکل گئے۔ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اس میں چھپ گئے اور لوگوں کو نظر نہ آئے۔ جب فرشتے اس میں داخل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ یہاں کوئی انسان ہے۔ ان میں سے ایک فرشتے نے کہا: ﴿هو ابراهيم بن ادھم عابد خراسان﴾ وہ ابراہیم بن ادہم ہے جو خراسان کا عبادت گزار ہے۔ دوسرے نے کہا: ﴿نعم﴾ ہاں۔ پھر دوسرے نے کہا: ﴿هذا الذي يصعد منه كل يوم عمل الى السماء مقبل﴾ یہ وہی ابراہیم بن ادہم ہے جس کا عمل ہر روز آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔ اور قبول ہوتا ہے۔ پھر ایک نے کہا: ﴿نعم غیر ان طاعته موقوفة منذ سنة و لم تستجب دعوته تلك المدة لمكان التمرتين﴾ ہاں، لیکن ایک سال سے اس کی اطاعت و فرمانبرداری موقوف کر دی گئی ہے۔ اور اس دوران اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ وہ دو کھجوریں تھیں جو اس نے کھائی تھیں۔ اس کے بعد فرشتے صبح تک عبادت میں مصروف رہے۔ صبح خادم نے آکر دروازہ کھولا تو ابراہیم بن ادہم باہر نکلے اور سیدھے مکہ مکرمہ چلے گئے اور اس دکان پر آئے تو وہاں ایک نوجوان دیکھا کہ وہ کھجوریں بیچ رہا ہے۔ حضرت ابراہیم نے اس سے کہا: ﴿كان ههنا شيخ يبيع التمر في العام الاول﴾ یہاں پر ایک بوڑھا آدمی پچھلے سال کھجوریں بیچتا تھا۔ اس دکاندار نے کہا کہ ﴿انہ والدہ و انہ فارق الدنيا﴾ وہ میرا والد تھا اور وہ انتقال کر گیا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم نے اسے سارا واقعہ سنا یا۔ اس دکاندار نوجوان نے کہا: ﴿انت في حل من نصيبی من التمرتين و لی اخیت و والدہ﴾ ان دو کھجوروں میں جو میرا حصہ ہے وہ میں نے معاف کیا اور ایک ایک حصہ اس میں میری بہن اور ماں کا بھی ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم نے پوچھا: ﴿این ہما﴾ وہ کہاں ہیں؟ نوجوان نے کہا:

وہ دونوں نے گھر میں ہیں۔ حضرت ابراہیم نے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو ایک عمر رسیدہ عورت لاٹھی کے سہارے باہر آئی۔ آپ نے اسے سلام کیا تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا: ﴿ما حاجتك﴾ آپ کی کیا حاجت ہے؟ حضرت ابراہیم بن ادہم نے سارا واقعہ سنایا۔ تو بوڑھیا نے کہا: ﴿انت لی حل من نصیبی ثم فعل مع بنتھا كذلك﴾ میں نے اپنا حصہ معاف کیا اسی طرح بیٹی نے اپنا حصہ معاف کر دیا۔ پھر ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کے اسی گنبد میں چلے گئے جب فرشتے وہاں داخل ہوئے۔ تو ایک فرشتہ دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ ابراہیم بن ادہم ہیں جن کے دو کھجوریں کھانے سے سال بھر کی عبادت اور دعا قبول نہیں ہو رہی تھی۔ لیکن جب سے انہوں نے اپنی غلطی کی معافی مانگ لی ہے اس دن سے ان کی عبادت اور دعا قبول ہونے لگی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو پہلے والا درجہ دے دیا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم یہ سن کر آب دیدہ ہو گئے: ﴿لا یفطر الا فی کل سبعة ايام لطعام حلال انتھی﴾ اورفاقہ کشی کی یہ حالت تھی کہ ہر سات دن کے بعد وہ رزق حلال کے بغیر افطار نہیں کرتے تھے۔

49: حکایت ﴿جنت اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے لئے ہے﴾

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مسجد حرام میں تشریف لائے تو وہاں: ﴿فرای رجلاً مطروحاً تحت اسطوانة وهو عریان ویذکر اللہ بقلب حزین﴾ آپ نے ستون کے نیچے ایک شخص کو دیکھا جو کہ ننگا پڑا ہوا تھا۔ اور غم زدہ دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہا تھا۔ حضرت ذوالنون مصری نے اس کے قریب ہو کر سلام کیا۔ اور اس سے پوچھا: ﴿من انت؟﴾ تم کون ہو؟ اس نے کہا: ﴿انا رجل عریة﴾ میں عربیہ الوطن مسافر ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا: ﴿ما اسمک﴾ تمیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: ﴿انا مطلوب الذی ھرب منہ﴾ جس کا میں طلب

ہوں اسی سے بھاگا ہوا ہوں۔ مراد اس کی یہ تھی کہ شیطان اور جنت دوزخ سے بھاگا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا: ﴿مَا تَقُولُ فَبِكَيْ فَبِكَيْتَ لِبِكَاءِهِ فَمَا زَالَ يَبْكِي حَتَّى مَاتَ مِنْ مَسَاعَتِهِ﴾ تم کیا کہہ رہا ہو؟ تو وہ رو پڑا اور اسی کے رونے کی وجہ سے میں بھی رو پڑا۔ وہ اتنا رویا کہ حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔ میں نے اس پچا در ڈال کر اسے چھپا دیا اور کفن کی تلاش میں نکالا۔ جب میں واپس آیا تو اس کو وہاں نہ پایا۔ میں نے لوگوں سے بطور تعجب کے کہا: سبحان اللہ، مجھے سے پہلے یہاں کون آیا۔ تو مجھے پر نیند کا غلبہ ہو گیا تو ہاتھ غیب سے آواز آئی: ﴿يَا ذُو النُّونِ هَذَا الَّذِي يَطْلُبُهُ الشَّيْطَانُ فِي الدُّنْيَا فَلَا يَرَاهُ وَيَطْلُبُهُ مَالِكُ خَازِنِ النَّارِ فَلَا يَرَاهُ وَيَطْلُبُهُ رِضْوَانُ الْجَنَّةِ فَلَا يَرَاهُ﴾ اے ذوالنون مصری یہ وہ شخص ہے جس کو شیطان دنیا میں تلاش کرتا رہا لیکن وہ بھی اس کو نہ ڈھونڈ سکا۔ اس کو مالک داروغہ تلاش کرتا رہا لیکن وہ اس کو نہ ڈھونڈ سکا۔ اس کو رضوان جنت تلاش کرتا رہا لیکن وہ بھی اس کو نہ پاسکا۔ میں نے غیب سے ندا کرنے والے سے کہا: ﴿فَإَيْنَ هُوَ بَعْدَ هَذَا﴾ اس کے بعد اب وہ کہاں ہے؟ تو اس نے کہا کہ: ﴿فِي مَقْعَدٍ صَدَقَ عِنْدَ مَلِكٍ مُقْتَدِرٍ﴾

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ عبادت کے لحاظ سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں: ۱: رہبانی ۲: حیوانی ۳: ربانی

۱: رہبانی: ﴿هُوَ الَّذِي يَعْبُدُ اللَّهَ رَهْبَةً وَخَوْفًا﴾ وہ ہے کہ بندہ خوف اور ڈر سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے۔

۲: حیوانی: ﴿هُوَ الَّذِي يَعْبُدُ اللَّهَ رَجَاءً وَرَحْمَةً وَعَفْوَةً﴾ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی رحمت اور عفو و درگزر کی امید پر کرتا ہے۔

۳: ربانی: ﴿هُوَ الَّذِي يَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا يَعْرِفُ الدُّنْيَا وَلَا الْآخِرَةَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَا النَّفْسَ وَلَا الْوَجْهَ﴾ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور اس علاوہ باقی سب دنیا، آخرت، جنت و دوزخ، نفس اور روح کو بھی نہ جانتا ہو۔

رہبانی کو کو قیامت کے دن جب قبر سے اٹھایا جائے گا تو اسے کہا جائے گا: ﴿قَدْ نَجَوْتَ مِنَ النَّارِ﴾ تو نے دوزخ کی آگ سے نجات پائی لی۔
 حیوانی سے کہا جائے گا: ﴿دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾ تو جنت میں داخل ہو جا۔
 ریائی سے کہا جائے گا: ﴿أَنْتَ مَحْبُوبِي أَنْتَ مَطْلُوبِي أَنْتَ مَرَادِي وَعِزَّتِي وَجَلَالِي مَا خَلَقْتَ الْجَنَانَ إِلَّا لِمِثْلِكَ﴾ تم تو میرے مطلوب ہو۔ اور تم ہی میری مراد ہو، مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم: میں نے جنت کو صرف تیرے لئے ہی پیدا کیا ہے۔

50: حکایت ﴿اسلام ذریعہ نجات ہے﴾

ایک کافر بادشاہ کا مسلمان وزیر تھا۔ وزیر ہمیشہ بادشاہ کی نصیحت کا منتظر رہتا۔ ایک رات بادشاہ نے وزیر سے کہا: ﴿قُمْ حَتَّى تَرْكَبَ وَنَنْظُرَ أَحْوَالَ النَّاسِ﴾ اٹھو ہم سوار ہو کر لوگوں کے حال احوال معلوم کریں۔ وہ دونوں سوار ہو کر ایک راستہ سے گزرے تو ایک محل دیکھا جو پہاڑ کی طرح تھا اس میں آگ روشن تھی۔ وہ اس کی طرف گئے تو دیکھا: ﴿فَإِذَا هُوَ بَيْتٌ فِيهِ أَصْوَاتُ غَنَاءٍ وَ أَوْقَارٍ﴾ وہ ایک ایسا گھر تھا جس سے سرود اور گانے بجانے کی آوازیں آرہی تھیں۔ اور اس میں ایک ایسا شخص بھی تھا جس کے کپڑے نہایت ہی پرانے اور وہ گوبر کے ڈھیر پر تکیہ لگائے گھوڑے پر بیٹھا ہے۔ اور اس کے سامنے مٹی کا ایک جگ پڑا ہوا اور ایک اسی یا پھر کبیل نما چیز پڑی ہوئی ہے۔ اور اس کی بیوی سامنے حاضر تھی جو بادشاہوں کی طرح سلام کرتی تھی۔ اور یہ شخص اپنی بیوی کو اس طرح سلام کرتا جس طرح خواتین کو سلام کیا جاتا ہے۔ بادشاہ نے سوچا: ﴿لَعَلَّ هُمَا بِصُنْعَانِ كُلِّ لَيْلَةٍ كَذَلِكَ﴾ شاید یہ دونوں ہر رات اسی طرح ہی کرتے ہوں گے۔ وزیر نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے بادشاہ سے کہا: ﴿إِيهَا الْمَلِكُ نَخَافُ أَنْ تَكُونَ فِي الْعُرُورِ مِثْلَهُمَا﴾ اے بادشاہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں آپ بھی ان دونوں کی

طرح دھوکے میں رہیں۔ بادشاہ نے پوچھا: ﴿کیف ذلک﴾ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وزیر نے کہا: ﴿ان مثلك كفى عين من يعرف الملكوت مثل هذه المزبله فی عينك و كذلك متكاك و قصورك و ان جسدك و ملبوسك عند من يعرف النظافة و النظارة مثل هذين فی عينك﴾ تیرا ملک اس ذات کی نظر میں ہے۔ جو عالم بالا کو جانتا ہے اس گھوڑے کی طرح ہے جو تیری نظر میں ہے۔ اور اسی طرح تیرا تکیہ اور محلات، جسم اور تیرا لباس اس شخص کے نزدیک جو پاکیزگی اور نظافت کو جانتا ہے ان دونوں کی مثل ہے جو تیری نظر میں ہے۔ بادشاہ نے کہا: ﴿و من هم اصحاب هذه الصفة﴾ ان صفات کے حامل کون لوگ ہیں؟۔ وزیر نے کہا: ﴿هما اهل المدينة التي فيها الفرح لا الحزن و النور لا الظلمة و الا من لا الخوف﴾ وہ مدینہ والے لوگ ہیں۔ ان میں خوشی ہے غم نہیں، نور ہے اندھیر نہیں، امن ہے، خوف نہیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے وزیر سے کہا: ﴿ما منعك ان تخبرني بهذا قبل اليوم﴾ تمہیں کس چیز کی وجہ رکاوٹ تھی کہ تو نے آج سے پہلے مجھے اس کی خبر نہیں دی۔ وزیر نے کہا: ﴿هيبتك﴾ تیرا خوف اور ہیبت۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا: ﴿لسن كان هذا الذي وصفت حقا فينبغي لنا ان نجعل ليلنا و نهارنا فيه﴾ اگر یہ بات سچ ہے تو پھر ہمارے لئے بہتر ہے کہ ہم اپنی رات اور دن اسی میں صرف کریں۔ وزیر نے بادشاہ سے کہا: ﴿اوامر ان اطلب لك ذلك﴾ کیا آپ حکم دیتے ہیں کہ میں آپ کے لئے اس کو تلاش کروں؟۔ بادشاہ نے کہا: ہاں۔ تو چند دنوں کے بعد بادشاہ سے کہا: ﴿ايها الملك وجدت مطلوب لي ابيات على قبور آبائك﴾ اے بادشاہ میں نے آپ کا مطلوب آپ کے آباؤ اجداد کی قبروں پر لکھے ہوئے ان اشعار میں پایا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا وہ اشعار کیا ہیں؟ تو وزیر نے کہا وہ اشعار یہ ہیں۔

ا: ﴿اعمى عن الدنيا والت بصير و تجهل ما فيها والت خبير﴾ ترجمہ: کیا تو دنیا سے اندھا ہو گیا ہے حالانکہ تیری آنکھیں ہیں۔ اور جو کچھ دنیا

میں ہے کیا تو اسے نہیں جانتا۔ حالانکہ تو جاننے والا ہے۔

۲: ﴿وَتَصْبِحُ تَبْنِيهَا كَانَكَ خَالِدًا وَتَرْفَعُ فِي الدُّنْيَا بِنَاءً مَفَاخِرًا﴾

ترجمہ: تو دنیا کو اس طرح آباد کرنے لگا ہے جیسا کہ تو نے ہمیشہ دنیا میں رہنا ہے۔ حالانکہ جو کچھ تو بڑی فخر کے ساتھ بنا رہا ہے اس کو تو نے دنیا میں چھوڑ جانا ہے۔

۳: ﴿وَأَنْتَ غَدَا عَمَّا بَنَيْتَ تَسِيرُ وَمَثْوَاكَ بَيْتٌ فِي الْقُبُورِ

صَغِيرٍ﴾ ترجمہ: اور تو بڑے فخر کے ساتھ بڑی بڑی کوٹھیاں بناتا ہے۔ حالانکہ قبروں میں تیرے رہنے کی جگہ چھوٹا سا گھر ہے۔

۴: ﴿وَدُونَكَ فَاَصْنَعْ كَلِمَاتٍ صَانِعٌ فَاَنْ يَمُوتَ الْمَيِّتِينَ قُبُورٍ﴾

ترجمہ: پس تو جو کام کرنے والا ہے اسے کر۔ بے شک مردوں کے گھر قبریں ہوا کرتی ہیں۔

جب بادشاہ نے یہ سنا تو: ﴿ثَابِتِ إِلَى اللَّهِ وَأَسْلَمْ وَحَسْبُ إِسْلَامِهِ وَكَانَ

سَبَابَ لِنَجَاتِهِ﴾ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کی اور مسلمان ہو گیا اور یہ اس کا مسلمان ہونا اس کی نجات کا سبب بن گیا۔

۵۱: حکایت توکل کی برکت

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے گھر سے روانہ ہوا تو ایک

بیابان میدان میں ایک کوا دیکھا کہ اس کی چانچ میں روٹی ہے۔ اور وہ اڑتا جا رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ اس کے ساتھ ضرور کوئی معاملہ عجیب قسم کا ہے۔ میں اس کے پیچھے

چل پڑا۔ وہ ایک غار میں داخل ہوا۔ میں بھی غار کی طرف چل پڑا تو دیکھا: ﴿فَإِذَا رَجُلٌ

مَشْدُودُ الْبَدَنِ وَالرَّجُلَيْنِ مَلَقَى عَلَى ظَهْرِهِ وَالْغَرَابُ يَلْقَمُهُ مِنَ الرِّغِيفِ

لَقْمَةً بَعْدَ لَقْمَةٍ فَطَارَ الْغَرَابُ وَلَمْ يَرْجِعْ﴾ وہاں ایک شخص جس کے دونوں ہاتھ

بلاؤں بندھے ہوئے ہیں۔ اور اپنی پیٹھ کے بل پڑا ہوا ہے۔ اور وہ کوا اس کے منہ میں ایک

ایک کر کے روٹی کے لقمے ڈال رہا ہے۔ اس کے بعد وہ کواڑا اور واپس نہیں آیا۔ میں نے اس شخص سے پوچھا: ﴿ایمن انت﴾ تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا: ﴿انا من الحجاج اخذ اللصوص جميع ما لي وشدوني والقوني في هذا الموضع فصبرت على الجوع مقدار خمسة ايام﴾ میں حاجیوں کے قافلے سے ہوں۔ چوروں نے مجھے پکڑا کر سارا مال و متاع چھین لیا اور مجھے باندھ کر اس جگہ پر چھوڑ دیا۔ میں یہاں پر پانچ دن سے بھوک پر صبر کیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا۔ اے وہ ذات جس نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ﴿امن يجيب المضطر اذا دعاه و يكشف السوء﴾ ترجمہ:

میں پریشان حال ہوں مجھ پر رحم فرما۔ تو اس نے میرے پاس یہ کوا بھیجا جو مجھے روزانہ کھانا کھلاتا ہے۔

حضرت مالک بن دینا فرماتے ہیں میں نے اس حاجی کو کھولا اور ہم سے وہاں سے اکٹھے چل پڑے۔ اور ہمیں راستہ میں پیاس لگی تو ہمارے پاس پانی نہیں تھا۔ ہم نے میدان میں نظر دوڑائی تو ایک کنواں نظر آیا اس پر بہت سارے ہرن تھے۔ ہم نے کہا: ﴿الحمد لله وقد جدنا البئر﴾ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں کنواں مل گیا۔ جب ہم اس کے قریب گئے تو ہرن وہاں سے بھاگ گئے۔ جب کنوئیں کے پاس گئے تو پانی بھی نیچے چلا گیا۔ میں نے کنوئیں سے پانی نکال کر پیا اور عرض کیا: ﴿يا رب ان الطباء لا يرکعون ولا يسجدون فسقيتهم على وجه الارض ونحن احتجنا الى مسانة ذراع﴾ ترجمہ: اے میرے رب عزوجل یہ ہرن نہ تو رکوع کرتے ہیں اور نہ ہی سجدہ کرتے ہیں اس کے باوجود تو نے ان کو زمین کی سطح پر پانی دیا ہے اور ہم سوگزی کی لیبائی سے پانی نکالنے کے محتاج ہوئے۔ تو ہاتھ عجبی سے آواز آئی: ﴿يا مالک ان الطباء توکلت علينا فسقينا هم و انت توکلت على الجبل والدلو﴾ ترجمہ: اے مالک بن دینار بے شک ان ہرنوں نے ہم پر بھروسہ کیا تھا اس لئے ہم نے انہیں پانی

پلایا تھا اور تم نے رسی اور ڈول پر بھروسہ کیا تھا۔

۵۲: حکایت ﴿من وسلوی کا آسمان سے اترنا﴾

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ﴿کانت لی ابنة اخت من اهل المعاملة مع الله تعالى فقدتها شهرا ولم اعرف محلها فتضرعت الى الله يوم و ليلة بصيام و قیام﴾ ترجمہ: میری ایک بھانجی اللہ والوں میں سے تھی۔ وہ ایک مرتبہ ایک مہینہ تک غائب رہی۔ اور مجھے اس کا کوئی ٹھکانا نہ ملا۔ میں نے ایک دن اور رات اللہ تعالیٰ سے گریہ و زاری کی اور دن کو روزہ اور رات کو قیام کیا۔ اس کے بعد میں نے خواب میں ہاتف غیبی سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا: ﴿ان التی تطلبها فی التیہ الفلانی﴾ کہ جس کو تم تلاش کر رہو وہ فلاں میدان میں ہے۔ میں نے کہا: ﴿سبحان الله کیف وقعت فی ذلك﴾ سبحان اللہ وہاں کیسے پہنچ گئی؟ پھر میں نے اس کے لئے کھانے پینے کا سامان لیا اور وہاں گیا۔ لیکن میں نے اس کو وہاں نہ پایا۔ اور ناامید ہو گیا۔ کھانے پینے کا سامان مجھے پر بھاری ہو گیا۔ میں نے اگلے دن واپسی کا پروگرام بنایا۔ لیکن میں خواب کی حالت میں تھا کہ اچانک کسی نے مجھے پاؤں کی ٹھوکر مار کر جگایا: ﴿فانتبهت فاذا هی قائمة عندی نضحکت وقالت یا ضعیف القلب ما هذا الذی علی ظہرک﴾ میں اچانک بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہی میرے پاس کھڑی ہنس کر کہنے لگی: اے میرے کمزور دل یہ تمہاری پشت پر کیا ہے؟ میں نے کہا یہ میرے کھانے پینے کا سامان ہے۔ اور تم ایک مہینہ سے غائب ہو اور میں تمہاری تلاش میں ہوں۔ وہ میری بھانجی کہنے لگی: ﴿یا خالی والله قد كنت فی محرابی فخطر بکالی ان الہ الارض والہ السماء والہ البر والہ البحر والہ الخراب والہ العمران واحد حتی رای اثار کرمہ و قدرته فدخلت فی هذا التیہ منذ اربعین یوما فرایت فیہا معبودی عین الیقین و اغنائی

عن الخلائق اجمعین ﴿ترجمہ: اے میرے ماموں! اللہ کی قسم میں اپنی محراب میں تھی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ زمین کا رب، آسمان کا رب، خشکی کا رب، تری کا رب، ویران جگہوں کا رب، اور آباد جگہوں کا رب ایک ہے۔ حتیٰ کہ میں نے اس کی قدرت اور بزرگی کے آثار دیکھے۔ اور میں چالیس دنوں سے اس میدان میں ہوں اور میں نے اپنے معبود کو عین الیقین سے دیکھا اور اللہ پاک نے مجھے تمام مخلوق سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اس کے بعد پھر وہ رو پڑی اور کچھ دیر کے بعد وہ چپ ہو گئی۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی میں نے اس سے کھانا مانگنے کا ارادہ کیا۔ اس نے میری طرف دیکھا کر کہا۔ اے ماموں: ﴿کانتک یا خالی جائع﴾ شاید آپ کو بھوک لگی ہے۔ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے آسمان کی نظر کر کے عرض کیا: ﴿یا مولای ان خالی جائع و یحب ان یری خالی عندک﴾ ترجمہ: اے میرے مولا: میرے ماموں کو بھوک لگی ہے اور تیرے پاس جو میرا مقام ہے اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ﴿فلو اللہ ما استتمت الدعاء حتی رایت السماء امطرت منا ابیض کالثلج فاکلت﴾ ترجمہ: اللہ کی قسم: ابھی اس کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ آسمان سے سفید برف کی طرح کھانے کی بارش ہوئی۔ تو میں اسے کھایا۔ پھر میں نے کہا: ﴿یا ابنہ اختی هذا المن فاین السلوی﴾ اے بھانجی، یہ تو من ہے سلوی کہاں ہے۔ اس نے کہا: ﴿السلوی بعد المن﴾ سلوی کے بعد من ہوگا۔ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں: (فرایت السلوی تقع علینا کثیرا) میں دیکھا کہ سلوی ہم پر کثرت سے گر رہا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا: ﴿لو اللہ ما فاقنی حتی صرت من الرجال رضی اللہ عنہما﴾ ترجمہ: اللہ کی قسم ابھی وہ مجھ سے الگ نہیں ہوئی تھی۔ کہ میں کامل مردوں میں سے ہو گیا تھا۔

53: حکایت ﴿عالم دین سے محبت فائدہ﴾

حضرت کعب احبار سے روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ بندہ سے حساب لے گا۔ جب اس کے گناہ اس کی نیکیوں پر غالب آجائیں گے۔ تو اس کو دوزخ جانے کا حکم دیا جائے گا۔ جب فرشتے اس کو جہنم کی طرف لے جائیں گے۔

تو اللہ پاک جبریل سے فرمائے گا: ﴿ادرك عبدی و اساله هل جلس عالم فی الدنيا فاغفر له بشفاعته﴾ میرے بندہ کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو۔ کیا یہ دنیا میں کسی عالم کے پاس بیٹھا تھا تو میں اس عالم کی شفاعت سے اسے بخش دوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام اس سے پوچھیں گے وہ آگے سے کہے گا۔ نہیں حضرت جبریل اللہ تعالیٰ کے دربار میں عرض کریں گے: (یا رب انک عالم بحال عبدک) اے میرے رب، تو اپنے بندے کے حال سے خوب واقف ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمایا گا: ﴿سئل هل احب عالما﴾ اس سے پوچھو۔ کیا یہ کسی عالم سے محبت رکھتا تھا؟ وہ کہے گا کہ نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ﴿سئل هل جلس علی مائدة مع عالم﴾ اس سے پوچھو، کیا یہ کسی عالم کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا تھا؟ وہ کہے گا کہ نہیں۔

پھر اللہ پاک فرمایا گا: ﴿سئل هل سکن فی سلة فیها عالم﴾ اس سے پوچھو کہ کیا یہ کسی عالم کے گلی کوچہ میں رہا تھا؟ وہ کہے گا نہیں۔

پھر اللہ پاک فرمائے گا: ﴿سئل هل وافق اسمه عالم او نسبه نسب عالم﴾ اس سے پوچھو کہ کیا اس کا نام یا نسب کسی عالم سے موافقت کرتا تھا؟ وہ کہے گا نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ﴿سئل هل کان یحب رجلا یحب عالما﴾ اس سے پوچھو کیا یہ کسی ایسے شخص سے محبت رکھتا تھا جو کسی عالم دین سے محبت رکھتا تھا۔ وہ کہے گا

گا: ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ جبریل سے فرمائے گا: ﴿خُذْ بِيَدِهِ وَادْخُلْهُ الْجَنَّةَ فَإِنِّي قَدْ غُفِرَ لَكَ بِذَلِكَ﴾ انتھی ﴿اسکا ہاتھ پکڑو اور جنت میں داخل کرو۔ اس واسطے کہ میں نے اس کو اسی لئے بخش دیا ہے۔

اضافہ: ﴿عالم دین کا مقام﴾

الحديث: ﴿قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الْعَالَمَ وَالْمَتَعْلَمَ إِذَا مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَةِ تِلْكَ الْقَرْيَةِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا﴾ ترجمہ: نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: عالم دین اور طالب علم جب کسی بستی سے گزرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بستی کے قبرستان سے چالیس دن کے لئے عذاب اٹھالیتے ہیں۔ شرح عقائد نسفی: فی دعاء الانبیاء للاموات

54: حکایت ﴿لاحول ولا قوۃ کی برکت اور شیطان سے حفاظت﴾

مامون رشید نے ایک نصرانی کو پانچ سو درہم کے عوض قید کرنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ایک سوار کو بھیجا۔ تو سوار نے راستہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے سر پر گھاس کا ایک گٹھا تھا جو ایک طرف کو جھکا ہوا تھا۔ تو سوار نے وہ گٹھا سیدھا کر دیا۔ اس کے بعد وہ گٹھا دوسری طرف جھک گیا۔ تو سوار نے اس پر ﴿لاحول ولا قوۃ﴾ کہا۔ ﴿فاستعظم النصرانی هذه الكلمة﴾ تو نصرانی نے اس کلمہ کا احترام کیا۔ سوار نے یہ دیکھ کر کہا: ﴿حيث عظمتم هذه الكلمة فلم لا يؤمن بالله تعالى﴾ جب تو نے اس کلمہ کا احترام کیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ پر ایمان کیوں نہیں لے آتے؟ نصرانی نے کہا: ﴿قد تعلمتها من ملائكة السماء﴾ میں نے یہ کلمہ آسمان کے فرشتوں سے سیکھا ہے۔ سوار کو یہ بات بڑی عجیب لگی۔ جب وہ خلیفہ کے پاس آیا تو اس نے نصرانی کا سارا واقعہ سنا دیا۔ خلیفہ نے نصرانی کو طلب کر لیا۔ اور پوچھا: ﴿کیف تعلمت هذه من الملائكة﴾ تو نے یہ کلمہ فرشتوں سے کیسے سیکھا؟ نصرانی نے کہا:

میرا ایک چچا تھا جو بہت دولت مند تھا۔ اور اس کی ایک نہایت خوبصورت لڑکی بھی تھی۔ میں نے اسے نکاح کا پیغام دیا۔ لیکن چچا نے میرا نکاح نہ کیا۔ اور دوسری جگہ اس کی شادی کر دی۔ جب شب زفاف آئی تو اس کو شوہر فوت ہو گیا۔ پھر میں اس سے نکاح کا پیغام دیا لیکن انکار ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس کا تین چار مرتبہ نکاح ہوا لیکن اس کے شوہر فوت ہو جاتے تھے۔ بالآخر اس کو نکاح میرے ساتھ ہو گیا۔ اس کی بھی یہ وجہ تھی باقی لوگوں نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تھا: ﴿فلما خلوت بها استقبلني الشيطان مثل قطعة جبل و صاح علي صيحة﴾ جب میں نے اس سے خلوت کی تو شیطان میرے سامنے ایک پہاڑ کے ایک ٹکڑے کی شکل میں آیا۔ اور مجھ پر چیخ ماری۔ اور کہنے لگا، کہاں داخل ہوئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا ہوں۔ شیطان نے کہا: کیا تجھے اس کے پہلے شوہروں کے بارے میں علم نہیں ہے۔ میں نے ان کے ساتھ کیا کیا۔ میں نے کہا، ہاں مجھے معلوم ہے۔ اس کے بعد شیطان مجھے کہنے لگا: ﴿وان رضيت ان تكون هذه المراقبة بالليل ولك بالنهار والقتلتك﴾ اگر تو اس بات پر راضی ہے کہ یہ عورت ایک رات میرے لئے ہو اور ایک رات تیرے لئے ہو۔ تو یہ بہتر ہے ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ میں نے کہا: ہاں، میں اس بات پر راضی ہوں۔ چنانچہ اسی طرح وقت گزرتا رہا۔ ایک رات شیطان نے مجھ سے کہا: ﴿اريد ان اذهب الليلة الى السماء لاستراق السمع و هذنبتي فهل توافقني للصعود معي﴾ آج رات میں آسمان پر جاؤں گا تاکہ ملاءِ اعلیٰ کی باتیں چھپ کر سنوں۔ اور آج رات آسمان پر جانے کی باری میری ہے۔ کیا تو میرے ساتھ آسمان پر جانے کے لیے راضی ہے۔ میں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ وہ شیطان ایک بڑے اونٹ کی شکل اختیار کر گیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا: میری پیٹھ پر بیٹھ جاؤ۔ میں اس کی پیٹھ پر سنبھل کر سوار ہو گیا۔ اس کے بعد وہ ہوا میں اڑا تو میں نے فرشتوں سے سنا کہ وہ: ﴿لا حول ولا قوة﴾ برہے رہے تھے۔ جب شیطان یہ کلام سنا: ﴿انقلب و سقط كالمت و سقطت

انا قریبا منه ﴿تو وہ مردہ حالت میں ہو کر گرا اور میں اس کے قریب گرا۔ جب تھوڑی دیر بعد ہوش آیا۔ تو شیطان نے مجھ سے کہا: ﴿غَمَضْ طَرَفَكَ فَعَمَضْتَهُ فَاِذَا اَنَا عَلٰی سَبَابِ دَارِی﴾ تم اپنی آنکھ بند کرو چنانچہ میں نے آنکھ بند کی۔ پھر جب میں نے آنکھ کھولی تو اپنے مکان کے دروازے پر تھا۔ پھر جب میں نے اپنی بیوی سے خلوت کی تو اس سے کہا: ﴿سَدِیْ كُلْ ثَقْبٍ وَكُوَّةٍ فِیْ هٰذَا الْبَیْتِ فَسَدَتْهَا كُلُّهَا﴾ اس گھر کے سارے سوراخ بند کر دو۔ لہذا اس نے سب سوراخ بند کر دیئے۔ رات کو شیطان آیا تو میں نے گھر کے دروازے پر منہ رکھ کر ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ﴾ پڑھا۔ تو میں نے مکان میں ایک سخت آواز سنی۔ پھر میں نے دو، تین بار ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ﴾ پڑھا۔ تو میری بیوی نے زور سے آواز دے کر کہا: اندر آؤ۔ چنانچہ میں اندر داخل ہوا تو میری بیوی کہنے لگی۔ جب تم نے پہلی مرتبہ ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ﴾ پڑھا۔ تو شیطان یہاں سے بھاگنے کا راستہ ڈھونڈ رہا تھا۔ لیکن اس کو راستہ نہ ملا۔ جب تم نے دوسری بار پڑھا تو آسمان سے آگ نازل ہوئی اور اس کو گھیر لیا۔ اور جب تیسری بار پڑھا۔ تو آگ نے اس کو جلا کر مٹی کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس لعین سے ہمیں نجات دی۔ جب خلیفہ مامون نے یہ سارا واقعہ اس نصرانی سے سنا۔ تو اس کو آزاد کر دیا اور پانچ سو درہم بھی اس کو معاف کر دیئے۔

اضافہ: ﴿عرش کا خزانہ﴾

تیسرے کلمہ کا ورد کثرت سے کرنا چاہیے کیونکہ یہ کلمہ عرش الہی کا خزانہ ہے۔

55: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق﴾

حضرت حارثہ بن ابی اونی کا ہم سایہ ایک نصرانی تھا۔ وہ مرض الموت میں بیمار ہو گیا۔ حارثہ بن ابی اونی اس کی عیادت کے لئے گئے اور اس سے کہنے لگے: ﴿اسلم و علیٰ ان اضمن لك الجنة فان الجنة لا نظیر لها و فیہا حور العین النسی

صفتها کذا و فیها القصور التي صفتها کذا ﴿ تم مسلمان ہو جاؤ اور میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ کیونکہ جنت بے نظیر چیز ہے اس کی نظیر کوئی نہیں۔ اس میں بڑی بڑی آنکھوں والی خوریں ہیں۔ جن کا حسن اس طرح کا ہے اور اس میں محلات ہیں جو اس طرح کے ہیں یعنی جنت کی ان چیزوں کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ حسن میں یہ سی مثال آپ ہیں۔ نصرانی نے کہا: ﴿ارید الفضل من هذا﴾ میں اس سے بھی افضل چیز کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تو حضرت حارثہ نے کہا: ﴿اسلم و علی ان اضمن لك سوية الله فی الجنة﴾ تم اسلام قبول کرو، میں جنت میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا ضامن ہوں۔ نصرانی نے کہا: ﴿الان اسلم اذ ليس شئ افضل من الرثو نه فاسلم ثم مات﴾ اب میں اسلام لاؤں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے افضل چیز کوئی نہیں۔ پس وہ مسلمان ہوا اور پھر فوت ہو گیا۔ تو حضرت حارثہ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ایک سواری پر سوار ہے۔ حضرت حارثہ نے اس سے کہا: ﴿انت فلان﴾ تو فلاں شخص ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ: ﴿نعم﴾ ہاں۔ حارثہ نے پوچھا: ﴿لما فعل الله بك﴾ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ اس نے کہا: ﴿لما خرجت روحی ذهب بها الی العرش فقال لی الله عز وجل امننت بی سوف االی لقائی فلك الرضاء و البقاء و اللقاء﴾ جب میری روح پرواز کر کے عرش الہی کی طرف چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تو نے میرے دیدار اور ملاقات کے شوق میں مجھ پر ایمان لایا ہے اس لئے تیرے واسطے میری رضا اور بقاء اور دیدار ہے۔ حضرت حارثہ نے فرمایا: ﴿الحمد لله علی ما من به علیک﴾ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جس کی مدد سے میں نے تجھ پر احسان کیا۔

56: حکایت ﴿گناہوں کا حساب﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص نے اپنے نفس کا حساب لیا پھر جب اس نے اپنی عمر کا حساب کیا تو وہ ساٹھ سال کا ہو چکا تھا ﴿فحسب ایامی فاذا ہی احد و عشرون الف یوم و ستمائة یوم﴾ پھر اس نے ساٹھ سال کے دنوں کا حساب کیا تو اکیس ہزار چھ سو دن ہوئے۔ تو اس نے ایک چیخ ماری اور کہا: ﴿یا ویلاہ اذا کان لی کل یوم دنیا کیف القی اللہ بهذا العدد منها فخر مغشیا علیہ﴾ ہائے میری ہلاکت اگر میرے لیے ہر دن ایک گناہ ہو تو پھر میں گناہوں کے سبب اللہ تعالیٰ سے کیسے ملاقات کروں گا؟ یہ بات کہہ کر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا جب اسے افاقہ ہوا تو اس نے کہا کہ اس شخص کا کیا بنے گا: ﴿لہ فی کل یوم عشرة الاف ذنب فخر مغشیا علیہ فخر کوہ فاذا ہو قد مات رحمہ اللہ تعالیٰ﴾ جس کا روزانہ دس ہزار گناہ ہو گا۔ اس کے بعد وہ بے ہوش ہو کر گرا جب لوگوں نے ہلایا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔

57: حکایت ﴿شیطان اور فرعون سے بھی زیادہ بُرا شخص﴾

ایک دن شیطان لعین فرعون کے پاس آ کر کہنے لگا: ﴿اتعرفنی﴾ کیا تو مجھے جانتا ہے؟ فرعون نے کہا: ﴿نعم﴾ ہاں۔ شیطان لعین نے فرعون سے کہا گا: ﴿انک قد فقت علی بخصلة واحدة﴾ تجھ میں ایک خصلت مجھ سے زیادہ ہے فرعون نے کہا: ﴿ماہی﴾ وہ کون سی؟ شیطان نے کہا وہ یہ کہ: ﴿جراتک علی اللہ بدعوی الربوبیۃ فانی اکبر منک منا و اکثر منک علما و اعظم منک قوۃ ولم اتجاسر علی ذلک﴾ ترجمہ: تو نے خدائی کا دعویٰ کر کے اللہ تعالیٰ پر جرات کی ہے۔ حالانکہ میں تجھ سے عمر میں بڑا ہوں اور علم اور قوت میں بھی تجھ سے بڑا ہوں لیکن میں نے بھی یہ جرات نہیں کی کہ میں خدائی کا دعویٰ کروں۔ فرعون نے اس کو کہا: ﴿صدقت ولکنی اتوب عنہا﴾ تو نے سچ کہا ہے لیکن میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔

ہوں۔ شیطان لعین فرعون سے کہنے لگا: ﴿مَهْلًا لَا تَفْعَلْ ذَلِكَ فَاِنَّ اَهْلَ مِصْرَ قَدْ قَتَلُوْكَ بِالْبَرْبُوبِيَةِ فَاِذَا رَجَعْتَ عَنْهَا اَدْبِرْ اَعْنَكَ وَاَقْبِلُوْا عَلٰى عَدُوْكَ وَاَسْلُبُوا مَلِكًا فَتَصِيْرُ ذٰلِكَ﴾ ابھی توبہ کرنے سے ٹھہرا جاؤ کیونکہ اہل مصر نے تیری خدائی کو تسلیم کر لیا ہے۔ جب تو اس سے رجوع یعنی توبہ کرے گا تو وہ لوگ تجھ سے بھاگی ہو جائیں گے اور تیرے دشمنوں کی طرف پھر جائیں گے اور تیری سلطنت چھین کر تجھ کو قتل کریں گے۔ فرعون نے کہا: ﴿صَدَقْتَ وَلٰكِنْ هَلْ تَعْلَمُ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَنَا﴾ تو نے سچ کہا ہے لیکن یہ بتاؤ کیا تو نے زمین میں مجھ سے زیادہ خبیث آدمی دیکھا ہے؟ شیطان نے کہا: ﴿نَعَمْ مِنْ اَعْتَدَ اِلَيْهِ فَلَمْ يَقْبَلْ اَشْرَ مِنْى وَمِنْكَ﴾ ترجمہ: ہاں، جس شخص سے معذرت کی جائے اور وہ اس معذرت کو قبول نہ کرے۔ وہ مجھ سے بھی اور تجھ سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ اس کے بعد شیطان فرعون کے پاس سے دفع ہو گیا۔

58: حکایت ﴿میری لاش کو جلا کر راکھ اڑا دینا﴾

ہشام بن عبد الملک نے دمشق کے منبر پر چڑھ کر کہا: ﴿يَا اَهْلَ الشَّامِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ عَنْكُمْ الطَّاعُونَ بِخِلَافَتِيْ فَيْكُمْ﴾ اے شامیو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے طاعون سے میری خلافت کی وجہ سے محفوظ رکھا ہے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ اَرْحَمُ بِنَا فَلَنْ يَجْمَعَكَ وَالطَّاعُونَ عَلَيْنَا﴾ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمانے والا ہے۔ وہ تجھے اور طاعون کو بھی بھی ہم پر جمع نہیں کرے گا۔

کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ ایک شخص کی اولاد اور مال سب کچھ تھا جب اس کی موت کو وقت آیا تو اس نے اپنے لڑکے سے کہا: ﴿يَا بَنِيْ كَيْفَ كُنْتَ لَكُمْ﴾ اے میرے بیٹا! تیرا کیا باپ ہوں۔ لڑکے نے کہا: ﴿خَيْرًا اَبَ﴾ تم اچھے باپ ہو۔ اس نے کہا: ﴿اِذَا مِتَّ فَاحْرِقُوْنِيْ ثُمَّ اَهْرِاسُوْنِيْ بِالْمِهْرِ اِسْمُ ذُرْوَيْ فِىْ يَوْمِ رِيْحٍ﴾

عاصف لعل اللہ لا یعرف موضعی فلما مات فعلوا به ذلك ﴿ ترجمہ: جب میں فوت ہو جاؤں تو میری لاش کو جلادینا اور میری راکھ کو اکٹھا کر کے تیز و تند ہوا میں اڑا دینا۔ شائد اللہ تعالیٰ میرے مرنے کی جگہ کو نہ دیکھے۔ جب وہ فوت ہوا تو لوگوں ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع کیا اور فرمایا: ﴿یسا عبدی لم فعلت هذا﴾ اے میرے بندے تو نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے عرض کیا: ﴿خوفا منك یا رب ولانک کاتجمع علی عبدک عذابین فی الدنیا و الاخرۃ انتھی﴾ ترجمہ: اے میرے رب عزوجل میں نے تیرے خوف اور ڈر کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ کیونکہ تو اپنے بندے پر دنیا اور آخرت میں دو عذاب جمع نہیں فرمائے گا۔

59: حکایت ﴿حضرت خضر علیہ السلام کی حکایت﴾

حضرت خضر علیہ السلام دریا کے کنارے تشریف فرما تھے تو ایک سائل آیا اور اس نے آپ سے کہا: ﴿اسئلك بالله ان تعطينی شیئاً﴾ میں تم سے اللہ تعالیٰ کے لئے سوال کرتا ہوں مجھے کچھ دیں۔ حضرت خضر پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو انہوں نے اس سے فرمایا کہ: ﴿لا املك الا نفسي وقد سالتني بحق الله فقد بدلت لك نفسي فبعها و التفع بثمانها﴾ میں تو صرف اپنی ذات کا مالک ہوں اور تو نے اللہ تعالیٰ کے لئے سوال کیا ہے۔ تحقیق میں اپنی ذات تیرے حوالے کرتا ہوں۔ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ حاصل کر لے۔ چنانچہ سائل نے حضرت خضر علیہ السلام کو بازار لے جا کر ایک ساحم بن ارقم نامی شخص ہاتھ فروخت کر دیا۔ وہ خریدار آپ کو اپنے گھر لے گیا۔ اس کا ایک باغ تھا جو اسکے گھر کی بیک سائیڈ پر تھا۔ ساحم نے حضرت خضر علیہ السلام کو ایک کدال دیکر حکم دیا: ﴿ان ينحت من الجبل ويلقى فی البستان و ذلك الجبل فوسخ فی فوسخ﴾ پہاڑ سے مٹی لا کر باغ میں ڈالتے جاؤ۔ وہ پہاڑ ایک فرلانگ چوڑا اور ایک فرلانگ لمبا تھا۔ ایک فرلانگ تین میل کا ہوتا

ہے اس کے بعد ساحم کسی کام کی غرض سے غائب ہو گیا۔ حضرت خضر علیہ السلام پہاڑ سے مٹی لا کر باغ میں ڈالتے رہے۔ چنانچہ جب ساحم واپس آیا۔ تو اپنے گھر والوں سے پوچھنے لگا: ﴿هل اطعمتم الغلام﴾ کیا تم نے غلام کو روٹی دی ہے؟ گھر والوں نے کہا: ﴿این الغلام لا علم لنا به﴾ غلام کہاں ہے؟ ہم کو اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ پھر ساحم نے کھانا لیا اور غلام یعنی حضرت خضر کے پاس آیا: ﴿فوجدہ قد فذع من الجبل کلہ و هو قائم یصلی﴾ تو دیکھا کہ آپ پہاڑ کو کاٹنے سے فارغ ہو کر کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ساحم بہت حیران ہوا۔ قریب تھا کہ ساحم پر غشی طاری ہو جاتی۔ ساحم نے آپ سے پوچھا: ﴿اخبرنی من انت﴾ مجھے بتاؤ تو سہی تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا: ﴿عبد اللہ و عبدک﴾ اللہ کا بندہ اور تیرا غلام۔ پھر ساحم نے کہا: ﴿اسالک بحق اللہ ان تخبرنی من انت﴾ میں تجھے اللہ کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو؟ یہ سکر ایک لمحہ کے لئے حضرت خضر پر غشی طاری ہوئی۔ کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو فرمانے لگے: ﴿انا الخضر﴾ میں خضر ہوں۔ تو یہ سن کر ساحم بے ہوش ہو گیا۔ جب اس کو افاقہ ہوا: ﴿تاب و اعتذر الی ربہ و اعتقه و قال یا رب لا توخذنی ہذا لکم اعلم بہ﴾ تو اس نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور رب سے معذرت کرتے ہوئے آپ کو آزاد کر دیا اور عرض کیا: اے میرے رب مجھ سے بس کا مواخذہ نہ فرمانا کیونکہ میں ان کو نہیں جانتا تھا۔

اس کے بعد حضرت خضر نے بھی سجدہ شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی: ﴿بحقک صرت رقیقا و بحقک صرت عتیقا﴾ کہ اے اللہ عزوجل میں تیرے میں حق غلام ہوا تھا اور تیرے حق سے ہی آزاد ہوا ہوں۔ پھر آپ نے رجوع کی اجازت طلب کی اور دریائے کنارتے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا کہہ رہا ہے: ﴿یا رب خلص الخضر من الرق و تبت علیہ﴾ اے رب عزوجل حضرت خضر کو غلامی سے آزاد فرما دے اور اس کی توبہ قبول فرما۔ حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا: ﴿من انت﴾ تو کون

ہے؟ اس نے کہا کہ میں شادون ہوں۔ پھر شادون نے پوچھا: ﴿من انت﴾ تم کون ہو؟ آپ نے کہا: ﴿انا الخضر﴾ میں ہوں۔ اس کے بعد شادون نے آپ سے کہا: ﴿یا خضر طلبت الدنيا فاخذتها مسكنا لنفسك﴾ اے خضر: تم نے دنیا کو طلب کیا ہے اسی لئے تو آپ نے اپنے لئے گھر بنایا ہے۔ حضرت خضر کا دریا کے کنارے ایک عبادت خانہ تھا۔ اسی وقت آپ باہر نکل کر میدان میں عبادت میں مشغول ہو گئے۔ پھر آپ نے وہاں ایک درخت لگا اور اس کے سایہ میں عبادت کرنے لگے۔ پھر ایک غائبی آواز آئی: ﴿یا خضر حين سجدت في ظلها اثرت الدنيا على الاخرة فوعزتي وجلالي مالي في جهار ضي﴾ اے خضر: تو نے سایہ میں سجدہ کر کے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہے۔ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ میری رضا دنیا کی محبت میں نہیں ہے۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام نے شادون سے کہا: ﴿ادع الله حتى يقبل توبتي فادع الله قبل الله توبته بدعاء شادون﴾ کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ میری توبہ قبول کر لے۔ چنانچہ شادون نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر کی توبہ قبول فرمائی۔

نوٹ: ﴿روئے والی آنکھ کا مقام﴾

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کیا جائے گا۔ جب اس کا حساب کیا جائے گا تو اس کے گناہ زیادہ ہوں گے۔ اور جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ تو اس کی آنکھ کا ایک بال کہے گا: ﴿یسار رب ان نیک صلی اللہ علیہ وسلم قال من بکی من خشية الله حرم الله تلك العين علی النار فانزعنی من عینہ ثم ابعتہ الی النار﴾ اے میرے رب عزوجل: بے شک تیرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جو شخص خوف خدا سے روئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ پر جہنم کی آگ کو حرام کر دے گا۔ پس مجھے اس کی آنکھ سے نکال دے پھر اس کو جہنم میں ڈال دے۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ﴿لستم لا تستوہینہ منی﴾ تو

نے مجھ سے بخشش کیوں نہیں مانگی؟ آنکھ عرض کرے گی: ﴿انسی خشیت منك يا رب﴾ اے میرے رب عزوجل تیرے خوف کی وجہ سے میں نے بخشش نہیں مانگی۔ اللہ کریم فرمائے گا: ﴿قد اكرمتك لاجلك اذهبي به الى الجنة﴾ میں نے تیری وجہ سے اس کو عزت (بخشش) دی۔ تو اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔

60: حکایت ﴿نماز جمعہ کی برکت﴾

حضرت حامد لفاف رضی اللہ عنہ نے نماز جمعہ پڑھنے کیلئے جانے کا پروگرام بنایا۔ [اور ان کے تین کام رہتے تھے] ان کا گدھا گم ہو گیا تھا۔ ان کا آٹا چکی پر تھا، اور ان کی زمین کو پانی لگانے کی باری بھی تھی۔ آپ نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر جمعہ پڑھنے چلا گیا تو یہ تینوں کام رہ جائیں گے۔ پھر آپ نے کہا: (عمل الاخرة اولی) آخرت کام سب کاموں سے اچھا ہے۔ چنانچہ آپ جمعہ کے لئے چلے گئے۔ جب آپ جمعہ پڑھ کر واپس آئے تو دیکھا: ﴿وجد ارضه قد سقيت وحمارة في الاصلطبل وامرأة تخبر﴾ کہ زمین کو سیراب پایا اور گدھا اصلطبل میں موجود ہے اور بیوی روٹیاں پکا رہی ہے۔

آپ نے اپنی بیوی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ تینوں کام خود بخود ہونے کا سبب درجہ ذیل ہے۔

﴿اما الحمار فقد سمعت قرع الباب فخرجت فاذا الحمار يعدو والاسد حوله فلما فتحت الباب دخل الحمار الدار﴾ میں نے دروازے پر کھٹکھٹاہٹ کی آواز سنی تو میں باہر نکلی تو کیا دیکھتی ہوں کہ گدھا دوڑتا ہوا آ رہا ہے اور اس کے پیچھے شیر ہے، جب میں دروازے کھولا تو گدھا گھر میں داخل ہو گیا۔

﴿واما الارض فان الملاصق لارضنا اراد يسقي ارضه فنام فانفجر السماء فسقى ارضنا﴾ ہمارے ہمسایہ نے اپنی زمین کو پانی لگا رہا تھا تو اس کو نیند آئی

اور وہ سویا گیا تو پانی اس کی زمین سے نکل کر ہماری زمین کو سیراب کر گیا۔

۳: ﴿وَأَمَّا الدَّقِيقُ فَانَّهُ كَانَ لَجَارِنَا دَقِيقٌ فِي الظَّاحُونَ فَذَهَبَ لِيَاتِي بِهِ فَعَلَطَ فَحَمَلَ جَوَاقِنَا فَلَمَّا جَاءَ إِلَى بَيْتِهِ عَرَفَهُ فَدَفَعَهُ لَنَا﴾ ہمارے ہمسایہ کا آٹا چکی پر تھا وہ گیا تو اس نے غلطی سے ہمارا آٹا اٹھا لیا۔ جب وہ اپنے گھر آیا تو اس کو پہچانا تو اس کو ہمارے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد حضرت حامد لقاف نے اپنا سر آسمان کی اٹھا کر عرض کیا: ﴿يَا رَبِّ قَضَيْتَ لَكَ حَاجَةً فَقَضَيْتَ لِي ثَلَاثَ حَاجَاتٍ فَلَكَ الْحَمْدُ﴾ اے میرے رب عزوجل میں نے تیرا ایک کام کیا اور تو نے میری تین ضرورتوں کو پورا کر دیا۔

61: حکایت ﴿یا حی یا قیوم کی برکت﴾

جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو کشتی زمین و آسمان کے درمیان بلند ہوئی۔ تو پانی کی لہروں کی وجہ سے کشتی ہچکولے کھانے لگی۔ اور پانی بہت گہرا تھا۔ گرم پانی کی وجہ سے تارکول (لگ) پکھل گئی اور قریب تھا کہ پانی کشتی میں داخل ہو کر اس کو تباہ کر دیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ناموں میں سے ایک نام حضرت نوح علیہ السلام کو سیکھایا تو آپ نے اس نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی: ﴿فَحَمْدُ الْقَابِرِ كَمَا اسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَهُوَ اٰهِيَ اَشْرَاهِيَا وَمَعْنَاهُ يٰ اَحْيٰی یٰ اَقِیۡمُ وَهُوَ فِی التَّوْرَةِ یُسَلِّمُ بِهِ لِمَغْرِبِیۡ مِنَ الْعَرَقِ﴾ تو اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے وہ تارکول یعنی لگ جم گئی اور وہ نام ہے، اھیا اشرایہینا، اس کا معنی ہے یا حی یا قیوم ہے اور یہ نام تورات میں ہے۔ اس کی برکت سے ڈوبنے والا ڈوبنے سے بچ جاتا ہے۔

یہ نام اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اس وقت سکھائے تھے: ﴿وَالْقَیِّیۡ فِی النَّارِ فَصَارَتْ عَلَیْهِ هَرْدًا وَسَلَامًا﴾ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا تو آگ آپ پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی تھی یعنی گل و گلزار ہو گئی تھی۔ جب ابراہیم نے اپنے بیٹے

حضرت اسماعیل کو حرم شریف لے گئے تھے۔ اور ان کو تنہا وہاں چھوڑا تھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ نام سیکھائے تھے۔ اور حکم بھی دیا تھا کہ: ﴿ان يدعوه اذا احتاج اليه فلما عطش و اصابه و امه الجهد دعا به فانبع الله له عين زمزم فبقی هذا الاسم فی افواه ولد اسماعیل الی یوم القيامة وفي افواه الملاحین انتھی﴾ جب کوئی مشکل اور محتاجی آجائے تو اس نام کے دعا کرنا، جب آپ کو پیاس لگی تو آپ کی ماں کو تکلیف ہوئی تو حضرت اسماعیل نے اس نام کے ساتھ دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے زمزم کا چشمہ جاری کر دیا اور یہ نام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اور ملاحوں کے منہ میں قیامت تک جاری رہے گا۔

62: حکایت ﴿شہید نے زندہ ہو کر نصرانی کو قتل کر دیا﴾

خليفة هارون رشيد نے محمد بطل سے ایک عجیب و غریب واقعہ کے متعلق پوچھا جو ابن کوروم کی شہروں میں سے کسی شہر میں پیش آیا۔ محمد بطل کہنے لگا کہ میں روم میں ایک چراگاہ سے گزر رہا تھا: ﴿والبرلس علی راسی والانجیل فی عنقی وانا مطرق﴾ تو ٹوپی میرے سر پر تھی اور انجیل میری گردن میں تھی اور سر کو نیچے کر جا رہا تھا۔ میں نے اپنے پیچھے گھوڑوں کی قدموں کی آواز سنی تو ان کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ ایک سوار ہتھیار سے مسلح اور نیزہ اس کے ہاتھ میں ہے جب وہ میرے پاس آیا تو: ﴿وسلم علی فرددت علیہ﴾ اس نے مجھے سلام کیا تو میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس نے مجھ سے کہا: ﴿هل رايت رجلا يقال له بطل﴾ کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس کو بطل کہتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ بطل تو مجھے ہی کہتے ہیں۔ ﴿انزل عن فرسه و عانقني و قبل رجلی﴾ تو وہ اپنے گھوڑے اترے اور مجھ سے معانقہ کیا اور میرے قدم چومنے لگا۔ میں نے اس کو کہا: ﴿لماذا تفعل هذا﴾ تو نے یہ ایسا کیوں کیا ہے؟ اس نے کہا: ﴿حنت لخدمتك فادعوت له فيمنانحن

كذلك اذا قبل علينا اربعة فرسان ﴿﴾ میں تمہاری خدمت کرنے کے لیے آیا ہوں تو میں اس کو دعادی چنانچہ اسی دوران چار سوار آتے ہوئے دکھائی دیے۔ میری دوست نے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیتے ہیں ﴿﴾ ان اخسرج الیہم ﴿﴾ کہ میں ان کی طرف نکلوں۔ میں نے اس کو اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کو ہٹاتے رہے۔ اس کے بعد ان سواروں نے میری ساتھی کو قتل کر دیا۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر مجھ پر حملہ آور ہوئے۔ میں نے ان سے کہا: ﴿﴾ ان از دتم محاربتي فامهلوني حتى اتسلح بسلاح صاحبي و اركب ذابته ﴿﴾ اگر تم مجھ سے لڑنا ہی چاہتے ہو تو مجھے اتنی مہلت دو کہ میں اپنے ساتھی کے ہتھیاروں کے ساتھ مسلح ہو کر اور اس کی سواری پر سوار ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا تجھ کو اتنی مہلت ہے۔ اس کے بعد میں نے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر میں نے ان سے کہا: ﴿﴾ انتم اربعة وانا واحد و هذا ليس بانصاف فليخرج لي واحد منكم فخرج واحد منهم ﴿﴾ تم چار ہو اور میں اکیلا ہوں انصاف تو یہ ہے کہ میرے لئے تم میں سے ایک آدمی نکلے۔ پس ان میں سے ایک ہی شخص نکلا۔

اے امیر المومنین، میں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر دوسرا نکلا تو میں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ پھر تیسرا نکلا تو میں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ پھر اس کے بعد چوتھا نکلا تو ہم ایک دوسرے کو نیزوں سے دور کرتے رہے یہاں تک کہ میرا نیزہ اور اس کا نیزہ ٹوٹ گیا۔ پھر ہم اپنے گھوڑوں سے اترے اور اپنی اپنی ڈھال اور تلواں لی۔ چنانچہ ہم آپس میں لڑتے رہے اور ہماری تلواریں ٹوٹ کر زمین پر گر پڑیں: ﴿﴾ لم تصارعنا حتى امسنا و غربت الشمس فلم يقدر علي ولم اقدر عليه ﴿﴾ پھر ہم نے آپس میں کشتی لڑی یہاں تک کہ ہم نے شام کر دی اور سورج ڈوب گیا۔ اور وہ مجھ کو نہ پچھاڑ سکا اور میں اس کو نہ پچھاڑ سکا۔ اس کے بعد میں نے اس کو کہا: ﴿﴾ يا هذا قد فاتني الصلوة في ديني اليوم فقال وانا كذلك ﴿﴾ اے شخص میرے دین نماز فرض ہے اور آج وہ فوت ہو

گئی۔ اس نے کہا میں بھی اسی طرح ہوں۔

﴿وكان اسقفا﴾ وہ نصاریٰ کا پیشوا تھا۔ میں نے اس سے کہا: ﴿فهل لك ان ننصرف حتى نقضى فوائتنا ولستريح الليلة فاذا اصبحتنا عدنا الى قتالنا﴾ کیا ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ ہم اپنی قضا نماز کو ادا کر لیں اور رات کو آرام کریں جب صبح ہو تو پھر لڑائی کریں گے۔ اس نے کہا، تجھے اس کا اختیار ہے۔ پھر ﴿فوحىد الله تعالى وقضيت صلوتى﴾ میں نے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور اپنی نماز قضا کی۔ وہ بھی جو کرنا چاہتا تھا اس نے کیا، جب سونے کا وقت ہوا تو اس نے مجھے سے کہا: ﴿انکم معشر العرب فيکم الغدرو فی ادنى جلعجان اعلق احدهما فی اذنک وتضع راسک علیه فان تحرکت صلصلت جلعجانتک فاستیقط﴾ تم عرب کے لوگ ہو تم میں بے وفائی ہے اور میرے کانوں میں دو جھانجھریں [یعنی کنکر و نماز یور] ہیں ان میں سے ایک جھانجھر کو اپنے کان میں ہی پہنے رکھتا ہوں اور اس پر اپنا سر رکھ کر سو جاتا ہوں۔ اگر تم حرکت کرو گے تو تمہارا جھانجھر بجے گا اور میں بیدار ہو جاؤں گا۔

میں اس بات پر راضی ہو گیا۔ چنانچہ ہم نے اسی طرح سو کرات بسر کر دی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور نماز فجر ادا کی۔ اس کے بعد: ﴿ثم اصطرعنا فصرعته وقعدت علی صدره و اردت ان اذبح﴾ ہم نے باہمی کشتی لڑی تو میں نے اس کو بچھاڑ دیا اور اس کے سینہ پر بیٹھ کر اس کو ذبح کرنا چاہا۔ اس نے مجھ سے کہا: ﴿عف عني هذه المرة﴾ اس مرتبہ مجھے معاف کر دو۔ میں نے اسے چھوڑ دیا، پھر ہم نے آپس میں کشتی لڑی ﴿فرزت رجلی فصرعنی وقعد علی صدری و هم بذبحی﴾ تو میرا پاؤں پھسل گیا اور اس نے مجھے بچھاڑ دیا اور میرے سینہ پر بیٹھ کر مجھے ذبح کرنے کا پروگرام بنایا۔ تو میں نے اس سے کہا: ﴿انا عفوت افلا تعف عني﴾ میں نے تجھے معاف کیا تھا کیا تو مجھے معاف نہیں کرے گا؟ اس نے مجھے

چھوڑ دیا، پھر تیسری بار کشتی لڑی ﴿وقد انکسر قلبی فصرعنی وقعد علی صدری وهم یذبحنی﴾ تو میرا دل ٹوٹ گیا تھا تو اس لئے اس نے مجھے بچاڑ دیا اور اس نے میرے سینہ پر چڑھ کر مجھے ذبح کرنے کا پروگرام بنایا۔ تو میں نے ایک بار پھر اس سے کہا: ﴿فتفضل بهذا المرة﴾ کہ اس بار بھی مجھ پر احسان کر کے چھوڑ دو۔ اس نے کہا تیرے لئے چھوٹ ہے۔ اسی طرح چوتھی بار بھی کشتی لڑی لیکن میں ہار گیا تو اس نے کہا کہ اب میں نے پہچانا ہے کہ تو بطلال ہے۔ میں تجھے ضرور ذبح کروں گا۔ اور روم کی سرزمین کو تجھ سے ضرور نجات دوں گا۔ میں نے کہا: ﴿کلا ان شاء ربی﴾ اگر میرے رب نے چاہا تو تو مجھے کبھی بھی قتل نہیں کر سکے گا۔ اس نے کہا: ﴿قل لربک ان یمنعنی عنک و رفع الخنجر لیذبحنی به﴾ تم اپنے رب سے کہو کہ وہ مجھے روکے، اس نے خنجر اٹھایا تا کہ مجھے ذبح کرے۔ اے امیر المومنین: میرا مقتول ساتھی اٹھ کھڑا ہوا اور تلوار لے کر اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔ اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿ولا تحسبن الدین قتلوا فی سبیل اللہ﴾ ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل گئے جاتے ہیں تم ان کو مردہ گمان نہ کرو۔

63: حکایت ﴿محرم کے روزوں کا فائدہ﴾

ابو یوسف یعقوب بن یوسف بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک بہت متقی اور پرہیزگار تھا۔ لیکن وہ لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو فاسق و فاجر اور بدکار ظاہر کرتا۔ وہ فاسق و فاجروں جیسا لباس پہنتا اور شکل کو رندوں اور بے باکوں جیسا بنا رکھا تھا ﴿وکسان یطوف الکعبۃ معی منذ عشر سنین وکان یصوم یوماً ویفطر یوماً وانا صائم علی الدوام فیقول انک لا توجر علی صومک هذا لان نفسک قد اعتاد لہ﴾ اور وہ دس سال سے کعبہ کا طواف میرے ساتھ کر رہا تھا اور وہ ایک دن روزہ رکھتا اور ایک دن افطار کرتا تھا۔ اور میں بھی ہمیشہ روزہ رکھتا لیکن وہ مجھے کہا کرتا تھا

کہ تم کو روزہ رکھنے پر ثواب نہیں ملے گا کیونکہ تیرا نفس عادی ہو چکا ہے۔

لیکن وہ خود محرم کے دس دنوں کے روزے رکھتا تھا۔ پہلے وہ جنگل میں رہائش پزیر تھا پھر وہ میرے ساتھ شہر طرطوس میں داخل ہوا: ﴿فَمَكَثَا مَدَّةَ ثَمَمَاتٍ﴾ وہ وہاں تھوڑا عرصہ ٹھہرا پھر فوت ہو گیا۔ میں اس کیساتھ ایک ایسی ویران جگہ میں تھا کہ وہاں کوئی اور نہ تھا۔ میں باہر کفن اور خوشبو حاصل کرنے کے لئے نکلا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ

﴿يَتَحَدَّثُونَ بِمَوْتِهِ وَيَأْتُونَ إِلَى جَنَازَتِهِ وَالصَّلَاةُ عَلَيْهِ وَيَقُولُونَ قَدْ مَاتَ رَجُلٌ زَاهِدٌ عَابِدٌ مِنْ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى﴾ وہ اس کے مرنے کی باتیں کر رہے ہیں۔

اور اس کے نماز جنازہ پڑھنے کے لئے آرہے ہیں۔ اور ساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے ایک زاہد اور عبادت گزار بندہ فوت ہو گیا ہے۔ چنانچہ میں نے اس

کے لئے کفن اور خوشبو خریدی جب واپس آیا تو لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے میں اس تک نہ پہنچ سکا۔ میں نے کہا: ﴿سُبْحَانَ اللَّهِ مِنْ أَعْلَمِ النَّاسِ بِمَوْتِ هَذَا﴾ سبحان

اللہ: لوگوں کو اس کے فوت ہونے کی خبر کس نے دی؟ لوگ کثیر تعداد میں اس کا جنازہ پڑھنے کے لیے آئے ہیں۔ اور رو بھی رہے ہیں۔ میں کافی کوشش سے اس ویرانے میں

داخل ہوا: ﴿فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ لَا يَرَى مِثْلَهُ مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ بِخَطِّ اخْضَرِ هَذَا جَزَاءُ مَنْ أَثَرَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رِضَاءً نَفْسَهُ وَاجِبٌ لِقَائِنَا فَاحِينَا لِقَاءُ﴾ تو

میں نے اس کے پاس ایسا کفن پایا کہ اس طرح کا کفن نہیں دیکھنے میں نہیں آیا اس پر بہتر خط سے لکھا ہوا تھا کہ یہ اس بندہ کی جزا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنے

نفس کی رضا مندی پر ترجیح دی ہے اور اس نے ہمارے دیدار کو محبوب رکھا۔ اس کے لیے ہم نے اس کی ملاقات کو پسند کیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اس

کو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کیا۔ اس کے بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا: ﴿رَأَيْتُنَا عَلَى فَرَسٍ اخْضَرٍ عَلَيْهِ لِبَاسٌ اخْضَرٌ وَبَيْدَةٌ

لِيَوَاءِ خَلْفَهُ شَابٌ حَسَنٌ طَيْبٌ الرِّيحُ وَخَلْفَهُ شَيْخَانٌ وَخَلْفَهُمَا شَيْخٌ وَ

شباب ﴿ کہ وہ گھوڑے پر سوار ہے اور سبز لباس زیب تن کئے ہوئے ہے۔ اور ہاتھ میں جھنڈا ہے اس کے پیچھے ایک خوبصورت نوجوان ہے، اس سے بہت اچھی خوشبو آرہی ہے۔ اس نوجوان کے پیچھے دو بوڑھے ہیں اور ان کے پیچھے ایک بوڑھا اور ایک جوان ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: ﴿من هو لاء﴾ یہ کون ہیں؟ اس نے جواب میں بتایا: ﴿اما الشاب فهو نبينا محمد صلى الله عليه وسلم و اما الشيخان فابوبكر و عمر و اما الشاب فعثمان و علي و انا صاحب لوائهم بين ايديهم﴾ یہ نوجوان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ دو شخصیات حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر ہیں اور یہ نوجوان حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور میں ان کے سامنے ان کا جھنڈا اٹھایا ہوا ہے۔

میں نے اس سے کہا یہ حضرات کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ کسی کی زیارت کے لئے جارہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے دوست سے پوچھا: ﴿بما نلت هذه الكرامات﴾ یہ کرامت تجھے کیسے ملی؟ اس نے کہا: ﴿بإيثاري رضي الله على رضائي و بصوم عشر المحرم﴾ میں نے ہمیشہ اپنی مرضی پر اللہ کی رضا کو ترجیح دی ہے۔ اور محرم کے دس دن کے روزے رکھے ہیں۔ اس کی وجہ سے یہ کرامت ملی ہے۔ میں اپنے خواب سے بیدار ہوا اور جب تک زندہ رہا محرم شریف کے روزوں کو کبھی بھی نہیں چھوڑا۔

64: حکایت ﴿بسم اللہ کی برکت سے زہرنے اثر نہ کیا﴾

حضرت ابو مسلم خولانی کی ایک ایسی لونڈی تھی جو ان سے دشمنی رکھتی تھی۔ اسی دشمنی کی بناء پر وہ آپ کو زہر پلاتی تھی لیکن زہرنے کوئی اثر نہ کیا اور یہ کام وہ طویل عرصہ تک کرتی رہی۔ ایک دن لونڈی نے آپ سے کہا: ﴿التي سقيتك السم زمانا طويلا وهو لا يؤثر عليك﴾ میں نے آپ کو ایک طویل عرصہ زہر پلایا لیکن اس نے آپ پر

کوئی اثر نہ کیا۔ ابو مسلم خولانی نے اس باندی سے پوچھا: ﴿لماذا﴾ تو ایسا کیوں کرتی ہے؟ اس نے کہا: ﴿لانک شیخا کبیرا﴾ کہ تم کافی بوڑھے ہو چکے ہو۔ حضرت ابو مسلم خولانی نے اس سے کہا کہ زہر کے اثر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ: ﴿لانی اقول عند الاکل و الشرب بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ میں کھانے اور پینے کے وقت ﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ پڑھ لیتا ہوں۔ پھر آپ نے اس باندی کو آزاد کر دیا۔

65: حکایت ﴿فرشتوں کی امت مصطفیٰ کیلئے بخشش کی دعا﴾

حضرت مقاتل سے روایت ہے کہ کوہ قاف کے پیچھے ایک ایسی زمین ہے جو چاندی کی روشن، نرم ہے اور اس کی وسعت دنیا سے سات گنا زیادہ ہے اور فرشتوں سے اس طرح بھری ہوئی ہے کہ اگر سوئی گرائی جائے تو وہ ان کے پروں کے اوپر گرے گی۔ ان فرشتوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ ایک جھنڈا ہے۔ جس پر لکھا ہوا ہے: ﴿لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾ اور وہ فرشتے اس پہاڑ کے گرد جب کی ہر رات جمع ہوتے ہیں: ﴿یتضرعون الی اللہ ویدعون بالسلامة لامة محمد صلی اللہ علیہ وسلم و یقولون یا ربنا ارحم امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم و لا تعذب امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم و یتضرعون﴾ اور اللہ تعالیٰ سے گریہ زاری کرتے ہیں اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سلامتی کی دعا مانگتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ عز و جل امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب نہ دے اور وہ روتے اور گریہ زاری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ: ﴿ماذا تريدون﴾ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں ﴿نريد ان تغفر لامة محمد صلی اللہ علیہ وسلم﴾ ہم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿انتمی قد غفرت لهم﴾ نے شک میں نے ان کی بخشش فرمادی۔

66: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ وارث﴾

حضرت رابعہ عدویہ کے گھر میں چور گھس گیا اور وہ خود آرام فرما رہی تھی۔ چور نے گھر کا سارا سامان جمع کر کے دروازے سے نکلنے کا پروگرام بنایا۔ مگر دروازہ چور پر مخفی ہو گیا یعنی چور کو دروازہ کا پتہ نہ چل سکا۔ اس کے بعد وہ بیٹھ گیا اور دروازہ کے نظر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے غائب سے آواز سنی ﴿وضع الثیاب و اخرج من الباب فوضع الثیاب فظهر له الباب﴾ کہ کوئی کہہ رہا ہے کپڑے رکھ دے اور دروازے سے باہر نکل جا۔ اس نے کپڑے رکھ دیئے تو دروازہ ظاہر ہو گیا۔ پھر اس نے کپڑے پکڑے تو دروازہ پھر غائب ہو گیا۔ پھر اس نے کپڑے رکھ دیئے تو دروازہ ظاہر ہو گیا۔ پھر وہ کپڑے لے کر جانے لگا تو دروازہ پھر غائب ہو گیا۔ اس طرح تین مرتبہ ہوا۔ بالآخر ایک منادی نے غیب سے آواز دی ﴿ان كانت رابعة قد نيامت فالحبيب لا ينام ولا تاخذہ سنة ولا نوم﴾ اگرچہ رابعہ عدویہ سو گئی ہے لیکن اس کا حبیب تو نہیں سویا کیونکہ اس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند آتی ہے۔ چور نے کپڑے رکھے اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

67: حکایت ﴿حضرت علی المرتضیٰ کی کرامت﴾

حضرت علی المرتضیٰ کی خدمت میں ایک حبشی غلام پیش کیا گیا جس نے چوری کی تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ نے پوچھا: (سروقت) تو نے چوری کی ہے۔ اس نے عرض کیا: ﴿نعم﴾ ہاں۔ آپ نے اس بات کو تین مرتبہ دہرایا۔ وہ آگے سے کھتا رہا، ہاں میں نے چوری کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ﴿فامر بقطع يده فقطع يده فاخذها وخرج﴾ اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ لیا گیا۔ پھر اس نے کٹا ہوا ہاتھ لیا اور باہر نکل گیا۔

رستے میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے اس غلام کی ملاقات ہوئی تو آپ

نے پوچھا: ﴿من قطع يدك﴾ کس نے تیرا ہاتھ کاٹا۔ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا: ﴿قطعتها عضد الدين و ختن الرسول و زوج البتول و ابن عم الرسول امير المؤمنين علي ابن ابي طالب﴾ دین کے دست بازو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد، فاطمہ الزہراء کے شوہر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کاٹا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس نے کہنے لگے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے۔ اس جشی غلام نے جواب دیا: ﴿نعم، بيده واحدة نجاني من العذاب الا ليم﴾ ہاں، انہوں نے میرا ہاتھ کاٹ کر مجھے دردناک عذاب سے بچالیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی خبر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو بلایا، وہ حاضر خدمت ہوا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ﴿فوضع يده في محلها و غطاها بمنديل و دعا الله فبرئت باذن الله تعالى﴾ اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی جگہ پر رکھ کر رومال کے ساتھ لپیٹ دیا، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی چنانچہ اللہ کے حکم سے اس کا کٹا ہوا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔

68: حکایت ﴿میزبان اور مہمان﴾

قیصر روم نے حضرت ابن عباس کو خط لکھا کہ میزبان کو یہ حق ہے کہ وہ مہمان کو گھر سے نکال دے یعنی حضرت آدم و حوا علیہم السلام کو جنت سے نکال دینے کے متعلق قیصر نے یہ خط لکھا تھا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ﴿انه لم يخرجهما و انه قال لهما ضعائلا سكما ثم اذهبا الى قضاء الحاجة كما لضيف الذي يحلج ثيابه و يذهب الى المستراح ليقضي حاجته ثم يعود الى المائدة﴾ ترجمہ: میزبان نے ان کو کلا نہیں بلکہ ان سے فرمایا کہ تم اپنا لباس اتارو۔ پھر رفع حاجت

کے لیے جاؤ۔ جس طرح مہمان لیٹرین میں جاتے وقت اپنے کپڑے اتار کر جاتا ہے اور اپنی حاجت پوری کر کے پھر دسترخوان کی طرف واپس آ جاتا ہے۔

نوٹ: اسی طرح حضرت آدم و حوا علیہم السلام دنیا میں آئے اور اپنی حاجت پوری کرنے کے بعد پھر وہ جنت میں واپس چلے گئے۔

69: حکایت ﴿حقیقی بادشاہ کی مزدوری﴾

بنی اسرائیل کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ایک مومن اور دوسرا کافر تھا اور وہ دونوں دریا میں شکار کرتے تھے۔ کافر بت کو سجدہ کرتا: ﴿ثم يطرح شبكته في البحر فتتملى من السمك حتى يشغل عليه اخراجها﴾ پھر دریا میں جال پھینکتا تو وہ پھیلیوں سے بھر جاتا تھا حتیٰ کہ اس کا نکالنا مشکل ہو جاتا۔ اور جب مسلمان جال پھینکتا تو ﴿فيقع فيها سمكة واحدة وهو حامد لله و شاكر له صابر لقضاء قدره﴾ اس میں ایک مچھلی آتی تو وہ اللہ کی حمد کرتا اور اللہ کے فیصلہ اور قدرت پر صابر و شاکر رہتا۔ ایک دن اس کی بیوی اپنے مکان کی چھت پر چڑھی اور شوہر کے کافر بھائی کی بیوی کو دیکھا کہ وہ زیورات اور بلبوسات سے مزین ہے۔ اس کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا چنانچہ کافر کی بیوی نے اس سے کہا کہ تو اپنے شوہر سے کہہ ﴿يعبد الله و حتى يصير لك مثل مالي﴾ کہ وہ میرے شوہر کے معبود کی عبادت کرے حتیٰ کہ تیرے پاس بھی میری مثل مال آجائے۔ وہ غمگین اور پریشان حالت میں چھت سے نیچے اتری۔ جب اس کا مومن شوہر گھر آیا تو اس نے بیوی کا رنگ بدلا ہوا دیکھا تو بیوی سے کہا: ﴿ما شالك﴾ تو نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔ بیوی نے شوہر سے کہا: ﴿اما تطلقني واما تعبد الله اخيك﴾ یا تم مجھے طلاق دے دو یا پھر اپنے کافر بھائی کے معبود کی عبادت کرو۔ مومن شوہر نے اپنی بیوی سے کہا: ﴿يا امة الله اما تخافين الله ا تكفرن بعد ايمانك﴾ اے اللہ کی بندہ! کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی۔ کیا تو ایمان

کے بعد کافر ہونا چاہتی ہے۔ بیوی نے جواب دیا کہ: ﴿لَا تَكْشُرُ الْكَامَ عَلٰی لَا اَكُونُ عَرِيَانَةً وَ غَيْرِی بِالْحَلٰی وَ الْحَلٰی﴾ تو مجھ سے زیادہ باتیں نہ کر، میں تنگی نہیں رہوں حالانکہ میرے علاوہ دوسری عورتیں زینور اور لباس سے مزین ہیں۔ اس کی مراد شوہر کے بھائی کی بیوی تھی۔ جب مسلمان شوہر نے اپنی بیوی کی ضد کو دیکھا تو کہنے لگا ﴿لَا تَجْزَعِی وَ فِیْ غَدَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَمْضِیْ اِلٰی دَارِ الْفَعْلَةِ اَعْمَلْ كُلْ یَوْمٌ بِدَرْهَمِیْنِ اَرْفَعُهُمَا لَكَ لِتَصْلَحِیْ بِهُمَا شَانِكَ فَرْضِیْتُ بِذٰلِكَ وَ مَسْكَنِ مَا بَہَا﴾ تو پریشان نہ ہو، میں ان شاء اللہ کل فیکٹری جاؤں گا اور ہر روز دو درہم کماؤں گا۔ وہ تجھے لا کر دوں گا۔ تاکہ تو اپنی چاہت پوری کر لے۔ چنانچہ وہ بیوی اس بات پر راضی ہو گئی اور اس کو سیکون آیا۔ اس کے بعد وہ مومن صبح سویرے فیکٹری میں آیا میں اور کاریگروں کے ساتھ بیٹھ گیا لیکن اس کو کسی نے کام نہ دیا۔ کام نہ ملنے کی وجہ سے وہ مایوس ہو کر دریا کے کنارے گیا: ﴿وَ عِبَدَ اللّٰهُ اِلٰی اللّٰیْلِ ثُمَّ اَنْصَرَفَ اِلٰی مَنْزِلِهِ﴾ اور رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت پھر اپنے گھر واپس آیا۔ اس کی بیوی نے کہا: ﴿اِیْسَ کُنْتَ﴾ تم کہاں تھے۔ اس نے جواب میں کہا کہ: ﴿کُنْتُ عِنْدَ الْمَلِكِ قَدْ وَعَدَنیْ وَ شَارَطَنیْ عَلٰی عَمَلِ ثَلٰثِیْنِ یَوْمًا﴾ میں بادشاہ کے پاس تھا، اس نے میرے ساتھ میں دن کام کی مزدوری کروانے کا وعدہ کیا ہے۔ بیوی نے کہا: ﴿کَمَ یُعْطِیْکَ﴾ بادشاہ تجھے کتنی اجرت دے گا؟ اس نے بیوی سے کہا کہ: ﴿الْمَلِکُ کَرِیْمٌ وَ خَزَائِنُهُ مَلَانَةٌ فِیْ عَطِیْنِیْ مَا اَرِیْدُ﴾ بادشاہ بڑا مہربان ہے اور اس کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ اور وہ مجھے وہی دے گا جس کی میں خواہش کروں گا۔ یہ اس کی بات سچ نکلی اور کی عادت بن گئی کہ وہ ہر دن اپنے مقام میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی تیسویں رات آ گئی۔ اس کی بیوی نے کہا کہ: ﴿اِنْ لَمْ تَنْتَهِ فِیْ غَدٍ بِالْکِرَاءِ فَعَلِیْکَ تَطْلِیْقِیْ﴾ اگر تو کل مزدوری نہ لایا تو تجھے ہر صورت مجھے طلاق دینی پڑے گی۔ وہ مومن آدمی اس خوف کا مارا گھر سے نکلا اور ایک یہودی سے ملاقات

ہوئی تو اس کو کہنے لگا: ﴿انت تستعمل﴾ تم مجھے مزدوری پر رکھو گے؟۔ اس نے کہا: ہاں۔ لیکن ایک شرط ہے: ﴿ان لا یاکل عندہ﴾ کہ وہ اس کے پاس کچھ نہیں کھائے گا۔ اس مومن نے اس دن روزہ رکھ لیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا: ﴿ان اجعل تسعة و عشرين دینارا فی طبق من نور و امض بها الی زوجة المومن فاوصلها الیہا وقل لها انا رسول الملك الیک و هو یقول لک کان زوجک فی عملنا فما ترکناہ حتی ترکنا و عی الی یہودی و هذا النقص بسبب ذلک و لو زاد ذلک﴾ کہ یہ تین اشرفیاں ایک نور کے طباق میں رکھ کر اس مومن کی بیوی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میں بادشاہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اس نے مجھ کو تیرے پاس بھیجا ہے۔ اور وہ تجھ سے کہتا ہے کہ تیرا شوہر ہمارے کام لگا ہوا تھا اور ہم نے اس کو نہیں چھوڑا بلکہ وہ مجھے چھوڑ کر یہودی کے پاس چلا گیا ہے۔ اور یہ ایک دن کی مزدوری میں کی اس وجہ سے آئی ہے اگر وہ ہمارا کام زیادہ کرتا تو ہم اس کو زیادہ دیتے۔ اس کی بیوی نے ان اشرفیوں میں سے ایک اشرفی لی اور بازار کو چلی گئی۔ لوگوں نے اس کی ایک اشرفی کی قیمت ایک ہزار درہم لگائی۔ کیونکہ اس پر لکھا ہوا تھا: ﴿لا الہ الا اللہ و وحدہ لا شریک لہ﴾

جب اس کا شوہر گھر آیا تو اس بیوی نے کہا: ﴿ایمن کنت یا هذا﴾ اے میرے شوہر! تم کہاں تھے؟۔ اس نے کہا: ﴿کنت فی عمل رجل یہودی﴾ میں نے ایک یہودی کے پاس مزدوری کی ہے۔ بیوی نے کہا: ﴿یا مسکین کیف تترك خدمة الملك و تخدم غیرہ فاحبرہ بما جوی﴾ اے مسکین شوہر! بادشاہ کی خدمت کو چھوڑ کر کسی غیر کی خدمت کیوں کرتے ہو۔ پھر اس نے سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ مومن مرد اتنا رويا کہ اس پر غشی طاری ہو گئی۔ جب اس کو ہوش آیا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: ﴿خدمتہ ولم الزم حق عبودیتہ ثم فارقتها و سار الی اطراف الجبال و عبد اللہ تعالیٰ حتی مات فرحمہ اللہ علیہ﴾ میں نے اس ذات کی خدمت اور

زندگی کا حق اپنے اوپر لازم کیوں نہ کیا۔ پھر اس نے اپنی بیوی کو چھوڑا اور پہاڑوں کی طرف نکل گیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

70: حکایت ﴿یوم عاشورہ کی برکت﴾

ایک فقیر عاشورہ کے دن قاضی کے پاس آکر کہنے لگا: ﴿اعز الله القاضي و انى رجل فقير و ذو عيال و قد جئتک مستشفعا بهذا اليوم ان تعطينى عشرة امنان خبز و عشرة امتان لحم و درهمين لا شبع اطفالى فى هذا اليوم و لك الجزاء على الله﴾ اللہ تعالیٰ قاضی کو عزت دے۔ نے شک میں ایک فقیر اور عیال دار آدمی ہوں۔ اور میں اس دن کو تیرے پاس سفارسی لے کر آیا ہوں۔ آپ مجھے روٹی، گوشت اور دو درہم دیں تاکہ میں آج اپنے بچوں کا پیٹ بھر کر کھلاؤں اور اللہ تعالیٰ تجھے بہتر جزا دے گا۔ قاضی نے اس سے ظہر تک کا وعدہ کیا۔ جب ظہر کا وقت آیا تو وہ فقیر قاضی کے پاس آیا۔ تو اس نے عصر تک کا وعدہ کیا۔ جب عصر کا وقت آیا تو فقیر پھر قاضی کے پاس آیا۔ لیکن گھر میں اس کے بچے بھوک سے بلک رہے تھے۔ قاضی نے اس سے مغرب کا وعدہ کیا۔ چنانچہ فقیر مغرب کے وقت پھر قاضی کے پاس آیا۔ اتنے چکر لگوانے کے بعد قاضی نے فقیر سے کہا: ﴿ما عندی شئ اعطیکہ﴾ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میں تمہیں دے سکوں۔ وہ فقیر ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ گھر کو واپس لوٹا اور پریشان تھا کہ بچوں کو کیا جواب دوں گا۔ وہ اسی پریشانی کی حالت میں روتا ہوا ایک نصرانی کے پاس سے گزرا۔ اور وہ نصرانی اپنے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ نصرانی نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا: ﴿ما بک اؤک یا ہذا﴾ اے بندہ خدا! تو کیوں رورہا ہے؟ اس نے جواب دیا: ﴿لا تسال عن حالى﴾ تم میرا حال نہ پوچھو۔ نصرانی نے کہا: ﴿سالتک بالله ان تعلمنى بحالک﴾ میں اللہ کی قسم دے کر تجھے پوچھتا ہوں کہ تو مجھے اپنا حال تو بتا۔ فقیر نے اس نصرانی سے قاضی کا حال بیان

کیا۔ اس کے بعد نصرانی نے اس سے کہا: ﴿ما هذا اليوم عندکم﴾ آج کا دن تیرے نزدیک کیسا ہے؟۔ فقیر نے اس کو جواب دیا: ﴿هو يوم عاشوراء و وصفه ببعض بوکاتہ﴾ یہ عاشوراء کا دن ہے [اور ساتھ ہی فقیر نے] اس کی کچھ برکات بھی بیان کر دیں۔ نصرانی کو اس پر ترس آ گیا تو اس نے فقیر کو بہت ساری روٹی اور گوشت دیا۔ اور دو درہم سے زیادہ بیس درہم دیئے۔ اور کہا یہ درہم پکڑو اور ہر ماہ اپنے بچوں کے لئے اتنے درہم لے لیا کرو۔ یہ سب اس دن کی عظمت کی وجہ سے ہے۔ پھر فقیر ان چیزوں کو ہنسی، خوشی اپنے بچوں کے لیے گھر لے گیا۔ جب بچوں نے دیکھا تو بہت خوش ہوئے پھر انہوں نے بلند آواز سے دعا کی: ﴿اللهم من ادخل علينا السرور فادخل عليه الفرح عاجلاً﴾ اے اللہ عزوجل: جس نے ہم کو خوش کیا ہے تو اس کو جلدی سے خوش کر دے۔ جب قاضی رات کو سویا تو اس نے غیبی آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے ﴿ارفع راسك فرفعها فاذا هو ينظر قصرين متبيين من لينة ذهب ومن لينة فضة﴾ اپنا سر اٹھا، جب اس نے سر اٹھایا تو دو خوبصورت محل دیکھے۔ جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی۔

قاضی نے عرض کیا: ﴿الہی لمن هذا القصر﴾ یا الہی: یہ دونوں محل کس کے لئے ہیں؟۔ اس قاضی کو جواب دیا گیا ﴿بالہما کانا لک لو قضیت حاجة الفقیر فلما زددته صار النصرانی الفلانی﴾ یہ دونوں محل تیرے ہونے تھے اگر تو نے فقیر کی حاجت پوری کی ہوتی۔ جب تو نے اس فقیر کو خالی واپس لوٹایا تو اب یہ فلاں نصرانی کے ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد قاضی خوف کا مارا ہوا، واویلا کرتا ہوا خواب سے بیدار ہوا۔ اور اس نصرانی کے پاس گیا۔ اس سے پوچھنے لگا: ﴿ما فعلت البارحة من الخیر﴾ تو نے گزشتہ دن کوئی نیکی کی ہے۔ نصرانی نے کہا: ﴿لماذا سوالک﴾ تو یہ سوال کیوں کر رہا ہے؟۔ چنانچہ قاضی نے جو خواب میں دیکھا تھا وہ نصرانی کو بیان کیا اور کہا: ﴿بمعنی هذا الجمیل الذى فعلته البارحة مع الفقیر بمائة الف﴾

درہم ﴿ جو نیکی تم نے گزشتہ دن فقیر کے ساتھ کی ہے وہ مجھے ایک ہزار درہم کے عوض بیچ دو۔ نصرانی نے اس سے کہا ﴿ انی لا ابیع ذلک بملنی الارض ذہبا ﴾ میں اس کو زمین کے برابر سونے کے عوض بھی نہیں بیچوں گا۔

﴿ ولکنی اشہدک یا قاضی علی انی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد عبده و رسولہ ﴾ اے قاضی: میں تم کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں، اور میں خود بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ گواہی اس بات کی دی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نیکی اور زیادتی کے ساتھ اس کا خاتمہ کیا ہے اور اس [نصرانی] کو کلمہ شہادت پر موت عطاء فرمائی ہے۔

71: حکایت ﴿ شیر اور اللہ والوں کی آزمائش ﴾

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں گھر سے بیت اللہ کے حج کے ارادہ سے نکلا تو مجھے سخت سردی محسوس ہونے لگی تو میں نے ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک بڑا شیر غار کے اندر داخل ہوا جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے کہنے لگا: ﴿ من ادخلک مکانی بغیر اذنی ﴾ تجھے میرے گھر میں میری اجازت کے بغیر کس نے داخل کیا؟ میں نے کہا: ﴿ غریب و منقطع و قد ایتک ضیفا فی هذه اللیلة ﴾ میں مسافر ہوں اور سامان سفر ختم ہو چکا ہے اور میں اس رات تیرے پاس مہمان ہوں۔ چنانچہ شیر مجھ سے ہٹ کر میرے پہلو میں سو گیا: ﴿ بہت اتلو القرآن الی الصباح ﴾ اور میں نے ساری رات صبح تک قرآن پاک کی تلاوت میں بسر کی۔ جب میں نے غار سے جانے کا پروگرام بنایا تو شیر نے مجھ سے کہا: ﴿ یا ابراہیم ایاک و العجب تقول نائم عند الاسد فسلمت منه واللہ ان لی ثلاثة لم اطعم شئاً ولو لا انک ضیفی لا کلنک ﴾ اے ابراہیم! تم تعجب کرتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ العجب! تو کہتا ہو اس سے بچا رہا۔ قسم بخدا! میں نے تین دن

سے کچھ نہیں کھایا اور اگر تو میرے پاس مہمان نہ ہوتا تو میں تم کو ضرور کھا جاتا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور وہاں سے چل پڑا۔ جب میں نے حج ادا کیا اور اپنے عبادت خانے کی طرف آیا تو میرا نفس بیس سال سے انار کھانے کی خواہش کر رہا تھا۔ اور میں اس سے حیلے بہانے کر رہا تھا۔ ایک رات

میرے نفس نے مجھ سے کہا: ﴿وَاللّٰهُ اِنْ لَمْ يَقْضِ شَهْوَتِيْ لَا تَكْبَسُنْ فِي الْعِبَادَةِ﴾ اللہ کی قسم: اگر تو نے میری خواہش کو پورا نہ کیا تو میں عبادت میں سستی پیدا کروں گا۔ میں نے نفس سے کہا کہ جب میں آبادی میں داخل ہوں گا تو تیری خواہش پوری کروں گا۔ چنانچہ میں ایک ویران میدان کی طرف نکل گیا تو وہاں ایک انار کا درخت دیکھا جس پر کثرت سے انار لگے ہوئے تھے: ﴿فَاَخَذْتُ مِنْهَا وَاحِدَةً فَوَجَدْتُهَا

حَامِضَةً﴾ میں نے اس سے ایک انار لیا تو اس کو کڑوا پایا۔ اسی طرح میں نے دوسرا، تیسرا اور چوتھا انار لیا لیکن سب کو کڑوا پایا۔ میرا نفس کہتا تھا: ﴿مَا اَشْتَهَيْتُ اِلَّا لِحُلُوِّ﴾ میں نے تو میٹھے انار کی خواہش کی تھی۔ پھر میں آبادی میں آیا اور باغ میں ایک آدمی کو دیکھ کر اس سے انار کا سوال کیا: ﴿فَاعْطَانِيْهَا فَوَجَدْتُهَا حَامِضَةً﴾ اس نے مجھے انار دیا لیکن وہ بھی کڑوا تھا۔ جب میں نے اس کو سارا ماجرا بیان کیا تو اس نے مجھ کہا: ﴿يَا

ابراہیم تطاوع النفس علی ماترید واللہ ان لی اربعین سنة فی ہذہ الحدیقة لا اعرف فیہا الحلو من الحامض﴾ اے ابراہیم: جو تمہارا نفس چاہتا ہے۔ تم اپنے نفس کی فرمانبرداری کرتے ہو۔ اللہ کی قسم: مجھے اس باغ میں چالیس سال

رہتے ہوئے گزر گئے ہیں۔ لیکن میں آج تک میٹھے اور کڑوا پھل کو نہیں جان سکا۔ مجھے اس کی بات پر حیرانگی ہوئی اور میں چل پڑا۔ پھر میں ایک ایسے نوجوان کے پاس پہنچا جو

مصائب میں مبتلا تھا اور اس کے جسم پر بھڑیں ڈنگ مار رہی تھیں۔ اور کیرے اس کے ہاتھ، پاؤں سے گر رہے تھے۔ اور وہ نوجوان کہہ رہا تھا: ﴿السَّحْمُ لِلّٰهِ عَافَانِيْ

مِمَّا اَبْلٰی بِهِ کَثِیْرًا مِّنْ حَافِئِهِ﴾ تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے جس نے مجھے اس

بیماری سے [نجات دی جس میں بہت سارے لوگ مبتلا ہیں۔ میں نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا ﴿یا ہذا وای تلاء اعظم من ہذا فطر الی﴾ اے بندہ خدا! اس سے بڑی مصیبت اور کون سی ہے؟ اس نے میری طرف دیکھا۔ اور کہا ﴿یا ابراہیم نہش الزنا بئر فی الابدان خیر من شہوة الرمان لکنہ اعلم انک عبد معارج فبدل لك الحلو بالحامض﴾ اے ابراہیم بن ادہم! جسموں پر بھڑوں کے ڈنگ کھانا انار کی خواہش سے بہتر ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تو ایک ایسا شخص ہے۔ جس کو آزمایا گیا: ﴿فبدل لك الحلو بالحامض﴾ کہ تیرے لئے میٹھے پھل کو بھی کڑواہٹ میں بدلہ گیا۔ یہ بات سن کر مجھ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر جب مجھے آفاقہ ہوا تو میں نے اس سے کہا: ﴿یا ہذا حیث انک بہذا المقام فہلا مسالتہ ان یعافیک من ہذا الالام﴾ اے نوجوان! جب تیرا مقام مرتبہ یہ ہے تو اللہ تعالیٰ سے تم دعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ تمہیں ان مصائب سے نجات عطا فرمادے۔ اس نے جواب دیا کہ: ﴿یا ابراہیم ہو متصرف فی العبد یحکم علیہم بما یشاء و یفعل بہم ما یرید فکم عید صابرین لبلاء و راضین بقضاء﴾ اے ابراہیم! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے معاملات میں تصرف فرماتا ہے۔ جو وہ چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ پس تم میں کتنے بندے جو اس کی آزمائش پر صبر کرتے ہیں اور اس کے فیصلہ پر راضی ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا: ﴿واللہ یا ابراہیم لو قطعنی اربا اربا ما اوددت فیہ الاحبا﴾ اے ابراہیم! اللہ تعالیٰ کی قسم، اگر اللہ تعالیٰ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو پھر بھی میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت کروں گا۔ پس میں اس کے حالات سے حیران ہو کر چلا گیا۔

72: حکایت ﴿اللہ روزی رساں ہے﴾

حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ بعض سرداروں نے مجھ سے میری سیر و سیاحت کے دوران عجیب و غریب کاموں کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا کہ میں اپنی سیر و سیاحت میں دریا کے کنارے کئی دن اور کئی مہینے ٹھہرا بلکہ جتنا اللہ کو منظور تھا وہاں ٹھہرا رہا اور میں کھجور کی ٹوکریاں بنا کر دریا میں ڈال دیتا تھا۔ تو وہ ٹوکریاں نہر خلیج کی طرف چلی جاتی تھیں۔ ایک دن میں نے سوچا کہ یہ ٹوکریاں کدھر جاتی ہیں؟ تو میں ان کے ساتھ ساتھ دریا کے کنارے چل پڑا تو میں نے دیکھا کہ ﴿النہر تبکی فقلت لها ما یکک﴾ ایک بوڑھیا دریا کے کنارے بیٹھی رو رہی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تو کیوں رو رہی ہے؟ اس نے مجھے بتایا ﴿خمس من البنات مات ابوہن و اصابنا فاقہ﴾ کہ میری پانچ بچیاں ہیں۔ اور ان کا باپ فوت ہو گیا ہے اور ہم فاقہ سے ہیں۔ اور میں نہیں جانتی تھی کہ میں کیا کروں۔ تو میں اس نہر کے کنارے آ بیٹھی تو میں نے یہاں ٹوکریاں پائیں ان کو فروخت کر کے میں اپنی بچیوں کے لئے کھانے پینے کا سامان خریدتی ہوں اور جب وہ ختم ہو جاتا ہے۔ تو میں پھر دریا کے کنارے آ جاتی ہوں اور ٹوکریاں لے جا کر فروخت کر کے اس سے کھانے پینے کا سامان خریدتی ہوں اب میری عادت یہ بن گئی ہے کہ میں اور میری بچیاں اسی سے اپنا گزر بسر کرتیں ہیں ﴿فلما اتیت فی هذا الیوم لم ار شیئا من القفف و بناتی یستظرن عودی الیہن﴾ لیکن آج جب میں یہاں پر آئی ہوں تو ٹوکروں میں کوئی چیز یہاں نظر نہیں آئی اور میری بچیاں میری واپسی کا انتظار کر رہی ہوں گی۔ میں نے جب یہ بات سنی تو رو پڑا اور عرض کیا ﴿یا رب لو علمت ان لہا خمس من العیال لاردت فی العمل ثم قلت لہا لا تمنی لانا صانع القفف﴾ اے میرے رب اگر میں جانتا ہوتا کہ اس پانچ اہل و عیال ہیں تو میں کام زیادہ کرتا۔ میں نے اس

سے کہا کہ تو پریشان نہ ہو میں ہی ٹوکریاں بنانے والا ہوں۔ پھر ﴿ثم سرت معها الى منزلها وصنعت لهن القفف مدة﴾ پھر میں اس کے ساتھ اس گھر آیا اور ان کے لئے ایک عرصہ تک ٹوکریاں بناتا رہا۔

پھر میں نے ایک دن اللہ تعالیٰ کی صفات میں غور فکر کرتے ہوئے جنگل کی راہ لی اور ایک درخت کے نیچے سو گیا۔ تو میرے پاس شیطان نے آکر کہا: ﴿فسم من ههنا فقلت له اذهب عني ساعة لا ستریح﴾ یہاں سے اٹھ۔ میں نے کہا تھوڑی دیر کے لئے مجھ سے ہٹ جا۔ تاکہ میں آرام کر لوں۔ شیطان نے مجھ سے کہا: ﴿يا خواص من وراء اطفال جباع كيف ينام﴾ اے خواص جس کے بچے گھر میں بھوکے ہوں وہ کیسا سو سکتا ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ میرا خیر خواہ بندہ ہے تو اس کی بات سن کر میری آنکھوں سے نیند ختم ہو گئی۔ اور میں فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر شیطان نے مجھ سے کہا: ﴿يا ابراهيم معنى حلال و حرام فالاحلال رمان من هذا الجبل مباح والحرام حيطان اخذتها من صيادين فبخان احدهما صاحبه فخذ انت الاحلال ودع عنك الحرام﴾ اے ابراہیم: میرے ساتھ حلال اور حرام دونوں ہیں۔ حلال تو اس پہاڑ کا اتار ہے۔ جو جائز ہے اور حرام وہ مچھلیاں ہیں جن کو میں نے اپنے ان ساتھیوں سے لیا تھا جن میں سے ایک نے اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت کی تھی۔ تم حلال کو پکڑ لو اور حرام کو چھوڑ دو۔ اس کے بعد میں اتار لیا اور اس بوڑھیا کو جا کر دیا ﴿فما كنت مع بناتها و تعجبين من لطافته و خلوته﴾ تو اس نے اپنی بچیوں کے ساتھ اس کو کھایا اور اس کی لطافت اور میٹھاس سے حیران ہوئی۔ اس کے بعد میں اس کی ہر روز صبح و شام اس کی خبر گیری کرتا تھا۔ ایک دن میں مسجد میں ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اچانک میں نے ایک ناپسندیدہ آواز سنی اور میں مسجد سے نکل کر گلی کے ایک کونے پر چلا گیا یہاں سے وہ آواز آرہی تھی۔ تھوڑی دیر میں وہاں ٹھہر کر واپس آنے لگا تو میرے نفس نے مجھے پھیرا اور میں اس گلی میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں: ﴿واذا

کلب ینج علی و قام علی وجهی ﴿ کہ ایک کتا مجھ پر بھونکنے لگا۔ اور میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ میں پھر مسجد کی طرف واپس ہو گیا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر میں پھر اسی جگہ آیا: ﴿ فلما نظر الی الکلب بصبص بذنبہ ﴾ اور جب کتے نے میری طرف دیکھا تو وہ اپنی دم ہلانے لگا۔ تو میں اس کے گھر کے دروازے کے قریب ہوا تو ایک خوبصورت نوجوان گھر سے نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے میری طرف دیکھ کر کہا: ﴿ لا تعجب من نباح الکلب علیک فانہ تأذیب لمن ینفہم و انی رجل فاسق وقد ارتکبت علی کذا و کذا من المعاصی و فعلت ما سطر علی و لکن خلد علی العہد ان لا اعود الی ما کنت علیہ ﴾ کتے کے بھونکنے سے تعجب نہ کرو۔ کیونکہ جو آدمی سمجھتا ہے اس کے لیے یہ تادیب ہے۔ اور کہنے لگا کہ میں ایک گناہگار آدمی ہوں اور میں نے فلاں فلاں گناہوں کا ارتکاب کیا ہے۔ اور جو جو میرے مقدر میں لکھا ہوا تھا وہ میں کر چکا ہوں۔ اب میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جو میں پہلے کر چکا ہوں اس کی طرف نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ اس نوجوان نے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول ہو گئی۔ پھر اس کی عادت یہ بن گئی کہ ﴿ لا یستأنس بغير الله ولا یفتقر عن ذکر الله ولا یقصر فی طاعته حتی اتاہ الیقین و لحق برّب العالمین بعد ان صار من اولیاء الله الطائعین و اصفیاءہ المحبین رضوان الله علیہم اجمعین ﴾ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے پیار نہیں کرتا تھا۔ اور اللہ کے ذکر سے تھکتا بھی نہیں تھا۔ اور اس کی عبادت میں کمی بھی نہیں کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اس کو یقین ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والا ہے۔ تو وہ اس کے بعد اللہ کے اولیاء اور اصفیاء اور محبین میں شامل ہو کر فوت ہو گیا۔

73: حکایت ﴿انسان اللہ کے فضل سے بچتا ہے﴾

بنی اسرائیل کا ایک عبادت گزار تھا ایک ویران عبادت خانہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ بستی کا ایک چوہدری ہر روز صبح و شام اس کے پاس آتا اور اس کی عبادت پر بہت سے لوگوں اس کی تعریف کرتے۔ پس لوگوں نے ﴿فرموہ بامراۃ جمیلہ لیس فی زمانہا اجمل منها﴾ اس عابد پر ایک ایسی خوبصورت عورت کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی کہ اس عورت سے زیادہ کوئی عورت اس زمانے میں خوبصورت نہ تھی۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ اس نے ایک رات عابد کے پاس آکر بلند آواز سے پکارا ﴿یا من انفراد عبادۃ الدیان علی الانس و الجن، سالتک بالواحد المنان و موسیٰ بن عمران و محمد المبعوث فی اخر زمان الا تنقذنی هذه اللیلة من کل شیطان فاللیل اظلم و القریة بعیدة و اخاف من طوارق الحدثان﴾ اے مرد خدا: جنوں اور انسانوں سے بہت زیادہ اجر دینے والے کی عبادت کے لئے تنہا بیٹھنے والے، میں تجھے واحد ذات اللہ تعالیٰ اور بڑے احسان کرنے والے کا واسطہ دے کر عرض کرتی ہوں۔ اور موسیٰ بن عمران اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ آخری زمانے میں تشریف لانے والے ہیں ان کا وسیلہ پیش کر کے سوال کرتی ہوں۔ کہ مجھے اس اندھیری رات میں ہر طرح کے شیطان سے بچا کیونکہ رات بڑی تاریک ہے۔ اور گاؤں بڑا دور ہے اور میں رات کے حادثات سے بڑی ڈرتی ہوں۔ لہذا عابد نے اس کے لئے اپنا دروازہ کھولا۔ جب عورت اس کے عبادت خانے میں داخل ہوئی تو ﴿رمت ثوبہا بین یدیه ووقت عربالہ تجلو نفسہا علیہ﴾ اس نے اپنے کپڑے اتار کر [عابد کے] سامنے رکھ دیئے۔ اور نگلی ہو کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اور اپنا آپ اس کو پیش کر دیا۔ عبادت گزار شخص نے اپنی نظر کو بند کر اپنا نفس کو اس سے بچا لیا۔ اور اس سے کہا ﴿الا تستحین ممن یراک و یعلم سرک و نجواک﴾

کیا تجھے اس ذات پاک سے حیا نہیں آتی جو تجھ کو دیکھ رہا ہے اور تیرے ہر راز اور بھید جانتا ہے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ ﴿لَا تَطْلُ عَلٰی الْمَقَالِ فَاَبْدَانُ تَتَمَتَّعُ بِالْحَسَنِ وَ الْجَمَالِ﴾ مجھ سے زیادہ باتیں نہ کرو، تم کو میرے حسن و جمال سے ضرور نفع حاصل کرنا ہوگا۔ اس عبادت گزار شخص نے اس عورت سے کہا ﴿وَيَحْكُ اتصَبِرِينَ عَلٰی سِرَابِيلٍ مِنْ قَطْرَانٍ وَ نَارٍ تَشْتَعِلُ بِالْاَبْدَانِ وَ تَذْهَبُ عِبَادَتِيْ فِيمَا مَضٰی مِنَ الزَّمَانِ اَمَّا تَخَافِينَ مِنْ نَارٍ لَا تَطْفِئُ وَ عَذَابٍ لَا يَفْنٰی فَاَعَادَتِ عَلَيْهِ الْمَرَاوِدُ﴾ تو ہلاک ہو جائے۔ کیا تو تارکول کا لباس پہنے کو اور آگ کے ان شعلوں کو جو جسموں کو جلا دیتے ہیں برداشت کر لے گی؟ اور کیا تو میری عبادت کو بردباد کرے گی؟ اس باوجود عورت نے اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اپنے آپ کو عابد کے سامنے پیش کر دیا۔ عابد نے کہا کہ میں تیرے سامنے چھوٹی آگ پیش کرتا ہوں ﴿فَمَلَا السَّرَاجَ دَهْنًا وَ خَلَطَ الْفَتِيلَةَ فِيْهِ وَ هِيَ تَنْتَظِرُ فَوْضَعَ اِبْهَامِيْهِ فِيْهِ لَافَاكِلَتِهِ النَّارُ ثُمَّ مَشَتْ اِلٰی السَّبَابَةِ وَلَمْ تَنْزِلْ حَتّٰی اَكَلَتْ كَدَهْ وَ هُوَ يَقُوْلُ هٰذِهِ نَارُ الدُّنْيَا فَيَكْفِ نَارُ الْاٰخِرَةِ﴾ اس نے چراغ کو تیل سے بھرا اور اس میں بتی ڈالی۔ عورت اس کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے آگ جلا کر اپنا انگوٹھا اس پر رکھا تو آگ نے انگوٹھے کو جلا دیا۔ پھر وہ آگ انگلی تک پہنچی گئی اور ختم نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ اس کی ہتھیلی کو بھی آگ نے جلا دیا۔ عابد کہنے لگا کہ یہ دنیا کی آگ [اتنی سخت] ہے، آخرت کی آگ کا عالم کیا ہوگا۔

عورت نے یہ دیکھ کر زوردار ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر زمین پر گر پڑی۔ تو عابد اس کی حالت سے پریشان ہو گیا۔ اس نے عورت کو اس کے کپڑوں سے ڈھانپ دیا۔ اور خود نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اسے میں شیطان نے سارے شہر میں شور مچا دیا کہ فلاں عبادت گزار نے فلاں عورت سے زنا کر کے اس کو اپنے عبادت خانہ میں قتل بھی کر دیا۔ بستی کے چوہدری نے یہ سنتے ہی صبح بھی نہ ہونے دی تو وہاں اس عابد کے پاس پہنچ

گیا۔ بستی کے چوہدری نے اس عابد کو آواز دی تو اس نے جواب دیا۔ تو اس چوہدری نے کہا: (این فلافه) فلاں عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا: ﴿ہاھی عندی﴾ وہ تو میرے پاس ہے۔ چوہدری نے کہا: (قل لها تنزل الینا) اسے کہو کہ وہ نیچے ہمارے پاس اترے۔ عابد نے کہا: ﴿انہا میتہ﴾ وہ تو مر گئی ہے۔ یہ خبر سن کر چوہدری کو گمان پکا ہو گیا کہ جو اس نے سنا ہے وہ سچ ہے۔ اس چوہدری نے کہا: ﴿ایہا الزاہد نقضت ما کنت علیہ من العبادۃ وما خفت ممن یراک فی الزہادۃ کیف تجرئت علیہ بقتل امتہ وما خفت من ہذا الامر وعاقبتہ﴾ اے زاہد آدمی: تو عبادت کے جس منصب پر فائز تھا تو نے اس کو توڑ ڈالا یعنی ضائع کر دیا۔ اور زہد [اللہ کی بندگی] میں جو تو نے [لذت اور مقام] دیکھا اس کا تو نے ذرا بھی خوف نہ کیا۔ اور تو نے اس عورت کو قتل کرنے کی کیسے جرات کی؟ اس کام اور اس کے انجام سے تجھے کوئی خوف نہ آیا۔

عابد آدمی اس کے اس بیان سے خوف زدہ ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے پا یا۔ چوہدری نے اس کے عبادت خانہ کو توڑنے اور اس کے گلے میں زنجیر ڈالنے اور اس کو سزا کے مقام تک گھسیٹنے کا حکم دیا۔ اور وہ مردہ عورت بھی اس کے ساتھ لکڑیوں کے تختہ پر رکھی گئی۔ چوہدری نے حکم دیا: ﴿ینشرہ بالمششار علی عادۃ الزناۃ فی تلک الا قطار وان لا احد یشفع فیہ ولا یمنعہ ولا یحمیہ﴾ کہ اس کو آڑے سے چیر دیا جائے۔ اور اس زمانے میں زانیوں کی یہی سزا ہوتی تھی۔ اور کہا کہ کوئی اس کی سفارش کرے اور نہ ہی کوئی منع کرے اور نہ ہی اس کی حمایت کرے۔ جب عابد کے سر پر آرا رکھا گیا تو اس نے ایک آہ بھری۔ اور دل و زبان سے نداء دی: ﴿یا عالم الانسوار فاذا ہو یرسمع لنداء ان قلل من دعائی فقد بکی علیک اہل سمائی وانی الیک ناظر فی جمیع الحالات وان تاوہت ثانیاً زالت السموات﴾ اے رازوں کے جاننے والے، پس اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اس نے آواز سنی کہ اپنی

دعا کو کم کر دو۔ کیونکہ آسمان کے فرشتے تم پر رورہے ہیں۔ اور میں تیرے تمام معاملات دیکھ رہا ہوں۔ اگر تو نے دوسری مرتبہ آہ بھیجی تو آسمان اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس مردہ عورت میں جان ڈال دی اور وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا ﴿وَاللّٰهُ اِنَّهُ مَظْلُوْمٌ وَمَا زَنٰی بِیْ وَ اِنِّی الْاَنۡ بَکَرٌ بِجَاثِمِ رَبِّیْ﴾ اللہ کی قسم یہ شک یہ عابد مظلوم ہے۔ اس نے میرے ساتھ زنا نہیں کیا۔ اور میں اب تک اپنے رب کی فضل سے پاک رہا اور کنواری ہوں۔ پھر اس عورت نے لوگوں سے تمام ماجرا بیان کیا جو اس کے ساتھ عابد نے سلوک کیا تھا۔ پھر لوگوں نے اس عابد کا ہاتھ چیک کیا تو ویسا ہی پایا جس طرح اس عورت نے بیان کیا تھا ﴿فَنَدِمَ الْاَمِیْرُ عَلٰی مَا فَعَلَ بِالْعَابِدِ وَقَالَ اِنَّ هٰذَا مِنْ اَعْظَمِ الْمَکٰئِدِ﴾ تو چوہدری اپنے کئے پر بڑا شرمندہ ہوا۔ اور کہا کہ یہ بہت بڑا کمر ہے۔ اس کے بعد عابد نے زوردار ایک چیخ ماری اور فوت ہو گیا۔ اور وہ عورت بھی دوبار فوت ہو گئی ﴿فَدَفَنُوْهُ مَعَ الْمَرَاةِ﴾ تو اس عابد کو عورت کیساتھ ایک جگہ پر دفن کر دیا۔ ﴿فَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ سُبْحٰنَ الْعَالَمِ الْاَزَلِیِّ الْقَدِیْمِ﴾

74: حکایت ﴿راہِ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب﴾

ایک فقیر شخص اور اسکے بیوی بچے تین دن تک بھوکے رہے اور کچھ نہ کھایا۔ اس کی بیوی نے کہا ﴿یٰہٰذَا اِمَاتِیْ هٰذَا لَا قُوَّةَ مِثْلَنَا﴾ اے بندہ خدا! کیا تو ان بچوں کو ذابت الاکباد و لیس لہم صبر و لا قُوَّةَ مِثْلَنَا۔ اے بندہ خدا! کیا تو ان بچوں کو نہیں دیکھ رہا کہ ان کے چہرے زرد ہو گئے اور ان کے جگر پھٹ گیا ہیں۔ ان میں ہماری طرح قوت برداشت اور صبر نہیں ہے۔ شوہر نے بیوی سے کہا: اللہ کی قسم، میں نے کئی مرتبہ مزدوری کے لئے چکر لگائے ہیں۔ تاکہ کوئی کام مل جائے تاکہ میں بچوں کے لئے

روزی کما سکوں۔ لیکن مجھے نہ کوئی کام ملا اور نہ ہی کسی نے کام پر لگایا۔ ان بچوں کی بھوک کی وجہ سے میرے جگر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ بیوی نے خاوند سے کہا: ﴿خذ قناعی هذا فبعہ بما یكون و اشتر بمنہ لہم ما یاکلون﴾ یہ میرا زیور پکڑو اور اس کو بیچ کر اس سے بچوں کے لئے کھانے کا سامان خرید لاؤ۔ اس نے زیور کو لیا اور دو درہم میں بیچا اور غلہ خریدنے کے لئے بازار کی طرف گیا۔ لیکن راستے میں ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا۔ جو کہہ رہا تھا ﴿اکرمونی لوجه اللہ ولمحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا من یقرض اللہ الفتی فی اللہ ما معی من الدنیا شیء﴾ اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے مجھ پر احسان کرو۔ کیا اللہ بے نیاز کو کوئی قرضہ دینے والا ہے؟ اللہ کی قسم: میرے پاس دنیا کی کوئی شے نہیں ہے۔ فقیر نے وہاں سے گزرتے ہوئے یہ سنا تو اس نے کہا: ﴿خذ ہذین الدرہمین لوجه اللہ و محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم﴾ یہ دو درہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے لے لو۔ پھر کھانا لئے بغیر بیوی کے پاس گھر جاتے ہوئے ڈرنے لگا کہ بیوی اسے برا بھلا کہے گی۔ اس کے بعد وہ مسجد کی چلا گیا لیکن اپنے کام میں وہ متفکر تھا۔ جو اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا تھا۔ جب رات کو وہ اپنے بیوی بچوں کے پاس آیا۔ تو اس کے وعدہ کا ٹائم ختم ہو چکا تھا۔ بیوی نے اس سے کہا: ﴿ما فعلت بالقناع وقد ترکت اولادنا و ہم جیاع﴾ تو نے میرے سونے کے زیور کا کیا بنایا؟ اور تو نے میرے بچوں کو بھوک کی حالت میں چھوڑا ہے۔ شوہر نے اپنے تمام معاملات، مسائل اور سوال کو قبول کرنے کا واقعہ اپنی بیوی کو بتایا۔ بیوی نے یہ سن کر اپنے شوہر سے کہا: ﴿ان کنیت عاملت باللہ لہو غنی ملی و فی نعم ما فعلت مع الملک العلی﴾ اگر تو نے یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کیساتھ کیا ہے تو وہ بے نیاز نعمت والا، اور وفادار ہے۔ اور جو تو نے مالک حقیقی کے ساتھ معاملہ کیا ہے وہ کیا ہی اچھا معاملہ ہے۔ پھر اس نے شوہر سے کہا: ﴿خذ هذا العذل تماماً فبعہ و اشتر لنا بہ طعاماً﴾ یہ سارا

زیور پکڑو اور اس کو بیچ کے ہمارے لئے غلہ خرید لاؤ۔ اس نے زیور لیا اور بیچنے کے لئے نکلا لیکن کسی نے اس سے نہ خریدا۔ وہ زیور لے کر واپس گھر بیوی کے پاس آنے لگا تو راستہ میں اس نے ایک شکاری دیکھا جو ایک مچھلی کی خریداری کے لئے لوگوں کو بلارہا تھا۔ اس فقیر نے شکاری سے کہا: ﴿یَا اَحْسَى خذْ هَذَا الَّذِیْ کَسَدَ عَلٰی الْبَیْکِ وَ اَعْطِنِیْ هَذِهِ الَّتِیْ کَسَدَتْ عَلَیْکِ﴾ اے بھائی! تم اس زیور کو مجھ لے لو جس کی قیمت بازار میں مندی ہو رہی ہے۔ اور مجھے یہ مچھلی دے دو جو تم پر بے قیمت ہو رہی ہے۔ شکاری نے فوراً اس کی بات مان لی اور اسے ایک مچھلی دے دی۔ وہ مچھلی کو لے کر گھر بیوی کے پاس آیا: ﴿فَلَمَّا رَاَتْهَا رَضِیَتْ بِهَا فَبَادَرَتْ اِلَیْ شِقِّ جَوْفِهَا فَرَاتَ فِیْهِ صُورَةَ حَجَرٍ لَّمْ تَعْرِفْهَا فَاخَذَهَا زَوْجُهَا وَ ذَهَبَ بِهَا اِلَی التَّجَارِ فَلَمَّا رَاَتْهَا قَالُوْا اَلِیْسَتْ مِنَ الْاَحْجَارِ وَ اِنَّمَا هِیْ جَوْهَرَةٌ یَتِیْمَةٌ لِّیْسَ لَهَا ثَمَنٌ وَ لَا قِیْمَةٌ وَ تَعَالَوْا فِیْهَا بِالْقِیَمِ﴾ تو بیوی نے جب اسے دیکھا تو راضی ہو گئی اور مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو اس سے ایک پتھر نما ایک چیز نکلی جسے وہ نہیں پہچانتی تھی۔ اس کا شوہر اس پتھر نما چیز کو ایک تاجروں کے پاس لے گیا۔ جب انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے۔ یہ پتھر نہیں ہے بلکہ یہ ایک نایاب موتی ہے جس کی بازار میں کوئی قیمت نہیں ہے۔ یعنی یہ بہت قیمتی موتی ہے۔ اور تاجروں نے اس کی قیمت میں مبالغہ آرائی کی ہے۔ بالآخر اس کی قیمت چودہ ہزار درہم تک لگی۔ اس نے اتنی بھاری قیمت میں فروخت کیا اور درہموں کو لے کر گھر آیا: ﴿فَفَرَحَ حَتّٰی اَبْدَلَکَ کُلَّ الْفَرَحِ وَ زَالَ عَنْهُمْ الْهَمُّ وَ التَّسْرُوحُ﴾ تو سارے اس سے خوش ہوئے اور ان کی پریشانی اور غم کا فوراً ہو گیا۔ اسی دوران ایک سائل دروازے پر آیا اور کہنے لگا: ﴿یَا اَهْلَ اللّٰهِ اَعْطُوْنِیْ مِمَّا اَعْطَاکُمْ اللّٰهُ﴾ اے اللہ والو! جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دے دو۔ تو فقیر نے اس سے کہا: ﴿لَکُنَا النِّصْفَ وَلَکَ وَحْدَکَ النِّصْفَ کَمَا لَہَا نَکَانِ ذَٰلَکَ یَرْضِیْکَ وَ الْاَفْئَحْنَ نَزِیْدُکَ لِعَطِیْکَ﴾ ہم ساروں کے لئے نصف مال ہوگا

اور تنہا تیرے لئے نصف مال ہوگا اگر تو اس تقسیم پر خوش ہے تو ٹھیک ورنہ ہم آپ کو اس سے بھی زیادہ دیں گے۔ سائل نے کہا: ﴿قَدْ رَضِيتُ وَ ذَهَبَ لِيَالِي بِحَمَلٍ لِيَحْمِلَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَعُدْ﴾ میں خوش ہوں چنانچہ وہ سامان لاؤنے کے لئے سواری لینے گیا لیکن واپس نہ آیا۔ اور یہ آدمی اس کی انتظار میں کھڑا رہا۔ لیکن کچھ دیر کے بعد وہ شخص سو گیا۔ اور اسے سائل کو خواب میں دیکھا۔ اور اس سے پوچھنے لگا تو اس نے جواب دیا کہ ﴿يَا هَذَا اَنَا بِسَائِلٍ اَنَا مَلِكٌ اَرْسَلَنِي اللّٰهُ اِلَيْكَ لِيَعْلَمَ صَبْرَكَ فِيمَا اَتَاكَ وَ ابْشُرَكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ قَبِلَ مِنْكَ الدَّرْهَمَيْنِ وَ اعْطَاكَ بَدْلَهُمَا هَذِهِ وَ اَعْدَلَكَ فِي الْاٰخِرَةِ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَ لَا اَذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٍ لَّا نَكَ عَامِلَتُهُ مَخْلَصًا لِّوَجْهِهٖ الْكَرِيْمِ وَ هُوَ كَايُخِيبُ مِنْ عَامِلَةٍ﴾ اے خدا کے بندے: میں سائل نہیں ہوں بلکہ میں تو فرشتہ ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری طرف بھیجا ہے تاکہ جو تجھے دولت دی ہے اس پر تیرے صبر کو جان سکے اور میں تم کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دو درہموں کو قبول فرمایا ہے۔ اس کے بدلے میں تم کو [چودہ ہزار] درہم بھی عطا کئے اور آخرت کی ایسی نعمتیں بھی تیار کیں ہیں جس کو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور کسی کان نے سنا نہیں۔ اور کسی دل میں اس کا خیال بھی نہیں گزرا ہوگا۔ اور تجھے خوشخبری ہو کہ تو نے وہ معاملہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کیا تھا اور وہ پاک ذات کسی کے خلوص والے معاملہ سے اس کو محروم نہیں کرتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتب میں فرمایا ہے۔ جو اس نے اپنے انبیاء و مرسلین پر نازل فرمائی ہیں۔ اگر تین چیزوں کو تین پر مسلط نہ کرتا تو دنیا کے کام لکے رہتے۔

﴿فَسَلْطُ الصَّبْرِ عَلَى قَلْبِ الْمَصَابِ وَلَوْ لَا هَلُمَاتِ جُزْءًا﴾ ترجمہ: مصیبت زدہ لوگوں کے دل پر صبر کو مسلط فرمادیا ہے اور اگر ایسا نہ کرتا تو مصائب میں مبتلا لوگ جزع جزع کر رہ جاتے۔

۲: ﴿وَسُلْطَتِ الرَّائِحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ وَلَوْ لَا هَا لَمَا دُفِنَ مَيِّتٌ أَبَدًا﴾
ترجمہ: میں نے بدبو کو میت پر مسلط کر دیا اور اگر ایسا نہ کرتا تو کوئی مردہ دفن نہ کیا جاتا۔

۳: ﴿وَسُلْطَتِ السُّوسُ عَلَى التَّيْرِ وَلَوْ لَا هَ لَكُنْزُهُ الْمَلُوكُ كَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ﴾
ترجمہ: گندم پر کیڑوں کو مسلط کر دیا ہے اور اگر ایسا نہ کرتا تو سونے چاندی کی طرح یہ بھی بادشاہوں کے خزانوں میں جمع ہو جاتی۔

اور میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں اور میں کرم اور بزرگی والا بادشاہ ہوں۔

75: حکایت ﴿اللہ کے ولی کی دعا کا کمال﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ کسی اللہ والے کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی تو نظر اس عورت پر پڑی تو ان کو اس بات کا بڑا دکھ ہوا تو انہوں نے دعا کی ﴿اللہم انک جعلت بصری نعمة منك على وانی اخاف ان يكون نقمة على فاقبضه اليك فعمی لوقتہ﴾ اے اللہ عزوجل: بے شک تو نے نظر اپنی طرف سے ایک بڑی نعمت عطا فرمائی ہے۔ لیکن مجھے خوف ہے کہیں یہ نظر میرے لئے عذاب کا سبب نہ بن جائے۔ اس کو مجھ سے واپس لے لو۔ اسی وقت ان کی نظر چلی گئی۔

اس کے بعد جب انہیں مسجد جانا ہوتا تو ان کا ایک چھوٹا بھتیجا ان کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتا تھا۔ لڑکا انہیں مسجد میں چھوڑ کر وہاں لڑکوں کے ساتھ کھیلنے لگ جاتا۔ جب انہیں کوئی حاجت ہوتی تو وہ اس لڑکے کو بلا لے کر وہ ناخوشی سے ان کی حاجت کو پورا کرتا اور پھر کھیلنا شروع ہو جاتا۔ ایک دن وہ مسجد میں تھے تو انہوں نے اپنے گرد کوئی چیز کھوٹے ہوئے محسوس کی تو ڈر گئے اور لڑکے کو بلایا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر انہوں نے آسمان کی منہ کر دعا کی ﴿اللہم سیدی و مولائی اقد کنت اعطيتنی بصراً انظر به نعمة منك على فخشيت ان يكون نقمة على فسالک ان تقبضه لقبضته وانی قد احتجت اليه الان فاسلك اللهم ان ترده على فترده عليه﴾

لَبِصْرَ لَوْ قَتَلَهُ وَذَهَبَ إِلَى مَنْزِلِهِ بِصِيرَةٍ ۝ ترجمہ: اے میرے آقا و مولا، تو نے مجھے ایسی نظر عطا فرمائی تھی کہ میں اس سے تیری اس نعمت کو دیکھتا تھا جو مجھ پر تھی۔ لیکن میں خوف زدہ ہوا کہ کہیں یہ نظر والی نعمت میرے عذاب کا سبب نہ بن جائے۔ میں نے تجھ سے اس کے ختم کرنے کا سوال کیا تو تو نے اس کو واپس لے لیا۔ اب میں نظر کا محتاج ہوں اس لئے۔ اے اللہ عز و جل میں تجھ سے اپنی نظر واپس لوٹنے کا سوال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو اسی وقت قبول فرما کر اس کی ختم شدہ نظر کو پھر واپس لوٹا دیا اور اس کی آنکھیں فوراً روشن ہو گئیں اور وہ اپنے گھر چلا گیا۔ ﴿وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ اللہ ہر چاہے پر قادر ہے۔

76: حکایت ﴿اسرائیلی درندے کا انجام﴾

بنی اسرائیل میں ایک ایسا آدمی تھا جس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ جب بھی وہ گھر سے نکلتا اور کسی لڑکے کو دیکھتا تو اس کو دھوکہ دے کر اپنے گھر میں لاتا اور قتل کر دیتا اور اپنے مکان کے تہہ خانے دفن کر دیتا۔ اس کی بیوی: ﴿سِنْهَا عَنْ ذٰلِكَ﴾ اس کو اس کام سے منع کرتی۔ لیکن وہ باز نہ آتا اور یہ کہتا: ﴿لَوْ اَنَّ اللّٰهَ يُوَاخِذُ نِسِیْ عَلٰی شَیْءٍ لَّنْ كَانَ يُوَاخِذُ نِسِیْ فِیْ یَوْمٍ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا﴾ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کسی چیز کا کوئی مواخذہ کرنا ہوتا تو ضرور اس وقت میرا مواخذہ کرتا جب میں نے فلاں فلاں کام [برگناہ] کئے تھے۔ بیوی نے اس سے کہا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِشَارِكٍ ذٰلِكَ لَكَ وَاَنْ صَاعَكَ الْاَنْ لَمْ یَمْتَلِیْ وَلَوْ اَمْتَلَا صَاعَكَ لَاخِذُكَ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ تجھ کو چھوڑنے والا نہیں ہے اور اگر بھی تیری زندگی پوری نہیں ہوئی جب تیری زندگی پوری ہو جائے گی تو وہ ضرور تجھے پکڑے گا۔

ایک دن وہ بے اولاد شخص گھر نکلا تو اس نے دو لڑکے دیکھے اور وہ دونوں بھائی تھے ان کے بدن پر قیمتی لباس تھا یہ اس نے ان دونوں کو دھوکہ دیا اور: ﴿وَذَهَبَ بِهِمَا اِلٰی

بیتہ و قتلہما و القاہما فی مطمورقہ ﴿اپنے گھرا کر ان کو قتل کر دیا اور اپنے مکان کے تہہ خانے میں دفن کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد ان لڑکوں کا باپ ان کی تلاش میں نکلا لیکن لڑکے نہ ملے۔ چنانچہ وہ بنی اسرائیل کے ایک نبی کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ تو اللہ کے نبی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ﴿ہل کان لہما لعبۃ یلعبان بہا﴾ کیا ان لڑکوں کا کوئی کھلونا ہے جس کے ساتھ وہ کھیلتے تھے۔ اس نے کہا: ﴿نعم ان لہما جروا صغیرا یلعبان بہ﴾ ہاں ان کا ایک چھوٹا سا کتے کا بچہ کھولنا تھا جس سے وہ کھیلا کرتے تھے۔ اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا: ﴿فساتنی بہ فاتاہ بہ فوضع النبی خاتمہ بین عینیہ و ارسلہ و قال للرجل اذهب خلفہ و انظر الی ائی ذار یدخلہا من دور بنی اسرائیل﴾ اس کھولنے کو میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ لایا گیا تو نبی علیہ السلام نے اپنی مہر اس کھولنے کی آنکھوں کے درمیان لگا کر چھوڑ دیا اور اس شخص سے کہا کہ تم اس کے پیچھے جاؤ اور دیکھو بنی اسرائیل کے جس گھر میں یہ داخل ہوگا۔ اسی میں تیرے لڑکے ہوں گے۔ چنانچہ وہ کھولنا چل پڑا اور بنی اسرائیل کے گھروں کے اندر گھسنے لگا لوگ بھی اس کے پیچھے گھروں کے اندر گھسنے لگے بالآخر وہ ایک گھر میں داخل ہوا اور ایک جگہ پر جا کر اس نے دم ہلانے لگا اور زمین کھودنے لگا۔ لوگوں نے اس جگہ کو کھودیا تو دیکھا کہ اس جگہ سے دونوں لڑکوں کی لاشیں مل گئیں۔ جو کہ قتل کئے گئے تھے۔ پھر لوگوں نے نبی علیہ السلام کو اس بات کی خبر دی اور مجرم کو پیش کیا تو ﴿فامر بہ ان یصلب﴾ تو آپ نے اس کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا جب اس کو سولی دی جانے لگی تو اس کی بیوی اس کے پاس آئی اور اس کو کہنے لگی ﴿الہم احذرک من ہذا و اقل لک ان اللہ لیس بتارکک و ان ضاعک الان قد امتلا و اللہ علی کل شیء قدید﴾ کیا میں تجھ کو اس کام سے نہیں ڈراتی تھی؟ اور تجھ کو نہیں کہتی تھی کہ بے شک اللہ تجھ کو نہیں چھوڑے گا اور تیری زندگی کا عرصہ پورا ہو چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چاہے پر قادر ہے۔

77: حکایت ﴿حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کیا تھا اور میں اپنے جس اونٹ پر سوار تھا وہ بہت ہی کمزور تھا: ﴿فجئت به الى النبي صلى الله عليه وسلم فدعاه و قال لي اركب فركبته فصار امام القوم﴾ تو میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ اور مجھے حکم فرمایا: اس پر چڑھ جاؤ، پس میں اس اونٹ پر چڑھ گیا تو وہ ساری قوم [کے اونٹوں] سے آگے نکل گیا۔ پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ﴿كيف ترى بعيرك﴾ تمہارا اونٹ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: ﴿اصابته بركتك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم﴾ اے اللہ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی برکت سے وہ طاقت ور ہو گیا ہے۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: ﴿اتبعني فاستحييت ولم يكن لي ناصح غيره﴾ کیا تم اس اونٹ کو میرے ہاتھ فروخت کرو گے تو میں شرمِ شام ہو کیونکہ میرے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا اونٹ پانی نکالنے کے نہیں تھا۔ یعنی کنواں سے پانی اونٹ کے ساتھ نکال کر کھیتی کو سیراب کرتے تھے۔ تو میں عرض کیا ﴿نعم﴾ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اس کی قیمت بڑھتے گئے اور مجھ سے فرماتے رہے: ﴿والله يغفر لك حتى تبلغ اوقية من الذهب﴾ اللہ تیری بخشش فرمائے حتیٰ کہ آپ سے سونے کے ایک اوقیہ [اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے] کے ساتھ سودا ہو گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ﴿ولك ركوبه حتى تبلغ المدينة﴾ مدینہ منورہ تک اس پر سوار ہونے کا تجھے حق ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ﴿اعطه الثمن وزده ثم رد علي﴾

جملی ﴿ جابر کو قیمت بھی زیادہ عطا کرو اور یہ اونٹ بھی واپس کر دو۔
حضرت سھیلی فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اونٹ خریدنے اور
زیادہ قیمت دینے اور پھر اسے واپس کرنے میں حکمت یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ تعالیٰ اس فرمانا کی طرف اشارہ کرنا چاہتے تھے۔

﴿ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم﴾ ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے
مومنوں سے ان کی جانیں خرید لی ہیں۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف بھی اشارہ کیا ﴿الذین احسنوا
الحسنی و زیادۃ﴾ ترجمہ: جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لئے بھلائی اور اضافہ ہے۔
اور اس فرمان کی طرف بھی اشارہ ہے ﴿ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل
الله امواتا﴾ ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردہ نہ کہو۔ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم۔

78: حکایت ﴿ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ زندہ کر کے پھر مار دیا ﴾

بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا جس کی بیوی اپنے زمانے کی عورتوں میں سب سے
زیادہ خوبصورت تھی۔ اور اس کا شوہر اس سے بہت پیار کرتا تھا۔ ایک دن وہ عورت رضا
الہی سے فوت ہو گئی تو اس کا شوہر اس کی قبر پر کافی عرصہ تک جاتا رہا۔ چنانچہ ایک دن
وہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گزر ہوا۔ تو آپ نے دیکھا کہ وہ آدمی قبر پر بیٹھا رو
رہا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا: ﴿ما ینکک فقص علیہ خبرہ﴾ تم کیوں رو
رہے ہو؟ تو اس نے سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿اتحب ان
احیہا لک﴾ کیا تو چاہتا ہے کہ میں اس کو تیرے لئے زندہ کر دوں۔ اس نے عرض
کیا: (نعم) ہاں میں چاہتا ہوں۔ ﴿لندعنا عیسیٰ علیہ السلام صاحب القبر
فخرج لہ عبد اسود و النار فخرج من مناخرہ و عینہ و مفاقلہ﴾ تو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صاحب قبر کو بلایا تو وہاں سے ایک کالے رنگ کا غلام نکلا جس کے ناف، آنکھ اور کان کے سوراخوں سے آگ نکل رہی تھی۔ اس کالے غلام نے کہا: ﴿لا اله الا الله عیسیٰ روح الله﴾ اس کے بعد اس اسرائیلی شخص نے عرض کیا: ﴿یا بی الله لیس هذا القبر بل هو هذا و اشار الی قبر اخر﴾ اے اللہ کے نبی: یہ میری بیوی کی قبر نہیں ہے ایک دوسری قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ قبر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کالے غلام سے کہا: ﴿ارجع مکانک و الی ما کنت علیہ فسقط میتا فواره التراب﴾ تم واپس پہلی حالت میں اپنی قبر میں چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ مردہ ہو کر گرا تو اس پر مٹی ڈال کر اسے چھپا دیا گیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسری قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ﴿قم یا صاحب القبر هذا القبر بآذن الله فانشق القبر و خرجت منه امراته تنفض التراب عن راسها﴾ اے قبر والے: اللہ کے حکم سے اٹھ جا۔ تو راقبر پھٹی اور اس سے ایک عورت اپنے سر سے مٹی نکالتی ہوئی نکلی آئی۔ اس کے شوہر نے دیکھ کر عرض کیا کہ اے روح اللہ: یہی میری بیوی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿فاخلدھا﴾ اس کو پکڑ لے۔ پھر اسی وقت اس اسرائیلی آدمی پر تیند کا غلبہ ہوا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا: (انسی قد قتلنی السهر علی قبرک قد ارید ان اخلدنی راحۃ) تیری قبر پر جا گئے نے مجھے برباد کر دیا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی دیر آرام کر لوں۔ بیوی نے اس سے کہا: ﴿افعل فیوضع راسہ علی فخلدھا و نام﴾ تو سو جا۔ تو اس نے بیوی کی ران پر سر رکھا اور سو گیا۔ اور وہ اسی حالت میں تھا۔ تو اچانک وہاں ایک حسین و جمیل شہزادہ گھوڑے پر ہوار ہو کر آگیا۔ جب اس عورت نے شہزادہ کو دیکھا تو ﴿تعلق قلبھا فالتقت راسہ و رجھا علی الارض و قامت الیہ فلما راھا تعلق بھا﴾ اس کا دل اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس نے اپنے شوہر کا سر زمین پر رکھا اور شہزادہ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ جب شہزادہ نے اس کو دیکھا تو وہ بھی اس پر فریفتہ ہو گیا۔ عورت نے شہزادہ سے کہا: ﴿اخلدنی

فسار دفھا خلفه و سارا ﴿ مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ شہزادہ نے اس کو اپنے پیچھے گھوڑے پر بیٹھایا اور لے کر بھاگ نکلا۔ جب اس کا شوہر بیدار ہوا تو بیوی کو وہاں نہ پایا۔ تو وہ اس کی تلاش کرنے لگا تو اس کے قدموں کے نشانات پر چلتے ہوئے اس نے تلاش کر لیا اور شہزادہ سے کہا: ﴿یا ابن الملک هذه زوجتی فخل عنها﴾ اے بادشاہ کے بیٹے! یہ میری بیوی ہے اس کو چھوڑ دے۔ بیوی نے انکار کرتے ہوئے کہا: ﴿انا جارية ابن الملک﴾ میں تو شہزادہ کی لونڈی ہوں۔ شہزادہ نے کہا: ﴿اترید ان تغیر جاریتی﴾ کیا تو مجھ سے میری لونڈی لینا چاہتا ہے؟۔ اسرائیلی نے کہا: ﴿واللہ انہما زوجتی و ان سیدے عیسیٰ علیہ السلام احیاها لی بعد موتھا فینما ہم کذلک و اذا عیسیٰ علیہ السلام بازاہم﴾ اللہ کی قسم! بیشک یہ میری بیوی ہے اور اس کو مرنے کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے میرے لئے زندہ کیا تھا۔ اسی اثناء وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آگئے۔ اس اسرائیلی نے عرض کیا: ﴿یا روح اللہ اما هذه زوجتی التي احتیہا لی﴾ یا روح اللہ! کیا یہ میری بیوی ہے جس کو آپ نے میرے لئے زندہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ﴿نعم﴾ ہاں یہ وہی عورت ہے۔ عورت نے جواب دیا: ﴿یا روح اللہ! انه کذاب و انا جارية ابن الملک﴾ اے روح اللہ! یہ آدمی جھوٹا ہے۔ میں تو شہزادہ کی لونڈی ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿اما انت التي احیتک باذن اللہ﴾ [اے خاتون! کیا میں نے تجھے اللہ کی حکم سے زندہ نہیں کیا تھا۔ اس عورت نے عرض کیا: ﴿لا و اللہ یا روح اللہ﴾ اے روح اللہ! اللہ کی قسم میں وہ عورت نہیں ہوں۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿وردی علینا ما اعطیناک فسقطت میتہ﴾ جو میں نے تجھے زندگی دی ہے اس کو واپس کر دے۔ پس وہ مردہ ہو کر گر پڑی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿من اراد ان ینظر الی شخص مات کافر فاحیی فامن و مات مؤمنا فلینظر الی ذلک الاسود من اراد ان ینظر الی شخص مات مؤمنا فاحیاه اللہ فکفر و مات فلینظر

السی هذه المرأة ﴿ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ ایسے آدمی کو دیکھے جو کافر مر رہا تھا اور اسکے بعد زندہ ہوا اور ایمان لا کر ایمان کی حالت میں فوت ہوا وہ اس کالے غلام کو دیکھ لے۔ اور جو ایسے آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے جو مومن فوت ہوا اس کے اللہ تعالیٰ نے اس کو زندگی دی اور وہ کافر ہو کر فوت ہوا تو وہ اس عورت کو دیکھ لے۔

اس واقعہ کو دیکھنے کے بعد اسرائیلی نے قسم کھائی: ﴿انہ لا یتزوج بعد ذلك ابدا و خرج الی البرازی یعبد اللہ تعالیٰ فیہا حتی مات رحمۃ اللہ﴾ کہ وہ کبھی نکاح نہیں کرے گا اور وہ جنگل کی طرف نکل گیا وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمایا۔

79: حکایت ﴿ظلم کا بدلہ﴾

ایک گردی شخص ایک امیر کے ساتھ ایک دسترخواں پر بیٹھا تو دسترخواں پر بھنے ہوئے دو چکور بھی رکھے ہوئے تھے۔ گردی نے ایک چکورا اٹھایا اور ہنسنے لگا۔ امیر نے اس سے ہنسنے کی وجہ پوچھی۔ تو اس نے کہا: ﴿قطعت الطریق مرة علی تاجر فلما اردت قتله تضرع الی فلم اقبلہ فلما رای منی الجدد التفت فرای حجلتین علی جبل فقال لهما اشهد الی علیہ انہ یقتلنی ظلما ثم قتله فلما رایت ہاتین الحجلتین تدکرت حمقہ فی استشہاد ہما علی فصاحت﴾ میں نے ایک مرتبہ ایک تاجر کو لوٹا اور میں نے جب اس کو قتل کرنا چاہا تو وہ مجھ سے رو کر عرض کرنے لگا لیکن میں نے اس کو قبول نہ کیا۔ جب اس نے میرا اچکا ارادہ دیکھا کہ یہ مجھے قتل کر دے گا۔ اس نے پہاڑ پر دو چکور دیکھے تو ان چکوروں سے کہا کہ تم میرے گواہ بن جاؤ۔ کہ یہ مجھے ظلماً قتل کر رہا ہے۔ پھر میں نے اس کو قتل کر دیا۔ تو اب میں نے ان چکوروں کو دسترخواں پر دیکھا تو اس تاجر کی بے وقوفی یاد آ گئی کہ اس نے ان پرندوں کو گواہ بنایا تھا اس لئے ہنسا ہوں۔ جب امیر نے یہ بات سنی تو اس نے کہا: ﴿و

اللہ قد شهدا علیک عند من یاخذ القود فامر بان یضرب عنقه قودہ اللہ کی قسم: ان پرندوں نے تیرے خلاف ایک شخص کے پاس گوی دی ہے جو بندہ قصاص لیتا ہے۔ چنانچہ امیر نے آڈر دیا کہ اس کی گردن اڑا دو۔ تو اس کی گردن اڑادی۔ و لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

80: حکایت ﴿بھیڑیے کے انجام سے لومڑی نے سبق سیکھا﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ شیر، لومڑی اور بھینڑیا یہ تینوں شکار کے لئے نکلے، انہوں نے ایک گدھا، ہرن اور خرگوش شکار کیا۔ شیر نے بھینڑیے سے کہا: ﴿اقسم بیننا﴾ ہمارے درمیان اس کو تقسیم کرو۔ بھینڑیے نے کہا کہ: ﴿هذا امر ظاهر الحمار لك و الارنب للشعلب و الطبی لی﴾ تقسیم کا معاملہ تو بالکل واضح ہے۔ کہ گدھا شیر کے لئے اور خرگوش لومڑی کے لئے اور ہرن میرے لئے۔ شیر نے اس کے سر پر طمانچہ مارا۔ پھر لومڑی سے کہا: ﴿اقسم انت بیننا﴾ تو ہمارے درمیان تقسیم کر۔ لومڑی نے عرض کیا تقسیم تو بالکل واضح ہے: ﴿الحمار لعداء الملك و الارنب لعشاء و الطبی لما بین ذلك﴾ کہ گدھا بادشاہ (شیر) کے ناشتہ کے لئے اور خرگوش شام کے لئے اور ہرن ان کے درمیان کے اوقات کے لئے۔ شیر نے خوش ہو کر کہا: ﴿قاتلك الله من عرفك هذه القسمة﴾ اللہ تعالیٰ تجھے مارے [یہ جملہ اس نے پیار بھرے انداز میں کہے تھے] یہ تقسیم تو نے کہاں سے سیکھی۔ اس نے کہا کہ میں نے یہ تقسیم بھینڑیے کے انجام سے سیکھی۔ جب اس کو طمانچہ بڑا تو وہ بھاگا تھا۔

81: حکایت ﴿لومڑی کی عقل مندری﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ شیر بیمار ہو گیا تو سب جانور اس کی عیادت کے لئے آئے سوا لومڑی کے۔ بھینڑیے نے اس کی شکایت لگائی۔ تو شیر کو لومڑی پر بڑا غصہ آیا۔ جب لومڑی شیر کے پاس حاضر ہوئی تو شیر نے لومڑی سے پوچھا: ﴿ما غنابك﴾

عنا ﴿ تو ہم سے کہاں غیب ہو گئی تھی۔ لومڑی نے عرض کیا ﴿ کنت فی طلب
 دوائک ﴿ میں تیری دوائی کی تلاش میں تھی۔ شیر نے اسے پوچھا: ﴿ فماذا رايت ﴿ تو
 نے کون سی دوائی دیکھی ہے۔ یعنی تجویز کی۔ تو لومڑی نے عرض کیا: ﴿ جوزة فی ساق
 دئب ﴿ [تیری بیماری کی دوائی] بھیڑیے کی پنڈلی کی ریح ہے۔ ﴿ فاضرب الاسد
 مخبلہ فی ساق الدئب فانسل الثعلب ﴿ شیر نے پاس بیٹھے ہو بھیڑیے کی پنڈلی
 پر نیچہ مارا اور اس کی پنڈلی توڑ کر ریح نکال لی۔ بھیڑیا: ٹانگ سے خون بہتا ہوا زخمی حالت
 میں لومڑی کے پاس سے گزرا تو لومڑی نے بطور مزاق آواز دی: ﴿ یا صاحب الخف
 الاحمر اذا جلست عند الملوك فانظر ما يخرج من راسک ﴿ ترجمہ: اے
 سرخ موزے والے جب بادشاہوں کے بیٹھو تو جو تیرے دماغ سے نکل رہا ہے اس پر غور
 کیا کرو۔ بھیڑیا نے لومڑی کی شیر سے شکایت لگائی تھی۔

82: حکایت ﴿ لومڑی سے زیادہ چلاک شخص ﴾

یہ مثال بیان کی جاتی ہے کہ قاضی شریع لومڑی سے بھی زیادہ چلاک آدمی تھا۔ اس
 کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ قاضی شریع ایک بیابان میں جا کر اللہ تعالیٰ عبادت میں
 مصروف ہوتا تھا۔ لومڑی اس کے سامنے آ کر اس کی نماز میں خلل ڈالتی تھی۔ یہ معاملہ کافی
 عرصہ تک جاری رہا ایک دن قاضی شریع نے ایک لکڑی پر کپڑا ڈال کر ایک آدمی کی شکل بنا
 کر اس لکڑی کو کھڑا کر دیا۔ [جس سے لومڑی نے سمجھا یہ قاضی ہے] لومڑی اپنی عادت
 کے مطابق آئی تو اس نے سمجھا یہ قاضی ہے۔ لیکن وہ پیچھے چھپا ہوا تھا۔ قاضی نے پیچھے
 سے آ کر اچانک اس کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ اس سے مثال مشہور ہو گئی کہ قاضی شریع تو لومڑی
 سے زیادہ چلاک ہے۔

83: حکایت تباہ ہونے سے بچ گیا

ایک شخص جنگل میں رہتا تھا: (لہ دیک یوقظہ الی الصلوۃ و کلب یحرسہ من اللصوص و خمار یحمل علیہ ماء و خباء ہ) اس کے پاس ایک مرغ تھا جو اس کو نماز کے لئے جگاتا تھا۔ اور ایک کتا تھا جو اس کی چوروں سے حفاظت کرتا تھا۔ ایک گدھا تھا جس پر وہ اپنا پانی اور دیگر سامان لاتا تھا۔ اور اس کا خیمہ بھی وہاں تھا۔ وہ شخص اپنے قریبی قبیلوں میں سے کسی قبیلے کے پاس گپ شپ لگانے کے لئے آیا اس مجلس میں اس کے پاس یہ خبر آئی کہ ﴿ان الشعلب اکل الدیک﴾ لومڑی اسکے مرغ کو کھا گئی ہے۔ اس نے کہا: ﴿یکون خیر ان شاء اللہ تعالیٰ﴾ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اسمیں ضرور کوئی بہتری ہوگی۔ پھر اسے خبر ملی: ﴿ان الکلب مات﴾ کہ اس کا کتا مر گیا ہے۔ اس نے کہا: ﴿یکون خیر ان شاء اللہ تعالیٰ﴾ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس میں کوئی بہتری ہوگی۔ پھر اس کو پہنچی: ﴿ان اللذب بقربطن حمارہ﴾ کہ بھیڑیا نے اس کے گدھے کو پھاڑ دیا ہے۔ اس نے پھر اسی طرح کہا: ﴿عسی ان یکون خیر ان شاء اللہ تعالیٰ﴾ کہ قریب ہے کہ اس میں بھی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کوئی بہتری ہوگی۔ حالانکہ اس قبیلے کے لوگوں نے دھوکہ دے اس کے مرغ، کتا، اور گدھا کو غائب کیا تھا۔ جب رات آئی تو یہ شخص اپنی گھر واپس آیا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو اس نے ان قبائل کو دیکھا کہ دشمن نے ان کو قیدی بنا لیا اور مال لوٹ لیا۔ اس نقصان کو سبب اس کے مرغ کا بولنا، کتے کو بھونکنا اور گدھے کا آواز لگانا تھا۔ اس شخص نے اپنے خیمہ میں سلامتی کیساتھ رات بسر کی اور اس کے قریب مذکورہ جانوروں کی ہلاکت میں واقعہ ہی بہتری ہوئی۔

84: حکایت ﴿نفس کی مخالفت اور مردہ بکری﴾

بعض حضرات سے یہ حکایت بیان کی جاتی ہے۔ کہ ہم نے اپنے پڑوسی سے بھنا ہوا بکری کا ایک بچہ کھانے کے لئے خریدا تو اچانک ایک فقیر آ گیا۔ ہم نے اسے اپنے ساتھ کھانے میں شامل کرنے کے لیے بلایا: ﴿فَاخَذَ لُقْمَةً وَاهْوَى بِهَا إِلَى فَمِهِ ثُمَّ لَفَظَهَا وَاعْتَزَلَ عَنَّا﴾ تو اس نے ایک لقمہ لیا اور اس کو اپنے منہ کی طرف لے جا کر پھینک دیا اور ہم سے الگ ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ ایک وجہ ہے جس نے مجھ کو اس کھانے سے روک رکھا۔ ہم اس سے کہا: ﴿لَا تَأْكُلْ إِلَّا أَنْ تَأْكُلَ﴾ کہ اگر تم نہیں کھاؤ گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ اس نے کہا کہ: ﴿إِنَّمَا أَنَا فَقِيرٌ فَلَا أَكُلُ وَمَا أَنْتُمْ فَبِمَرَادٍ كَمٍ﴾ میں فقیر آدمی ہوں میں نہیں کھاؤں گا۔ تمہاری تو یہی مراد تھی۔ پھر وہ فقیر وہاں سے چلا گیا۔ اس کی وجہ سے ہم نے بھی کھانے کو ناپسند کیا۔ پھر ہم اس کے مالک کو بلا کر پوچھا کہ اس کے ناپسند یعنی مکروہ ہونے کی کیا اصلیت کیا ہے۔ اس نے کہا: ﴿إِنَّهُ مِثْلُهُ وَأَنَّ نَفْسَهُ حَرَصَتْ عَلَى بَيْعِهِ لِأَجْلِ ثَمَنِهِ﴾ بے شک یہ مردار تھا اور اس کے نفس نے اس کو اس کی قیمت کی وجہ سے بیچنے پر اکسایا۔ چنانچہ ہم اس کو کتوں کے آگے پھینکا۔ اس کے بعد ہم نے فقیر کو دیکھا اور اس سے وہ کھانا نہ کھانے کہ وجہ پوچھی۔ اس نے کہا: ﴿وَاللَّهِ لِي مِثْلُ سَنِينَ مَا شَرِهْتَ نَفْسِي عَلَى أَكْلِ فَلَمَّا قَدْ مَتَمَّ إِلَى هَذَا الشَّيْءِ شَرِهْتَ نَفْسِي لِلْأَكْلِ شَرَهَا قَوِيًّا فَعَلِمْتُ أَنَّ لَهُ عِلَّةً فَتَرَكْتُ أَكْلَهُ فَانْظُرْ يَا أَحْسَنَ حِمَايَةِ اللَّهِ لَعَبِيدِهِ﴾ ترجمہ: اللہ کی قسم: کئی سال ہو گئے ہیں کہ میرے نفس نے کھانے پر کبھی لالچ نہیں کیا جب تم نے بھنا ہوا گوشت میرے سامنے پیش کیا تو میرے نفس نے کھانے کا بہت لالچ کیا۔ تو میں اس سے جان گیا کہ کوئی علت اور سبب ضرور ہے۔ تو میں نے کھانا چھوڑ دیا۔ اب میرے بھائی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حمایت کس طرح فرماتا ہے۔

85: حکایت ﴿سانپ سے دوستی اچھی نہیں﴾

ایک دیندار اور نیک آدمی شکار کے لئے اپنے گھر سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ ﴿واذا حية فسی غیایة الوجہ﴾ ایک سانپ انتہائی خوف کی حالت میں ہے۔ سانپ نے اس نیک شخص سے کہا ﴿اجزونی یا ہذا اجارک اللہ من عدو خلفی یرید قتلی﴾ اے خدا کے بندے مجھے اس دشمن سے بچائیے جو میرے پیچھے لگا ہوا ہے اور مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے بچائے گا۔ اس نیک شخص نے سانپ کو اپنی چادر میں چھپانا چاہا تو سانپ نے کہا ﴿ان اردت اصطناع المعروف فافتح لی فمک لا دخل فی جوفک﴾ اگر تم نیکی کرنا ہی چاہتے ہو تو میرے لئے اپنا منہ کھولو تا کہ میں تمہارے پیٹ میں داخل ہو جاؤں۔ اس شخص نے کہا ﴿احشی منک﴾ میں تجھ سے ڈرتا ہوں۔ سانپ نے کہا ﴿فعاہدہ انہا لا تؤذیہ و اخبرہ انہا من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم﴾ میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ تجھے تکلیف نہیں دوں گا۔ کیونکہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے۔

اس نے اپنا منہ کھولا تو سانپ اندر چلا گیا۔ پھر اس کے پاس ایک آدمی آیا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے سانپ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا ﴿لسم ارہا ثم استغفر اللہ من قوله لم ارہا مائة مرة﴾ میں نے سانپ کو نہیں دیکھا پھر اس نے اس جھوٹ پر اللہ تعالیٰ سے سو مرتبہ توبہ استغفار کی۔ سانپ نے اپنا سراپے دشمن کو دیکھنے کے لئے باہر نکالا۔ اس شخص نے بتایا کہ وہ چلا گیا ہے اور سانپ کو باہر نکلنے کیلئے کہا۔ تو سانپ نے کہا ﴿الان یا ہذا اختر لنفسک احدی الموتین واما الفت کبدک واما انقب فرادک﴾ اب تو اپنی خیر مनाव۔ اے شخص اب تو دو موتوں میں سے کسی ایک کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جا۔ یا تو میں تیرا جگر ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا یا تیرے دل میں سوراخ کر ڈالوں گا۔ اس شخص نے

کہا: ﴿سبحان الله اين العهد الذي بيننا﴾ سبحان الله: ہمارے درمیان جو عہد
ہوا تھا وہ کہاں گیا۔ یہ سن کر سانپ نے کہا: ﴿ما رايت احمق منك انسيت
عداوتی لا بیک آدم و انی اخرجته من الجنة وما حملک علی اصطناع
المعروف مع غیر اہلہ﴾ میں نے تم سے زیادہ بیوقوف شخص کوئی نہیں دیکھا۔ کیا تو
اپنے باپ آدم کے ساتھ میری دشمنی بھول گیا۔ کہ میں نے انہیں جنت سے نکالا تھا۔ اور تا
اہل کے ساتھ نیکی کرنے کے لئے تجھے کس نے کہا تھا۔ اس نے سانپ سے کہا: ﴿ان
کان لا بد من قتلی فدعینی حتی اصنع لنفسی موضعاً عند هذا الجبل﴾
اگر میرا قتل کرنا ضروری ہے تو مجھے چھوڑنا کہ میں اس پہاڑ کے پاس اپنے لئے کوئی ٹھکانا بنا
لوں۔ چنانچہ اس پر سانپ نے کہا: ﴿شانک و ما ترید﴾ جو تو چاہتا ہے وہ کر
لے۔ چنانچہ اس نے: ﴿فرفع طرفہ الی السماء و قال یا لطیف الطف
سلطفک الخفی یا لطیف یا قدیر اسئلك با لقدرة التی استویت بها علی
العرش فلم یعلم العرش این مستقر یا حکیم یا علیم یا علی یا عظیم یا
حیی یا قیوم یا الله الا ما کفیتی من هذه الحیة﴾ اس نے آسمان کی طرف منہ
کر کے عرض کیا اے لطیف اے لطف کرم سے مجھ پر مہربانی فرما: ﴿یا لطیف، یا
قدیر﴾ میں تجھ سے تیری اس قدرت کا سوال کرتا ہوں۔ جس کے ساتھ تو عرش پر ہمیشہ
عالم ہے۔ اور عرش نے تیری قیام گاہ کو نہیں جانا کہ وہ کہاں ہے: ﴿یا حکیم، یا علیم،
یا حیی، یا قیوم﴾ کیا تو مجھے اس سانپ سے نہیں بچا سکتا۔ اس کے بعد وہ پہاڑ کی
طرف چلا گیا۔ تو اسے ایک آدمی ملا جس کو حلیہ یہ تھا: ﴿شیخ صبیح الوجه طیب
الشریح لقی الثیاب فاعطانی ورقة حضراء و قال لی کل هذه الورقة
فلا کلتھا فنزلت الحیة قطعاً قطعاً و سکن جزعی﴾ کہ وہ روشن چہرے والے
برگ تھے۔ خوشبودار اور نازک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میرے پاس آئے اور مجھے ایک
سبز برتنی دے کر فرمایا: ﴿کل﴾ کہ اسے کھا جاؤ۔ چنانچہ میں اس کو کھا گیا۔ جس سے وہ

سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر میرے پیٹ سے باہر نکلا۔ میری بے قراری سکون میں بدل گئی۔ میں نے اس بزرگ سے پوچھا: ﴿من انت ایہا الرجل الذی من اللہ بک علی﴾ اے بندے خدا: تو کون ہے جس نے مجھ پر احسان کیا ہے؟۔ اس بزرگ نے فرمایا: ﴿انک لما دعوت اللہ بهذا الدعاء ضجت ملائکة السموات السبع الی اللہ تعالیٰ عزوجل﴾ جب تو نے اللہ تعالیٰ سے [اس مذکورہ بالا] دعا کے ساتھ دعا کی تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وعزتی جلالی رایت کل ما فعلت الحیة بعدی و امرنی ان اذهب الی الجنة و اخذ ورقة من شجرة طوبی و الحقک بها و انا یقال لی المعروف و مقری فی السموات و علیک باصطناع المعروف فانه یقی مصارع السوء و ان ضیعه المصطنع الیه لم یضیع عند اللہ تعالیٰ﴾ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ جو سانپ نے میرے بندے کے ساتھ کیا میں نے اس کو دیکھا ہے۔ پھر مجھے حکم دیا کہ میں جنت جا کر درخت طوبی سے ایک پتی لون اور اس کو تمہارے پاس لے کر آؤں۔ اور تم سے ملاقات کروں۔ میں وہ آدمی ہوں جس کو آسمانوں میں معروف اور مقرر کہا جاتا ہے۔ تم نیکی کو لازم پکڑے رہو۔ اس لئے کہ بے شک نیکی برے انجام سے بچاتی ہے۔ اگر وہ آدمی جس کے ساتھ نیکی کی گئی ہے اس نیکی کو ضائع کر دے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ نیکی ضائع نہیں کی جاتی۔ واللہ اعلم

86: حکایت ﴿دین کو دنیا کی کمائی کا ذریعہ بنانا ہلاکت ہے﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک آدمی لوگوں سے حدیث بیان کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات بیان کی ہے۔ مجھ سے بھی اللہ نے یہ بات بیان کی ہے۔ اور صلی اللہ نے مجھ سے یہ بات بیان کی ہے۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو نہیں دیکھا تھا۔ پھر چھ جہاں و جہل

إلى موسى و معه خنزير في جبل اسود قال لموسى يا نبى الله هل تعرف
فلانا فقال اسمع به فقال هو هذا الخنزير ﴿ ایک آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے پاس آیا اور اس کے ساتھ خنزیر بھی تھا جو کالے رنگ کی رسی سے بندھا ہوا تھا۔ اس
نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا: اے اللہ کے نبی، کیا آپ نے فلاں شخص کو
پہچانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں سے اس کے متعلق سنا ہے اور وہ یہی شخص ہے جس کو تو
نے رسی سے باندھا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس کو پہلی
حالت میں کر دے تاکہ میں اس سے پوچھا سکوں کہ اس کے ساتھ یہ معاملہ کیوں ہو
اے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ﴿ ینا موسیٰ لو دعوتنی ہما
دعائی بہ ادم فمن دولہ ما اجبتک فیہ ولكن انا اخبرک لما ذا صنعت بہ
ذلك لانہ کان یا کل الدنیا بالدين ﴾ اے موسیٰ: اگر تم اس دعا کے ساتھ بھی دعا
کرتے جو آدم اور ان کے ساتھ لوگوں نے کی تھی تو میں پھر بھی تیری دعا کو قبول نہ کرتا۔ لیکن
میں تجھے یہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے؟۔ اس کی وجہ یہ ہے
کہ یہ آدمی دین کے بدلے دنیا کما تا تھا۔ واللہ اعلم

87: حکایت ہر چیز کے بنانے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص نے کبر و ندادیکھا کر کہا: ہذہ خلق مشوہ
لا خلقہا حسن ولا ریحہا طیب فماذا یرید اللہ بخلقہا ﴿ یہ بری مخلوق ہے
نہ اس کی شکل اچھی ہے اور نہ ہی اس کی بو پاک ہے۔ اس کو پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ پتا
نہیں کیا حکمت تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسے زخم میں مبتلا کر دیا کہ
اس کے علاج سے تمام حکیم عاجز آ گئے۔ اور وہ مایوس ہو گیا۔ اسی دوران اس نے ایک
کاہن شخص کی آواز سنی جو گلیوں میں آواز دے رہا تھا۔ تو بیمار نے کہا: ﴿ علیّ بہ حتی
یستظر فی امری ﴾ اس کو میرے پاس بلا کر لاؤ تاکہ وہ میرا زخم دیکھ سکے۔ لوگوں کہنے

لگے: ﴿ما تصنع بطرقی وقد عجز عنک حذاق الاطباء﴾ تو اس کا ہن کو کیا کرے گا؟ جبکہ تیرے علاج سے بڑے ماہر طبیب عاجز آ گئے ہیں۔ اس بیمار نے کہا: ﴿لا بد من حضورہ عندی﴾ اس کا میرے پاس آنا بہت ضروری ہے۔ بالآخر لوگ اس کو بلالائے۔ جب اس نے زخم دیکھا تو کہنے لگا: ﴿بنا یا توہ بخنفساء﴾ ایک گبروند الاؤ۔ لوگ ہنسنے لگے۔ لیکن اس بیمار کے دل میں گبروندے کے متعلق کبھی ہوئی بات گردش کرنے لگی۔ اس نے لوگوں سے کہا: ﴿احضروا الہ ما طلب فان الرجل علی بصیرۃ فی امرہ فاحضروا الہ فحرقھا و ذرلہ من رمادھا علی القرحة فبرئت باذن اللہ تعالیٰ﴾ جو اس کا ہن نے مانگا ہے وہ حاضر کرو۔ کیونکہ یہ آدمی اپنے کام میں بصیرت رکھتا ہے۔ چنانچہ لوگوں نے گبروند اس کے سامنے حاضر کر دیا۔ اس نے اس کو آگ میں جلا کر اس کی خاک اس کے زخم پر لگائی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ تندرست ہو گیا۔ اس کے بعد بیمار حاضرین سے کہنے لگا: ﴿اعلموا ان اللہ تعالیٰ اراد ان یعرفنی ان فی اخش مخلوقاته اعز الادویۃ و هو الحکیم الخبیر﴾ اے لوگو! یہ بات جان لو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بتانا چاہا ہے کہ اس کی حقیر سی مخلوق بھی بہترین شفاء دے سکتی ہے۔ اور اللہ حکمت والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

88: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق﴾

حضرت ابو موسیٰ اشعری، ابو مالک اور ابو عامر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی اور دوران ہجرت ان حضرات سے زاوراہ یعنی کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا۔ انہوں نے: ﴿فسارستلوا قاصدا منہم الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیستلہ عنہ زاد لہم فلما الیہ سمعہ﴾ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بھیجا تا کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے لئے زاوراہ مانگے۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے سنا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں: ﴿وَمَا مِنْ

دآبۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا ﴿ ترجمہ: زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں ہے مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ قاصد نے سوچھا کہ اشعریوں کا رزق بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کے حاضر ہوئے بغیر واپس آگیا اور کہنے لگا: ﴿ابشروا فقد جاء کم الفوٹ﴾ تم کو خوشخبری ہو کہ تمہارے پاس فوٹ آگیا۔ یعنی فریادرس۔ اشعریوں نے سمجھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی ہے۔ اسی اثناء میں ان کے پاس دو آدمی آئے ﴿و معہما قصعة مملوءة خبز اولحما فکلوا ما شاء﴾ جن کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ پس ان لوگوں نے جتنا چاہا وہ کھایا۔ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا: ﴿ردوا بقیۃ هذا الطعام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم﴾ کہ بقیہ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیج دیا جائے۔ پھر وہ لوگ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا ﴿یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما راينا طعاما احسن ولا اطیب من الطعام الذی ارسلنہ الینا﴾ اے اللہ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کھانا آپ نے ہمارے پاس بھیجا تھا اس سے اچھا اور بہتر کھانا کبھی نہیں کھایا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ما ارسلت علیکم شیئاً﴾ میں نے تو تمہارے پاس کوئی چیز نہیں بھیجی۔ انہوں نے عرض کیا ﴿انہم ارسلوا قاصدا منہم الیہ لیسالہ فی طعام﴾ انہوں نے ایک قاصد آپ کی طرف بھیجا تھا تا کہ وہ آپ سے کھانا کے بارے میں سوال کرے۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصد سے پوچھا۔ تو اس نے سارا واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا ﴿هو رزق سابقہ اللہ تعالیٰ الیکم حتی اکلتم و شبعتم﴾ وہ ایسا کھانا تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے صرف تمہارے لئے بھیجا تھا تا کہ تم خوب کھا کر کھاؤ۔

89: حکایت ﴿بیوقوف کی حماقت﴾

۱: حمزہ مدائنی کہتے ہیں کہ ایک بے وقوف آدمی تھا جس کا نام جچی تھا اس کی بے وقوفیوں میں سے ایک یہ بھی تھی ﴿انہ کان یحفر فی صحراء﴾ کہ وہ ایک صحراء میں ایک جگہ کھود رہا تھا۔ ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا تو اس نے پوچھا ﴿لماذا تحفر﴾ یہ کیوں کھود رہے ہو؟ اس بے وقوف نے کہا: ﴿دفنت دراهم ولم اجد الی مکانھا﴾ میں نے اس میں درہم دفن کئے تھے وہ اس جگہ مجھے مل نہیں رہیں۔ اس نے بے وقوف سے پوچھا ﴿کنت اعلمت علیھا علامة﴾ تو نے اس کی کوئی نشانی رکھی تھی۔ کہنے لگا، میں نے یہ یہ [نشانی] رکھی تھی۔ اس نے پوچھا یہ کون سی نشانی تھی۔ تو بے وقوف نے جواب دیا: ﴿سحابة كانت تظلنی وقت دفنھا فضعک ذهب و ترکہ ومن حمقہ﴾ بادل مجھ پر سایہ کئے ہوئے تھا جب میں نے درہموں کو دفن کیا تھا۔ وہ آدمی مسکرایا اور اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔

۲: جچی کی بے وقوفیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ رات کے آخری پہر میں اندھیر میں گھر کے دالان سے لکھا تو اس نے ایک مقتول سے ٹھوکر کھائی۔ جو دالان میں پڑا ہوا تھا۔ تو اس بے وقوف نے اس کو اٹھا کر ایک کنواں میں ڈال دیا جو وہاں پر تھا۔ پھر اس کے باپ کو خبر دی تو اس نے مقتول کو کنواں سے لکھا کر دفن کر دیا۔ پھر اس پاگل نے ایک مینڈھے کا گلا دبا کر کنوئیں میں ڈال دیا۔

اتنے میں اس مقتول کے وارث گھر سے نکل کر کوئے کی گلیوں میں اس پاگل کو تلاش کر رہے تھے۔ لوگ اس بے وقوف کے گھر پہنچے تو اس سے مینڈھے کے بارے میں پوچھا ﴿انا القیتہ فی البئر فانزلوہ فی البئر لیخرج لہم فلما نزل ناداہم یا اهل القیل هل لقتیلکم قرون فصحکوا منه و ذهبوا﴾ تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو کنواں میں پھینک دیا ہے۔ جب وہ کنواں میں اترے تو اس نے پیچھے سے آواز

دی: اے مقتول کے ورثاء کیا تمہارے مقتول کے سینک تھے تو لوگ یہ بات سن کر ہنسے اور وہاں سے چلے گئے۔

۳: بنیاس کی بے وقوفیوں میں سے ایک یہ بھی تھی۔ ابو مسلم خولانی نے ایک شخص کو جی کے پاس بھیجا اس کا نام یقطین تھا۔

90: حکایت شیر کی عقل مندی ﴿﴾

ایک مرتبہ ایک انسان شیر سے بھاگ کر کنوئیں میں جاگرا تو شیر بھی اس کے پیچھے کنوئیں میں واقع ہو گیا تو شیر نے کنوئیں میں ایک ریچھ کو دیکھا تو اس سے پوچھنے لگا: تو کتنے عرصہ سے یہاں پر ہے۔ اس نے کہا کہ میں کئی دنوں سے اس کنوئیں میں گرا ہوں اور بھوک مجھے قتل کر رہی ہے۔ اگر ہمیں اجازت ہو تو ہم اس انسان کو کھالیں یہ ہماری بھوک کے لئے کافی ہے۔ شیر نے کہا کہ اگر دوسری بار پھر بھوک لگی تو ہم کیا کریں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم انسان نے معاہدہ کرتے ہیں کہ ہم اسے کوئی تکلیف نہیں دیں گے اور یہ ہمیں باہر نکالنے کو کوئی حیلہ کرے کیونکہ یہ باہر نکالنے کا حیلہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ پس ان دونوں نے معاہدہ کیا حتیٰ کہ انسان نے حیلہ کر کے خود بھی جان بچالی اور ان دونوں کی جان بھی بچائی۔ پس ریچھ نے مکمل شیر کی آنکھ سے دیکھا۔

91: حکایت انسان کی عقل مندی ﴿﴾

یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک انسان شیر سے بھاگ کر درخت پر چڑھ گیا۔ اور درخت پر پہلے سے ریچھ بیٹھا پھل توڑ رہا تھا۔ تو شیر بھی درخت کے نیچے بیٹھ کر انسان کے اترنے کا انتظار کرنے لگا۔ انسان نے جب ریچھ کی طرف دیکھا تو اسے اپنی انگوٹھی سے اشارہ کیا کہ چپ ہو جاتا کہ شیر کو پاناہ چلے کہ ہم یہاں پر ہیں۔ لیکن انسان ریچھ کو دیکھ کر بڑا پریشان تھا اور کان معہ مسکین لطیف فاحد یقطع الغصن الذی علیہ الدب حتیٰ انہا ہ فوق الدب علی الارض فوثبت علیہ الاسد فتضا

فافترس الاسد الدب و کمر واجعا و نجی باذن اللہ تعالیٰ اور اس کے پاس ایک چھوٹی سی چھری تھی جس سے اس نے وہ شاخ کاٹ ڈالی جس پر ریچھ بیٹھا تھا۔ تو ریچھ زمین پر گر پڑا تو شیر اس پر جھپٹا پڑا اور اس کو پھاڑ ڈالا۔ اور واپس چلا گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ حکم سے انسان بچ گیا۔

92: حکایت ﴿فقیر کو نہ دینے کا انجام﴾

ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اور اس کے سامنے بھنا ہوا مرغ پڑا ہوا تھا۔ ایک مانگنے والے نے اس سے سوال کیا لیکن ﴿فردہ خائب﴾ اس نے فقیر کو خالی لوٹا دیا۔ حالانکہ وہ آدمی مالدار تھا: ﴿فوقع بینہ و بین زوجته فرقة تزوجت بغیرہ فیئما الزوج الثانی یا کل و بین یدیه دجاجة مشویة فوقف بہ سائل﴾ پس ان دونوں میاں بیوی کے درمیان جدائی واقعہ ہو گئی۔ اور اس کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا۔ چنانچہ دوسرا شوہر ایک دن کھانا کھا رہا تھا تو اس کے سامنے ایک فقیر آکر کھڑا ہو کر سوال کرنے لگا۔

اس نے اپنی بیوی سے کہا: ﴿ناولیه الدجاجة المشویة فدفعتها الیه تاملتہ فاذا هو زوجہا الاول﴾ اس مانگنے والے کو بھنا ہوا مرغ دے دو۔ اس نے مرغ فقیر کو دیا اور اس کو غور سے دیکھا کہ وہ مانگنے والا اس کا پہلا شوہر تھا۔ اس نے اپنے دوسرے شوہر سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ اس کا پہلا شوہر تھا۔ اور اس عورت نے اپنے پہلے شوہر کا واقعہ بیان کیا کہ اس نے ایک فقیر کو خالی واپس کیا تھا اور اس کو کچھ نہیں دیا تھا۔ دوسرے شوہر نے اپنی بیوی سے کہا: ﴿وانا و اللہ ذلک السائل قد خولنی اللہ نعبہ و اہلہ لقلۃ شکرہ اللہ تعالیٰ﴾ اللہ کی قسم وہ پہلا مانگنے والا فقیر میں ہی ہوں۔ بے اللہ تعالیٰ نے اس کی نعمتیں اور اس کی بیوی مجھے عطا فرمادی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے شکر کرنے میں کمی کر دی۔

93: حکایت ﴿خاندانی لوگ﴾

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک اعرابی نے کہا کہ میں ایک دن سفر پر نکلا۔ اور میں رات ایک دیہاتی کے خیمہ میں بسر کی۔ تو اس کی بیوی نے مجھے دیکھ کر کہا تم کون شخص ہو۔ میں نے کہا: میں مہمان ہوں۔ اس نے کہا کہ اتنے بڑے صحرا میں ہمارے پاس مہمان نہیں آتا۔ پھر اس نے: ﴿فطحننت برا و عجننتہ و جلست تا کل فینما﴾ گندم کا آٹا پیسا اور گوندھ کر کھانا تیار کرنے کے لئے بیٹھا گئی۔ اسی دوران اس کا شوہر آیا اس کے پاس دودھ تھا۔ اس نے پوچھا: کون آدمی۔ میں نے کہا کہ میں مہمان ہوں۔ اس نے ﴿مرحبا اھلا و سھلا فسقانی من اللین و قال لعلک ما اکلت شیئا﴾ مجھے مرحب کہہ کر مجھے دودھ پلایا اور کہا کہ شاید تم نے ابھی تک کوئی چیز نہیں کھائی۔ میں نے کہا ﴿لا واللہ﴾ اللہ کی قسم: میں نے ابھی تک کوئی چیز نہیں کھائی۔ پھر وہ اپنی بیوی سے غصے ہو کر کہنے لگا ﴿ویلک قد اکلت ولم تطعمی الضیف﴾ تیری بربادی ہو۔ تو نے خود تو کھالیا لیکن میرے مہمان کو ابھی تک کچھ نہیں کھلایا۔ بیوی نے کہا: ﴿ما ا صنع بہ واللہ لا اطعمہ عن طعانی﴾ اللہ کی قسم: مجھ سے کھانا نہیں بنتا اور میں اسے اپنی کھانے سے نہیں کھلاؤں گی۔ کافی دیر ان کے درمیان بحث ہوتی رہی۔ بالآخر شوہر نے اپنی بیوی کا سر پھاڑ دیا۔ اعرابی کہتا ہے کہ پھر اس نے میرے اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت پکا کر خود بھی اور مجھے بھی کھلایا۔ پھر کہنے لگا: ﴿واللہ لا بییت فھنی عندی جائعا﴾ اللہ کی قسم: میرا مہمان میرے پاس بھوکا رات نہیں گزارے گا۔ اس کے بعد وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا کچھ دیر کے بعد واپس آیا اور اس کے ساتھ ایک اونٹ بھی تھا۔ جو وہ خرید کر لایا تھا اور مجھ سے کہنے لگا: ﴿خذ ہذہ فی ماتحک و زودنی خیرا من الیمم الباتی﴾ یہ اونٹ اپنے اس اونٹ کے عوض میں لے لو۔ جو میں نے تیرا اونٹ ذبح کرنا تھا۔ اور مجھے زود لی، اور بچا ہوا گوشت بھی دیا۔ پھر میں وہاں سے چلا ایک اور دیہاتی کے جیسے میں رات گزار لی۔ جب اس کی

بیوی نے مجھے دیکھا تو کہنے لگی۔ کون شخص۔ میں نے کہا: میں مہمان ہوں۔ اس نے کہا: ﴿مرحبا و اهلا و سهلا و عمدت الی بر فطحت و عجت و خبزت و روقه لبنا و زید او قدمتہ بین یدی و معہ دجاجة مشویة﴾ تمہارا آنا مبارک ہو۔ پھر اس نے اٹھ کر گندم کا آٹا پیسا اور آٹا گوند کر اس سے روٹی پکائی اور دودھ مکھن کے ساتھ میرے سامنے رکھی اور ساتھ بھنا ہوا گوشت بھی تھا۔ اور مجھ سے کہا: تم کھاؤ۔ اور ساتھ معذرت بھی کی کہ جو ہمارے پاس تھا وہ خدمت کے لئے پیش کر دیا ہے۔ اتنے میں اس کا شوہر بھی آ گیا۔ اس نے کہا: ﴿من الرجل﴾ کون شخص ہے۔ میں نے کہا: مہمان ہوں۔ اس نے کہا: ﴿وما یصنع الضیف عندنا﴾ ہمارے پاس مہمان نہیں آتے۔ پھر وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہنے لگا: ﴿ایہا طعامی﴾ میرا کھانا کہاں ہے؟۔ بیوی نے کہا: ﴿قدمتہ للضيف﴾ میں نے مہمان کو کھلا دیا ہے۔ کہنے لگا: ﴿ومن امرک باطعام طعامی الضیف﴾ تجھے میرا کھانا مہمان کو دینے کے لئے کس نے کہا تھا۔ ان کے درمیان بات طویل پکڑ گئی۔ شوہر نے غصہ میں آ کر بیوی کا سر پھاڑ دیا تو مہمان نے کہا: ﴿فجعلت اضحک﴾ میں ہنسے لگا۔ تو وہ آدمی میری طرف آیا اور مجھے کہنے لگا: ﴿ما یضحک فقصت علیہ قصتی بالامس﴾ تو کیوں ہنس رہا ہے۔ تو میں نے اس سے کل والا واقعہ بیان کیا۔ تو اس آدمی نے کہا: ﴿یا هذا تلک المراه اختی و ذلک الرجل اخو زوجتی﴾ اے مہمان شخص۔ وہ عورت میری بہن تھی اور اس کا شوہر میری بیوی کا بھائی تھا۔ یہ معاملہ دیکھا کر مجھے بہت تعجب ہوا۔

94: حکایت ﴿درندے کا پیار کرنا﴾

۱: حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت شیباں کو لوگوں نے درندہ کے آگے پھینک دیا تاکہ وہ آپ کو نگل جائے ﴿فجعل السبع یسبح و یصیص﴾ درندہ نے آپ کو

سوٹکھا اور دم ہلانے لگا۔ آپ سے پوچھا گیا ﴿مناذا قلت حين القيت بين يديه﴾ کہ جب آپ کو درندے کے آگے ڈالا گیا تو آپ نے کیا کہا تھا۔ حضرت شیبان نے جواب دیا: ﴿ما قلت له شيئا﴾ میں نے اس درندہ کو کچھ نہیں کہا۔ لیکن میں نے فقہاء کے قول میں غور و فکر کیا تھا۔ جو درندوں کے جھوٹے کے متعلق تھا۔ لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت شیبان نے سفیان ثوری کے ساتھ حج کیا: ﴿فعرض لهما سبع ففزع منه سفیان فاخذ شیبان باذن السبع وعركها فخضع له السبع و حرك ذنبه وقال و الله لو لا خوف الشهرة لو ضعت رذائی عليه حتى اصل الى مكة المشرفة﴾ ان کے سامنے راستے میں ایک درندہ آیا تو حضرت سفیان درندہ کو دیکھ گھبرا گئے لیکن حضرت شیبان نے درندہ کا کان پکڑ کر مروڑا تو درندہ نے ان سے عاجزی کی اور اپنی دم ہلائی۔ حضرت شیبان نے فرمایا: اللہ کی قسم: اگر شہرت کا ڈرنہ ہوتا تو میں اس درندے کی پیٹھ پر چادر رکھتا حتیٰ کہ سیدھا میں مکہ شریف پہنچا جاتا۔

۲: ﴿جاہل فقیہ﴾

ایک مرتبہ امام شافعی اور امام احمد حضرت شیبان کے پاس سے گزرے تو آپ بکریاں جمار ہے تھے۔ حضرت امام احمد نے فرمایا: ﴿لا تسئلن هذا الراعی لاری جوابہ﴾ میں اس چرواہے سے ضرور سوال کروں گا تا کہ اس کا جواب دیکھوں۔ حضرت امام شافعی نے فرمایا: ﴿لا تتعرض له﴾ اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کرو۔ امام احمد نے فرمایا: یہ ضروری ہے چنانچہ وہ حضرت شیبان کے پاس گئے اور ان سے پوچھا: ﴿یا شیبان ما تقول فیمن صلی اربع رکعات فسها فی اربع سجعات فماذا یلزمہ﴾ اس آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہو جس نے چار رکعت نماز پڑھی اور چار سجدوں میں سہو کیا۔ ایسے نمازی کے لئے کیا حکم ہے؟

حضرت شیبان نے فرمایا: ﴿نسالی عن مذهبنا ام عن مذهبکم﴾ تم مجھ سے میرے مذہب کے مطابق مسئلہ پوچھنا چاہتے ہو یا اپنے مذہب کے مطابق۔ امام

احمد نے فرمایا: ﴿اھما مذھبان﴾ کیا وہ دونوں دو مذہب ہیں۔ حضرت شیبان نے فرمایا: ﴿نعم﴾ ہاں۔ امام احمد نے فرمایا: ﴿اخبیرنی عنھما﴾ دونوں مذہبوں کے مطابق جواب دے دو۔

حضرت شیبان نے فرمایا: تمہارے مذہب میں اس نمازی پر دو رکعت لازم ہیں۔ اور وہ غلطی کی وجہ سے سجدہ سہو کرے گا۔ لیکن ہمارے مذہب میں اس نمازی پر لازم ہے کہ اپنے دل کو عتاب دے حتیٰ کہ وہ دوبارہ غلطی کی طرف نہ جائے۔

پھر امام احمد نے اس سے پوچھا: ﴿ما تقول فیمن ملک اربعین شاة فحال علیھا الحول﴾ اس شخص کے متعلق کیا کہتے ہو جو چالیس بکریوں کا مالک ہو اور اس پر سال گزر گیا ہو۔

حضرت شیبان نے جواب دیا: ﴿اما عند کم فیلزمہ شاة واما عندنا فلا یملك العبد شیئا مع سیدہ﴾ تمہارے نزدیک تو اس پر ایک بکری لازم ہے لیکن میرے نزدیک غلام اپنے آقا کیساتھ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ یہ سن کر امام احمد پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو امام احمد اور امام شافعی واپس تشریف لے آئے۔ کیونکہ شیبان جاہل تھا جب ان کے جاہل کا مقام یہ ہے تو ان کے علم والوں کا مقام کیا ہوگا۔ اور حضرت شیبان کی دعا یہ تھی۔

﴿یا ودود یا ودود یا ذا العرش الجید یا مبدئی یا معید یا فعال

لما یرید اسالك بعزك الذی لا یرام و بملك الذی لا یرول

و بسور و جھك الذی ملاء اركان عرشك و بقدرتك الذی

قدرت بها علی خلقك ان تکفینی شر الظلمین اجمعین﴾

ترجمہ: اے دوست، اے بزرگ عرش کے مالک، اے پیدا کرنے

والے، اے دوبارہ زندگی دینے والے۔ اس کام کے کرنے والے جس کا

ارادہ کرتے ہو۔ میں تیری عبادت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جس کا

ارادہ نہیں کیا جاتا۔ اور تیری اس بادشاہت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جس کو کبھی زوال نہیں۔ اور تیرے چہرے کے اس نور کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جس نے تیرے عرش کو ہد کر دیا ہے۔ اور تیری اس قدرت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جس سے تو اپنی مخلوق پر قادر ہے۔ عرض یہ ہے کہ تو تمام ظالموں کے شر سے میری حفاظت فرما۔

95: حکایت ﴿گننام نو جوان﴾

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے نماز جمعہ کے لئے وضو کیا اور جامع مسجد گیا تو مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی تو میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا پہلی صف میں جا کر بیٹھ گیا۔ ﴿واذا عن یمنی شاب حسن الشكل و الہینۃ فقال لی ما حالک یا سہل﴾ تو میری دائیں جانب ایک خوبصورت اور حسین و جمیل شکل والا نو جوان بیٹھا ہے۔ اس نے مجھے کہا: اے سہل تیرا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا: ﴿بخیر اصلحک اللہ و عجت من معرفتہ ہی﴾ میں خیریت سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ تیری بھی خیر فرمائے۔ لیکن میں حیران تھا کہ اس کو میری پہچان کیسے ہو گئی۔ مجھے پیشاب کی حاجت بڑی شدت سے محسوس ہونے لگی۔ تو میں وہاں سے نکلنے کے لئے فکر مند ہوا کیونکہ وہاں لوگوں کا ہجوم تھا۔ میں کیسے لوگوں کی گردنوں کا پھلانگتا۔ اور میں پیشاب کو روکنے کی سکت بھی نہیں رکھتا تھا۔ تو وہ خوبصورت جوان میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: ﴿احذک حرقان بالبول یا سہل﴾ اے سہل! آپ کو پیشاب کی حاجت ہے؟ میں نے کہا: ﴿نعم﴾ ہاں۔ پس اس نے: ﴿فیزع حزامہ عن کتفہ و اعطانی بہ و قال لی قم واقض حاجتک و اسرع لتلحق الصلوۃ فاعمى علی ثم افقت و اذا باب مفتوح و منادی یدعی ادخل یا سہل واقض اذاتک﴾ ترجمہ: اسی چادر کدھنے سے اتار کر میرے منہ پر ڈال دی اور مجھے کہا: اے

سھل اٹھ کر اپنی حاجت جلدی سے پوری کر لیجئے۔ کیونکہ نماز تیار ہے۔ منہ پر چادر لگنے سے مجھے پر غنودگی طاری ہو گئی۔ پھر میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس کے اندر سے آواز آئی۔ اے سھل اندر داخل ہو کر اپنی حاجت پوری کر لو۔

جب میں اندر داخل ہوا تو ایک عظیم الشان محل دیکھا۔ جس کے اطراف میں کھجوروں کے باغ اور پانی کی نہریں تھیں۔ جس کے ساتھ ہی ایک غسل خانہ بنا ہوا تھا جس میں مسواک، تولیہ اور پانی کا کوزہ موجود تھا۔ وہاں میں نے بیت الخلاء میں حاجت پوری کی پھر غسل اور وضو بھی کیا۔ اتنے میں آواز آئی ﴿یا سھل قد قضیت حاجتک﴾ اے سھل: کیا تو نے اپنی حاجت پوری کر لی۔ میں نے کہا: ہاں میں نے حاجت پوری کر لی ہے۔ تو فوراً میرے منہ سے چادر اتار لی گئی تو میں نے دیکھا کہ میں اسی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور میری صورت حال سے کسی کو بھی کوئی خبر نہیں ہوئی۔ تو میرا تجسس اور زیادہ ہو گیا۔ میں اسی کش مکش میں تھا کہ جماعت کھڑی ہو گئی۔ میں نے نماز ادا کی اور اس نوجوان کے پیچھے چل پڑا۔ لیکن میں اس کو جانتا نہیں تھا۔ تو وہ اسی محل میں داخل ہوا جس میں میں نے اپنی حاجت پوری کی تھی۔ پھر اس نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے سھل تو نے سچ دیکھا۔ میں نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ وہاں کوئی بھی اس کے نشان نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو۔

96: حکایت ﴿عبداللہ بن جدعان کی حکایت﴾

عبداللہ بن جدعان [یہ کافر تھا] اپنے ابتدائی زمانے میں بڑے فقیر، شریر اور خون خارا اور بہت سارے جرائم میں مبتلا تھا۔ اس کی وجہ سے ان کے والدین اور قبیلے والے اس سے بغض اور دشمنی رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ﴿وَنَفْسُوهُ وَخَلَفُوا انْ لَا يَأُوْذُوْهُ اَبَدًا﴾ انہوں نے اس کو گھر سے نکال دیا اور قسم کھائی کہ اس کو کبھی گھر میں نہیں آنے دیں گے۔ وہ

پریشان اور غمگین ہو کر مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں میں جا کر اپنی موت کی دعا کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے پہاڑ میں ایک سوراخ دیکھا: ﴿فدخل فيه يوجو ان يكون فيه حية او شيء قتله ليستريح من الحيوۃ﴾ ترجمہ: وہ اس میں اس امید سے داخل ہوا کہ اس میں کوئی سانپ یا کوئی اور چیز ہوگی جو اس کو ہلاک کر دے گی۔ اور وہ زندگی سے آرام پا جائے گا۔ چنانچہ: ﴿فرای فيه ثعبانا عظیما له عینان يتوقدان کالسراج﴾ اس نے سوراخ میں ایک بہت بڑا اڑدھا دیکھا جس کی دونوں آنکھیں چراغ کی طرح جگمگ رہی تھیں۔ وہ سانپ اس کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ اس سے ڈر کر بھاگنے لگا۔ لیکن سانپ اس کے پیچھے دوڑا۔ یہ دیکھ کر عبد اللہ نے اس پر حملہ کر دیا بالآخر عبد اللہ نے اس سانپ کو مار ڈالا ﴿فاذا هو مصنوع من فضة و عیناه یا قوتان فکسره و اخذ عینہ﴾ عبد اللہ نے دیکھا کہ اس سانپ چاندی کا بنا ہوا ہے اور اس کی دونوں آنکھیں دو یا قوت کی تنی ہوئی ہیں۔ اس نے سانپ کو توڑا اور اس کی دونوں آنکھیں نکال لیں۔ پھر اس کے پیچھے ایک کوٹھری نمودار ہوئی وہ اس میں داخل ہوا تو دیکھا کہ اس میں بڑی بڑی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ اور ان کے سروں کے پاس چاندی کی تختیوں میں ان کی تاریخ لکھی ہوئی ہے۔ یہ لوگ قبیلہ جرہم اور اس کے بادشاہوں میں سے تھے۔ ﴿ثم تقدم فرای فی وسط البیت کوما عظیما من الیاقوت و اللؤلؤ و الزبرجد و الذهب فاخذ منه ما قدر علیہ و اعلق بابه و اعلمہ﴾ ترجمہ: پھر عبد اللہ اس کے بڑھا تو اس نے گھر میں یا قوت، موتیوں، زبرجد اور چاندی کا بہت ڈھیر دیکھا اس نے اپنی ہمت کے مطابق اس میں سے لیا پھر اس کا دروازہ بند کر دیا۔ اور اس پر نشان لگا

پھر اس نے ان میں سے کچھ جواہرات اپنے باپ کے پاس بھیجے تاکہ وہ اس پر راضی ہو جائے۔ اسکے بعد وہ اپنے قبیلے میں جا کر ان کا سردار بن گیا اور لوگوں کو کھانا کھلانے لگا۔ ابن خزائن سے رافع غامہ کے کام کرتے لگا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا ﴿اننی كنت استظل بجفنة عبد الله بن جدعان من الهجیر﴾ بے شک میں عبد اللہ بن جدعان کے انگوروں کی شاخوں سے دوپہر کے وقت سایہ حاصل کرتا تھا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ﴿یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل نفع ذلك لا لانه لم يقل يوما يا رب اغفر لی خطیئت یوم الدین﴾ ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا [عبد اللہ بن جدعان] کو یہ کام [لوگوں کو کھانا کھلانا] نفع دے گا؟۔ آپ نے فرمایا: یہ کام اس کو نفع نہیں دے گا [کیونکہ وہ کافر تھا]۔ اس نے ایک دن بھی ایسا نہیں کیا۔ اے میرے رب عزوجل میری خطا کو قیامت کے دن معاف فرما دینا۔ واللہ اعلم

97: حکایت ﴿علم والے ہی قوم کے امیر ہیں﴾

حضرت زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عبد الملک بن مروان کے پاس گیا تو اس نے مجھے کہا ﴿من این قدمت﴾ تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: میں مکہ مکرمہ سے آیا ہوں۔ پھر اس نے کہا ﴿فمن خلفت بها یسود اهلها﴾ تیرے پیچھے ان کا امیر کون ہے؟ میں کہا: عطاء بن ابی رباح۔ ابن مروان کہا: ﴿من العتب ام من الموالی﴾ وہ عرب سے ہے یا غلاموں میں سے؟ میں نے کہا کہ وہ غلاموں میں سے ہے۔ ابن مروان نے کہا: ﴿فمنا سادهم﴾ پھر وہ کیسے ان کی سرداری کرے گا۔ میں نے کہا: ﴿بالدیانہ والامانہ﴾ وہ امانت اور دیانت داری سے سرداری کرے گا۔ پھر ابن مروان نے کہا: کہ امین اور دیانت دار ہی لوگوں کا امیر بننا چاہیے۔ پھر کہنے لگا: ﴿فمن یسود الیمن﴾ یمن والوں کا امیر کون ہوگا۔ فرمایا: طاووس بن کیسان۔ ابن مروان نے پوچھا: مصر والوں کا امیر کون ہوگا؟ فرمایا: یزید بن ابی حبیب۔ پھر پوچھا: شام والوں کا امیر کون ہوگا؟ فرمایا: مکحول دمشقی۔ پھر پوچھا: اہل

جزیرہ کا امیر کون ہوگا؟ فرمایا: میمون بن مهران۔ پھر پوچھا: اہل خراسان کا امیر کون ہوگا؟ میں نے کہا: ضحاک بن مزاحم۔ پھر پوچھا: اہل بصرہ کا امیر کون ہوگا؟ فرمانے لگے: الحسن بن ابی الحسن۔ پھر پوچھنے لگا: کوفہ والوں کا امیر کون ہوگا؟ فرمایا: حضرت ابراہیم بن محنفی۔ پھر عبدالملک بن مروان کہنے لگا: ﴿وَبَلِّغْ يَا زُهْرِي قَدْ فُرِجَتْ عَنِّي وَاللَّهِ لَتَسُوْدَنَّ الْمَوَالِي عَلَى الْعَرَبِ حَتَّى يَخْطُبَ لَهُمْ عَلَى الْمَنَابِرِ وَالْعَرَبُ تَحْتَهُمْ﴾ اے زہری تو ہلاک ہو جائے۔ تو نے مجھ سے پریشانی دور کر دی۔ اللہ کی قسم: موالی عرب کے امیر ہوں گے۔ حتیٰ کہ موالی ہی منبروں پر خطبہ دیں گے۔ اور عرب لوگ پیچھے بیٹھے گے۔ میں نے کہا: ﴿يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اِنَّمَا هُوَ اَمْرُ اللَّهِ وَحَقُّهُ وَدِينُهُ لِمَنْ حَفِظَهُ سَادُوا مِنْ ضِيْعِهِ سَقَطَ وَانَ اللَّهُ حَكِيمٌ خَبِيرٌ﴾ ترجمہ: اے امیر المؤمنین۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا امر اور اس کا معاملہ ہے۔ جو اس کے دین کی خدمت کرے گا۔ وہی ان کا قائد ہوگا اور جس نے اس کے دین کی خدمت چھوڑی دی وہ ناکام ہوگا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ حکمت والا اور باخبر ہے۔ واللہ اعلم

98: حکایت ﴿حضرت سہل بن عبداللہ کی کرامت﴾

یعقوب بن لیث امیر خراسان ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہوا کہ حکیم لوگ اس کے علاج سے عاجز آ گئے۔ لوگوں نے کہا: یہاں ایک اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہے۔ جس کا نام سہل بن عبداللہ ہے ﴿لَوْ اَسْتَحْضَرْتَهُ لَكِدَعُوْلَكَ﴾ اگر آپ اس کو بلا لیں تو شاید وہ آپ کے لئے دعا کرے۔ یعقوب بن لیث نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو امیر نے اس سے کہا ﴿ادعِ اللہ لِيْ اَنْ يَّعَافِيَنِيْ مِنْ هَذِهِ الْعَمَلَةِ﴾ آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اس بیماری سے صحت دے۔ حضرت سہل بن عبداللہ نے امیر خراسان سے فرمایا ﴿كَيْفَ ادْعُوْلَكَ وَاَنْتَ مَقْبُومٌ عَلَى الظُّلْمِ﴾ میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیسے کروں حالانکہ تم تو ظلم پر

ڈٹے ہوئے ہو۔ حضرت سہل کی یہ بات سن کر: ﴿فَنَوَى يَعْقُوبُ التَّوْبَةَ وَالرَّجُوعَ
عَنِ الظُّلْمِ وَحَسَنَ السَّيْرَةَ فِي الرِّعْيَةِ وَاطْلَقَ الْمَسْجُونِينَ﴾ یعقوب بن
لیث نے ظلم سے توبہ کی اور قوم کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے کا عہد کیا۔ اور
قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد حضرت سہل بن عبداللہ نے دعا کی ﴿اَللّٰهُمَّ كَمَا
اَرَيْتَهُ ذَلِ الْمَعْصِيَةِ فَاَرِهْ عِزَّ الطَّاعَةِ وَافْرِجْ عَنْهُ مَا يَضُرُّهُ فَهَضْ مِنْ وَقْتِهِ
كَانَمَا نَشِطَ مِنْ عَقَالٍ﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل: جس طرح تو نے اس کو گناہ کی
ذلت دکھائی ہے اسی طرح اس کو فرمانبرداری کی لذت بھی چکھا۔ اور جو مرض اس کو تکلیف
دے رہی ہے۔ اس سے شفاء عطاء فرمادے۔ تو اسی وقت امیر خراسان ٹھیک ہو گیا۔ ایسے
لگا کہ جس طرح پاؤں سے رسی کھل گئی ہو۔

امیر خراسان نے بہت سارا مال متاع حضرت سہل کو پیش کیا۔ لیکن انہوں نے
قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن شہر کی طرف جاتے ہوئے کسی نے راستے میں کہا کہ اگر
آپ مال قبول کر کے فقراء میں تقسیم کر دیتے تو یہ بہت اچھا ہوتا ﴿فَنَظَرُوا إِلَى الْأَرْضِ
فَإِذَا حَصَاهَا جَوَاهِرٌ﴾ حضرت سہل نے زمین کی طرف دیکھا تو زمین کی روڑے اور
کنکر جواہرات بن چکے تھے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا: ﴿خُذُوا مَا شِئْتُمْ وَهَلْ
مِنْ اعْطَاكُمْ مِثْلَ هَذَا يَنْتَاجُ إِلَى مَالِ يَعْقُوبَ بْنِ لَيْثٍ﴾ ترجمہ: تم ان
جواہرات میں سے جتنا چاہتے ہو لے لو۔ پھر فرمانے لگے: جس کو یہ کمال عطاء کیا گیا ہو
اسے یعقوب بن لیث کے مال کی کیا محتاجی ہوگی۔ لوگوں نے یہ کمال دیکھا عرض کیا
﴿اعذرنا﴾ ہمیں معذور جانو یعنی معاف فرما دینا۔

99: حکایت شراب شہر اور کھی میں تبدیلی

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ شیخ عیسیٰ ہتلن ایک زانیہ عورت سے ملے تو ان سے
کہنے لگے: ﴿السَّلِيلَةُ الْبَيْتُ﴾ آج رات میں تیرے پاس آؤں گا وہ یہ بات سن کر

بہت خوش ہوئی اور اپنا میک اپ کر کے اپنے آپ کو خوبصورت بنایا۔ چنانچہ عشاء کے بعد ﴿جاء هذا الشيخ فدخل فصلى ركعتين ثم خرج﴾ شیخ عیسیٰ اس عورت کے پاس آئے۔ اور اس کے گھر میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کی پھر وہ واپس چلے گئے۔ بدکارہ عورت کہنے لگی۔ آپ یہاں سے باہر کیوں جا رہے ہیں؟ اس بزرگ نے کہا ﴿حصل المقصود ان شاء الله تعالى﴾ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے میرا مقصود حاصل ہو گیا ہے۔ اس بات سے اس عورت پر ایسا اثر ہوا کہ وہ پریشان ہو گئی۔ چنانچہ ﴿تبعته الشيخ وثابت على يديه فزوجها بعض الفقهاء وقال اعملوا الوليمة عسيدة ولا تشتروا لها ادياما ما لفعلا﴾ ترجمہ: وہ عورت شیخ کے پیچھے چل پڑی اور اس کے ہاتھ پر توبہ کی۔ پھر شیخ نے ایک فقیر کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ اور فرمایا کہ حلوانما چیز کے ساتھ ولیمہ کرو اور اس کے لئے سالن نہ خریدنا۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

جب یہ خبر اس عورت کے آشنا کو پہنچی ﴿فارسيل قاروتين من الخمر الى الشيخ استهراء﴾ ترجمہ: تو اس نے دو بوتلیں شراب کی شیخ عیسیٰ کو بطور مذاق بھیجیں۔ اور قاصد سے کہا کہ شیخ سے کہنا جو تم نے کیا ہے اس کی خبر مجھے مل چکی ہے۔ ہمیں اس سے خوشی ہوئی ہے ﴿واخذوا هذا الادام و تادموا به﴾ ترجمہ: یہ سالن پکڑو اور اس سے سالن بناؤ۔ شیخ عیسیٰ نے کہا کہ تو ہمارے پاس آنے میں دیر کر دی ہے ﴿واخذوا القاروتين وخصها وصب منها عسلا ثم اخذ اخري وخصها وصب منها سمنا﴾ ترجمہ: اس نے دونوں بوتلیوں میں سے ایک کو پکڑا کر اہلایا تو اس سے شہد لکھا اور دوسری کو ہلایا تو اس سے مٹی لکڑ۔ قاصد سے کہا ﴿اجلس واكل معنا فجلس واكل اداما لم ير مثله ورجع واجر الامير بذلك﴾ تو ہمیں جا اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ پس وہ بیٹھ گیا اور ایسا کھانا کھایا کہ اس جیسا کھانے اس نے کبھی نہیں کھایا تھا۔ پھر اس نے واپس آ کر امیر کو اس کی خبر دی ﴿فحضر الامير

لیری صحتہ ذلک فلما اکل من ذلک تعجب ثم اعتذر الى الشيخ وتاب
على يديه وحسنت توبته ببركة الشيخ رضي الله عنه ترجمہ: تو امیر بھی
حاضر ہوا تا کہ وہ بھی دیکھ سکے۔ [کہ واقعہ ہی شراب شہد اور گھی بن چکی ہے] پس جب
اس نے کھا تو بہت حیران ہوا اور شیخ عیسیٰ سے معذرت کی اور اس کے ہاتھ پر توبہ کی۔ شیخ
عیسیٰ کی وجہ سے توبہ قبول ہوئی۔

100: حکایت ﴿شاہی کے بعد گدائی﴾

محمد بن عبدالرحمان ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ عید کی دن میں اپنی والدہ کے پاس آیا تو
میں نے ان کے پاس گرد آلودہ لباس والی ایک خاتون کو دیکھا تو میری والدہ نے مجھے
پوچھا کہ اسے پہچانتے ہو۔ میں نے عرض کیا: نہیں، تو میری والدہ نے فرمایا کہ یہ ہارون
الرشید کے وزیر جعفر برکی کی ماں عتابہ ام جعفر برکی ہے چنانچہ میں نے اسے سلام کیا اور کہا
کہ اپنا مختصر حال بیان کرو۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتی ہوں جو عقل
مندوں کے لیے عبرت ہے۔ وہ یہ کہ ایک روز میری یہی حالت تھی جسے تم دیکھ رہے ہو اور
میرے گرد چار سو (۴۰۰) کنیریں خدمت کے لئے حاضر تھیں اور میرا گمان تھا کہ میرا بیٹا
جعفر میرا نافرمان ہو گیا ہے۔ اور اس نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اس لیے آج عید کے
دن تمہارے گھر آئی ہوں تا کہ تم مجھے بکری کی دو کھالیں دے دو تا کہ میں ایک سے دوپٹہ
اور دوسری سے بڑا کپل بنالوں تو میں نے اسے پانچ سو (۵۰۰) درہم دیے اور میں نے
کہا کہ جب تک تم زندہ ہو تو جب بھی تمہیں ضرورت پڑے ہمارے پاس آنا ہم تیری
ضرورت کو پورا کریں گے چنانچہ وہ زندگی بھر آتی رہی۔

۱۰۱: حکایت ﴿دھوکہ کا نتیجہ﴾

ایک غازی مجاہد نے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک بے دین پر حملہ کیا تا کہ اسے قتل کر
دے لیکن گھوڑے نے اسے گرا کر زخمی کر دیا۔ کافر نے مجاہد پر قتل کرنے کے لئے حملہ کر دیا

تو اس کے گھوڑے نے بھی اسے گرا کر زخمی کر دیا تین بار ایسا ہی ہوا۔ مجاہد غمزدہ ہو کر واپس لوٹ آیا اور بہت پریشان ہوا کہ آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا چنانچہ وہ اپنے خیمہ کے پاس پر سر کر سو گیا اور اس کا گھوڑا سامنے گھڑا تھا۔ تو خواب میں اس نے دیکھا کہ گویا گھوڑا سے کہتا ہے کہ تو مجھے جنگ کے وقت گرانے پر ملامت کرتا ہے حالانکہ کل تو نے میرے گھاس میں کھوتا درہم خرچ کیا تھا۔ چنانچہ مجاہد بیدار ہو کر گھاس فروش کے پاس گیا اور سے صحیح درہم دیا پھر اسی گھوڑے پر سوار ہو کر اس کا فر پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

102: حکایت ﴿ابن زیاد کے سامنے کلمہ حق﴾

قیس بن خرقہ ایک اچھی بن کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: ﴿یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابایک علی ما جاءك من الله وعلى ان لا اقول الا الحق﴾ ترجمہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ میں اس وجہ سے آپ کی بیعت کروں گا۔ اور میں حق بات کے سوائے کوئی بات نہیں کہوں گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿عسی ان یمربک اللہ ان یتلیک بعدی ہولایۃ لا یستطیع ان یقول فیہا الحق﴾ ترجمہ: عنقریب تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے۔ جو تم کو ایسی سلطنت کے ساتھ آزمائے گا۔ کہ تم کو اس میں حق بات کہنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ یہ سن کر حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: ﴿واللہ لا ابایک علی شیء الا وفیت بہ﴾ ترجمہ: اللہ کی قسم جس چیز پر میں بیعت کروں گا۔ اس کو میں ضرور پورا کروں گا۔ پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿اذن لا یضرک احد بشئ﴾ ترجمہ: اس وقت کسی چیز کا شر تم کو نقصان نہیں دے گا۔ چنانچہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ اسی وجہ سے زیادہ اور اس کے بیٹے عبید اللہ کو برا بھلا کہتے تھے کہ وہ شرع کی مخالفت اور ظلم کرتے تھے۔ جب عبید اللہ ابن زیاد کو یہ خبر ملی تو اس نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے پیچھے آدمی

بھیجا۔ اس نے ان کو ابن زیاد کے سامنے پیش کر دیا۔ اس نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے کہا: ﴿انت الذی تفتری علی اللہ ورسولہ﴾ ترجمہ: تو ہی وہ شخص ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگاتے ہو۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿لا ولكن ان شئت اخبرتك بمن يفتري على الله ورسوله﴾ ترجمہ: نہیں، لیکن اگر تو چاہتا ہے تو میں تم کو بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان کون لگاتا ہے۔ ابن زیاد نے کہا: ﴿اخبرني من هو﴾ ترجمہ: مجھے بتاؤ وہ کون ہے؟ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿هو من ترك العمل بكتاب الله وسنة رسوله﴾ ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن اور سنت رسول پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ابن زیاد نے کہا: ﴿ومن هو ذاك﴾ ترجمہ: وہ کون ہیں؟ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿انت و ابوك والذی جعلكما امراء علی الناس﴾ ترجمہ: تو اور تیرا باپ اور وہ شخص جس نے تم دونوں کو لوگوں پر امیر مقرر کیا تھا۔ اور وہ مقرر کرنے والے یزید بن معاویہ تھے۔ اس کے بعد ابن زیاد نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کے باوجود تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ ابن زیاد نے کہا: ﴿لتعلمن اليوم انک کاذب ایتونی بصاحب العذاب﴾ ترجمہ: آں تم کو پتا چل جائے گا کہ تم جھوٹ ہو۔ پھر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ۔ لوگ جلاد کو بلانے گئے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿والله لا سبيل لك ان تضرني ثم مال قيس الى الارض بعد ذلك فحرم كره فاذا هو مات فرحمه الله وعفوله وصدق رسول الله صلى الله عليه وسلم﴾ ترجمہ: اللہ کی قسم تو مجھے کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ یہ کہہ کر حضرت قیس رضی اللہ عنہ اس کے سامنے زمین کی طرف تھوڑے سے جھکے۔ لوگوں نے آپ کو بلایا تو آپ فوت ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر رحم کرے اور بخشش فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کے ساتھ

سفر پر روانہ ہوئے۔ جب مقام صفین کے قریب پہنچے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تھوڑی دیر کے لئے سوچا پھر لا الہ الا اللہ [پڑھ کر فرمانے لگے: ﴿لِيَهْرَقَن فِي هَذِهِ الْبُقْعَةِ مِنْ دَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ مَا لَمْ يَهْرَقْ فِي بُقْعَةٍ مِنَ الْأَرْضِ﴾ ترجمہ: زمین کے اس خطہ میں مسلمانوں کا اس قدر خون بہایا جائیگا کہ اتنے خون زمین کے کسی اور خطہ میں نہیں بہایا جائے گا۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ یہ سن کر غضب ناک ہوئے اور فرمایا: ﴿وَمَا يَدْرِيكَ يَا أَبَا اسْحَاقَ وَمَا هَذَا الْأَمْرُ إِلَّا الْمَغِيبُ الَّذِي اسْتَأْثَرَ اللَّهُ بَعْلَمَهُ﴾ ترجمہ: اے ابواسحاق! یہ بات تجھے کس نے بتائی حالانکہ یہ تو غیب کا معاملہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ فرمایا ہے۔ تو حضرت کعب اجبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿مِنَّا مِنْ شَبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ إِلَّا مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَةِ الَّتِي أَنْزَلْتَ عَلَيَّ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ مَا يَقَعُ فِيهِ الْيَوْمَ الْقِيَامَةُ﴾ ترجمہ: زمین میں ایک بالشت کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے۔ جس میں قیامت تک ہونے والے واقعہ کو تورات میں بیان نہ کیا گیا ہے۔ جو حضرت موسیٰ بن عمران پر نازل ہوئی تھی۔ یعنی قیامت تک ہونے والے واقعات اور اس کی جگہ کا بیان تورات میں لکھا ہوا ہے۔

103: حکایت ﴿حق کے متلاشی﴾

زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دین ابراہیم کے طالب تھے۔ یہ بتوں کے لئے نہ جانور ذبح کرتے تھے اور نہ ہی مردار اور خون کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ ورقہ بن نوفل کے ساتھ دین ابراہیم کی تلاش میں گھومے نکلے۔ چنانچہ یہودیوں نے ان دونوں پر انا دین پیش کیا تو زید کے علاوہ ورقہ بن نوفل یہودی ہو گئے۔ پھر یہ دونوں نصاریٰ سے ملے تو انہوں نے انا دین ان پر پیش کیا تو زید کے علاوہ ورقہ بن نوفل نصرانی

ہو گیا۔ تو زید نے کہا: ﴿فما هذه الا دیان الا کدین قومنا یشر کون﴾ ترجمہ: یہ سب ادیان تو ہماری قوم کے دین کی طرح ہیں جو مشرک ہو گئی ہے۔ پھر زید ایک تارک الدنیا راہب کے پاس گئے تو راہب نے کہا: ﴿انک تطلب دینا لیس علی وجہ الارض الان﴾ ترجمہ: تم ایسے دین کے متلاشی جو اس وقت روئے زمین پر نہیں ہے۔ زید نے پوچھا: ﴿وما هو﴾ وہ کون سا دین ہے؟ راہب نے کہا: وہ دین ابراہیم ہے۔ زید نے کہا: وہ دین ابراہیمی کیا ہے؟ راہب نے کہا: ﴿ان تعبد الله ولا تشرك به شیئا و تصلی الی الکعبۃ﴾ ترجمہ: تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور کعبہ کی طرف منہ کر نماز ادا کرتے رہو۔ چنانچہ زید نے اسی طریقہ پر قائم رہا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ زید بعثت سے پہلے ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ابوسفیان کے ساتھ دسترخوان پر ابھی کھانا کھانے لگے تھے۔ تو ابوسفیان نے زید کو کھانے کے لئے بلایا۔ لیکن زید نے کہا: ﴿یس ابنی اخی الی لا اکل مما ذبح علی النصب﴾ ترجمہ: اے بیٹے، میں اس جانور کو نہیں کھاتا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہ سنا تو آپ نے بھی وہ کھانا نہیں کھایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ مذکورہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ ان دس صحابہ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: ﴿قد بلغک مساکان علیہ والدی افسس غفرلہ﴾ ترجمہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: آپ کو یہ خبر مل گئی ہے کہ جس پر میرے ماں باپ تھے۔ کیا آپ ان کے لئے بخشش کی دعا فرمائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اور سنا تھا یہ بھی ارشاد فرمایا: ﴿انه یبعث یوم القیامۃ امۃ واحده﴾ ترجمہ: بے شک وہ

قیامت کے دن ایک امت ہو کر اٹھیں گے۔

104: حکایت ﴿حضرت عمر بن عبدالعزیز کی نجات اور ایک اعرابی﴾

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دورے خلافت میں سخت قحط پڑا۔ تو عرب سے ایک وفد خلیفہ کو ملنے کے لئے آیا اور انہوں نے اپنے وفد میں سے ایک شخص کا انتخاب کیا۔ جو خلیفہ سے بات چیت کرے گا۔ چنانچہ اس شخص نے خلیفہ سے عرض کیا ﴿یا امیر المؤمنین انا التیناک من ضرورة عظيمة وقد یست جلودنا علی اجسادنا لفقد الطعام﴾ ترجمہ: اے امیر المؤمنین: ہم آپ کے پاس ایک بہت بڑی مجبوری کی وجہ سے آئے ہیں۔ کہ کھانے نہ ملنے کی وجہ سے ہمارے جسموں پر چمڑے خشک ہو گئے ہیں۔ بیت المال سے ہماری ضرورت پوری کرو۔ کیونکہ یہ مال تین حال سے خالی نہیں ہے۔

۱: یا تو یہ مال اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ۲: یا پھر یہ مال آپ کا ہے۔ ۳: یا پھر اللہ کے بندوں کا ہے۔

۱: ﴿فان کان لله فان الله غنی عنه﴾ ترجمہ: اگر یہ مال اللہ تعالیٰ کا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس مال سے بے نیاز ہے۔

۲: ﴿ان کان لك لتصدق علينا منه فان الله یجزی المتصدقین﴾ ترجمہ: اگر یہ مال آپ کا ہے تو اسے ہم پر صدقہ کر دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو بہتر بدلہ دے گا۔

۳: ﴿وان کان لعباد الله فاعطهم منه حقهم﴾ ترجمہ: اگر یہ اللہ کے بندوں کے لئے ہے تو اس سے ان کا حق ان کو عطا کر دو۔

یہ گفتگو سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا: اے شخص! بات تو اسی طرح ہے۔ جس طرح تو اپنے بیان کی گئی ہے۔ آپ نے

بیت المال سے ان کی ضروریات کو پورا کرنے کا حکم دیا۔ جب اس عربی وفد نے وہاں سے نکلنے کا پروگرام بنایا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان کے خطیب سے فرمایا: ﴿ایہا الرجل الحر کما اوصلت الینا حوائج عباد اللہ واسمعتنا کلامہم فاوصل کلامی و حاجتی الی اللہ تعالیٰ﴾ ترجمہ: اے آزاد مرد، جس طرح تو نے اللہ کے بندوں کی ضرورتوں کو ہم تک پہنچایا ہے اور ہم کو ان کا کلام سنا ہے۔ اسی طرح میرا کلام اور میری حاجت بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے۔ اس عربی دیہاتی شخص نے آسمان کی چہرہ کر کے عرض کیا: ﴿اللہی بعزتک و جلالک اصنع مع عمر کما صنع مع عبادک فما استتم کلامہ حتی امطرت السماء مطرا غریزا و وقعت برصہ کبیرۃ علی جرة فانکسرت فخرج منها کاغذ مکتوب علیہ ہذہ برائۃ من اللہ العزیز الی عمر بن عبد العزیز من النار﴾ ترجمہ: اے الہی: اپنی عزت و جلال کے وسیلے سے عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ وہی معاملہ فرما جو اس نے تیرے بندوں کے ساتھ فرمایا ہے۔ اس نے ابھی اپنی بات پوری ختم نہیں کی تھی کہ آسمان سے بارش برسا شروع ہو گئی تھی۔ اور ایک بڑا برف کا اولہ مکے پر پڑا تو وہ ٹوٹ گیا۔ تو اس سے ایک کاغذ نکلا۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ سے نجات پا گیا۔

105: حکایت ﴿نیت کا اثر﴾

نوشیرواں ایک عادل بادشاہ تھا جو ایک دن شکار کیلئے نکلا اور شکار کے پیچھے بھاگتے ہوئے وہ اپنے لشکر سے بچھڑ گیا۔ جب اس کو راستہ میں بھاگتے ہوئے پیاس لگی تو اس نے ایک زمین دیکھی اور وہ ایک شخص کے دروازے پر جا کر ٹھہرا اور اس سے پینے کے لئے پانی طلب کیا۔ یہ آواز سن کر گھر سے ایک لڑکی نکلی جب اس نے نوشیرواں بادشاہ کو دیکھا تو واپس گھر میں گئی اور ایک گنے کا رس نکال کر ایک پیالہ بھر کر بادشاہ کے لئے

لائی۔ بادشاہ نے پیالہ کی طرف دیکھا تو: ﴿فرای فیہ ترابا و قذی فشر ب منہ
شیئا فشیئا حتی انتھی الی آخرہ﴾ ثم قال نعم الماء لو لا ما فیہ من
القذی ﴿ترجمہ: تو اس پیالہ میں مٹی اور تنکا تھا تو بادشاہ نے اس سے تھوڑا تھوڑا کر کے
سارا پیالہ پی لیا۔ پھر فرمایا کہ کتنا اچھا پانی تھا اگر اس میں تنکا نہ ہوتا۔ لڑکی نے یہ سن کر کہا
﴿اننا القیت القذی عمدا﴾ ﴿ترجمہ: میں نے جان بوجھ کر اس میں تنکا ڈالا
تھا۔ بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿ولم فعلت ذلک﴾ ﴿ترجمہ: تو نے ایسا کیوں کیا تھا
؟ لڑکی نے جواب دیا: ﴿لما رأیتک شدید العطش خفت علیک ان تشربہ
فی مرة واحد فیضربک﴾ ﴿ترجمہ: جب میں نے تجھے سخت پیاسا دیکھا تو میں تجھ سے
خوف زدہ ہو گئی کہ اگر آپ اس پیالہ کو ایک ہی سانس میں پی گئے تو یہ آپ کو تکلیف دے
گا۔ تو نوشیروان نے لڑکی کی ذہانت و فطانت پر تعجب کیا۔ پھر بادشاہ نے اس لڑکی سے کہا
﴿کم عنصرت فیہ من قصبة﴾ ﴿ترجمہ: تو نے اس پیالہ میں کتنے گئے نچوڑے تھے
؟ لڑکی نے جواب دیا: ﴿عنصرت فیہ قصبة واحدة﴾ ﴿ترجمہ: میں نے اس میں
صرف ایک گنا نچوڑا تھا۔ بادشاہ نے اس پر بھی تعجب کیا۔ جب بادشاہ واپس اپنے مقام پر
آیا تو اس نے وہاں کی زمین کا ریکاڈ منگوا لیا۔ اور اس زمین کا خراج کم دیکھ کر اس کے دل
میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس زمین کا خراج بڑھا دیا جائے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد بادشاہ
رہنما اس زمین کی طرف گیا تو اسی دروازے پر جا کر ٹھہرا اور پینے کے لئے پانی طلب کیا۔
پھر وہی لڑکی باہر نکلی تو اس نے بادشاہ کو پہچان لیا۔ لڑکی بھاگ کر بادشاہ کے لئے پانی لینے
گئی لیکن واپس میں دیر کر دی۔ جب وہ پانی لے کر واپس آئی تو بادشاہ نے تعجب کرتے
ہوئے اس سے کہا: ﴿قد انطت﴾ ﴿ترجمہ: تو نے دیر کیوں کر دی؟ لڑکی نے جواب دیا: ﴿لم
تخرج حاجتک من قصبة واحدة بل من ثلاث قصبات﴾ ﴿ترجمہ: ایک گنے
سے آپ کی ضرورت کارس نہیں نکلا بلکہ تین گنے نچوڑے پڑے۔ بادشاہ نے اس سے
کہا: ﴿ما سبب ذلک﴾ ﴿ترجمہ: اس کا سبب کیا ہے؟ لڑکی نے کہا: ﴿من تغیر الیہ

الحاکم فقد سمعنا انه اذا تغيرت نية السلطان على قوم زالت برکاتهم وقلت خیراتهم ﴿ترجمہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے حاکم کی نیت میں فتور آیا گیا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ جب کسی قوم کے بادشاہ کی نیت میں فتور آ جاتا ہے تو اس سے [نہوست سے] برکتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور ان کی بھلائیاں کم ہو جاتی ہیں۔ یہ سن کر نوشیرواں مسکرایا اور اس کے دل میں خراج کے اضافہ کا جو خیال تھا اس کو دور کیا: ﴿ثم تزوج بتلك الصبية لتعجه من فصاحتها﴾ ﴿ترجمہ: پھر بادشاہ نے اس کی ذہانت سے متاثر ہو کر اس سے نکاح کر لیا۔

106: حکایت رشوت کا وبال

بادشاہ گشتاسپ کا ایک وزیر تھا جس کا نام راست روش تھا۔ اس کے نام کی وجہ سے بادشاہ اس کو متقی پرہیزگار سمجھتا تھا: ﴿وكان لا يسمع فيه مقالة احد بسوء ولم يكن بحاله صلاح﴾ ﴿ترجمہ: اور اس کے بارے میں کسی سے کوئی بری بات سننا پسند نہیں کرتا تھا۔ حالانکہ اس میں حقیقتاً کوئی صلاحیت نہیں تھی۔ ایک دن وزیر نے بادشاہ سے عرض کیا: ﴿ان الرعية بطرت من كثرة عدلنا فيهم وقله تاديبنا لهم﴾ ﴿ترجمہ: کہ قوم ہمارے عدل کی زیادتی اور ہماری تادیب کی کمی کی وجہ سے نافرمان ہو گئی ہے۔ کہا جاتا ہے: ﴿اذا عدل السلطان جازت الرعية﴾ ﴿ترجمہ: جب بادشاہ عدل کرتا ہے تو رعیت ظلم کرتی ہے۔ اب ان سے فساد کی بو پھیل گئی ہے۔ ان کو ادب اور جھڑکی دینا اور سرکشوں اور ظالموں کو دور کرنا اور بدکاروں اور فسادیوں کو نکالنا اور بد معاشوں کو سزا دینا مجھ پر لازم ہو چکا ہے۔ پھر حالت یہ ہوئی کہ بادشاہ جس کو سزا دینے کے لئے گرفتار کرتا تھا ﴿يدفع رشوة لذلك الوزير فيطلقه﴾ ﴿ترجمہ: وہ وزیر کو رشوت دیتا تو وزیر اس کو رہا کر دیتا۔ اس کی نہوست یہ ہوئی کہ قوم کمزور ہو گئی اور حالات ان پر تنگ ہو گئے اور خزانے خالی ہو گئے۔ جب بادشاہ کو وزیر کی غداری کا علم ہوا تو اس نے خزانے کو دیکھا

تو اس میں کوئی چیز نہ پائی۔ جس سے وہ اپنے لشکر کی ضروریات کو پورا کرے۔ بادشاہ اسی پریشانی کے عالم میں ایک دن سوار ہو کر جنگل کو نکل گیا ﴿فرای من بعید خیمۃ مضرۃ فقصدھا فرای اغناما نائمة و کلبا مصلوبا و خرج منها شاب فسلم علیہ و سالہ النزول و اکرمہ و قدم الیہ ما حضر کما وجب﴾ ترجمہ: اس نے دور سے ایک خیمہ دیکھا جب اس کے اندر گیا تو اس نے بکریوں کو سوتے ہوئے اور ایک کتا کو پھانسی پر لٹکے ہوئے دیکھا۔ پھر اس نے بادشاہ کو سلام کیا اور نیچے اترنے کی درخواست کی اور بادشاہ کی تعظیم اور عزت کی اور جو کچھ حاضر تھا اس کو پیش خدمت کر دیا۔

بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿لا اکل طعامک حتی تخبرنی عن حال هذا الکلب﴾ ترجمہ: میں اس وقت تک تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ جب تک مجھے اس کتے کے متعلق نہ بتاؤ گے۔ یہ سن کر اس نوجوان نے کہا: ﴿ان هذا الکلب کان امینا علی اغنامی فتصادق مع ذئبة و صار ینام معها و یقوم معها و صارت تاتی کل یوم و تسرق من الغنم راسا بعد راس﴾ ترجمہ: یہ کتا میری بکریوں کا امین تھا تو اس نے بھیڑیے کی مونٹ سے یاری لگالی اور اس کے ساتھ سونے، اٹھنے لگا اور وہ مونٹ ہر روز آتی اور ایک بکری چرا لے جاتی۔ مجھے اس بات کا علم نہیں تھا۔ جب میں نے بکریوں کو دیکھا تو اس میں سے ہر روز ایک بکری کم ہوتی جا رہی تھی ﴿ثم رأیت الذئبة قد اخلت شاة و الکلب ساکت عنہا﴾ ترجمہ: پھر میں بھیڑیے کی مونٹ کو دیکھا کہ اس نے بکری اٹھائی اور کتا اس سے خاموش رہا۔ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ بکریوں کے کم ہونے کا سبب کیا ہے۔ تو میں نے کتے کو پھانسی دے دی۔ جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو دل میں غور فکر کیا کہ ہماری قوم ہماری بکریاں ہے۔ لہذا ہم پر لازمی ہے کہ ہم اس سے دریافت کریں۔ تاکہ اس کی صحیح حقیقت کا معلوم ہو سکے۔ اس کے بادشاہ اپنے محل میں آیا اور سوچو بچار کیا تو معلوم ہوا کہ ﴿ذلك من شناعة الوری﴾ ترجمہ: یہ خرابی اس کے

وزیر کی وجہ سے ہوئی ہے۔ پھر اس نے ایک مثال بیان کی اور کہا: ﴿من اغتر بالاسم من ذوی الفساد بغير زارو من خان في الزاد عاد بغير روح ثم امر بصلب الوزير والله اعلم﴾ ترجمہ: جس نے فساد یوں کے نام سے دھوکہ کھایا وہ بغیر زاد اور توشہ کے واپس آیا اور جس نے زاد اور توشہ میں خیانت کی وہ بغیر روح کے واپس پلٹا۔ پھر اس نے وزیر کو پھانسی دینے کا حکم جاری کر دیا۔ واللہ اعلم

107: حکایت ﴿ظالم کا انجام﴾

سکندر بادشاہ نے دارا ابن دارا بادشاہ کے پاس ایک قاصد بھیجا جب وہ واپس آیا تو اس نے دارا کا جواب بیان کیا تو سکندر کو اس کے جواب میں ایک جملہ مشکوک لگا تو قاصد نے کہا: ﴿انها قد سمعتها باذنی هاتین﴾ ترجمہ: میں نے وہ جملہ اپنے کانوں سے سنا تھا۔ چنانچہ سکندر نے فوراً جواب لکھا اور اسی وقت دارا کے پاس بھیجا دیا۔ جب دارا بادشاہ نے وہ خط پڑھا: ﴿دعا بسنکین وقطع تلك الكلمة من الكتاب واعاده اليه وكتب له يقول ان خستن بية الملك وصحة طبعه واستاس قوته تدل على الوقوف على صحة مقال الرسول الامين وصدقته والان قد قطعت تلك الكلمة لانها لم تكن كلامي ولم اجده سبيل الى قطع لسان رسولك﴾ ترجمہ: تو چھری منگوائی اور خط کا وہ جملہ کاٹ دیا اور وہ خط ایک قاصد واپس کر دیا۔ اور سکندر کو لکھا کہ بے شک بادشاہ کی اچھی نیت اور اس کی طبع کی اچھائی اور اس کی قوت کا بنیادیہ دلالت کرتی ہے کہ وہ قاصد امین کی گفتگو کی صحت اور اس کی سچائی سے واقف ہے اور اس وقت میں نے وہ جملہ کاٹ دیا ہے۔ کیونکہ وہ میرا کلام نہیں تھا اور میں نے تیرے ناصد کی زبان کاٹنے کی کوئی راہ نہیں پائی۔ خط کر پڑھنے کے بعد سکندر نے قاصد کو بلایا اور اس سے کہا: ﴿ما حملك على ان وضعت تلك الكلمة على الملك﴾ ترجمہ: تمہیں یہ جملہ بادشاہ پر فٹ کرنے پر کس چیز نے ابھارا۔ قاصد نے

عرض کیا: ﴿لانه قصر فی حق و استخطنی﴾ ترجمہ: کہ دارا بادشاہ نے میرے حق میں کمی کی اور مجھے ناراض کیا۔ سکندر بادشاہ نے کہا: ﴿و یسلک هل ارسلناک فی صلاحنا او فی صلاح نفسك ثم امر به فسل لسانه من قفاه و قطع﴾ ترجمہ: تو ہلاک ہو جائے میں نے تجھ کو اپنی صلاح کے لئے بھیجا تھا یا تیری ذات کی صلاح کے لئے بھیجا تھا۔ پھر سکندر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کی زبان اس کی گدی سے نکال کر کاٹ دی جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

مورخین کا کہنا ہے کہ بادشاہوں کی اچھی عادات کو خراب اور ان کے حالات کو بدلنے والا سب سے پہلا شخص یزدجرد ہے۔

ایک مرتبہ اس کے گھر کے دروازے پر نہایت خوبصورت گھوڑا آیا۔ کسی نے اس سے زیادہ خوبصورت گھوڑا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے لشکر نے اس کو پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ اس قابو نہ پاسکے۔ چنانچہ وہ گھوڑا بھاگ کر شاہی محل کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ تو یزدجرد نے خیال کیا: ﴿ان هذا الفرس هدیة من الله الينا خاصة﴾ ترجمہ: کہ یہ گھوڑا میرے لئے اللہ کی طرف سے خاص ہدیہ ہے۔ پھر وہ اس کے کھڑا ہوا اور اس کے سر اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اس نے کوئی حرکت نہ کی پھر اس نے زین منگوا کر اس پر کرسی اور لگام پکڑ کر اس کو تیار کیا۔ پھر وہ اس کی سرین کی طرف مائل ہوا تاکہ اس کی زین کو اونچا رکھے تو گھوڑے نے زور سے اس کے سینہ پر دو تلی ماری جس وہ مر گیا: ﴿و لم یعلم احد من این جائو ولا الی این ذهب﴾ ترجمہ: اور کسی کو یہ علم نہ ہوا کہ وہ گھوڑا کہاں سے آیا تھا اور کہاں چلا گیا۔ تو لوگوں نے کہا: ﴿هذا منک ارسله الله لیهلكه و نخلصنا من جورہ و ظلمہ﴾ ترجمہ: یہ کوئی فرشتہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا تاکہ اس ظالم کو ہلاک کرے اور ہم کو اس ظلم سے خلاصی دے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے۔

108: حکایت ﴿امیر عمارہ حمزہ کی سخاوت﴾

امیر عمارہ بن حمزہ بادشاہ منصور کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ نے اس کو اپنے پاس بیٹھا یا اور وہ دن قوم کے مقدمات اور مظالم کو دیکھنے کا تھا۔ تو ایک شخص نے آواز دی ﴿یہ امیر المؤمنین انا مظلوم﴾ ترجمہ: اے امیر المؤمنین! میں مظلوم ہوں۔ بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿ومن ظلمک﴾ ترجمہ: تجھ پر ظلم کس نے کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: ﴿عمارہ بن حمزہ هذا اخذ ضیاعی و عقاری﴾ ترجمہ: کہ عمارہ بن منصور نے میری زمین اور باغات اور دیگر سامان بھی لے لیا ہے۔ اس کے بعد بادشاہ منصور نے عمارہ کو حکم دیا: ﴿ان یقوم من مجلسه و یساری خصمه﴾ ترجمہ: کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے برابر کھڑا ہو جائے۔ عمارہ نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین: ﴿ان کانت الضیاع له فلا اعارضه فیها و ان کانت لی فقد و هبتها له و لا اقوم من مجلس اکرمی به امیر المؤمنین لاجل الضیاع﴾ ترجمہ: اگر وہ زمین اس کی ہے تو میں اس سے جھگڑا نہیں کرتا۔ اور اگر وہ زمین میری ہے تو میں نے اس کو عطا کر دی اور میں اس جگہ سے باغات اور زمین کے لئے نہیں اٹھوں گا۔ جس سے امیر المؤمنین نے مجھے عزت بخشی ہے۔ چنانچہ عمارہ کی سخاوت اور عزت اور ہمت سے تمام اکابرین متاثر ہوئے۔

109: حکایت ﴿نیک غلام کے ساتھ شہزادی کی شادی﴾

مرو شہر میں ایک شخص رہتا تھا جس کو نوح بن مریم کہا جاتا تھا۔ اور وہ شہر کا رئیس اور قاضی، صاحب نظر، اور وجاہت والا شخص تھا۔ اس کی ایک بیٹی بہت ہی خوبصورت اور حسن و جمال والی تھی۔ اس لڑکی کے نکاح کے پیغام بہت سے امراء اور دولت مند لوگوں نے بھیجے لیکن قاضی نے ان میں سے ایک کو بھی پسند نہیں کیا۔ اس معاملہ میں وہ بہت تعجب میں تھا۔ اس کا ایک سیاہ قام ہندی غلام تھا جس کا نام مبارک تھا۔ اور قاضی کی ملکیت میں

بہت سے درخت اور باغات تھے۔ ایک دن قاضی نے غلام سے کہا: ﴿اذهب الی البساتین و احفظ ثمارها فمضی الیہا و اقام بہا شہرین﴾ ترجمہ: تم باغات میں جا کر اس کے پھلوں کی دیکھ بھال کرو۔ چنانچہ وہ وہاں گیا اور دو مہینے باغات میں قیام پزیر رہا۔ ایک مالک اس کے پاس آیا اور اس سے کہا: ﴿یا مبارک انتنی بقطف من الغنہ﴾ ترجمہ: اے مبارک، انگور کا ایک گچھا میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ ایک گچھا لایا لیکن وہ کٹھا نکلا۔ پھر اسے کہا: ﴿انظر الی غیر ہذا﴾ ترجمہ: اس کے علاوہ کوئی اور پھل لاؤ۔ غلام دوسرا گچھا لایا لیکن وہ بھی کٹھا نکلا۔ قاضی نے غصے سے کہا: ﴿لما اذا اتیتنی بالحامض و فی البستان کثیر﴾ ترجمہ: کیا بات ہے؟ کہ تم میرے لئے کٹھے انگور لاتے ہو حالانکہ باغ میں بہت سارے انگور ہیں۔ غلام نے عرض کیا: ﴿یا سیدی انا لا اعرف الحلو فیہ من الحامض﴾ ترجمہ: اے میرے آقا! میں میٹھے اور کٹھے کو نہیں پہچان سکتا۔ قاضی نے فرمایا: ﴿سبحان اللہ لک شہر ان فی البستان ولا تعرف الحلو من الحامض﴾ ترجمہ: سبحان اللہ: تجھے دو مہینے ہو گئے باغات میں رہتے ہوئے اور تم کو کٹھے اور میٹھے کی اب تک پہچان نہیں ہو سکی۔ غلام سن کر عرض کیا: ﴿وحقک یا سیدی ما ذقت منہ شینا﴾ ترجمہ: اے میرے آقا! تیرے حق کی قسم: میں نے اس باغ سے کچھ بھی نہیں چکھا۔ قاضی نے کہا: ﴿لما ذا لم تاكل منہ﴾ ترجمہ: تو نے اس میں کیوں نہیں کھایا؟۔ غلام نے عرض کیا: ﴿یا سیدی انما امرتنی بحفظہ لا باکل منہ وما کنت اخون فی مالک و اخالف امرک﴾ ترجمہ: اے میرے آقا! آپ نے مجھے اس کی رکھوالی کا حکم دیا تھا اور اس سے کھانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ میں آپ کے مال میں خیانت اور آپ کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ قاضی نے گواہوں کی امانت اور دیانت داری پر بڑا تعجب ہوا۔ قاضی نے اس سے کہا: ﴿قد وقع لی فیک رعبہ و انی اذا کز لک شینا ولا بد ان تفعل ما امرک بہ﴾ ترجمہ: تیرے ساتھ مجھے رعبت ہو گئی ہے اور میں تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں اور تیرے لئے

ضروری ہے کہ تو اس پر عمل کرنے۔ غلام نے اس سے عرض کیا: ﴿انا طائع لله تعالى ولك﴾ ترجمہ: میں اللہ کا اور آپ کا فرمانبردار ہوں۔ قاضی نے اس غلام سے کہا: ﴿ان لی بنتا جمیلة وقد خطبها منی ناس کثیر من الاکابر و الروسا ولم اعلم بمن ازوجها فاشر علی بما تری﴾ ترجمہ: بیشک میری ایک خوبصورت بیٹی ہے اور بہت سارے امیر کبیر لوگوں نے اس کے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ اور میں ابھی تک اس کے بارے میں فیصلہ نہیں کر پایا کہ کس سے اس کا نکاح کروں۔ اس کے متعلق جو تیری رائے ہو۔ وہ مجھے بتانا۔

غلام نے عرض کیا: ﴿یا سیدی کان الناس فی زمان الجاهلیة یرغبون فی الاصل و النسب و الدین و الحسب و الیہود و النصارى یرغبون فی الحسن و الجمال و فی زمن رسول الله صلی الله علیه وسلم یرغبون فی الدین و التقوی و فی زماننا هذا یرغبون فی المال و الجاه فاحتر من هذه الاشیاء ما شئت﴾ ترجمہ: اب میرے آقا: زمانہ جاہلیت میں لوگ اصل و نسب، دین اور حسب میں رغبت رکھتے تھے۔ یہود و نصاریٰ حسن و جمال میں رغبت رکھتے تھے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں دین اور تقویٰ میں رغبت کرتے تھے۔ اور ہمارے زمانے میں لوگ مال و دولت میں رغبت رکھتے ہیں آپ ان چیزوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اختیار فرمائیں۔ قاضی نے کہا: ﴿وانسی راعب دی الدین و التقوی و انسی ارید ان ازواجک بہا لالی و جدت فیک الدین و الصلاح و الامانة﴾ ترجمہ: میں دین اور تقویٰ میں رغبت رکھتا ہوں۔ اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دوں کیونکہ میں نے تجھ میں دین اور صلاحیت اور امانت کو بہت زیادہ پایا ہے۔ غلام نے عرض کیا کہ اے میرے آقا میں آپ کا زر خرید کا لے رنگ کا ہندی غلام ہوں۔ آپ میرے ساتھ اس لڑکی کا نکاح کیسے کر سکتے ہیں؟ اور آپ کے بیٹی میرے ساتھ نکاح کے لئے کیسے راضی ہو سکتی ہے۔ قاضی نے کہا: ﴿فقم بنا الی البیت لنظر﴾

یہی ہذا الامر ہے ترجمہ: اٹھو ہمارے ساتھ گھر چلو اور ہم اس معاملہ میں غور و فکر کرتے ہیں۔ جب وہ دونوں گھر داخل ہوئے۔ تو قاضی نے اپنی بیوی سے کہا: ﴿ان هذا الغلام صالح متدين تقى واني اريد ان ازوجه بنتي فماذا تقولين﴾ ترجمہ: یہ نیک صالح اور دیندار اور متقی غلام ہے میں نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تو اس میں کیا کہتی ہے؟۔ قاضی کی بیوی نے عرض کیا کہ معاملہ آپ کے اختیار میں ہے لیکن میں بیٹی سے پوچھا لیتی ہوں۔ جب بیٹی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے ﴿وانی لا اعصیکما ولا اخالفکما﴾ ترجمہ: اور بے شک میں تمہاری مخالفت اور نافرمانی نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد بیوی واپس اپنے شوہر قاضی کے پاس آئی اور بیٹی کی رضامندی کا بتایا تو: ﴿فلزوجها به واعطاهما مالا جزیلا فولد منها مسمى عبد الله واشتھر بعد الله بن المبارک المعروف عند العلماء والاولیاء﴾ ترجمہ: قاضی نے بیٹی کا نکاح اس [کالے ہندی غلام] سے کر دیا۔ اور انہوں کو بہت سارا مال و متاع بھی دیا۔ چنانچہ اس بیٹی سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام: عبد اللہ رکھا جو بعد میں حضرت عبد اللہ بن مبارک کے نام سے علماء اور اولیاء میں مشہور ہوا۔

﴿حضرت عبد اللہ بن مبارک کا علماء کی مہمان نوازی کرنا﴾

حضرت عبد اللہ بن مبارک کے پاس ایک دن دس علماء مہمان تشریف لائے تو آپ کے پاس ان کی مہمان نوازی کے سوا اپنی سواری کے کچھ نہیں تھا اور آپ اس سواری پر حج اور جہاد بھی کرتے تھے۔ آپ نے اس کو ذبح کیا اور پکا کر مہمانوں کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ کی بیوی کہنے لگی: ﴿لیس لك الا هذا اليس من الدنيا وقد ذهبت﴾ ترجمہ: آپ کے پاس دنیا کے مال میں صرف ایک گھوڑا تھا آپ اسے ذبح کر دیا۔ آپ جلدی سے گھر گئے اور اپنے مال میں سے بیوی کے مہر کے برابر رقم لی اور بیوی کے حوائج کرتے ہوئے اسے طلاق دے دی۔ اور کہا کہ ایسی بیوی جو مہمان

نوازی کرنے کو ناپسند جانے وہ ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔

چند دنوں کے بعد ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: ﴿یا اماما المسلمین لی بنت
ماتت امها﴾ ترجمہ: اے مسلمانوں کے امام میری ایک بیٹی جس کی ماں فوت ہو گئی
ہے۔ اور غم کی وجہ سے اپنے کپڑے پھاڑ دیتی ہے جس سے ہم پریشان ہیں۔ اسے آپ
کی مجلس میں لانا چاہتے ہیں تاکہ آپ اسے کوئی تسلی دیں شاید اسے صبر آجائے۔ آپ منبر
پر تشریف فرما ہوئے اور کسی چیز کی نصیحت کی جس سے اس بچی کو ان کی ماں کے فوت
ہونے سے تسلی ہو گئی۔ اس دل نرم ہوا اور اس نے توبہ کی اور کہنے لگی: ﴿لا اعود الی
ذکرها ولا اسخط ربی ثم قالت یا ابی لی لیک حاجة﴾ ترجمہ: اب میں اس
کی یاد کی طرف نہیں لوٹوں گی اور اپنے رب عزوجل کی نافرمانی نہیں کروں گی۔ پھر کہا:
اے میرے باپ مجھے تیری طرف کوئی ایک حاجت ہے۔ باپ نے پوچھا: ﴿وما
حاجتک﴾ تجھے کون سی حاجت ہے؟ بیٹی نے عرض کیا کہ زمانے کے لوگ تجھ سے میرا
رشتہ مانگتے ہیں۔ لیکن: ﴿وانی انا اشهدک باللہ ان لا تزوجنی بغير عبد اللہ
ابن المبارک فان له دینا قویما﴾ میں تجھے اللہ کو حاضر جانتے ہوئے قسم دیتی ہوں
کہ میرا نکاح عبد اللہ بن مبارک کے سوا کسی سے نہ کرنا کیونکہ اس کا دین مضبوط
ہے۔ اس کے باپ نے عبد اللہ بن مبارک سے ہی اس کا نکاح کر دیا اور اس کو بہت سارا
مال دیا اور ساتھ دس گھوڑے بھی دیے جس پر وہ جہاد فی سبیل اللہ کرتا۔ ایک دن عبد اللہ
نے خواب میں کسی شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ کوئی اسے کہہ رہا ہے: ﴿ان کنت طلقت
امراة عجوز الاجلنا فقد اعطیناک بدلها صبیۃ بکرا وان کنت ذبحت
لاجلنا فرسا واحدا فقد اعطیناک عشرة افراس لتعلم ان الحسنۃ بعشر
امثالها وان اللہ لا یضیع اجر المحسنین﴾ ترجمہ: [اے عبد اللہ] اگر تو نے
ایک بوڑھی عورت کو ہماری خاطر طلاق دی تو ہم اس کی جگہ تجھے ایک کنواری بچی عطا کر
دی۔ تو نے ہماری لئے ایک سواری ذبح کی تھی ہم نے تجھے دس سواریاں عطا کر

دیں۔ تاکہ تو جان لے کہ ایک نیکی دس نیکیاں لاتی ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

110: حکایت ﴿نیک نیتی کا صلہ﴾

بنی اسرائیل میں سے ایک نیک شخص تھا اور اس کی بیوی بھی نیک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے نبی علیہ السلام کو وحی کی کہ فلاں نیک شخص سے کہو کہ میں تجھے آدمی عمر مال عطا کرتا ہوں اور آدمی عمر فقیر کر دیتا ہوں۔ اگر جوانی میں مال دار ہونا چاہتا ہے تو اسے جوانی میں مال دے دیتا ہوں۔ اور بڑھاپے میں فقیر کر دوں گا۔ اور اگر مال کو بڑھاپے میں پسند کرتا ہے۔ تو اسے میں بڑھاپے میں مال عطا کر دیتا ہوں۔ اور جوانی میں فقیر کر دوں گا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے اس نیک آدمی کو اس بات کی اطلاع دی۔ وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس کو سارا واقعہ بتایا۔ اور اس سے کہا کہ اس بارے تیری کیا رائے ہے؟ بیوی نے عرض کیا کہ جس طرح تیری مرضی۔ شوہر نے اس سے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ﴿ان اختار الفقر في الشاب فاني اقدر على الصبر على الفقير القيام بعبادة ربي واذا صرت شيخا وعندى ما اتقوت به فندرت على طاعة ربي وعبادته﴾ ترجمہ میں جوانی میں غربت کو اختیار کر لیتا ہوں۔ کیونکہ اس وقت میں عزت اور اپنے رب کی عبادت پر کمزور رہنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ اور جب میں بوڑھا ہو جاؤں گا اور میرے پاس مال ہوگا جس کے میں کھاؤں گا تو اپنے رب تعالیٰ کی عبادت پر قادر ہو جاؤں گا۔ بیوی نے سن عرض کیا اے اللہ کے بندے ﴿ان كنت في الشاب فقير لم تقدر على طاعة الله تعالى لاننا لنشغل بالافوات ولا نصل الى فعل الطاعات واعطاء الصدقات واذا اخترنا الغنى فيه قدرنا على ذلك لقوة احسامنا وابداننا﴾ ترجمہ اگر تم جوانی میں فقیر ہو گئے تو اطاعت پر قادر نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم زرق کے کھانے میں مشغول ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں

کر پائیں گے۔ اور نہ ہی صدقہ خیرات کر سکیں گے۔ ہاں، اگر جوانی میں بالداری کو اختیار کرو گے تو عبادت پر قادر ہوں گے کیونکہ اس وقت ہمارے جسموں میں طاقت ہوگی تو شوہر نے کہا کہ جس طرح تیری مرضی ہے وہی اچھی ہے اور ہم ایسا ہی کریں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اس نیک شخص اور اس کی بیوی سے کہہ دو کہ جب تمہاری نیت ہماری عبادت کرنے میں خالص ہے۔ اور تم دونوں اس بات پر متفق ہو تو: ﴿لَقَدْ جَعَلْتُ جَمِيعَ عَمْرٍ كَمَا فِي الْغَنِيِّ فَكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ عَلَى طَاعَتِي وَتَصَدَّقَا بِمَا شِئْتُمَا لِيَكُونَ حِظُّكُمَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾ ترجمہ: میں نے تم دونوں کو ساری عمر کے لئے مالدار کر دیا۔ اب تم دونوں میری عبادت کرتے رہو۔ اور جو چاہو صدقہ کرتے رہو۔ تاکہ تم دونوں کا حصہ دنیا اور آخرت میں ہو اور اللہ ہی تمام خزانوں کا مالک ہے۔

111: حکایت امیری اور غریبی اللہ کی طرف سے ﴿﴾

دو اندھے آدمی جعفر برکی کی ماں کے راستے میں بیٹھ گئے۔ اور جعفر کی ماں سخاوت کرنے میں بڑی مشہور تھی۔ ان اندھوں میں ایک صاحب اولاد تھا وہ کہتا تھا: ﴿اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي مِنْ فَضْلِكَ الْوَاسِعِ﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل: مجھے اپنے وسیع فضل سے روزی عطا فرما۔ اور دوسرا جس اولاد نہیں تھی وہ نابینا کہتا تھا: ﴿اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي مِنْ فَضْلِ امِ جَعْفَرٍ﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل: مجھے جعفر کی ماں کے فضل سے روزی عطا کر۔ جعفر کی ماں اس کے لئے دو درہم بھیجنے لگی جو کہتا تھا کہ اے اللہ مجھے اپنے فضل سے روزی عطا کر۔ اور جو جعفر کی ماں کے فضل کا طالب تھا اس کے لئے دو روٹیاں اور ان کے درمیان دوست مرغا اور اس کے پیٹ میں دس اشرفیاں بھیجنے لگی۔ لیکن جعفر کی ماں نے اس نابینے کو اشرفیوں کا نہیں بتایا تھا۔ اور وہ نابینا روٹیاں اور مرغ کو ناپسند کرتا تھا۔ اس نے دوسرے نابینے سے کہا: ﴿خَيْلٌ هَذَيْنِ التَّرْغِيفِينَ وَاللَّذِي حَاجَةٌ وَأَعْطَانِي﴾

الندرہمین ﴿ترجمہ: یہ روٹیاں اور مرغ لے لو اور مجھے دو درہم دے دو۔ اور وہ روزانہ ایسا ہی کرتا تھا۔ جب اس پر ایک مہینہ گزر گیا۔ تو جعفر کی ماں نے ایک آدمی بھیجا اور کہا کہ اس نابینے سے پوچھو: ﴿فضلنا اما اغناك عطاء﴾ ترجمہ: کیا ہمارے فضل نے تجھ کو مال دار نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ جعفر کی ماں سے کہنا کہ تم نے کیا عطا کیا۔ تو اس کی ماں نے کہا: ﴿ثلاث مائة دينار﴾ تین سو دینار بھیجے تھے۔ نابینے نے کہا: ﴿لا والله بل كانت ترسل لی دجاجة و رغیفین کل یوم و كنت ابیعها لصاحبی بدرہمین﴾ ترجمہ: نہیں، اللہ کی قسم: تم نے میرے لئے ہر روز دو روٹیاں اور ایک مرغ بھیجا تھا اور میں اس کو اٹھا کر اپنے ساتھی نابینے کے ہاتھ دو درہم میں فروخت کر دیتا تھا۔ یہ سن کر جعفر کی ماں نے کہا: ﴿صدق الرجل انه طلب من فضل الله فاغناه الله من حيث لا يحتسب والاخر طلب من فضلنا فاحرمه الله من حيث يريد غناه ليعلم الناس ان الغنى والفقر من الله وانه ما قدر كائن والحمد لله﴾ ترجمہ: اس آدمی نے سچ کہا، جس نے اللہ تعالیٰ کا فضل مانا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسی جگہ سے مالدار کر دیا کہ یہاں سے اس کا گمان بھی نہیں تھا۔ اور دوسرے نے میرا فضل مانا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس جگہ سے محروم کر دیا۔ یہاں سے وہ مال و دولت چاہتا تھا۔ تاکہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ امیری اور غریبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو اس نے مقرر کیا ہے وہ ہو کر رہے گا اور تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کیلئے۔

112: حکایت ﴿فرشتوں کے حوالے﴾

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن سرسبز و شاداب باغ سے گزرا ﴿فرایت شابا بصلی تحت شجرة تفاح ولم اعرف انه بصلی سلمت علیہ ولم یزد علی السلام فکورت السلام علیہ ولم یزد لی او حزی لی صلوته للبا فرغ منها کتب باصبعه علی الارض شعر﴾

ترجمہ: تو میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان سب کے درخت کے نیچے کھڑا ہے اور مجھے علم نہیں تھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا اور اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ پھر اس نے اپنی نماز کو مختصر کیا اور جب نماز سے فارغ ہوا تو اس نے زمین پر اپنی انگلی سے یہ شعر لکھا۔

۱: منع اللسان من الکلام لانه سبب الردی وجالب الافات

۲: فاذا انقطعت فکن لربک ذا کرا لا تنسه واحمد فی الحالات

ترجمہ: ۱: زبان کو کلام کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ ہلاکت کا سبب اور آفات کو کھینچ کر لانے والی ہے۔
۲: جب تو دنیا سے قطع تعلق ہو گیا تو اپنے رب کا ذکر اور اس کو نہ بھول اور تمام حالات اس کی حمد کرو۔

میں اس کو پڑھ کر کافی دیر تک روتا رہا۔ پھر میں اپنی انگلی سے لکھا۔

۱: وما من کتاب الا سبیلک و یبقی الدھر ما کتبت یداه

۲: فلا تکتب بکف الا شیاء یسړک فی القيامة ان تراہ

ترجمہ: ۱: اور کوئی کتاب ایسا نہیں جو ختم نہ ہوا۔ صرف زمانہ اور اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا باقی رہتا ہے۔

۲: تم اپنی پھیلی سے ایسی چیز لکھو جس کو قیامت کے دن دیکھ کر تم کو خوشی ہو۔

جب اس نوجوان نے اس کو پڑھا تو زور سے چیخ ماری اور فوت ہو گیا۔ اسکے بعد میں اس کو دفن کرنا چاہا تو غائب سے آواز آئی (لا یتولی امرہ الا الملائکۃ) اس شخص کا معاملہ فرشتوں کے حوالے ہے۔ پھر میں ایک درخت کے نیچے گیا وہاں چند رکعات نماز ادا کی، اسکے بعد میں نے اس جگہ کی طرف دیکھا تو اس کا وہاں نام نشان بھی نہ تھا۔ اور نہ ہی اس کے بارے کوئی خبر ملی۔ تو میں نے کہا۔

فَسُبْحَانَ اللَّهِ الْمَنَّانِ تَلٰی عِبَادَهُ بِمُرَادِهِ

113: حکایت ﴿جسے اللہ رکھے اسے کون مارے﴾

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے کپڑے دھونے کے لئے دریائے نیل کے کنارے گیا۔ میں نے وہاں کھڑے کھڑے ایک بہت بڑا بچھو دیکھا جو میری طرف آرہا تھا۔ میں نے اس سے گھبرا کر اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔ کہ وہ مجھے اس بچھو کے شر سے بچائے۔ چنانچہ وہ بچھو دریائے نیل تک پہنچا تو ایک بڑا مینڈک دریا سے نکلا اور یہ بچھو اس کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ میں اس کو مسلسل دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک درخت تک آیا جس کی شاخیں بڑی بڑی تھیں اور اس کا سایہ زیادہ تھا۔ میں دیکھا کہ اس کے نیچے ایک نوجوان نے ریش سویا ہوا ہے۔ اور وہ اپنی نیند کے نشہ میں مست اور بے ہوش ہے میں نے کہا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ وہ بچھو دوسری طرف سے اس نوجوان کو ڈسنے کے لئے آیا تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ جب یہ بچھو اس نوجوان کے قریب ہوگا تو میں اسے قتل کر دوں گا یہ خیال کر کے میں اس کے پاس کھڑا ہو گیا: ﴿وَإِذَا بَتِینَ عَظِیمٌ قَدْ أَقْبَلَ یَرِیدُ قَتْلَ الْفَتٰی لَهْمْتَ الْعُقْرَبَ اِلَیْهِ فَظَفَرَتْ بِهٖ وَلَزِمَتْ دُمَاعُہٗ وَلَمْ تَزَلْ بِهٖ حَتّٰی قَتَلَتْہٗ لَمْ عَادَتْ اِلَی النَّیْلِ وَالضَّفَدَعِ یَنْتَظِرُہَا فَرَبَّتْ ظَہْرُہٗ وَاَنَا خَلَقْتُهَا الظَّرَہَا وَ عَادَتْ اِلَی الْجَانِبِ الَّذِی جَاءَتْ مِنْہٗ﴾ ترجمہ: اچانک میں نے بہت بڑا سانپ دیکھا جو سامنے سے آرہا ہے اور نوجوان کو ڈنگ مارے گا پروگرام بنا رہا ہے تو بچھو اس کے دماغ پر چڑھ گیا اور اس کو قتل کے بغیر نہ اترے۔ پھر وہ بچھو دریائے نیل کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اور مینڈک وہاں کھڑا دریا کے کنارے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ پھر وہ بچھو اس کی پیٹھ پر سوار ہوا اور میں بھی ان کے پیچھے انکو مسلسل دیکھتا رہا تھا۔ وہ بچھو جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی چلا گیا اور میں اس نوجوان کے پاس یہ اشعار پڑھتا ہوا آیا:

إِنَّا زَاۤقِدٌ وَالْحَمِلُ یَحْفَظُکَ مِنْ کُلِّ سُوۡءٍ یَّکُوْنُ لَیَ الظُّلَمِ

۲: کیف تنام العیون عن ملک یا تیک منه فوائد النعم

ترجمہ: اے سونے والے اٹھو: دوست ہر اس برائی سے حفاظت کرتا ہے جو اندھیرے میں ہوتی ہے۔

تیری آنکھ اس بادشاہ سے کیوں سوتی ہے جس کی طرف سے تیرے پاس نعمتوں کے فائدے آتے ہیں۔ جب وہ نوجوان میرا کلام سن کر بیدار ہوا تو میں نے اس کو بتایا جو کچھ میں نے دیکھا تھا۔ چنانچہ اس نے توبہ کی اور اپنے کھیل تماشے والا لباس اتار اور سیر و سیاحت والا لباس زیب تن کیا اور اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پیار اہو گیا۔

114: حکایت ﴿برائی ختم اور نیکی رد﴾

حضرت وہب بن منہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے عبادت گزاروں میں ایک عابد تھا جو نہر کنارے واقع اپنی عبادت گاہ میں عبادت کرتا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک دھوبی کپڑے دھویا کرتا تھا۔ ایک دن ایک حواریا اس کے پاس تھیلی تھی اس نے کپڑے اتارے اور اپنی تھیلی نکال کر باہر رکھ دی۔ نہر میں کپڑے دھوئے پھر ان کو پہن کر چلا گیا لیکن وہ تھیلی بھول گیا۔ اس کے بعد ایک مچھلیوں کا شکاری آیا جو جال سے شکار کرتا تھا۔ اس نے تھیلی دیکھی اور اٹھا کر چل دیا۔ اتنے میں اس سوار کو تھیلی یاد آئی۔ وہ واپس آیا لیکن تھیلی نہ ملی۔ اس نے ساتھ ہی دھوبی سے پوچھا کہ میں یہاں تھیلی بھول گیا ہوں۔ اگر تجھے ملی ہے تو مجھے دے دو۔ دھوبی نے کہا: (منا رایتہ) میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ ﴿ففسل الفار من سفہ و قتل القصار﴾ تو سوار نے اپنی تلوار نکالی اور دھوبی کو قتل کر دیا۔ جب عابد نے دیکھا تو قریب تھا کہ وہ فتنہ میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کوئی بدگمانی کرتا۔ اس نے عرض کیا ﴿اللہم یا خلد الصیاد الہمیان و یقتل القصار﴾ ترجمہ: اے میرے اللہ عز و جل اے میرے مولا، تھیلی تو

شکاری نے لی تھی لیکن قتل دھوبی ہو گیا۔

جب رات عابد سویا تو خواب میں الہام ہوا ﴿ایہا العبد الصالح لا تفتن ولا تدخل فی علم ربك واعلم ان الفارس کان قتل اب الصیاد واخذ ماله فالهمیان من مال ابیه وان القصار كانت صحیفته مملوءة بالحسنات و لیس فیہا الا سبۃ واخذہ وکانت صحیفۃ الفارس مملوءة بالسیئات و لیس فیہا الا حسنة واخذہ فلما قتل القصار محبت سبۃ ومحبت حسنة الفارس و ربك یفعل ما یشاء و یحکم ما یدیک﴾ ترجمہ: اے نیک صالح عابد! تم فتنے میں نہ پڑو اور اپنے رب عزوجل کے علم میں مداخلت نہ کرو۔ اور یہ بات جان لو کہ سوار نے شکاری کے باپ کو قتل کیا ہے اور اس کا مال لے لیا تھا۔ یہ تھیلی اس باپ کے مال میں سے تھی اور اس دھوبی کا نام نہ اعمال نیکیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور اس میں صرف ایک ہی برائی تھی اور سوار کا اعمال نامہ گناہوں سے بھرا پڑا تھا۔ اس میں ایک نیکی کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ تو اس نے دھوبی کو قتل کر ڈالا تو دھوبی کا گناہ مٹ گیا اور سوار کی نیکی مرد ہو گئی اور شیرازب عزوجل جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس کام کا ارادہ فرماتا ہے اس کا حکم دیتا ہے۔

115: حکایت ﴿اللہ والوں کے شکر ادا کرنے کا انوکھا طریقہ﴾

اللہ کی دالیوں میں کسی ولی کی ایک شخص سے دوستی تھی۔ تو بادشاہ نے اس ولی کو قید کر دیا تو اس کے دوست نے ولی کی طرف ایک آدمی بھیجا کہ وہ اس سے پوچھے: ﴿کیف حالک فی الحبس﴾ کہ قید میں تیرا کیا حال ہے۔ ولی نے کہا: ﴿اشکر اللہ﴾ میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں۔ پھر جیل والے ایک مجوسی کو لائے جس کا پیٹ خراب تھا اور اس کو پھرچنے لگے ہوئے تھے۔ ولی کو اس مجوسی کے ساتھ ایک ہی بیڑی میں باندھ دیا گیا۔ جب مجوسی رفع حاجت کے لئے جاتا جب تک وہ اپنی حاجت سے فارغ نہ ہوتا تو

مجبور اولیٰ کو بھی وہاں کھڑا ہونا پڑتا۔ ولی اللہ کو اس کی بدبو اور اس کے ساتھ چلنے پھرنے سے تکلیف ہوتی تھی۔ جب اس بات کا علم اس کے دوست کو ہوا تو اس نے پیغام بھیجا: ﴿کیف حالک﴾ تیرا حال کیسا ہے؟۔ ولی اللہ نے کہا: ﴿اشکر اللہ﴾ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اس کے دوست نے عرض کیا کہ ﴿الی متی الشکر وای بلاء اعظم مما انت فیہ﴾ یہ شکر کب تک جاری رہے گا؟۔ کیونکہ جس مصیبت میں تم جاری مبتلاء ہو اس سے بڑی مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے؟۔ ولی نے جواب دیا: ﴿لو اخذ الزنار من وسط المجوسی وشد فی وسطی لکان اعظم مما ان فیہ وانما انا اخی استحق اعظم من هذا فان سامحنی ربی بهذا القدر اما کان الشکر واجبا علی﴾ اگر زنار مجوسی کی کمر سے لے لیا جائے اور میری کمر سے باندھ دیا جائے تو یہ اس سے بڑی مصیبت ہوگی جس میں میں گرفتار ہوں۔ اے میرے بھائی: میں تو اس سے بھی بڑی مصیبت کا مستحق ہوں۔ بے شک میرے رب عزوجل نے مجھ سے درگزر فرمایا ہے۔ اس لئے مجھ پر شکر کرنا واجب ہے۔

کیا آپ اس بات کو نہیں جانتے کہ ایک بزرگ پر کوڑے کا طشت بھر کر پھینکا گیا تو انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ جب اس نے اس کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا: ﴿الی اخاف ان یصب علی طست من النار فاذا سوحت بهذا الطست من الرماد عنه فہلا اشکر اللہ تعالیٰ﴾ ترجمہ: بے شک میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھ پر آگ کا طشت ن گرایا جائے۔ جب اس کوڑے کے طشت کے بدلے میں مجھ آگ کے طشت سے بچایا گیا تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر کیوں نہ ادا کروں۔ واللہ اعلم

116: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو آزماتا ہے﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ﴿رب اربی اولیا من اولیائک﴾ اے میرے رب عزوجل مجھے اپنے ولیوں میں سے کوئی ولی دکھا دے۔ تو غائب سے آواز

آئی: ﴿یَا مُوسٰی اَصْعَدْ هٰذَا الْجَبَلَ وَاَهْبِطْ اِلٰی الْوَادِیْ تَرٰی مَا سَاَلْتُ﴾
 اے موسیٰ اس پہاڑ پر چڑھو اور اس وادی کی طرف جاؤ۔ اور جو تم نے سوال کیا اس کا
 جواب دیکھو۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے وہاں ایک سرسبز
 شاداب میدان دیکھا جس میں زمین کے نیچے ایک مکان تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ
 السلام اس میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں ﴿وَاِذَا هُوَ بِاِنْسَانٍ مُّجْدُوْمٍ کَانَہٗ
 قِطْعَۃً لِّحْمٍ مُّلَقَاۃً﴾ کہ وہاں ایک کوڑھی شخص ہے جس کو گوشت کے ٹوٹھڑے کی طرح
 ڈال دیا گیا ہے۔ اس کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ: السلام علیک یا ولی اللہ:
 یہ من کر اس نے کہا: ﴿وَعَلٰیكَ السَّلَامُ یَا کَلِیْمَ اللّٰہِ﴾: پھر اس سے حضرت موسیٰ علیہ
 السلام سے پوچھا: ﴿مِنْ اَیْنٍ عَرَفْتَنِی﴾: تو نے مجھے کیسے پہچانا۔ اس نے جواب
 دیا: ﴿اِنِّیْ رَجُلٌ لَا یَعُوْدُ لِیْ اَحَدٌ عَلٰی هٰذِهِ الْحَالَةِ وَقَدْ سَاَلْتُ اللّٰہَ مِنْذَ لَیَالٍ
 اَنْ یَّجْمَعَنِیْ بَکَ وَقَدْ اِجَابَنِیْ﴾ میں ایک ایسا شخص ہوں کہ جس کی کوئی اس حالت
 میں عیادت کرنے کے لئے نہیں آتا ہے اور میں نے چند راتوں سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی
 کہ وہ مجھے آپ سے ملا دے تو میری دعا قبول ہوگئی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس
 ولی سے پوچھا: ﴿یَا ہٰذَا مَنْ الَّذِیْ یَخْدُمُکَ وَمِنْ اَیْنٍ مُّطْعَمُکَ وَمَشْرَبُکَ﴾
 اے بندہ خدا، تیری خدمت کون کرتا ہے؟ تجھے کون کھلاتا اور پلاتا ہے؟ اس نے
 جواب دیا: ﴿اِنْ لِّیْ وَلَدًا یَذْهَبُ کُلَّ یَوْمٍ اِلٰی هٰذَا وَادِیْ وَیَجْتَنِیْ لِیْ شِیْئًا
 مِنَ الْبَرْدِ فَاَکُلُهٗ وَافْطُرْ عَلَیْہِ﴾ میرا ایک بیٹا ہے جو ہر روز اس وادی میں جاتا ہے
 اور میرے لئے اچھے اچھے خرے جن کر لاتا ہے۔ میں اسے کھاتا ہوں اور اس سے روزہ
 افطار کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿اِنِّیْ اَحْبَبُ اَنْ اَرٰی وَلَدَکَ﴾
 میں تیرے بیٹے کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس نے اپنے بیٹے کا پتہ بتلایا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ
 علیہ السلام اس کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ﴿وَاِذَا هُوَ وَلَدٌ کَا لِقَمْرِ﴾ اس کا بیٹا
 حسن جمال میں چاند کی طرح تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو دیکھا تو حیران ہو کر کہا ﴿تيسارك الله احسن الخالقين﴾ اسی دوران ایک درندہ آیا اس نے لڑکے کا چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حیران ہوتے ہوئے عرض کیا: ﴿الهي وسیدی ولی من اولیاءك مطروح علی تلك الحالة و ليس له خادم فما السرفی هلاك هذا الولد﴾ ترجمہ: اے میرے الہ اور میرے مولا، تیرے ولیوں میں ایک کی حالت یہ ہے کہ اس کو کوئی پوچھنے والا کوئی نہیں۔ اس کی کوئی خدمت کرنے والا کوئی نہیں۔ اور اے میرے مولا، اس لڑکے کے ہلاکت میں کیا راز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وحی فرمائی ﴿ان ارجع الی والدہ وانظر الی ضبرۃ ورضاه﴾ ترجمہ: کہ اس ولی کے والد کے پاس جاؤ اور اس کا صبر اور رضادیکھو۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے باپ کے پاس گئے اور اس کو اس سارے واقعہ کی خبر دی: ﴿فصحك مسرورا وفرحا ورفع طرفه الی السماء وقال الهي وسیدی قد رزقنی هذا الغلام و كنت اظن انه يعيش بغدی فحيث ارحمتی منه فاقبضنی الیک ساجدا ثم فحرکه موسی فاذا هو قد مات﴾ ترجمہ: وہ خوشی سے مسکرایا اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائی اور عرض کیا کہ: اے میرے الہ اور میرے مولا، تو نے مجھے یہ بیٹا عطا کیا، میں یہ خیال کرتا تھا کہ یہ میرے بعد زندہ رہے گا جب تو نے اس سے مجھے خوش کر دیا تو اب سجدہ کی حالت میں میری روح قبض کر لے۔ پھر اس نے سجدہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ہلایا لیکن وہ اللہ کو پیار ہو چکا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ﴿الهي وسیدی ویکون ولیک ملقی فی مثل هذا الموضع وولده ملقی فی الوادی فنزل جبرئیل الیہما لغسلہما ودفنہما ورجع موسی علیہ السلام﴾ ترجمہ: اے میرے الہ اور مولا، کیا یہ تیرا ولی اس جگہ پر اسی طرح پڑا رہے گا۔ اور اس کا بیٹا اس وادی میں اسی طرح پڑا رہے گا؟ پس حضرت جبرئیل ان کے پاس آئے ان کو غسل دیا اور دفن کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سب منظر دیکھ کر واپس

تشریف لے آئے۔

117: حکایت ﴿دشمن کے ذریعے مدد﴾

ابو حمزہ خراسانی کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج سے واپس آ رہا تھا تو اچانک میں کنوئیں میں گر پڑا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ، ان استغیث، میں کسی سے مدد چاہوں۔ پھر میرے دل میں آیا کہ ﴿لا واللہ لا استغیث﴾ قسم بخدا: میں کسی سے مدد نہیں چاہوں گا۔ یہ خیال ابھی پورا نہیں ہوا تھا کہ دو آدمی اس کنوئیں کے قریب سے گزرے۔ ایک نے دوسرے سے کہا ﴿تغال لسد راس هذا البئر لئلا يقع أحد فیہا﴾ آؤ ہم اس کنوئیں کا منہ بند کر دیتے ہیں کہ اس میں کوئی گر نہ جائے۔ چنانچہ وہ بانس اور چٹائی لائے اور اس کنوئیں کا منہ بند کر دیا۔ میں نے یہ دیکھ کر چیخنے کا ارادہ کیا لیکن پھر دل میں خیال آیا کہ ﴿اصبح الی من هو اقرب الی منہما و سکت﴾ میں اس پاک ذات کی طرف حج کر فریاد کروں جو ان دونوں سے زیادہ میرے قریب ہے۔ یہ سوچ کر میں چپ رہا۔ اسی دوران کنواں کا منہ کھلا اور کسی نے اپنا پاؤں لٹکا اور گرج دار آواز سے مجھ سے کہا ﴿تعلق بها لتعلق بها فاعرجنی و اذا هو سبع فترکنی و ذهب و اذا هاتف یقول یا ابا حمزۃ الیس هذا احسن لجاتک من التلف بالتلف﴾ اس سے لٹک جاؤ، میں اس کے ساتھ لٹک گیا۔ جب اس نے مجھے باہر نکالا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک ورنہ تھا اور وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ لیکن ہاتھ بچی سے آواز آئی کہ اے ابو حمزہ: کیا یہ ٹھیک نہیں ہوا کہ میں نے تجھے ضائع ہونے سے اس ورنہ کے ذریعے بچا لیا جو تیرا دشمن تھا۔

118: حکایت ﴿درویش نے نوے ہزار صدقہ کرنا﴾

خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں قحط پڑ گیا اور لوگوں کو فاقہ کشی کرنے لگے۔ قوم کے سردار خلیفہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ درواس بن حبیب عجمی

بھی تھا جو کہ جسم کو ادنیٰ جبہ اور چھوٹی سی چادر کے ساتھ ڈھانپے ہوئے تھا۔ خلیفہ ہشام نے غصہ سے اپنے دربان کی طرف دیکھا اور کہا کہ ﴿ایدخل علی کل من اراد الدخول﴾ جو میرے پاس آنا چاہے وہ آسکتا ہے۔ درو اس سمجھ گیا کہ خلیفہ کی اس سے مراد وہی ہے۔ تو اس نے عرض کیا ﴿یا امیر المؤمنین اخل باب دخولی علیک وحصل لی شرف بدخولی الی مجلسک ولما رایت الناس دخلوا فی امرؤاجتمعوا علیہ دخلت معهم وان اذنت لی فی الکلام تکلمت﴾ یا امیر المؤمنین: میں نے حاضر ہو کر آپ کے معاملہ میں خلل ڈالا ہے۔ مجھے آپ کے دربار میں حاضر ہونے سے شرف ملا ہے اور میں نے لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے دیکھا کہ وہ ایک معاملہ کے سلسلے میں آرہے ہیں اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے تو میں بھی ان کے ساتھ حاضر ہوا ہوں۔ اگر آپ بات کرنے کی اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں۔

یہ بات سن کر ہشام نے فرمایا ﴿اللہ ابوک تکلم فمادای افضل القوم غیوک﴾ کہ اللہ کے لئے تیرا باپ [کتنا اچھا ہوگا] یہ اس لئے کہا کہ میں قوم میں تجھ سے افضل کسی کو نہیں جانتا ہوں۔ اس نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین تین قحط سالی کے ہم بڑے سخت گزر رہے ہیں۔

۱: ﴿فالاولی قد اذابت الشحم﴾ پہلے سال نے ہماری چربی پکھلا دی۔

۲: ﴿والثانیة قد اكلت اللحم﴾ دوسرے سال نے ہمارا گوشت کھالیا۔

۳: ﴿والثالثة مصت العظم﴾ تیسرے سال نے ہماری ہڈی چوس ڈالی۔

اللہ تعالیٰ کے لئے تیرے ہاتھ میں مال ہے ﴿فان تکن لله فاعطوا بها علی

عبادہ وان تکن لهم فعلى ما تحسبونها عنهم وان تکن لکم فتصدقوا بها

علیہم فان اللہ یجزی المتصدقین ولا یضیع اجر المحسنین﴾ اگر یہ مال

اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو اس کے بندوں عطا کر دو۔ اگر یہ مال ان لوگوں کا ہے تو پھر ان

سے یہ مال کیوں روکتے ہو۔ اگر یہ مال آپ کی ملکیت ہے تو پھر اس مال کو اللہ تعالیٰ کے بندوں پر صدقہ کر دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ہے۔

خلیفہ ہشام نے یہ سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے جزاء دے تو نے میرے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ پھر ہشام نے ایک لاکھ اشرفیاں لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ اور درواس کے لئے ایک لاکھ درہموں کا حکم دیا۔ درواس نے کہا کہ ﴿ہل حصل لکل رجل مثلها﴾ کیا ہر کسی شخص کو ایک جیسا حصہ مل گیا ہے۔ خلیفہ نے کہا: نہیں۔ کیونکہ بیت المال سب کو برابر حصہ دینے کا متحمل نہیں ہے۔ درواس نے کہا: ﴿لا حاجة لی لیمایعث علی ذمک وعاد الی قبیلہ﴾ مجھے ایسے مال کی کوئی ضرورت نہیں جو لوگوں کو آپ کی مذمت پر ابھارے اور وہ اپنے قبیلہ کی طرف پلٹ آئے۔ پھر ہشام نے ان درہموں کو ان کے پیچھے بھیج دیا۔ جب وہ درہم اس کے گئے تو اس نے ان میں سے نوے ہزار درہم نو قبیلوں میں تقسیم کر دیئے۔ اور اپنے قبیلے کے لئے صرف نو ہزار درہم رکھے۔ چنانچہ جب یہ بات ہشام تک پہنچی تو اس نے حکم دیا ﴿اللہ درہ ان الضیعة تبعث علی الطباع﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درواس کو اور عطاء ہو۔ بے شک زمین اپنی طبیعت کے موافق اگاتی ہے۔

119: حکایت ﴿حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش کا واقعہ﴾

ہندابنت عتبہ بہت خوبصورت اور مال دار تھی۔ اسکے پاس ہر نسل کا ایک ایک ہزار جانور تھا اور ایک ہزار غلام تھے۔ اور لکڑی کا ایک کچا وہ تھا جو موتیوں اور جواہرات سے مرصع تھا۔ اور اس کا شوہر فاکہ بن مغیرہ قریش کے نو جوانوں میں تھا جو بہت مہمان نواز تھا۔ لوگ اس کے پاس آتے اور بغیر کسی روک ٹوک کے گھر میں داخل ہو جاتے۔ چنانچہ فاکہ ایک دن کسی ضروری کام کے سلسلہ میں گھر سے باہر گیا ہوا تھا۔ تو اس کے ملنے والوں میں ایک شخص اس کے گھر میں داخل ہوا۔ اس نے ہندہ کو تنہا دیکھا تو شرم سے واپس ہی

پلٹا تھا کہ اتنے میں فاکہ بھی آ گیا۔ اس نے گھر میں داخل ہو کر اپنی بیوی ہندا کو دیکھا تو شک میں مبتلا ہو گیا۔ اور ہندہ کو کہنے لگا کہ تو اپنے والدین کے گھر چلی جا۔ یہ بات لوگوں میں عام پھیل گئی حتیٰ کہ یہ بات ہند کے باپ عتبہ تک جا پہنچی۔ باپ نے ہندہ سے تنہائی میں پوچھا کہ لوگ تیرے متعلق یہ باتیں کر رہے ہیں۔ اور کثرت سے یہ باتیں سنی جا رہی ہیں۔ تو مجھے سچ بتا دے ﴿فان کان یقولون حقا بعثت من یقتل الفاکہ سرا و نتخلص منه﴾ جو لوگ کہہ رہے ہیں اگر یہ سچ ہے تو میں خفیہ کوئی شخص بھیجتا ہوں جو فاکہ کو قتل کر دے اور اس طرح ہم اس سے خلاصی پا جائیں۔ اگر یہ بات جھوٹی ہے تو میں ان کے فال نکالنے والوں میں سے کسی کے پاس ”فاکہ“ سے محاکمہ کرتا۔ تاکہ تیری برات ظاہر ہو جائے۔ یہ بات سن کر ہندہ نے ایسی قسم کھائیں کہ عتبہ اپنی بیٹی پر مطمئن ہو گیا۔ کہ یہ ان باتوں سے پاک جو لوگ کر رہے ہیں۔ چنانچہ عتبہ نے فاکہ کے پاس آدمی بھیجا اور اس نے کہا کہ وہ اسی وقت فال نکالنے والے کو متعین کرے اور اس سے فیصلہ چاہے اور کہا ﴿قند و میتھا بد اہیہ﴾ کہ تو نے ہندہ کو ایک بہت بڑی تہمت لگائی ہے۔ اس لئے فال نکالنے والے کے پاس محاکمہ ضروری ہے۔ چنانچہ [فاکہ] بی عند الدار کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا اور دوسری طرف سے ہندہ بنی امیہ کی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نکل آئی۔ جب یہ لوگ شہر سے الگ ہوئے اور کاہن کے قریب ہوئے تو ہند کے باپ نے دیکھا کہ ہند کا رنگ بدل گیا ہے اور وہ پریشان ہے۔ عتبہ نے ہند سے کہا ﴿مالی اراک بهذا الحبال﴾ میں تجھے پریشان حال میں دیکھ رہا ہوں۔ ہند نے عرض کیا ﴿واللہ ما ذا المکروه عندی ولکنی اتی قد یحطیٰ وقتد یصیب فلا امنہ ان یرمینی بد اہیہ من غیر اصل فیصیر ذلک سینۃ علینا ابدا الدھر﴾ اللہ کی قسم میں نے بدکاری نہیں کی۔ لیکن آپ جس شخص کے پاس مجھے لائے ہیں یہ کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی سچ بتاتا ہے۔ اس لئے میں اس پر مطمئن نہیں ہوں۔ کہیں یہ مجھ پر بغیر تحقیق کے بدکاری کی تہمت نہ لگا دے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ

بدکاری ہمارے گلے نہ پڑ جائے۔ اس کے باپ نے کہا کہ پہلے ہم اس کا ہن کا خفیہ امتحان لیتے ہیں۔ اگر یہ اس میں سچا نکلا تو پھر ہم اس کے علم سے استدلال کریں گے۔ اور اس سے معاملہ دریافت کریں گے۔ ورنہ ہم اس کو چھوڑ دیں گے۔

چنانچہ عتبہ نے کہوں کا ایک لے کر گھوڑے کے آلہ تناسل میں رکھا۔ جب یہ لوگ کاہن کے پاس پہنچے تو اس نے ان کا بڑا احترام کیا۔ انہوں نے کاہن سے کہا ﴿فقد جئتک فی امر و قد خبانا خبیۃ نخبرک بہا فانظر ماہی﴾ کہ ہم تیرے پاس ایک معاملہ لے کر آئے ہیں اور وہ ہمارا معاملہ پوشیدہ ہے۔ پہلے ہم تیرا امتحان لیں گے۔ تم بتاؤ کہ وہ پوشیدہ چیز کیا ہے؟ کاہن نے جواب دیا ﴿لمرۃ فی کمرۃ﴾ وہ ایک پھل جو چھڑے کے سوراخ میں ہے۔ لوگوں نے کہا ﴿لیرید ابن من ہذا﴾ ہم اس سے بھی زیادہ واضح جواب چاہتے ہیں۔ کاہن نے جوابا کہا ﴿حجۃ ہر فی احلیل مہر﴾ کہوں کا ایک دانہ چھڑے کے آلہ تناسل کے سوراخ میں ہے۔ لوگوں نے کہا کہ تو نے صحیح جواب دیا ہے۔ اب تم ان عورتوں کے خال میں نظر کرو۔ چنانچہ وہ ایک عورت کے پاس آتا گیا اور کہتا گیا: یہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ وہ ہند کے پاس آیا تو اس نے ہند کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا ﴿واللہ ما ہزانۃ و انک بریۃ مما یقولون و من لدین ملک اسمہ معاویہ﴾ اللہ تعالیٰ کی قسم: تو زانیہ نہیں ہے، اور لوگ جو کہتے ہیں تو اس سے پاک ہے اور عنقریب تو ایک بچہ جنے گی جو بادشاہ ہوگا جس کا نام معاویہ ہوگا۔ جب یہ خبر اس کے شوہر "فاکہ" تک پہنچی تو اس نے اٹھ کر ہند کے سر کو بوسہ دیا لیکن اس نے جھڑک دیا اور کہا کہ تم مجھ سے دور رہو ﴿لیرا اللہ لا یتحدن ان یشکون ہذا المملک من غیرک ولیم نزل حتیٰ ینزل علیہا﴾ اللہ پاک کی قسم: میں ضرور بر ضرور کوشش کروں گی کہ یہ بادشاہ بچہ تیرے علاوہ کسی اور سے جنم دیں۔ وہ اس بات ڈیڑی رہی۔ حتیٰ کہ فاکہ نے اس کو طلاق دے دی۔ جب کاہن کی یہ بات مشہور ہوئی کہ ہند کے ہن سے بادشاہ بنا ہوگا تو بڑے بڑے سرداروں نے ہند کے ساتھ کالج کرنے کی

خواہش ظاہر کی۔ حتیٰ کہ ابوسفیان نے بھی ہند کو نکاح کا پیغام بھیجا اور اتنا مال خرچ کیا جس کا ذکر احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ بالآخر ہند ابوسفیان سے نکاح کرنے پر راضی ہو گئی۔ اس نکاح سے امیر معاویہ پیدا ہوئے۔ ان کی سلطنت کا یہ حال تھا کہ وہ مشرق و مغرب کے مالک ہوئے۔ واللہ اعلم

120: حکایت ﴿بادشاہوں کی کرم نوازی حیلہ کی محتاج ہوتی ہے﴾

فضل بن ربیع [ہارون رشید کا وزیر تھا] کہتا ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے ایک دن مجھے کہا ﴿اطلب لی حجاما اسکت من الحجر﴾ میرے لئے کوئی ایسا حجام تلاش کرو جو پتھر سے زیادہ خاموش ہو۔ میں نے عرض کیا ﴿ان لی غلاما سکتا﴾ میرا ایک غلام ہے جو بہت خاموش طبع ہے۔ ہارون رشید نے فرمایا ﴿ابعثہ الی﴾ اس کو میرے پاس بھیجا دو۔ چنانچہ میں نے اس کو خاموش رہنے اور کوئی کلام نہ کرنے کی تاکید کر کے خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔ اور یہ بھی کہا کہ خوب تیار ہو کے جاؤ۔ جب وہ خلیفہ کی خدمت حاضر ہوا تو خلیفہ غصہ کی حالت میں تھا۔ خلیفہ نے فرمایا: اے فضل یہ غلام کی عجب شان ہے۔ چلو اس کے متعلق بعد میں تم سے گفتگو کروں گا۔ میں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ خلیفہ کی خدمت کے لئے جو فراش مقرر تھا میں نے اس سے پوچھا: تو اس نے بتایا کہ جب حجام نے پچھنے لگا نا شروع کیا۔

۱: تو اس نے کہا: اے امیر المؤمنین میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ خلیفہ نے فرمایا ﴿ما ہو﴾ وہ کیا بات ہے؟ حجام نے عرض کیا ﴿لسم قدمت مع محمد اعلیٰ المامون والمامون اسن منہ﴾ آپ نے محمد کو مامون پر مقدم کیا حالانکہ مامون عمر میں محمد سے بڑا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ خلیفہ نے کہا کہ جب میں اس کام سے فارغ ہو جاؤں گا تو پھر آپ کو جواب دوں گا۔

۲: حجام تھوڑی بھی صبر نہ کر سکا اس نے پھر کہا: اے امیر المؤمنین میں آپ سے

دوسری بات پوچھتا ہوں۔ خلیفہ نے فرمایا ﴿ماہو﴾ وہ بات کیا ہے؟ حجام نے عرض کیا ﴿لعم قتل جعفر بن یحیی﴾ آپ نے جعفر بن یحیی کو قتل کیوں کیا؟ خلیفہ نے کہا کہ جب میں اس کام سے فارغ ہوں گا پھر آپ کو جواب دوں گا۔

۳: اس کے بعد حجام نے عرض کیا: میں آپ سے تیسری بات پوچھتا ہوں۔ خلیفہ نے فرمایا ﴿ماہو﴾ وہ کون سی بات ہے؟ حجام نے عرض کیا ﴿لعم اختوت الرقة علی بغداد و بغداد اطیب منها﴾ آپ نے کوفہ شہر کو بغداد پر ترجیح کیوں دی حالانکہ بغداد شہر کوفہ سے زیادہ صاف ہے؟ خلیفہ نے کہا کہ میں اس کام سے فارغ ہو کر تجھے جواب دوں گا۔

جب خلیفہ فارغ ہوا تو اس نے اپنے خادم خاص کو بلایا اور اس کو حکم دیا ﴿لا تشرب الماء البارد دون ان قتلته فانه يسالني عن ثلاث مسائل لو سألني عنه المنصور ما أجبتہ﴾ تو نے اس وقت تک ٹھنڈا پانی نہیں پینا جب تک تو اس حجام کو قتل نہ کر دے کیونکہ اس نے مجھ سے ایسے تین سوال پوچھے ہیں اگر وہ سوال مجھ سے منظور بھی ہو چھتا تو اس کو جواب نہ دیتا۔ ہارون رشید کے وزیر فضل نے کہا کہ میں اسی انتظار میں بیٹھا ہوں تھا کہ اچانک ابودلامہ شاعر ہارون رشید کے پاس روتا ہوا حاضر ہوا۔ اور ایک ڈرامہ رچایا کہنے لگا کہ میری بیوی ام دلامہ مر گئی ہے اور ام دلامہ ہارون رشید کے بیوی زبیدہ خاتون کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ابودلامہ فوت ہو گیا ہے۔ چنانچہ ابودلامہ کو روتا ہوا دیکھ کر فرمایا تو کیوں روتا ہے؟ ابودلامہ نے شعر میں جواب دیا۔

ان و کنا لدی زوجتی فی مفازة من الامن فی عیش و ریح و غد
فاقر دلا رب الزمان بصیر له ولم ار شیا قط او حش من لردا
ترجمہ: ان ہم دونوں میاں بیوی شادی کے وقت اس طرح رہتے تھے جس طرح
سنگ خوار میدان میں رہتا ہے اس امن سے جو فراق زندگی میں اور خوش عیش کو
لصیب ہوتی ہے۔

۲: حوادث زمانہ نے اپنی گردش کی وجہ سے ہم کو جدا کر دیا اور میں نے جدائی سے بڑھ کر کوئی چیز بھی وحشت ناک ہرگز نہیں دیکھی۔

اس کے بعد ابو دلامہ نے رونا دھونا شروع کر دیا اور کہا کہ: اے امیر المؤمنین ام دلامہ فوت ہو گئی ہے اس کی کفن و دفن کے لیے کوئی سامان دو۔ چنانچہ خلیفہ نے اس کو مال دینے کا حکم دیا۔ ادھر ام دلامہ روتی ہوئی ملکہ زبیدہ کے پاس پہنچ گئی اس نے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ ابو دلامہ فوت ہو گیا ہے۔ چنانچہ ملکہ زبیدہ نے کفن و دفن کے لیے بھی مال دیا۔ پھر وہ بھی وہاں چلی گئی۔ اتنے میں خلیفہ ہارون رشید حجام کے سوالوں اور ام دلامہ کے فوت ہونے کی خبر سن کر غصہ کی حالت میں گھر داخل ہوا تو بیوی زبیدہ نے کہا: (مالی اراک حزینا) کیا بات کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہی ہوں؟۔ خلیفہ نے ابو دلامہ کے فوت ہونے کی خبر دی تو ملکہ زبیدہ مسکرائی اور کہا کہ ابھی ام دلامہ مجھے ابو دلامہ کے مرنے کی خبر دیکر مجھ سے کفن و دفن کے لئے مال لے کر گئی ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ ابھی ابو دلامہ مجھے ام دلامہ کے فوت ہونے کی خبر دیکر مجھے اس کی تجئرتد فین کے مال لے کر گیا ہے۔

فضل بن ریح کہتے ہیں کہ یہ ڈرامہ سن کر ہارون رشید ہنستا ہوا محل میں میرے پاس آیا تو مجھے بہت تعجب ہوا کہ خلیفہ پہلے پریشان تھا اور اب بڑا خوش ہے۔ میں نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ میں اسی وقت حجام کی سفارش کی تو خلیفہ نے حجام کی سفارش قبول کر کے اس کو رہا کر دیا۔ پھر خلیفہ نے ابو دلامہ کو بلا کر پوچھا: (ما حملک علیہ ہذا) تجھے یہ ڈرامہ کرنے پر کس نے ابھارا۔ ابو دلامہ نے عرض کیا: (یا امیر المؤمنین لایہ لای توصل الی عطیۃ امیر المؤمنین الا بالعیلۃ) (میں نے شک میں نہ تھا کہ میں عطیہ سے مل سکوں گا)۔ اے امیر المؤمنین! امیر المؤمنین کی عطیہ تک بغیر حیلہ سازی کرنے کے نہیں مل سکتا تھا۔ ہم ابو دلامہ اور ام دلامہ کی حیلہ سازی کا کمال دیکھ کر اس پر ہے۔

121: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ کے کرم سے وسیلہ ملتا ہے﴾

حضرت اسمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج سے موسم میں مدینہ منورہ حاضر ہوا ہر طرف سے جنگل کے فقراء ہمارے پاس آئے تو میں نے وہاں نہایت خوبصورت ایک لڑکی دیکھی جو مردوں کے درمیان آتی جاتی تھی اور ایسے شیریں انداز میں گفتگو کرتی جو ہوائے زیادہ نرم اور گرد و غبار سے زیادہ باریک تھا ﴿فنظرت الی وجہها یملأ العیون حسنا وجمالا ففضضت عینی وتعوذت باللہ من الشیطان ثم قلت یا جارية ایجل لك ان تسفری عن هذا الوجه الجمیل بین هؤلاء الخلق فی هذا الموسم فبکت وانشدت اشعار﴾

جب میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس کے حسن نے میری آنکھوں کو حسن و جمال سے بھر دیا۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی شیطان سے۔ پھر میں نے کہا: اے لڑکی۔ اتنی حسین و جمیل کا اس موسم میں مخلوق کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے؟ یہ سن کر وہ رو پڑی اور یہ اشعار پڑھے۔

۱: لم ابدہ حتی نقضت حیلتي فابديته وهو الاعز الاکرم

۲: ويعز اذ ذاک علی لاند دهر بجوار کما تراہ وبظلم

۳: قد صنته ورجعتہ حتی اذا لم یبق لی سند ومات الہیثم

۴: ابوزید من خدرہ مقہورۃ واللہ یشہد لی بذلك ویعلم

۵: کشف الزمان قناعہ فی بلدۃ قل الصدیق بہا وعثر الدرہم

۶: اصبححت فی ارض الحجاز غریبۃ وابویر یبعثنا ح ومخیم

ترجمہ: میں نے اپنا حیلہ توڑنے تک نہ اپنے چہرے کو ظاہر نہیں کیا۔ میں نے اس

چہرے کو ظاہر کیا حالانکہ وہ عزیز اور بزرگ سے

۲: اس چہرے کو چھپانا مجھ پر مشکل ہو گیا تھا کیونکہ زمانہ جو وہ چھپا کرتا ہے جیسا کہ تم

اس کو دیکھتے ہو۔

۳: میں نے اس چہرے کو حجاب میں رکھا حتیٰ کہ میرے لئے کوئی پناہ نہ رہی اور میرا باپ بیٹم بھی فوت ہو گیا۔

۴: تو میں نے مجبوراً اس کو پردے سے ظاہر کر دیا اور اس پر اللہ تعالیٰ مجھ پر گواہ ہے۔ جو خوب جانتا ہے۔

۵: زمانے نے اس چہرے کو ایسے شہر میں کھولا جس میں دوست کم اور درہم عزیز ہو گئے۔

۶: اور میں حجاز کی سرزمین میں مسافر ہو گئی اور ابوربیعہ [شاعرہ کے شوہر کا نام] دور اور خیمہ والا ہو گیا یعنی مقیم ہے۔

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس لڑکی کے پاس جا کر جو کچھ میسر تھا دیا اور اس سے پوچھا ﴿یا جاریۃ ما اسمک﴾ اے لڑکی تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ﴿المتنۃ بنت الہیثم قتل ابی فی المحاربة و بقیت فی القوم علیٰ حالتیٰ ہذہ﴾ میرا نام متنۃ ہے میرا باپ بیٹم ہے جو جنگ میں مارا گیا اور میں اسی حالت میں قوم میں باقی بچ گئی ہوں۔

اصمعی فرماتے ہیں میں نے اس کو چھوڑا اور مسجد کے کھلے میدان میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ میں نے ابو کلثوم طوق بن مالک بن طوق سے اس کا واقعہ بیان کیا۔ پھر دوسرے سال ابو کلثوم کی مجھ سے ملاقات ہوئی۔ میں اس کے حاضر ہوا اور چند دن ٹھہرا تو میرے پاس خوبصورت چہرے والا ایک خادم آیا اور اس کے ساتھ کپڑوں جوڑا اور ایک تھیلا بھی تھا۔ اس نے ان کو میرے پاس رکھا۔ لیکن مجھے اس کے متعلق کوئی علم نہیں تھا۔ ابو کلثوم نے میری طرف دیکھ کر کہا ﴿یا العباس ہذا حق دلالتک و ہذہ ہدیۃ المتنۃ بنت الہیثم لالف اللہ بها سرکاتک فانک لما اخبرتنا بخبرها افدت من جاء بها وتزوجها وانجرتھا بحديثک عنها فشکرت لعلک

وانا اشکر اضغاف شکرھا) اے ابوالعباس [یہ حضرت اسمعی کی کنیت ہے] یہ تمہارے ایڈریس بتانے کا بدلہ ہے اور یہ متمناہ بنت یثیم کا ہدیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برکتوں کی وجہ سے ان پر لطف و کرم کیا۔ جب تم نے اس کے متعلق مجھے بتلایا تو میں اس شخص کو بھیجا جو اس کو لایا اور میں نے اس سے نکاح کر لیا اور میں نے تمہاری اس کی خبر دی تو اس نے تمہارا شکر ادا کیا اور میں اس سے بڑھ کر تمہارا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔

122: حکایت عقل مند لڑکی

عرب کے عقل مندوں میں سے ایک شخص تھا جس کو [شن] کہا جاتا تھا۔ اس نے قسم کھا رکھی تھی کہ وہ صرف اسی عورت سے نکاح کریگا جو اس کے موافق ہوگی۔ وہ اسی عورت کی تلاش میں مختلف شہروں اور قبیلوں کا سفر کرتا تھا۔ ایک سفر میں ایک شخص اس کا رفیق سفر ہوا جب ان پر سفر مشکل ہوا تو [شن] نے اپنے ہمسفر ساتھی سے کہا: اے حملنی ام احمک کیا تو مجھے اٹھائے گا یا میں تجھے اٹھاؤں؟ اس نے جواب دیا: یا جاہل اے حمل الراکب الراکب) اے جاہل آدمی کیا سوار شخص سوار کو اپنے اوپر اٹھا سکتا ہے؟ شن چپ ہو گیا اس کے بعد وہ دونوں ایک کھیتی کے پاس آئے جو ابھی کھڑی تھی۔ شن نے اس سے کہا: "اے ہذا الزرع اکل ام لا؟" کیا تم دیکھتے ہو کہ زراعت کھائی گئی ہے یا نہیں۔ اس آدمی نے شن سے کہا: "اے جاہل کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ یہ کھیتی اپنی بانی میں ابھی باقی ہے۔ یہ سن کر شن پھر خاموش ہو گیا۔ پھر ان کے سامنے سے ایک جنازہ آیا۔ شن نے اپنے ہمسفر سے کہا: اے ہری صاحب هذه الجنازة حی ام لا؟" کیا تم دیکھتے ہو کہ جس صاحب کا یہ جنازہ ہے وہ زندہ ہے یا نہیں۔ اس کے ساتھ ہی نے کہا: اے شن میں نے تجھ سے بڑا جاہل آج تک نہیں دیکھا کہ وہ قبرستان کی طرف جارہے ہیں اور کیا وہ زندہ ہوگا۔ جب وہ دونوں اس شخص کے گاؤں کے پاس پہنچے تو شن کا ہمسفر اس کو اپنے گھر لے گیا۔ اس شخص کی ایک لڑکی تھی جس کا نام طبقہ تھا۔ باپ

نے شن کی باتیں اپنی بیٹی بتائیں۔ تو بیٹی نے کہا کہ اس نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ اس نے تم سے ایسی باتیں پوچھیں جو کسی ایسے ہی آدمی سے پوچھی جاسکتی تھیں۔ کیونکہ اس کا یہ کہنا کہ تم مجھے اٹھاؤ گے یا میں تم کو اٹھاؤں۔ اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ ﴿اتخذ ثنی ام احد ثک حتی نقطع الطريق﴾ تم مجھ سے باتیں کرو گے یا میں تم سے باتیں کروں۔ اس سے ہم سفر جلدی طے کر لیں گے۔ پھر اس کا یہ کہنا کہ کھیتی کھائی گئی ہے یا نہیں اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ ﴿هل اصحابه استقلوا ثمنه ام لا﴾ آیا زراعت کے مالکوں نے اس کی قیمت طے کر لی ہے یا نہیں۔ پھر اس کا جنازہ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ زندہ یا نہیں۔ اس مراد یہ تھی کہ ﴿هل خلف عقبایحیی ذکرہ بهم ام لا﴾ کیا اس نے پیچھے اولاد چھوڑی ہے جس سے اس کا ذکر زندہ رہے گا یا نہیں۔ جب وہ شخص گھر سے باہر نکلا تو اس نے اپنی لڑکی کی ساری باتیں شن کو بتائیں۔ جو اس نے وضاحت کی تھی۔ یہ سن شن نے اس سے نکاح کرنا پسند کیا۔ اور اسکے باپ کو اس کے نکاح کا پیغام دیا اور اس سے نکاح کیا پھر اس کو اپنے قبیلے میں لے آیا تو لوگوں نے ان دونوں کے حالات کو معلوم کیا کہ شن نے طبقہ سے موافقت کی ہے۔ چنانچہ یہ ان کی ضرب المثل بن گئی۔

123: حکایت ﴿لو نڈی کے عوض جنتی حور﴾

بعض بزرگوں کی حکایات میں سے ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ انہوں نے ایک لو نڈی فروخت کی اور وہ اس پر بڑے شرمندہ ہوئے۔ اور لوگوں پر اپنی یہ حالت ظاہر کرنے سے شرم محسوس کرتے ﴿فکتب علی کفہ حاجتہ وقال یا مجیب الدعاء انت تعلم ما ارید ولم یقل بلسانہ شیئاً رفع یدیه الی السماء فلما اسمع قارعا علی بابہ﴾ چنانچہ اس نے اپنی تعلیم پر اپنی حاجت لکھ لی اور عرض کرنے لگا کہ اے دعا کو قبول کرنے والے جو میں چاہتا ہوں اس کو تو خوب جانتا ہے اور

اپنی زبان سے کچھ نہ کہا۔ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے جب صبح ہوئی تو اس نے کسی کو اپنا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے سنا۔ اور اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ﴿انا مشتری الجارية قد جئت بها اليك لفرح فرحاشدیدا﴾ میں وہی ہوں جو کل تم لوٹدی خرید کر لے گیا تھا۔ آج میں اس لوٹدی کو واپس تمہارے پاس لایا ہوں۔ یہ سن وہ بہت خوش ہوا۔

اور لوٹدی اس سے پکڑ کر فرمایا: ”اصبر حتى ادفع الثمن“ تم صبر کرو۔ میں تمہیں اس کی قیمت واپس دے دیتا ہوں۔ اس نے خریدار نے عرض کیا ﴿لست اريد منك الثمن والى قد اخذت بدله خيرا منه فانى رايت فى المنام قائلا يقول یتا هذا ان باع الجارية ولى من اولياء الله وانه متعلق قلبه بها فان رددتها اليه بلا ثمن ادخلتك الجنة واعطيتك بدلها من الحور فقد اثرت الثواب بذلك على الثمن فلا اخذه ثم مضى﴾

ترجمہ: میں آپ سے اس کی قیمت نہیں لوں گا کیونکہ میں اس کا بدلہ اس سے بہتر لے لیا ہے۔ میں نے خواب میں ایک کہنے والے کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ اے شخص یہ لوٹدی بیچنے والا اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے ایک ولی ہے اور اس کا دل اس لوٹدی سے لگ چکا ہے اگر تو اس لوٹدی کو بغیر قیمت واپس کر دے تو میں تجھے جنت میں داخل کروں گا۔ اور اس کے بدلے میں جنتی حور بھی دوں گا۔ اس لئے میں نے اس کے ثواب کو اس کی قیمت پر ترجیح دی ہے۔ اس لئے میں اس کی قیمت نہیں لوں گا۔

124 حکایت ﴿موت سے کوئی بچ نہیں سکتا﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ پرانے زمانے میں عالم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے کیلئے آیا۔ بادشاہ نے اس سے کہا

﴿من انت؟﴾ تم کون ہو؟ اس نے کہا ﴿انا ملک الموت جئت لقبض روحك﴾ میں ملک الموت ہوں اور تیری روح قبض کرنے آیا ہوں۔ بادشاہ نے کہا میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم مجھے سات سال کے لئے مہلت دو تا کہ میں موت کی تیاری کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اس سے کہو کہ اس کو سات سال کی مہلت دی۔ ملک الموت نے اس کو کہا اور اس کے پاس سے چلا گیا۔ بادشاہ نے آڈر دیا کہ میرے لئے ایک مضبوط قلعہ بنایا جائے اور اس کے سامنے سات خندقین بنائی جائیں اور اس قلعہ کی چار دیواری پتھروں سے کی جائے اور اس پر لوہے اور جست کا دروازہ لگایا جائے۔ اس قلعہ میں ایک عظیم محل بنایا جائے تاکہ وہ اس محل میں ملک الموت سے اپنی حفاظت کر سکے۔ اس نے قلعہ کے دربانوں سے کہا کہ تم لوگ کسی کو بھی میرے پاس نہ آنے دینا جب مدت مقرر ختم ہوئی تو ملک الموت اس کے پاس آ گیا۔ جب بادشاہ نے اسے دیکھا تو کہنے لگا ﴿من این جئت ومن این دخلت ومن ادخلک﴾ تم کس راستے سے آئے ہو، تم کیسے اندر داخل ہوئے اور تم کو کس نے اندر آنے دیا؟ ملک الموت نے اس سے کہا ﴿ادخلنی صاحب الدار﴾ میں گھر کے مالک کی اجازت سے داخل ہوا ہوں۔ بادشاہ نے درباریوں کو بلا کر کہا ﴿سلم ترکتم هذا حتی دخل علی﴾ تم نے اسے میرے پاس محل میں آنے سے کیوں نہیں روکا؟۔ درباریوں نے قسم کھا کر عرض کیا کہ ہم نے اس کو نہیں دیکھا اور نہ ہی انہوں نے اس کو اجازت دی اور نہ ہی کسی کو آتے ہوئے دیکھا۔ دروازے اسی طرح بند ہیں اور چابیاں محفوظ پڑی ہوئی ہیں۔ ملک الموت نے بادشاہ سے کہا ﴿ان صاحب الدار لا يلتفت الى حائط ولا يمنع رسله جدران ولا اسوار ولا خنادق﴾ صاحب خانہ اس دیوار کی طرف توجہ نہیں فرماتا اور اس کے قاصد یعنی ملک الموت کو دیواریں، قلعے اور خندقیں نہیں روک سکتی ہیں۔ بادشاہ نے ملک الموت سے کہا کہ ﴿لما ذامرادك يا هذا﴾ اے شخص اس سے تیری مراد کیا ہے؟ ملک الموت نے کہا میں تیری روح قبض کروں گا۔ بادشاہ نے کہا کیا یہ

ضروری ہے؟۔ اس نے کہا: ہاں۔ بادشاہ نے کہا: ﴿والی این اذهب اذا قبضت روحی﴾ جب تو میری روح قبض کرے گا تو میں کہاں جاؤں گا۔ ملک الموت نے جواب دیا اس گھر کی طرف جاؤ گے جس کو تم نے بنایا ہے۔ اس پنکھوڑے کی طرف جاؤ گے جس کو تم اپنے لئے تیار کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا: میں نے کوئی گھر اپنے لئے نہیں بنایا۔ فرشتہ نے جواب دیا: کیوں نہیں بنایا۔ یعنی لازمی گھر بنایا ہے۔ بادشاہ نے کہا: پھر وہ گھر کہاں ہے۔ فرشتہ نے کہا: ﴿لظی، نزاعة للشوی، تدعو امن ادبر وتولی وجمع فاعی، ثم قبض روحه ومضى﴾ اس آگ میں جو گوشت کو کھینچنے والی ہے اور اس آدمی کو بلاتا ہے جو اس سے بھاگتا ہے۔ مال کو اکٹھا کر کے محفوظ کرتا ہے پھر ملک الموت نے اس کی روح کو قبض کر لیا۔

۱۲۵ ﴿حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وسیلہ کے دعا﴾

حضرت وہب بن منبہ سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ سامان سفر تیار کر کے زمین کی سیر کرو اور ہماری قدرت کے عجائبات دیکھو۔ چنانچہ آپ نے سامان سفر تیار کر کے سیر شروع کر دی اور ایک دریا کے کنارے پہنچے تو ایک حبشی غلام دیکھا کہ وہ بکریاں چرا رہا ہے۔ آپ نے اس سے کہا: ﴿یا غلام عندک ماء او لبن﴾ اے غلام کیا تیرے پاس پانی یا دودھ ہے؟

اس نے جواب دیا: کیوں نہیں، ان دونوں میں سے جو آپ پسند کریں گے میں وہ پلاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: ﴿اسقنی شربة من الماء﴾ مجھے پانی کا ایک گھوٹ پلا دیں۔ وہ غلام ایک لالھی لے کر ایک پتھر کے پاس گیا اور کہا: ﴿عزمت علیک ایتھا الصخرة بحق خلیل الرحمان الا ما تفجرت لی علینا من الماء ثم ضربها بالعصا فانفجرت بقدرۃ اللہ تعالیٰ﴾ اے چٹان میں تجھے خلیل الرحمان یعنی ابراہیم علیہ السلام کے حق کی قسم دیتا ہوں، تو اسی وقت مجھ پر پانی چشمہ جاری

کر دے۔ پھر اس نے عصا چٹان پر مارا تو اللہ کی قدرت سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ پھر وہ غلام پانی لایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے نوش فرمایا۔ پھر آپ غلام کی طرف دیکھنے لگے، غلام نے عرض کیا: کیا آپ اس سے حیران ہو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ﴿کیف لا اعجب منه ولم ار مثله﴾ میں حیران کیسے نہ ہوں میں نے اس کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ غلام نے عرض کیا: ﴿انا احدثك باعجب منه بلغنی ان الله تعالى اتخذ من الانبياء خلیلاً وانی سالت ربی شیئاً بحق ذلك الخلیل الا اعطاه لی﴾ میں اس سے بھی حیران کن بات بیان کرتا ہوں، مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام میں سے ایک ہستی کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ میں نے اپنے رب تعالیٰ سے ان کے وسیلہ سے جو چیز بھی مانگی ہے۔ اس نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے غلام، وہ خلیل میں ہی ہوں۔ غلام نے سن کر عرض کیا: کیا آپ ہی وہ خلیل ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ (یہ سن کر) غلام سکی لے کر رویا اور چیخ ماری اور فوت ہو گیا۔ اس کے بعد آسمان سے نور کا ایک ستون اتر ااور اس نے غلام کو اچک لیا۔ اس کے بعد معلوم نہیں کہ اس کو آسمان اٹھالے گیا یا پھر زمین کھا گئی۔

﴿دنیا کے دھوکہ سے بچ جاؤ﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے واپس پلٹے اور ایک پہاڑ پر چڑھ گئے وہاں آپ نے ایک مکان دیکھا جس کے ایک دروازے کے دو کواڑ ہیں۔ جب آپ اس میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تخت پر مردہ لاش پڑی ہوئی ہے جس کے سر پر ستر حلے ہیں اور اس کے پاس ایک تختی ہے جس پر لکھا ہوا تھا کہ میں عابد کا بیٹا شداؤ ہوں۔ میں ایک ہزار سال زندہ رہا اور میں نے ہزاروں لشکروں کو شکست دی اور میں نے ایک ہزار کنواری لڑکیوں سے شادی کی اور میرے پاس ایک ہزار لڑکے پیدا ہوئے اور میں نے ستون والا شہر ارم بنایا۔ جب میری موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اپنی تمام حیلے جوئی کی، اور میری سلطنت میں جتنے اطباء تھے سب کو اکٹھا کیا، لیکن وہ مجھے موت

سے بچانے کی قدرت نہیں رکھ سکے۔ جو شخص بھی مجھے دیکھے اسے چاہیے کہ وہ دنیا سے دھو کہ نہ کھائے۔

اے لوگو! اس دنیا کو اپنی جانوں پر آسان نہ سمجھو۔ کیونکہ تم لوگ اتنی ملکیت کے مالک نہیں ہو سکتے جتنی کامیں مالک تھا اور مجھ جتنی زندگی نہیں گزار سکتے۔ مجھ سے زیادہ مال جمع نہیں کر سکتے۔ جتنا میں نے جمع کیا تھا۔ جتنی اولاد میں نے پائی اتنی تم نہیں پا سکتے۔ یاد رکھو: یہ دنیا بہت ہی مکار اور ہلاک کرنے والی ہے۔ دنیا داروں کے ساتھ کھیلنے والی ہے۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مکان سے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اور آپ سے فرمایا ﴿کیف رایت فقال یا رب رایت اموراً عجیبۃ فقال له اللہ تعالیٰ ان جمع یا ابراہیم فان عجائبی کثیرۃ لا طاقت لک علی رؤیتھا﴾ [اے ابراہیم! کیسے اور کیا دیکھا، عرض کیا: اے میرے رب، میں نے عجیب و غریب معاملات کو دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم واپس چلے جاؤ کیونکہ میرے عجائبات بہت زیادہ ہیں ان کو دیکھنے کی آپ کو ضرورت نہیں اور نہ ہی طاقت ہے۔

۱۲۶ ﴿ابراہیم بن مہدی کی کہانی اسی کی زبانی﴾

واقعی سے اس طرح کے واقعات منقول ہیں جن سے کتب تواریخ بھری ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے۔

ابراہیم بن مہدی جو ہارون رشید کا بھائی تھا اس نے اپنے بھائی ہارون کے فوت ہونے بعد اپنے بھتیجے امیر المومنین مامون رشید کے دورے خلافت میں شہر میں خلافت کا دعویٰ کر کے تین ماہ تک حکومت کرتا رہا۔ [جب مامون کو پتا چلا تو] مامون رشید نے شہر میں داخل ہو کر اعلان کرادیا کہ جو شخص اس کے چچا ابراہیم بن مہدی کو اس کے پاس تلاش کر کے لائے گا اس کو ایک لاکھ درہم یا دینار انعام دیا جائے گا۔

ابریہم بن مہدی کہتا ہے کہ اس وقت مجھے اپنی جان پر خوف ہوا اور میں اپنے معاملے میں پریشان ہو گیا کیونکہ زمین مجھ پر تنگ ہو گئی تھی۔

میں نہیں جانتا تھا کہ میں کہاں جاؤں۔ بالآخر میں حلیہ بدل کر ظہر کے وقت اپنے گھر سے نکلا اور یہ سخت گرمی کا موسم تھا چنانچہ میں ایک ایسے راستہ میں داخل ہوا جو آگے سے بند تھا۔ تو میں نے ﴿انا لله وانا الیہ راجعون﴾ پڑھا، اور کہا کہ میں نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔ اگر میں اپنے قدموں کے نشانات پر واپس آتا ہوں تو

میرا معاملہ مشکوک ہو گا۔ اور میں حلیہ بدلے ہوئے تھا۔ تو میں نے راستے کے درمیان ایک کالا غلام دیکھا جو اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ میں اس کی طرف گیا اور کہا کہ ﴿هل عندك موضع اقبل فيه ساعة من النهار﴾ کیا تیرے پاس کوئی ایسی جگہ

ہے یہاں میں تھوڑی دیر کے لئے آرام کر سکوں۔ اس نے کہا: ہاں، چنانچہ اس نے دروازہ کھولا اور اندر آنے کا کہا، تو میں ایک ایسے صاف ستھرے کمرے میں داخل ہو

اجس میں پاکیزہ بستر اور چمڑے کے تکیے موجود تھے۔ پھر وہ دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ اس کے بعد مجھے یہ خیال گزرا کہ اس نے مجھے انعام کے لالچ میں یہاں قید کر دیا ہے اور آپ مامون کو میری خبر دینے چلا گیا ہے۔ [یہ سوچتے ہی] میں نے چنگاریوں پر

لیٹنا شروع کر دیا۔ میں اسی حالت میں ہی تھا کہ وہ آگیا اور اس کے ساتھ ایک مزدور تھا جس کے پاس ہر وہ چیز تھی جس کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً روٹی، گوشت، ہنڈی، نیا گھڑا، نئے کوزے اور وہی وغیرہ تھا۔ اس نے وہ چیزیں مزدور کے سر سے اتاری اور وہ

واپس چلا گیا۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا ﴿جعلنی اللہ فداک یا سیدی انا رجل خجام والی اعلم انک تعرف لما اتولاه من معیشتی وربما لا تقبلہ لنفسک فشانک وهذا الاشیاء الّتی لم تقع علیہا ید فافعل ما تبرید فیہا﴾ اے میرے سردار، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کر دے۔ میں خجام آدمی ہوں اور میں جانتا ہوں کہ آپ میرے ذریعہ معاش کو اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ لیکن ہو سکتا

ہے کہ آپ کی طبیعت اس کو قبول نہ کرے۔ ان اشیاء میں سے کسی پر ہاتھ نہیں لگا ہے۔ جو آپ کی پسند ہو وہ لیجئے۔ یہ کہہ کر وہ مجھ سے واپس چلا گیا، مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی تو میں اپنے لئے ایک ہانڈی پکائی جس میں ایسا مزہ تھا کہ میں نے اس سے زیادہ مزہ دار کھانا کبھی نہیں کھایا تھا۔ جب میں کھانے سے فارغ ہو تو اس نے مجھ سے کہا ﴿یا مولای هل لك في الشراب فانه يسلي الهم يطيب النفس ويذهب الغم﴾ اے میرے آقا: کیا آپ شراب کا شوق رکھتے ہیں کیونکہ شراب غم کو دور کرتی ہے اور طبیعت کو خوش کرتی ہے۔ میں نے کہا ﴿لا اكره ذلك رغبة في مواساة﴾ میں اس کو ناپسند نہیں کرتا بلکہ اس کو پسند کرنے کی رغبت رکھتا ہوں۔

تو وہ شیشے کے نئے اوزانچ برتن اور مٹی کے گھرے میرے پاس لایا اور کہنے لگا ﴿یا مولای روق لنفسك كما تحب﴾ اے میرے آقا اپنے لئے جس طرح پسند ہو شراب کو صاف کر لو۔ چنانچہ میں نے بہت خوبی کے ساتھ شراب کو صاف کیا اور اس نے نئے پیالے اور مٹی کے طشت میں گلدستہ پیش کیا۔ اور عرض کرنے لگا: کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر آپ کو خوش کرنے کے لئے الگ سے شراب نوشی کروں۔ میں نے اس کو اجازت دے دی۔ میں نے اور اس نے شراب پی جب اس نے نشہ محسوس کیا تو وہ اٹھا اور اسباب کی کوٹھڑی میں جا کر ایک چوڑا بربط نکال لایا۔ پھر مجھ سے کہنے لگا: اے میرے آقا، میرا مقام یہ نہیں ہے کہ آپ پر بوجھ ڈالوں اور گانے کی فرمائش کروں۔ لیکن میرے حق کی عزت آپ کی مروت پر لازم ہے۔ اگر آپ اپنے غلام کو خوش کرنا چاہتے ہیں تو یہ آپ کے عالی ظرف ہونے کا ثبوت ہے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ تمہیں کیسے معلوم ہے کہ میں اچھا گاتا ہوں۔ اس نے کہا ﴿سبحان الله يا مولای انت بذكرك اشهر من كذا كذا انت مولای ابراهيم بن مہدی خليفتنا جعل الامامون لمن يدل عليك مائة الف من المال﴾ سبحان الله، اے میرے آقا: آپ تو شہر میں فلاں فلاں سے

بھی زیادہ مشہور ہیں۔ آپ تو ہمارے خلیفہ اور میرے آقا ابراہیم بن مہدی ہیں اور خلیفہ مامون رشید نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص آپ کا پتہ دے گا اس کو ایک لاکھ درہم انعام دیا جائے گا۔ لیکن میری طرف سے آپ کو ابان ہے۔ جب حجام نے مجھے یہ کہا تو اس کی عظمت میری نظروں میں زیادہ ہو گئی، اور اس کی مروت ظاہر ہوئی۔

اس کے بعد میں نے برہنہ لیا اور اس کو درست کیا اور میرے دل میں اپنے بال بچوں اور وطن کی جدائی کا خیال آیا اور قسم بخدا یہ ایسا مرحلہ تھا کہ کوئی شخص اس کو برداشت کرنے کا متحمل نہیں تھا۔

وعسى الذى اهدى ليوسف اهله . واعزه فى السجن وهو اسير

ان يستجيب لنا و يجمع شملنا . والله رب العالمين قدیر

ترجمہ: وہ ذات قریب ہے جس نے یوسف علیہ السلام کے لئے ان کے گھر

والوں کو ہدایت دی اور قید خانہ میں ان کو عزت عطا فرمائی۔ اس حال میں

کہ وہ قیدی تھے۔ وہی ذات ہماری دعا قبول فرمائی گی۔ اور ہماری پراگندگی

کو جمع فرمائے گا اور وہ اللہ تمام جہانوں کا پالنے والا ہر چاہے پر قدرت رکھتا

ہے۔

حجام پر کیف و سرور طاری ہو گیا بالخصوص شراب کی لذت کے ساتھ مستی کی کوئی حد

نہ رہی۔ ابراہیم کی خوش الحانی کی یہ حالت تھی کہ جب وہ اپنے غلام سے کہتا، اے غلام خچر

باندھ دے تو اس کے سننے والوں کو اس سے بھی سرور حاصل ہوتا۔ جب حجام کی طبیعت

خوش ہوئی اور اس میں انبساط نے ڈھیرہ ڈال لیا، تو اس نے عرض کیا: یا سیدی

اتاذن لی ان اغنی بما سخ لی وان کنت غیر اهل لذلك اے میرے آقا

کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ جو کچھ میرے دل پر گزری، میں اس کو

گنگناؤں اگرچہ میں اس کی اہلیت نہیں رکھتا۔ میں نے اس سے کہا بے شک یہ کام مجھ پر

تیری مروت کی زیادتی اور تیرے نفس کا سکال اور تیرے ادب کی خوبی سے ہو گا۔ چنانچہ

اس نے بڑبڑ پکڑا اور یہ شعر پڑھا۔

شکونا الی احبا بنا طول لیلنا
وذاک لان النوم یغشی عیونہم
فقالوا لنا ما اقصر اللیل عندنا
سریعا ولا یغشی لنا النوم اعینا
اذا ما دنا اللیل المضر بذی الہوم
جزعنا وهم یستبشرون اذا دنا
فلو انہم کانوا یلاقون مثل ما
نلاقی لکانوا فی المضاجع مثلنا

ترجمہ: ہم نے اپنے دوستوں سے اپنی رات کے لمبے ہونے کی شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ بہت چھوٹی رات تھی اور یہ نیند ان کی آنکھوں پر بہت جلد غالب آ جاتی ہے۔ اور ہماری آنکھوں پر نیند غالب نہیں آتی ہے۔ جب وہ رات نقصان پہچاننے والی اہل محبت کے قریب آتی ہے تو ہم ڈر جاتے ہیں لیکن وہ لوگ خوش ہوتے ہیں۔ جب وہ رات ان سے قریب ہوتی ہے تو وہ ایسی چیز سے ملتے ہیں جس سے ہم ملے ہیں تو وہ لوگ بھی اپنی خواب گاہوں میں ہماری طرح ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد مجھ پر ایسا سرور طاری ہوا کہ اس سے زیادہ ممکن نہ تھا۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ یہ سرور اور وجد مجھے لے اڑے گا۔ جو خوف مجھ پر تھا وہ سب جاتا رہا۔ پھر میں نے حجام سے کہا کہ کوئی اور (اشعار) بھی سنا۔ اس نے عرض کیا: اے میرے آقا، آپ کی محبت اور بزرگی کی وجہ سے یہ مجھے منظور ہے چنانچہ اس نے یہ اشعار پڑھے۔

نعیرنا انا قلیل عدا دنا
وما ضرنا انا قلیل وجارنا
فقلت لہا ان الکرام قلیل
عزیز وجار الا کثرین ذلیل
وانا لقموم لا نری القتل سہ
اذا ما راتہ عامر وسلول
یقرب حب الموت اجالنا لنا
وتکرہہ اعمارہم لتطول

ترجمہ: میری محبوبہ مجھے یہ طعن دیتی ہے کہ ہمارا لشکر کمزور ہے۔ میں نے اس

سے کہا کہ بے شک عزت والے کم ہی ہوتے ہیں۔ اور ہمیں ان سے نقصان نہیں پہنچا کہ ہم تعداد میں تھوڑے ہیں۔ حالانکہ ہمارا ہمسایہ عزت دار ہے۔ اور جو لوگ تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں ان کے ہمسائے ذلیل و رسوا ہوتے ہیں۔ ہم ایسی قوم ہیں جو قتل کو گالی نہیں سمجھتے۔ جبکہ قبیلہ عامر اور سلول نے قتل کو گالی سمجھا اور تنگی خیال کیا۔ موت کی محبت ہماری زندگیوں کو ہمارے اور قریب کر دیتی ہے۔ وہ عمروں کے طویل ہونے کو ناپسند جانتے ہیں۔

ابراہیم کہتا ہے کہ اس سے مجھ پر مستی طاری ہو گئی اور میں سو گیا اور عشاء کے بعد میں بیدار ہوا اور اپنا منہ دھویا اور حجام کی نقاست، حسن ادب اور عقل مندی کے بارے فکر مند ہوا۔ پھر میں نے اس کا بیدار کیا اور اشرافیوں کی ایک تھیلی نکالی جو میرے پاس تھی۔ وہ سب اس کو دے دیں۔ اور اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ دولت دی ہے اور میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ تم اس میں تصرف کرو اور جب مجھے خوف سے امن ہوگا تو تیرے لئے اس سے اور زیادہ [انعام] ہوگا۔ لیکن حجام نے وہ تھیلی مجھے واپس کر دی اور عرض کیا ﴿يَا سَيِّدِي اِنَّ الصَّعَالِيكَ مِثْلُنَا لَا قَدْرَ لَهُمْ عِنْدَكَ اخذ علي وهبني الزمان من قربك وحلولك عندي ثمنا والله لئن راجعتني في ذلك لا قتلن نفسي﴾ اے میرے سردار: بے شک ہم جیسے محتاجوں کی عزت آپ کے نزدیک ہیں ہے، کیا اس پر میں معاوضہ لوں۔ حالانکہ زمانے نے آپ کی آمد پر مجھے قرب اور فخر بخشا۔ قسم بخدا: اگر آپ نے اس تھیلی کو میری طرف واپس لوٹایا تو میں اپنے کو قتل کر دوں گا۔

کیونکہ اس کا واپس لینا میرے لیے بھاری ہے۔ جب چند دن کے بعد میں حجام سے رخصت ہو کر روانہ ہوا تو مجھے بہت سارے خیالات اور خوف نے گھیر لیا اور مجھے تجربہ ہوا کہ جو شخص مجرم ہوتا ہے اس کو بہت زیادہ خوف رہتا ہے۔ اس کا خوف اور وہم

اس کے ذہن میں بہت ساری باتیں ڈالتا رہتا ہے۔ ہر کوئی اس کی طرف دیکھتا ہے اور اس کو پہچنتا ہے اور اس کے مکان کو بھی جانتا ہوتا ہے۔ اس کا نفس کسی ایک جگہ نہیں ٹھہرتا اور پریشانی کے عالم میں تقریباً آٹھ راتیں فلاں فلاں مقام کی طرف رات کی تاریکیوں میں پھرتا رہا، جو تکلیفیں میں نے اٹھائیں وہ میرا خدا ہی جانتا ہے۔

ابراہیم کہتا کہ میں بالآخر دریا پر آیا تاکہ میں بغداد کا پل عبور کروں۔ یہ پل لوگوں کی سیر و تفریح کا مقام تھا اور اسی کے متعلق شاعر ابو جہم کہتا ہے

عین المہمان من الرصافة والجسر

انہن الہوم من حیث ادری ولا ادری

جہان کی حسین و جمیل محبوبان نے محلہ رصافہ اور پل کے درمیان میں عشق کو ابھارا۔ اس پل بغداد پر اس قدر چھڑکاؤ کیا ہوا تھا کہ وہ پاؤں کو پھسلاتا تھا، ایک فوجی سپاہی نے میری طرف دیکھا جو میری خدمت کرتا تھا تو اس نے پہچان لیا۔ اس نے کہا یہ شخص تو امیر المؤمنین کو چاہیے۔ تو وہ مجھ سے چٹ گیا۔ جان بچانے کی وجہ سے میں نے اس کو گھوڑے سمیت ایسا دھکا دیا کہ اس کا پاؤں زمین سے اکھڑ گیا اور میں نے اس کو پل کی پسیلن میں ڈال دیا۔ تو وہ اس کو عبور کرنے لگا تو وہاں لوگ جمع ہو گئے۔ میں نے پل کو طے میں جلدی کی حتیٰ میں کامیاب ہو گیا۔ اور میں ایک راستہ میں داخل ہو گیا پھر میں نے ایک گھر کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا اور اس کے دالان میں ایک عورت کو بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا کہ اے خواتین کی سردار مجھ پر ترس کھا کر میری جان بچا۔ کیونکہ میں خوف زدہ شخص ہوں۔ اس عورت نے کہا خوش آمدید، خندہ پیشانی اور عزت کے ساتھ آؤ۔ وہ مجھے ایک بالاد خانہ پر لے گئی وہاں اس نے میرے لئے فرش بچھایا اور کھانا لائی۔ اور کہا کہ اپنی جان کو یہاں آرام دو کیونکہ آپ کے متعلق یہاں کسی کو معلوم نہیں۔ اتنے میں اس کا دروازہ اس طرح کھٹکھٹایا گیا گویا کہ اس کو کوئی توار دے گا۔ وہ عورت باہر نکلی اور دروازہ کھولا تو ایک شخص اندر داخل ہوا یہ وہی شخص تھا جس کو اسے دریا پر گھوڑے سمیت دھکا دیا تھا اور یہ

اس عورت کا شوہر تھا۔ اس کے سر پر پٹی باندھی تھی اور کپڑوں پر خون بہہ رہا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ گھوڑا نہیں تھا۔ عورت نے اس سے کہا کہ کس چیز نے تم کو مصیبت میں ڈالا۔ شوہر نے جواب دیا کہ میں آج دولت حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکا لیکن وہ مجھ سے چھوٹ گیا۔ اس نے سارا قصہ اپنی بیوی کا بیان کیا۔

اس کے بعد بیوی نے اپنے شوہر کیلئے روئی نکالی اس کو جلا کر اس کے زخم کو بھرا اور اس پر پٹی باندھی اور خود اس کے لئے بستر بچھایا چنانچہ وہ کمزوری وجہ سے سویا گیا۔ پھر وہ عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی شاید میرا شوہر کے ساتھ جھگڑا ہو ہے تو میں نے کہا: ہاں۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ تم خوف زدہ نہ ہونا سکون کرو جب تک میرا شوہر بیمار ہے اس وقت تک تم میری حفاظت میں ہو۔ چنانچہ میں تین دن تک اس کے پاس بڑے اعزاز کے ساتھ مہمان رہا، پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اب میرا شوہر ٹھیک ہو گیا ہے اور میں ڈرتی ہوں کہ کہیں اسے تیزاً معلوم نہ ہو جائے اور وہ خلیفہ وقت کو تیری شکایت نہ کر دے۔ اس لئے تم یہاں سے نکل کر اپنی جان بچالو۔ میں نے رات تک صبر کیا اور عورتوں کا لباس پہن کر وہاں سے نکلا۔ اس کے بعد میں ایک عورت کے گھر آیا جو پہلے میری لونڈی رہ چکی تھی اور میں نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو آہ نغاں کرنے لگی اور میری سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے لگی۔ پھر وہ گھر سے باہر نکل کر بازار جانے کا پروگرام بنایا تا کہ میرے لئے کھانا لاسکے۔ تو مجھے پتا چلا کہ اس نے میرے متعلق بتا دیا ہے۔ اور ابراہیم موصلی اور اس کے سواروں اور پیدل لوگوں کو میرے پاس حاضر کر دیا ہے۔ اور وہ خود بھی ان کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اس نے مجھے اس کے حوالے کر دیا ہے اب تو مجھے ہر طرف موت نظر آنے لگی اور میں جس حالت میں تھا اسی میں یعنی زنانہ لباس میں مامون رشید کے سامنے پیش ہو گیا۔

اس وقت مامون ایک عام مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابراہیم موصلی مجھے اس مامون کے پاس لے گیا۔ جب میں مامون کے سامنے حاضر ہوا تو حضرت علیہ السلام

بالخلافة) میں نے اس کو خلیفہ کہہ کر سلام عرض کیا۔ تو اسکے جواب میں مامون نے کہا کہ (لا سلمك الله ولا حياك) خدا تجھے نہ سلامت رکھے اور نہ ہی زندہ رکھے۔ میں نے عرض کیا (على رسلك ان ولي الشار محكم في القصاص والعفو وان نت تعلم ان العفو اقرب للتقوى وقد جعل عفوك فوق كل عفو كما جعل ذنبى فوق كل ذنب فان اخذت فبحقك وان عفوك فبفضلك) بے شک بادشاہ بدلہ لینے اور معاف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور تم کو علم ہے کہ معاف کرنا پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے پھر تمہارا معاف کرنا ہر معاف کرنے سے اعلیٰ ہے۔ جس طرح میرا گناہ سب گناہوں سے بڑا قرار دیا گیا ہے۔ اگر تم نے مجھے پکڑا تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنے حق سے پکڑے گا اور اگر تم سے معاف کیا تو وہ اپنے فضل و کرم سے تمہیں بھی معاف کر دے گا۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا تھا۔

ذنبى اليك عظيم وانت اعظم منه
فخذ بحقك اولا فاصفح بعلمك عنه
ان لم اكن فى فعالى من الكرام فكنه
ترجمہ: میرا گناہ تیرے نزدیک بڑا ہے لیکن تم [معاف کرنے میں] اس سے زیادہ بڑے ہو۔ کہ مجھے اس گناہ سے پکڑتے ہو۔ پہلے اپنے حق کیساتھ پکڑو۔ پھر اپنے علم کے ساتھ اس گناہ کو معاف کرو۔ اگر میں اپنے کاموں کے ساتھ اچھا نہیں تو تم ان [کاموں] کے ساتھ اچھے ہو جاؤ۔

اس کے بعد مامون نے غصے کی حالت میں میری طرف اپنا سراٹھایا، پس میں نے جلدی میں کہا:

اذنت ذنبا عظيما وانت للعفو اهل
فان عفوت فمن وان جزيت فعذل

ترجمہ: میں نے بہت بڑا گناہ کیا اور تم معاف کرنے کے اہل ہو۔ اگر تم نے

معاف کیا تو تمہارا احسن ہوگا اور اگر بدلہ لیا تو یہ انصاف ہے۔

ابراہیم نے کہتے ہیں میری اس بات سے مامون کا دل نرم ہو گیا۔ میں نے اس کے کرم کی مہک سونگھی جو اس کے شامل میں تھی۔ پھر مامون نے اپنے بیٹے عباس اور اس کے بھائی اسحاق اور بنی عباس کے جو خاص لوگ حاضر تھے ان کی طرف توجہ کی اور فرمایا کہ تم لوگ اس کے معاملہ میں کیا رائے رکھتے ہو۔ سب نے ابراہیم کے قتل کا مشورہ دیا۔ لیکن نیک دل لوگوں نے اس معاملے میں اختلاف کیا۔ جن کی عادت بنی ہوئی تھی کہ وہ بادشاہوں کے سامنے کلمہ حق کہنے سے نہیں ڈرتے تھے۔ جو لوگ اس شخص کی راہ پر نہیں چلتے جو اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسد دیتا ہے وہ یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ زمانہ کربوا میں بدلتا رہتا ہے۔ اور لوگوں سے ان کے اعمال کے مطابق بدلہ لینے والا ہے۔

مامون نے احمد بن خالد سے کہا: اے خالد تیری اس بارے کیا رائے ہے؟ چنانچہ احمد بہت ہوشیار [اور چالاک قسم کا مشیر] تھا۔ وہ خلیفوں کے ارادے اور مقصد کو بہت جلدی سمجھا جاتا تھا۔ احمد جان گیا کہ مامون کا پروگرام معاف کر دینے کا ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی بات کی حمایت کرے۔

اس کے بعد احمد نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین **وَإِنَّكَ أَنْ قَسْبُكَ وَجَدْتَ مَثْلَكَ فَعَلْ مَثْلَهُ وَإِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ لَمْ اجِدْ مَثْلَكَ فَعَلْ ذَلِكَ مَعْ مَثْلَهُ**۔ بے شک اگر آپ نے اس کو قتل کر ڈالا تو میں نے آپ جیسا کام کرتے ہوئے بہت سارے [خلفاء] کو دیکھا ہے۔ یعنی کسی بادشاہ کا کسی مجرم کو قتل کر دینے کی بہت مثالیں موجود ہیں۔ اگر آپ نے ان کا جرم معاف کر دیا تو میں آپ کی یہ مثال کہیں نہیں پاؤں گا۔ اس کے بعد مامون نے اپنا سر کافی دیر تک نیچے جھکائے رکھا اور یہ شعر پڑھتا رہا۔

قومی ہم قتلوا امیم احیٰ لافلان میت اصحابی سہمی

ترجمہ: اے امیم میری قوم نے میرے بھائی کو قتل کیا، اگر میں بدلہ لینے کے لیے تیز پھینکتا ہوں تو وہ مجھے ہی لگے گا۔

جب میں نے دیکھا تو اس نے میرے سر سے اپنا مقعد پھینک دیا۔ اور نعرہ بکیر لگایا اور اہل مجلس نے بھی نعرہ بکیر لگایا۔ اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو معاف فرمائے۔ پھر مامون میری طرف توجہ کی اور کہا: کہ اے میرے چچا آپ کو کوئی خوف نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین، میرا گناہ اس سے بہت بڑا ہے کہ اس کے ساتھ میں زبان کھولوں اور کوئی بات کہوں پھر میں نے یہ کہنا شروع کیا:

ان الذی خلق المکارم حازها
فی صلب ادم للامام السابع
ملئت قلوب الناس منك مهابة
وتظل تكلوهم بقلب خاشع
ما ان عصيتك والغواة تمدني
اسبا بها الابنية طائع
فعموت عن لم یکن عن مثله
عفو ولم یشفع اليك بشافع
ورحمت الراخا کا فراح القطا
وحنین والنة بقلب جازع

ترجمہ: بے شک جس ذات نے اچھے اخلاق کو پیدا کیا ہے اس نے ان ساتویں خلیفہ کے لئے آدم کی پشت میں جمع کر دیا تھا۔ لوگوں کے دل تیرے ڈر سے بھر گئے ہیں اور تو نے خدا کے خوف سے زدہ دل سے ان کی حفاظت کرنا شروع کی ہے۔ اور میں نے تیری حکم عدولی کی شہی فرمانبرداری کی نیت سے۔ حالانکہ گمراہوں کے اسباب نے میری مدد کی۔ پس تو نے ایسے شخص کا جرم معاف کیا ہے کہ جو معافی کے قابل نہیں ہے۔ حالانکہ تیرے پاس کسی نے میری سفارش نہیں۔ اور تو نے میرے ان بچوں پر جو مرغ سنگ خوار یعنی لوائے خوروں کی طرح ہیں رحم کیا اور میری والدہ کے دل بے چین کے مالہ اور گریہ راز پر رحم کیا۔

اس کے بعد مامون نے کہا کہ اے میرے چچا آپ کو کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ میں نے آپ کو اپنی خوشی کے ساتھ معاف کیا اور میں نے آپ کو اجازت دی کہ جب آپ چاہیں میرے ساتھ اور میری سنگت میں زمین پھر فرمایا کہ اے چچا! آپ نے

اپنے عذر کی زندگی سے میرے سینہ کو کومردہ کر دیا یعنی تو نے معذرت کر کے میرے دل کے کینہ کو ختم کر دیا۔ میں نے سفارش کرنے والوں کی تلخی پلائے بغیر تجھے معاف کر دیا۔ پھر مامون نے لمبا سجدہ کیا اور اپنا سر اٹھا کر کہا: اے چچا! تجھے تمہاری دولت کے دشمن پر فتح دی۔ مامون نے کہا کہ میں نے [تمہیں معافی کا] دینے پر وگراں نہیں بنایا تھا لیکن میں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے تمہارے گناہ کی معافی کا خیال میرے دل میں ڈال دیا اور میرے دل کو تمہاری طرف سے صاف کر دیا۔ مجھے آپ وہ واقعہ بیان کیجئے جو آپ کو پیش آیا۔ چنانچہ میں نے اپنے ساتھ پیش آمدہ سارے واقعہ کی روئے زاد سنائی۔ جو معاملہ حجام، فوجی اور اس کی بیوی اور اپنی لونڈی کے ساتھ ہوا تھا وہ بھی میں نے بیان کیا۔ پس مامون نے ان سب لوگوں کو حاضر ہونے کا آڈر دیا۔ اور میری آزاد کردہ لونڈی اپنے گھر میں اس انعام کی منتظر تھی جو میری گرفتاری پر مقرر کیا گیا تھا۔ جب مامون نے اس کو حاضر کر کے اس سے کہا جو معاملہ تو نے اپنے آقا کے ساتھ کیا اس پر کس چیز نے تجھ کو ابھارا۔ اس نے عرض کی ﴿الرغبة فی المال﴾ مال کی رغبت نے ابھارا تھا۔ مامون نے اس سے کہا ﴿هل لك ولدا و زوج﴾ کیا تیرا بیٹا اور شوہر ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں ہے۔ مامون نے اس کو ہمیشہ قید کرنے اور دوسو کوڑے مارنے کا آڈر دیا۔ پھر وہ فوجی سپاہی کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا تو حجام ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے پھر اس پر ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ حجام کی دکان میں وہ اس کے ساتھ اس وقت تک کام کرتا رہے جب تک وہ قیدیوں کی نشست گاہ میں کام نہ سیکھ لے۔ اور اس کی بیوی کی عزت افزائی کی اور اس کو اپنے حرم کے محل میں داخل کیا اور فرمایا ﴿ہسذہ امرأۃ عاقلة تصلح للمهمات﴾ یہ عورت بڑی عقل مند اور بڑے کاموں کی صلاحیت رکھتی ہے۔ پھر حجام سے کہا کہ تیری مروت مجھ پر ظاہر ہوئی جو تیری اکرام اور عزت میں مبالغہ کو موجب بنی۔ پھر آڈر جاری کیا کہ فوجی سپاہی کا مکان اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب کچھ اس کے حوالے کیا جائے۔ اور اس کو خلعت دے کر ساتھ ہی بہت

سارا ساز و سامان بطور انعام کے دیا اور ہر سال ایک ہزار دینار زیادہ کیس تو اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے اور اگر وہ خطا کار ہیں تو ان کی خطاؤں کو معاف فرمائے۔

۱۲۷ حکایت ﴿حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بڑھیا﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حکایت بیان کی جاتی ہے۔ آپ کو بڑی عزت بخشی گئی تھی۔ ایک مرتبہ آپ ایک جگہ پر قیام فرما ہوئے۔ جبکہ آپ شام سے حجاز کی طرف واپس آرہے تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے غلام سے کھانا مانگا۔ لیکن انہیں کھانا نہ مل سکا۔ پھر آپ نے اپنے وکیل سے فرمایا کہ تم اس میدان میں جاؤ ہو سکتا ہے وہاں کوئی چرواہا یا کوئی قبیلہ مل جائے اور ان کے پاس کوئی کھانا یا دودھ وغیرہ ہو۔ چنانچہ وہ وکیل غلاموں کو ساتھ لے کر گیا۔ اتفاق سے وہ سب ایک بڑھیا کے پاس ایک قبیلہ میں چلے گئے۔ اور اس سے کہنے لگے ﴿ہل عندک طعام یبتاعہ﴾ کیا تیرے پاس ایسا کھانا ہے جس کو ہم خریدیں۔ اس بڑھیا نے کہا ﴿اما طعام البیعة فلا ولكن عندی ما بہ حاجة لی ولا بنائی﴾ میرے پاس کھانے فروخت کرنے کے لئے تو نہیں ہے لیکن میرے پاس اتنا کھانا ہے جس سے میں اور میرے بیٹے اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔ پوچھا ﴿فاین بنوک﴾ تیرے بیٹے کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ وہ اپنی چراگا ہوں میں ہیں اور یہ آن کی واپسی کا وقت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تو نے اپنے اور اپنے بیٹوں کے لئے کیا کچھ تیار کیا ہے؟ بڑھیا نے کہا کہ ایک روٹی ہے جو انگیٹھی کے نیچے گرم رہنے کے لئے رکھی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں، بڑھیا نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ﴿فجو دی لنا بشرطہا﴾ پھر آدھی روٹی ہمیں دے دو۔ بڑھیا نے کہا ﴿اما الشطر فلا اجود بہ واما النکل فخذوہ﴾ میں نصف روٹی نہیں دوں گی بلکہ پوری دوں گی پھر اس نے ساری روٹی انہیں دے دی۔ انہوں نے پوچھا ﴿تسمعن الشطر ونجو دین بالکل﴾ تم نصف روٹی سے انکار کرتی ہو اور

پوری روٹی دے دی۔ [اسکی وجہ کیا ہے؟] اس بڑھیا نے اس کی وجہ بیان کی اور کہا ﴿نعم لان اعطاء الشطر نقيصة واعطاء الكل كمال و فضيلة فاننا امنع ما يضرعني وامنع ما يرفعني﴾ ہاں، بے شک آدمی روٹی دینا عیب ہے اور پوری دینا کمال اور فضیلت کی بات ہے اور جو چیز مجھے گراتی ہے اس سے میں انکاری ہوتی ہوں اور جو مجھے بلند کرتی ہے اس کو میں اختیار کرتی ہوں۔ چنانچہ ان لوگوں نے پوری روٹی اٹھا لی۔ لیکن بڑھیا نے ان سے نہیں پوچھا کہ تم کون ہو، اور کہاں جا رہے ہو؟ جب وہ لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور بڑھیا کے سارے معاملے کی خبر دی۔ آپ نے تعجب کیا پھر فرمایا: اس کو ابھی میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ اس کے پاس واپس آئے اور اس سے کہا کہ ہمارے ساتھ ہمارے مالک کے پاس چلو کیونکہ وہ تم کو بلا رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ تمہارا مالک کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہمارے مالک ہیں۔ اس نے

کہا کہ میں اس نام والے کو نہیں پہچانتی۔ یہ عباس کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ یہ سن کر اس بڑھیا نے کہا ﴿وايكم هذا اهوذ والشرف العالي والذروة الرفيعة وما ذا يريد مني﴾ میرا باپ تم پر قربان ہو وہ تو عالی شرف اور بلند رتبہ کے مالک لوگ ہیں۔ وہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا ﴿مكافاتك وبرك﴾ وہ تمہیں تمہارے احسان کا بدلہ دینا چاہتے ہیں۔ بڑھیا نے کہا: آہ قسم بخدا میں نے جو کام کیا ہے اگر وہ اچھا ہے تو میں اس کا بدلہ نہ لوں گی۔ اور میں اس کا عوض کیسے لے سکتی ہوں کیونکہ ایسے کام کرنا مخلوق پر لازم ہے اس میں کسی کی شرکت کیوں کرے۔ یہ لوگ وہاں سے نہ بٹے یہاں تک کہ اس بڑھیا کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں لے آئے۔ جب وہ ان کے پاس حاضر ہوئی تو بڑھیا نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس کو مجلس کے قریب کیا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہو۔ اس

نے عرض کیا کہ میرا تعلق بنی کلب سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ﴿کیف حالک﴾ تیرا حال کیسا ہے؟ اس نے بڑھیا نے عرض کیا کہ ﴿اسہو الیسر واهجع الکثیر واری قرۃ العین فی کل شیء فلم یلک من الدنیا شیء الا وقد وجدته﴾ کم جاگتی ہوں اور زیادہ سوتی ہوں ہر چیز سے آنکھوں کو ٹھنڈی رکھتی ہوں اور دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے پایا نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تیرے بیٹے آئیں گے تو تو نے ان کے لئے کیا جمع کر رکھا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ ﴿ادخولہم ما قالہ خاتم طی حیث﴾ میں نے ان کے لئے وہ چیز جمع کر رکھی ہے جس کو خاتم طے نے کہا تھا جہاں اس نے شعر کہا ہے۔

ولقد اتیت علی الطوی واطلہ حتی انال بہ کریم الماکل
ترجمہ: اور تحقیق میں مقام طوی میں آیا اور وہاں قیام کیا۔ یہاں تک کہ میں نے وہاں عزت سے کھانا پایا۔

یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تعجب اور زیادہ ہو گیا۔ پھر آپ نے اس بڑھیا سے کہا کہ تیرے بیٹے بھوکے آئیں گے تو تو کیا کرے گی؟ بڑھیا نے عرض کیا: بے شک وہ روٹی آپ کے ہاں بڑی عظمت والی ہے۔ حتی کہ آپ نے اس بارے میں اپنی گفتگو کو اور زیادہ کیا۔ اور اپنے دل کو اس میں مشغول کیا کہ یہ بات نفس کو خراب اور نیکی میں اثر انداز ہوتی ہے۔ پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ﴿احضروا الی اولادہنا﴾ اس کے بیٹوں کو میرے پاس حاضر کرو۔ پس خادموں نے انہیں حاضر کر دیا۔ جب اس کے بیٹے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے وہاں اپنی ماں کو دیکھا تو سلام کیا۔ پھر حضرت ابن عباس نے ان کو قریب بلا کر فرمایا کہ میں نے تم کو اور تمہاری ماں کو کسی برائی کے لئے نہیں بلایا۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری حالت ٹھیک کریں اور تمہاری پریشانی کو دور کروں۔ بیٹوں نے کہا: یہ آپ کی کرم نوازی کسی سے کم نہیں ہے کہ سوال کی وجہ سے ہو یا اس کام کا بدلہ ہو جو پہلے ہو

چکا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان سے کوئی نہیں ہے لیکن چونکہ میں اس رات تمہارے پڑوس میں تمہارا پڑوسی بن کر قیام کیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اپنے مال سے کچھ تمہیں عطا کروں۔ اس بڑھیا کے بیٹوں نے کہا کہ اے حضرت ہم عیش کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور ضرورت کے مطابق ہمیں روزی مل جاتی ہے۔ اس لئے آپ اپنا مال کسی مستحق کو دیں بغیر اس ارادے کے جو پہلے ہو چکا ہے۔ اگر آپ بخشش کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہ آپ کا کام چھا ہے اور آپ کی نیکی مقبول ہے۔ پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا پروگرام تو یہی ہے۔ پھر آپ نے ان کے لئے دس ہزار درہم اور بیس اونٹ دینے کا آؤر فرمایا۔ اس کے بعد اس بڑھیا نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم میں ہر ایک اس کے بدلے ایک ایک شعر کہے اسکے بعد میں بھی اس کے متعلق کچھ کہوں گی۔

بڑھے بیٹے نے شعر کہا

شهدت عليك بطيب الكلام وطيب الفعال وطيب الخبر

ترجمہ: میں تم پر اچھے کلام اور اچھے کام اور اچھی خبر کی گواہی دیتا ہوں

درمیان والے بیٹے نے شعر کہا

تبرعت بالجوود قبل السؤال فعال عظیم کریم الخطر

ترجمہ: تم نے سوال کرنے سے پہلے بخشش سے احسان کیا اور یہ بڑا کام ہے اور کریم لوگوں کی شان ہے

چھوٹے بیٹے نے شعر کہا

حق لمن كان ذا فعله بان يشرق رقاب البشر

ترجمہ: جس کا یہ کام اسی کو زیب دیتا ہے کہ وہ لوگوں کی گزنوں کو غلام بنائے۔

بڑھیا نے شعر کہا۔

فعمرك الله من ماجله ووليت كل الرادى والحدرد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بزرگی کے ساتھ تمہاری عمر دراز کرے اور ہر ہلاکت اور خطرہ سے تم کو محفوظ رکھے۔

۱۲۸ حکایت ﴿غریب کی مدد کرنے کا صلہ﴾

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج کے ارادہ سے چلا لیکن شہر کوفہ میں داخل ہوا۔ وہاں میں نے ایک عورت دیکھی جو مردہ بطن کے پر اور بال اتار رہی تھی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ بطن تو مردہ ہے تو میں اس عورت کے پاس ٹھہر گیا۔ اور اس سے کہا اے بی بی یہ بطن مردہ ہے یا ذبح شدہ۔ اس نے جواب میں کہا کہ یہ بطن مردہ ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میں اور میرے بچے اس کو کھائیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو مردار کو حرام قرار دیا اور تو اسے اس شہر میں کھائے گی۔ عورت نے کہا کہ اے شخص ﴿انصرف عنی﴾ تم مجھ سے ہٹ جاؤ۔ لیکن میں اس سے مسلسل سوال و جواب کرتا رہا۔ بالآخر اس نے کہا ﴿ان لی اطفالاً ولہم ثلاثۃ ایام لم اجد ما اطعمہم بہ﴾ میرے بچے ہیں اور ان کو تین دن ہو گئے ہیں اور میں کوئی ایسی چیز نہیں پایا اسکی جو ان کو کھلا سکوں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک یہ سن کر وہاں گئے اور اپنی خچر پر کھانے کا سامان، کپڑا اور دیگر سامان لاد کر اس عورت کے دروازے پر لائے۔ اور وہاں دستک دی۔ جب عورت نے دروازہ کھولا تو سامان سمیت خچر کو میں نے اندر لے جا کر اس عورت سے کہا کہ یہ خرچہ، کپڑا اور سامان خور و نوش سب کچھ تیرے لئے لایا ہوں۔ اس کے بعد میں نے قیام کی نیت کی اور حج کے سفر کا ارادہ ختم کر دیا۔ کیونکہ حج کا وقت گزر چکا تھا۔ جب حاجی لوگ حج سے واپس مڑے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس اپنے شہر لوٹ آیا۔ تو لوگ حج کی مبارک دینے کے لئے میرے طرف دوڑے۔ آپ نے ان سے کہا کہ میں نے اس سال حج نہیں کیا۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ [سبحان اللہ] میں نے تیرے پاس اتنا زانوئے راہ و دیعت نہیں

رکھا تھا۔ اور ہم مکہ مکرمہ جا رہے تھے۔ پھر میں نے اپنا خرچ تم سے لے لیا تھا اور دوسرے شخص نے کہا کہ کیا آپ نے فلاں فلاں جگہ پر مجھے پانی نہیں پلایا تھا۔ آخری شخص نے کہا کہ کیا آپ نے میرے لئے فلاں فلاں چیز نہیں خریدی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرمانے لگے میں نہیں جانتا ہوں کہ آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ ﴿وانا ما حججت فی هذه السنة﴾ کہ میں نے اس سال حج نہیں کیا۔ جب رات ہوئی تو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ: اے عبداللہ بن مبارک: اللہ تعالیٰ نے تیرے صدقہ قبول فرمالیا ہے اور تیرے شکل کا ایک فرشتہ بھیجا، اس نے تیری طرف حج ادا کیا ہے۔

۱۲۹: حکایت ﴿حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب﴾

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے ﴿قد حملت بسید البریہ و خیر العالمین فاذا ولدته فسمیہ محمدا﴾ اے آمنہ: تو تمام جہانوں کے سردار اور سب سے بہتر ہستی کے ساتھ حاملہ ہو۔ جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا۔ اور ان کے گلے میں تعویذ لگانا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جب بیدار ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرے سر کے پاس ایک سونے کی تختی میں لکھا ہوا ہے۔

﴿اعینہ بالواحد من شر کل حاسد و کل خلق زائد من قائم

وقاعد و کل جن وارد یاخذ بالمرأصد فی طرق الموارد انہا

ہم عنہ بالعلی لا علی و احوطہ منہ بالید العلیا و الکف التي لا

تری ید اللہ فوق ایدیہم حجاب اللہ دون عادیہم لا یطرقونہ

ولا یضرونہ فی لیل ولا نهار ولا مقعد ولا مقام فی اجراء

اللیل و اجراء النہار مدی اللیالی والا یام﴾

ترجمہ: میں اس بچہ کو ہر حاسد کے اور ہر زائد مخلوق چاہے وہ کھڑی ہے یا بیٹھی ہوئی ہے اور ہر دیو اور سرکش جن جو آنے جائیکے راستوں میں گھات لگائے بیٹھا ہے اس کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ بلند و بالا ذات کے ساتھ اس بچہ سے ان کے شر کو روکتی ہوں اور اس کے دست بالا اور قدرت کے ساتھ جو دکھائی نہیں دیتا اس کو گھیرتی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ شیب ہاتھوں سے بلند تر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا پردہ ان کے سامنے ہے جو حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور یہ سب اس کے پاس نہ رات کو آسکتے ہیں اور نہ ہی دن کو۔ اور نہ ہی بیٹھنے کی جگہ اور نہ ہی کھڑے ہونے کے مقام کو نقصان دے سکتے ہیں۔ جب تک دن رات کا سلسلہ جاری ہے۔

﴿حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا وقت ولادت آواز سننا﴾

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے وقت کوئی منادی یہ ندا دے رہا تھا۔

﴿طوفوا بسمحمد جميع الارضين ومولد النبیین واعرضوه على كل روحی من الانس والجن والملائكة والطيور والوحش واعطوه خلق آدم ومعرفة شیث وشجاعة نوح وخلة ابراهيم ولسان اسماعیل ورضی اسحاق وفصاحة صالح وحكمة لوط وبشرى یعقوب وجمال یوسف وشدة موسى وصبرت ایوب وطاعة یونس وجهاد یوشع وصوت داود حب دانیال ووقار الیاس وعصمة یحییٰ وزهد عیسیٰ واعلموه فی جميع اخلاق النبیین علیهم الصلوة والسلام﴾

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری روح زمین اور تمام انبیاء کی جائے ولادت کی سیر کراؤ۔ اور تمام انسانوں، جنوں، فرشتوں، پرندوں اور وحشی

جانوروں پر حتیٰ کہ ہر جاندار مخلوق پر پیش کراؤ۔ حضرت آدم علیہ السلام کو خلق، حضرت شیث کی معرفت، حضرت نوح کی شجاعت، حضرت ابراہیم کی آزمائش، حضرت اسماعیل کی زبان، حضرت اسحاق کی رضا، حضرت صالح کی فصاحت، حضرت داؤد کی سریلی آواز، حضرت دانیال کی محبت، حضرت الیاس کا وقار، حضرت یحییٰ کی عصمت، حضرت عیسیٰ کا زہد تقویٰ عطا کر دیا ہے اور ہم نے تمام انبیاء کرام کی جمیع صفات و اخلاق کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں جمع کر دیا ہے۔

۱۳۰: حکایت ﴿حضرت خضر علیہ السلام اور ایک شہر﴾

حضرت خضر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آپ نے اپنی زندگی میں عجیب چیز کون سی دیکھی؟ آپ نے جواب دیا کہ میں عجیب و غریب چیز یہ دیکھی کہ میں ایک ایسے بیابان جنگل سے گزرا جہاں پر پانی نہیں تھا پھر میں اسی جگہ سے پانچ سو سال کے بعد گزر تو میں نے وہاں پر ایک بہت بڑا آباد دیکھا جو درختوں اور نہروں سے بھرا ہوا تھا۔ جو لوگ وہاں رہتے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ یہ شہر کتنے عرصہ سے آباد کیا گیا۔ انہوں نے کہا، سب خان اللہ، ہم اور ہمارے آباؤ اجداد اس شہر کو اسی طرح پہچانتے ہیں چنانچہ پھر میں وہاں سے سو سال کے بعد گزرا تو میں نے وہاں ایک بڑا دریا دیکھا اور اس میں ایک شکاری کو دیکھا اور اس سے پوچھا کہ اے شخص: جو شہر یہاں پر تھا وہ کہاں ہے؟ یہ سن کر اس نے کہا کہ، سب خان اللہ، کیا یہاں پر کوئی شہر آباد تھا ہم نے اور ہمارے آباؤ اجداد نے بھی نہیں سنا کہ یہاں کوئی شہر تھا۔ ہم صدیوں سے یہاں شکار کرتے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد میں پھر پانچ سو سال کے بعد وہاں سے گزرا تو میں نے وہاں ایک شہر آباد دیکھا جس طرح پہلی مرتبہ تھا تو اس پاک ذات کے لئے سب خوبیاں ہیں جس کو زوال اور تغیر و تبدل نہیں ہے۔

۱۳۱: حکایت ﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک کا کمال﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کو بتا دیا کرتے تھے جو ان کے والدین کھایا کرتے۔ پھر بچے وہی چیز والدین سے جا کر مانگتے تھے۔ جو انہوں نے کھا ہوتا تھا چنانچہ لوگ بچوں سے کہنے لگے تمہیں یہ کس نے بتایا ہے؟ بچے کہتے، ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بتایا ہے۔ یہ سن کر لوگوں نے بچوں کو آپ کے پاس جانے سے منع کیا۔ اور ان کو [کھیل کود کے لئے] ایک بڑے حال میں بند کر دیا تو ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے پوچھا ﴿این صبیانک؟ اهل هم فی هذا البیت﴾ تمہارے بچے کہاں ہیں؟ کیا وہ اس گھر میں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا ﴿لیس فی البیت الا قردة و خنازیر﴾ اس گھر میں نہیں ہیں مگر بندر اور خنزیر ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ﴿هم یقولون کذا لک، انشاء اللہ﴾ وہ ایسے ہی ہوں گے۔ اگر اللہ نے چاہا۔ [آپ کے کہنے کی شرط ہوئی] جب انہوں نے دروازہ کھولا تو وہ سب بچے بندر اور خنزیر بن چکے تھے۔

نوٹ: انبیاء کرام اور علماء و اولیا اور دیگر بزرگان دین کی شان میں بے ادبی کرنا ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔

۱۳۲، ۱۳۳ حکایت

﴿ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کا صدقہ﴾

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی خریدی۔ تو جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ﴿یا محمد اخراج هذه الجارية من بیتک فانها من اهل النار﴾ اے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس لونڈی کو اپنے گھر سے نکال دو کیونکہ یہ دوزخی ہے۔ حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا نے اسے کھجور دیکر گھر سے نکال دیا۔ راستہ میں جاتے ہوئے اس نے نصف کھجور کھائی اور اس قریب سے ایک فقیر گزرا، اس نے آدھی کھجور اس فقیر کو دے دی۔ اس کے فوراً بعد حضرت جبریل علیہ السلام دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا ﴿امرہ برد الجارية لانها صارت من اهل الجنة بتلك الصدقة والله اعلم﴾ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لوٹدی کو، بس بلا لو کیونکہ اب ہو صدقہ کرنے کی وجہ سے جنتیوں میں سے ہو گئی ہے۔

۱۳۴ حکایت ﴿امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا۔ ملک شام سے ایک قافلہ غلہ لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مدینہ منورہ کے تاجر لوگ غلہ خریدنے کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے ان تاجروں سے فرمایا ﴿کم تربحون سی﴾ تم مجھے کتنا نفع دو گے؟ تاجروں نے عرض کیا ﴿نربحک درہمین لكل عشرة﴾ ہم ہر دس درہم پر دو درہم آپ کو نفع دیں گے۔ آپ نے فرمایا ﴿قد زادونی﴾ مجھے اس سے بھی زیادہ نفع دو۔ تاجروں نے عرض کیا ہم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم زیادہ نفع کون دے گا؟ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ﴿ان الله زادنی بكل درهم عشرة﴾ قد جعلت هذا الطعام للفقراء ﴿بے شک اللہ تعالیٰ مجھے ایک درہم کے بدلے دس درہم نفع دے گا۔ تحقیق میں نے یہ سارا غلہ مدینہ منورہ کے فقراء کے لئے صدقہ کر دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ﴿فرایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم فی المنام وهو راكب علی بردون ابلق وعلیہ جلیہ حریر من نور

وهو مستعجل فقلت له یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی امستاق

الیک) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، اس حال میں کہ آپ ابلق گھوڑے پر سوار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسم پاک پر نور کی ریشمی چادر ہے چٹانچہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کا مشتاق ہوں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے وہ صدقہ قبول فرمالیا ہے۔ اور جنت میں ایک دہن سے ان کا نکاح کیا ہے اور میں وہاں دعوت پر جا رہا ہوں۔

۱۳۵ حکایت ﴿ڈوبنے کی مذکرنا﴾

شیوخ میں سے ایک بزرگ اسکندریہ کے تاجر کے پاس تشریف لائے۔ تاجر نے انہوں خوش آمدید کہا اور ان کی عزت کی۔ تو اس بزرگ نے اس محل میں جہاں وہ تاجر بیٹھا تھا روم کی سلطنت کے قیسی قالین دیکھے اور ان قالینوں کو دیکھ کر تاجر سے وہ قالین طلب کر لے۔ یہ معاملہ تاجر پر کافی گراں تھا تو اس نے کہا ﴿یا سیدی اعطیک عنہما ما ترید﴾ اے میرے سردار اس کے بدلہ جو چیز بھی آپ کو چاہیے میں آپ کو دے دیتا ہوں۔ بزرگ نے انکار کرتے ہوئے کہا ﴿ما اطلب شیئا غیر ہما﴾ میں ان قالینوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں طلب کرتا۔ تاجر نے کہا: اگر ضروری ہے چاہیے تو ان میں سے کوئی ایک قالین لے لیں۔ بالآخر بزرگ ان دونوں میں ایک قالین لے کر باہر نکلا۔ اس تاجر کے دو بیٹے تھے جو ہندوستان کے شہروں میں سفر کر رہے تھے۔ اور وہ دونوں الگ الگ کشتی پر سوار تھے۔ کافی عرصہ کے بعد کے ان کو خبر ملی کہ ان میں سے ایک بیٹا اپنی کشتی اور ساز و سامان سمیت ڈوب گیا ہے اور دوسرا کڑکایا صبح سلامت رہا وہ کچھ عرصہ کے بعد اسکندریہ کے قریب پہنچا۔ اس کا باپ اسے وہاں خوشی خوشی شہر کے باہر ملنے کے لئے گیا۔ جب وہ اس سے ملا تو اس کے پاس بعینہ اسی طرح کا قالین اونٹ پر لدا ہوا دیکھا۔ اور اپنے لڑکے سے اس قالین کے متعلق پوچھا کہ تم کو یہ کہاں سے ملا ہے؟ بیٹے

نے کہا کہ اے میرے باپ اس قالین کا عجیب و غریب قصہ اور عظیم نشانی ہے۔ تاجر نے کہا کہ بیٹا آپ مجھ سے بیان کریں۔ بیٹے نے کہا کہ میں نے اور میرے بھائی نے ہوا کے موافق ہندوستان کے شہروں کا سفر کیا اور ہم الگ الگ کشتی میں سوار تھے۔ جب ہم دریا کے درمیان میں پہنچے تو تیز ہوا چلی اور معاملہ سنگین ہو گیا اور دونوں کشتیاں ٹوٹ گئیں۔ اور ہر شخص اپنی کشتی کو ٹھیک کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اور ان میں سے ہر ایک نے اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد ﴿فظهر لنا شیخ و بیدہ هذا البساط فسد به مر کبنا فسرنا مع السلامة﴾ ہمارے لئے ایک بزرگ ظاہر ہوا اور اس کے ہاتھ یہ قالین تھا انہوں نے اس قالین کے ساتھ ہماری کشتی کے سوراخوں کو بند کر دیا حتیٰ کہ ہم سلامت کے ساتھ [کنارے پہنچ] گئے۔ اور وہ کشتی ایک بندرگاہ میں لنگر دی گئی ہے۔ اور جو سامان میں تھا اس کو الٹ پھینکا اور اپنی حالت ٹھیک کی۔ تاجر نے اپنے بیٹے سے کہا ﴿یا بنی اتعرف الشیخ اذا رايتہ﴾ اے بیٹا تم اس بزرگ کو دیکھ کر پہچان لو گے؟ اس نے عرض کیا: ہاں۔ تاجر اپنے بیٹے کو بزرگ کے پاس لے گیا۔ جب اس نے بزرگ کو دیکھا تو زور سے سخت چیخ ماری۔ اور عرض کیا ﴿یا ابت ہو هذا والله و خور مغشیا علیہ﴾ اے میرے باپ، اللہ کی قسم یہ وہی بزرگ ہے۔ پھر اس لڑکے پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ پھر اس بزرگ نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا تو اس کو آفاقہ ہو گیا اور اس کے دل کو سرور آ گیا۔ اس کے بعد تاجر نے بزرگ سے عرض کیا ﴿لسم لاعرفتہ یا سیدی بحقیقة الامر حتی کنت ادفع الیک البساطین﴾ اے میرے سردار: آپ نے اس واقعہ کی حقیقت مجھ کیوں نہیں بتائی؟ یہاں تک کہ میں دونوں قالین آپ کے حوالے کر دیتا۔ اس بزرگ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہی کچھ ایسا تھا۔

۱۳۶ حکایت ﴿صدقہ کا نور قبر میں﴾

حضرت ابوصالح رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک جمعرات کو جامع مسجد میں نماز فجر پڑھنے کے ارادہ سے نکلا۔ تو میرا گزرا ایک قبرستان سے ہوا تو میں دل میں سوچا کہ اگر میں طلوع فجر تک یہاں ٹھہر جاؤں تو بہتر ہے اس کے بعد میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور مجھے اونگھ آگئی۔ تو میں کیا دیکھتا ہوں ﴿کان اهل القبور قد خرجوا منها و علیہم ثياب بیض و جلسوا حلقا حلقا يتحدثون﴾ کہ قبروں والے اپنی اپنی قبروں سے نکلتے ہیں اور ان کے بدن پر سفید کپڑے ہیں اور وہ سب حلقہ کی شکل میں بیٹھا کر آپس میں باتیں کرنے لگے۔ ان میں میں نے ایک ایسا نوجوان بھی دیکھا جس کے کپڑے میلے کچیلے اور وہ پریشان الگ سے بیٹھا ہوا ہے۔ وہ قبروں والے وہاں زیادہ دیر نہیں بیٹھے یہاں تک کہ ان کے پاس رومالوں سے ڈھکے ہوئے طباق آئے۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک طباق لیا اور اپنی اپنی قبروں میں داخل ہو گئے۔ لیکن وہ نوجوان اکیلا رہ گیا۔ اور اس کے پاس کچھ نہیں آیا۔ پس وہ پریشان اور غمگین حالت میں اٹھا اور اپنی قبر میں داخل ہونے لگا۔ میں نے اس سے کہا ﴿یا عبد اللہ مالی اراک حزینا وما هذا الذی رايت﴾ اے اللہ کے بندہ! یہ کیا بات ہے کہ میں تجھے پریشان دیکھا رہا ہوں۔ اور جو کچھ میں دیکھا رہا ہوں وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: اے صالح کیا تم نے طباق دیکھے ہیں۔ میں نے کہا: ہاں، لیکن وہ طباق کس لئے تھے۔ اس نوجوان نے جواب دیا ﴿ہی طباق الاحیاء لموتناہم کلما تصدقوا عنہم ودعوا الہم جاءہم ذلک فی یوم الجمعة فی الاطباق کما رايت﴾ ترجمہ: کہ یہ وہ طباق ہیں جو زندہ لوگوں نے اپنے فوت شدہ حضرات کے لئے بھیجے ہیں جب وہ لوگ اپنے فوت شدہ حضرات کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ تو وہ جمعہ کے دن طباقوں میں رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

اور میں ہند کا غریب الوطن مسافر ہوں۔ میں حج کے ارادہ سے اپنی ماں کو لے کر
بصرہ کی طرف جا رہا تھا کہ اسی جگہ پر پہنچ کر میں فوت ہو گیا۔ اور میری ماں نے دوسری
شادی کر لی اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ مشغول ہو گئی، مجھے صدقہ اور دعا میں بھولا دیا۔ اس
کی یہ حالت ہو گئی جیسا کہ اس کا کوئی بیٹا تھا ہی نہیں۔ دنیا نے اس کو اپنے معاملہ میں
مصرف کر رکھا ہے اور میرے بعد مجھے کوئی یاد کرنے والا بھی نہیں ہے اس لئے میں
پریشان ہوں۔ میں نے اس سے کہا ﴿ایمن منزل والدتک﴾ تیری والدہ کا مکان کہا
ن ہے؟ اس نے بتایا: تو میں صبح کی نماز پڑھ کر اس کے گھر کی تلاش میں نکلا حتیٰ کہ وہ مکان
مجھے مل گیا۔ پس میں نے دروازہ پر دستک دی۔ اس نے کہا: کون دستک دے رہا
ہے؟ میں نے کہا کہ میں صالح مری ہوں۔ اس نے اندر داخل ہونے کی اجازت دے
دی۔ تو میں اندر داخل ہوا۔ تو میں نے اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جو بات میں تم
کہوں اس کوئی سننے نہ پائے۔ پھر میں پرزہ کے قریب ہو کر اس سے کہا ﴿یرحمک اللہ
هل لك من ولد﴾ کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے۔ کیا تیرا کوئی لڑکا ہے۔ اس نے کہا
کہ نہیں پھر میں نے اس سے کہا ﴿هل كان لك ولد﴾ کہ کیا تیرا کوئی بیٹا تھا؟
اس نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہا کہ ہاں میرا ایک بیٹا تھا اور وہ جوانی میں ہی فوت
ہو گیا تھا۔ پھر میں نے اس سے سارا قصہ بیان کیا۔ یہ سن کر وہ اتنی رولی کہ اس کے آنسو
اس کے چہرے پر آ گئے۔ پھر وہ کہنے لگی ﴿ذلك من کبدی والحشا کیف وقد
کنان بطنی له وعاء وثدی سقاء وحجری له جواء﴾ وہ تو میرے جگر ہے اور
میرے جسم کا غصہ ہے اور ایتنا کیوں نہ ہو حالانکہ میرا پیٹ اس ٹھیکانہ رہا اور میرا سینہ اس
کیلئے دودھ کا چشمہ رہا اور میری گود اس کے لئے گہوارہ تھی۔ اس کے بعد اس نے ایک
ہزار درہم میرے سپرد کیے اور مجھ سے کہا کہ میرے محبوب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک
کے لئے ان کو صدقہ کر دینا۔ تم بخدا دعا اور صدقہ کے بعد عمر بھر اس کو نہیں بھولوں گی۔
صالح مری علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں وہاں سے چلا اور ایک ہزار درہم اس لڑکے کی

طرف سے صدقہ کیا، پھر جب دوسرا جمعہ آیا تو میں نے نماز فجر کے لئے جامع مسجد کا ارادہ کیا اور اس کی طرف متوجہ ہوا۔ پس میں اسی قبرستان کے پاس سے گزرا اور اپنی پہلی جگہ دو رکعت نماز ادا کی پھر سو گیا۔ اس کے بعد میں نے قبرستان والوں کو پہلی حالت میں دیکھا اور اس نوجوان کو بھی دیکھا کہ اس کے جسم پر صاف ستھرے کپڑے ہیں۔ اور وہ خوش خرم حالت میں میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا ﴿یا صالح جزاك الله عني خيرا وقد وصلت الهدية الي﴾ اے صالح، اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے بہتر جزا دے۔ تحقیق وہ ہدیہ میرے پاس پہنچ گیا ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ (ہل تعرفون نهار الجمعة) کیا تم جمعہ کے دن کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ [پھر کہنے لگا] ﴿وان الطيور لتعرفها وتقول سلام سلام خشية من القيامة فيها﴾ بے شک اس دن کو پرندے بھی پہچانتے ہیں اور قیامت کے خوف سے اس دن کو سلام سلام کہتے ہیں۔

لطیفہ: ﴿حار آسمانی برکتیں﴾

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا ﴿یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما الذي لا يخل منه﴾ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی چیزیں ہیں جن کا منع کرنا حلال نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿الماء والملح والنار﴾ پانی، نمک اور آگ۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کو تو ہم پہچانتے ہیں۔ لیکن نمک اور آگ [میں کیا حکمت ہے] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿من اعطى الملح فكانما تصدق بجميع ما طيبه الملح ومن اعطى النار فكانما تصدق بجميع ما صنعته تلك النار ومن سقى مسلما شربة ماء حيث يوجد الماء فكانما اعتق رقبة ومن سقى مسلما شربة ماء حيث لو سيوجد الماء فكانما احياه﴾ جس نے نمک دیا گویا کہ اس نے سارا کھانا صدقہ کیا جس کو نمک نے مرے دار

بنایا۔ اور جسے آگ دی گویا کہ اس نے بھی سارا کھانا صدقہ کیا جس کو آگ نے تیار کیا اور یہاں پر پانی میسر ہو وہاں پر اگر کسی نے پانی کا ایک گھونٹ پلایا تو گویا کہ اس نے ایک غلام آزاد کیا اور یہاں پر پانی میسر نہ وہاں پر اگر کسی نے کسی کو ایک گھونٹ پانی پلایا تو گویا کہ اس نے زندگی بخشی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿اربع برکات انزلها الله من السماء الى الارض الماء والملح والنار والحديد﴾ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے چار برکات زمین کی طرف نازل فرمائی ہیں۔ پانی، نمک، آگ اور لوہا۔

فائدہ ﴿دنیا کا بہترین عمل﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک لاکھ چودہ ہزار کلمات تین دن میں بطور راز کے فرمائے۔ ان میں سے ایک یہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بناؤٹ اور تصنع کے ساتھ نیک سیرتی حاصل کرنے والوں نے میرے نزدیک کوئی ایسی نیک سیرتی حاصل نہ کی جو دنیا میں زہد اور کم رغبتی کے برابر ہو [دنیا سے بے رغبتی کے برابر کوئی نیک نہیں] اور میرا قرب حاصل کرنے والوں نے ممنوعات شرعیہ سے اپنے آپ کو بچانے سے بڑھ کر کوئی قرب حاصل نہیں کیا۔ یعنی ممنوعات شرعیہ سے بچنے میں ہی قرب خداوندی ہے۔ اور میری عبادت کرنے والوں میں کوئی عبادت ایسی نہیں جو میرے دُور سے رونے کے برابر ہو سکے۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ﴿یا رب فماذا اعددت لهم وبما ذا جزیہم﴾ اے میرے رب عزوجل: وہ کیا چیز ہے؟ جو تو نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہے۔ جس کے ساتھ تو ان کو جزا دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یا موسیٰ اما الزاہدون فقد ابحت لهم جنتی یتبتون فیہا حیث شاءوا واما الوریعون فادخلہم الجنة بغير حساب واما لباکون فلہم الرفیق الاعلی لا یشارکہم احد فیہ﴾ اے موسیٰ میں نے حرام

ہیزوں سے بچنے والوں کے لئے اپنی جنت حلال کر دی ہے۔ وہ لوگ اس جنت میں جہان چاہیں گے رہیں گے اور اپنے پرہیزگاروں کو میں بغیر حساب کے جنت میں داخل کیا ہے اور جو لوگ میرے خوف سے روتے ہیں ان کے لئے اپنی رفاقت رکھی ہے یعنی میری ذات میں ان کو کوئی شریک نہ ہوگا۔

نصیحت: ﴿شیطان کی تجارت﴾

بعض بزرگوں نے کہا کہ شیطان لعین ہر روز لوگوں پر دنیا پیش کر کے کہتا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہے جو ایسی چیز خریدتا ہے جو اس کو نقصان دے لیکن نفع نہ دے۔ اور اسے غم و پریشانی میں مبتلا کرے۔ خوش نہ کرے تو اہل دنیا اور اس کے عشاق کہتے ہیں کہ ہم اس کے خریدار ہیں۔ تو شیطان لعین کہتا ہے کہ دنیا کی قیمت درہم و دینار نہیں ہے بلکہ اس کی قیمت وہ ہے جو جنت میں تمہارا حصہ ہے۔ اور میں نے دنیا کو جنت کے عوض خریدا ہے اور اس سے چار چیزیں حاصل کی ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ۲۔ اس کا غضب ۳۔ اس کا غصہ ۴۔ اس کا عذاب۔

دنیا والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر راضی ہیں۔ اس کے بعد شیطان کہتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس پر نفع زیادہ دوں۔ اس پر دنیا والے کہتے ہیں۔ ہاں اس پر نفع بہتر ہے۔ وہ دنیا والوں کو دنیا کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ پھر بکاتا ہے کہ یہ میری کتنی ہی بری تجارت ہے۔

۱۳۷ حکایت: ﴿عدل کر نیوالوں کے جسم کو زمین نہیں کھاتی﴾

خلیفہ مامون کو کسری کے بادشاہ کے عدل و انصاف کی اطلاع ملی، اس نے کہا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ زمین عادل بادشاہوں کی جیسوں کو نہیں کھاتی اور میں یہ عزم کیا ہے کہ کسری کے بادشاہ کو امتحان لوں۔ چنانچہ خلیفہ مامون بذات خود بادشاہ کے شہر کی طرف گیا ﴿وفتح قبره ونزل اليه بنفسه وكشف عن وجهه فاذا هو في غاية

الجمال والشباب التي عليه باقية على جدتها لم يتغير وراى فى اصبعيه خاتما من الياقوت الاحمر ليس فى خزائن الملوك مثله وعليه كتابه بالفارسيه ﴿ اور اس کی قبر کھولی اور خود اس میں اتر کر اس کا چہرہ کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہے اور وہ کپڑا جو اس کے جسم پر تھا وہ بھی بالکل نئے اپنی پہلی حالت میں باقی ہے۔ ان میں کوئی بھی تبدیلی نہیں آئی اور اس کی انگلی میں سرخ یاقوت کی ایک ایسی انگوٹھی تھی کہ اس طرح انگوٹھی بادشاہ کی خزانے میں بھی نہیں تھی۔ اور فارسی میں اس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔

خلیفہ مامون یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ یہ آدمی تو مجوسی تھا جو آگ کو پوجتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے عدل و انصاف کو ضائع نہیں فرمایا جو یہ اپنی قوم کے ساتھ کرتا تھا۔ پھر مامون نے حکم دیا کہ اس [لاش کو] دیباچ کے ایسے کپڑے کے ساتھ دفن کیا جائے جو سونے وغیرہ سے مرصع اور مزین ہو۔ اور پہلے کی طرح اس کی قبر کو بند کر دیا۔ مامون کے ایک خسرہ خادم بھی تھا اس نے خلیفہ مامون کو غافل پا کر وہ انگوٹھی اس میت کے ہاتھ سے اتار لی۔ جب خلیفہ مامون کو اس بات کو پتا چلا۔ تو اس نے اس غلام کو ہزار کوڑے مارے اور سندھ کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اور وہ انگوٹھی کسری کے بادشاہ کی انگلی میں پہلے طرح دوبارہ پہنا دی۔ اور کہنے لگے کہ اس خسرے غلام نے مجھے عجم کے بادشاہوں کے سامنے بے عزت کرنا چاہا وہ بادشاہ کہیں گے کہ مامون قبروں کو کھود کر مردوں کے کفن چوری کرتا تھا۔ پھر اس نے کسری بادشاہ کی قبر پر سیسہ بکھلانے کا حکم دیا کہ وہ قبر دوبارہ کھولی نہ جاسکے۔

۱۳۸: حکایت ﴿قصہ الف لیلة﴾

ایران کا ایک بادشاہ جب بھی کسی عورت سے نکاح کرتا تو ایک رات گزار کر اگلے دن اسے قتل کر دیتا ایک بار اس نے ایک بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی جو عقل و دانش والی

تھی جب رات کو وہ اس کے کمرے میں آیا تو اس نے ایک بے مقصد طویل کہانی سنائی شروع کر دی اور اتنی طویل کر دی کہ رات گزر گئی لیکن کہانی کا کچھ حصہ باقی رہ گیا بادشاہ کو کہانی مکمل سننے کا شوق ہوا (وہ قتل سے بچ گئی) جب اگلی رات آئی بادشاہ نے کہانی کا بقیہ حصہ سننے کا شوق ظاہر کیا اور کہا کہ سناؤ چنانچہ اس نے کہانی سنائی شروع کی مگر آج رات بھی کہانی پوری نہ ہو سکی حتیٰ کہ ہزار رات وہ اکٹھے رہے یہاں تک وہ لڑکے سے حاملہ ہو گئی تو اس نے بادشاہ کو اس کی اطلاع کر دی اور اب اس نے بتایا کہ کہانی والا بہانہ میں نے اس لیے بنایا تھا۔ بادشاہ نے اسے بڑی دانا و ذہین شمار کیا اور اس میں رغبت کا اظہار کیا اور اسے باقی رکھا (اور قتل نہ کیا) پس اس سارے واقعہ کو کسی نے جمع کر کے کتاب بنادی اور اس کتاب کا نام الف لیلہ رکھ دیا اور یہ سب من گھڑت جھوٹ تھا کئی لوگوں کا خیال ہے کہ فارس میں بے مقصد داستان گوئی کا بنیاد یہی ہے۔

۱۳۹: حکایت ﴿رب تعالیٰ کی رضا اور حضرت علی المرتضیٰ﴾

حضرت علی المرتضیٰ نے کسی ایک جنگ میں کسی شخص کو پچھاڑ کر اس کے سینہ پر بیٹھ گئے تاکہ اس کو قتل کر دیں۔ تو اس شخص نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ اس کو چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اس شخص نے آپ سے اس کی پوچھی تو آپ نے فرمایا ﴿انہ یصق وجهی فحفت ان یکون قتلی لہ عیظا منی علیہ بدل ک وما کنت اقبل الا خالصا لوجه اللہ تعالیٰ﴾ بے شک تو نے میرے چہرے پر تھوک دیا۔ میں اس بات سے ڈر گیا کہ کہیں اس کو قتل کرنا میرے غصہ کی وجہ سے نہ ہو۔ میں تو اس کو قتل صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا چاہتا تھا۔

۱۴۰: حکایت ﴿دودھ اور شہد دینے والی بکری﴾

بعض بزرگوں میں سے کسی نے فرمایا کہ میری عادت تھی کہ میں عورتوں سے ملاقات نہیں کرتا تھا۔ میں نے فلاں شہر میں ایک صاحب کرامت ولیہ خاتون کی

شہرت سنی ہے۔ پس میرے دل میں ان کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ مجھے ان کی کرامت پر مطلع کیا گیا کہ اس کے پاس ایک بکری ہے جو دودھ اور شہد دیتی ہے۔ پس میں نے اس کے شہر میں پہنچ کر ایک نیا پیالہ لیا۔ اور اس کے پاس جا کر اسے سلام کیا اور کہا کہ میں تیری کرامت دیکھنا چاہتا ہوں جو بکری تیرے پاس ہے۔ اس ولیہ خاتون نے خوش آمدید کہتے ہوئے بکری حاضر کر دی۔ میں نے اس سے دودھ اور شہد نکال کر نوش کیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو حیران ہو کر پوچھا: یہ بکری تو نے کہاں سے لی ہے۔ اس کا واقعہ بیان فرمائے گی۔ اس ولیہ نے بیان کیا کہ، ہاں، ہمارے پاس ایک بکری تھی جس کا ہمارے بچے دودھ پیتے تھے اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ پس عید کا دن آیا تو میرے شوہر نے کہا کہ کیا اس بکری کی قربانی نہ کر دیں؟ میں نے اس سے عرض کیا کہ لا تفعل فان الله قد رخص لنا في الترك وهو يعلم حاجتنا اليها۔ تو ایسا نہ کر [کیوں کہ ہم غریب ہیں، اس لئے ہم پر قربانی فرض نہیں] اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بارے میں رخصت دی ہے حالانکہ وہ پاک ذات ہماری حاجت کو خوب جانتی ہے۔ میرا خاوند نیک شخص تھا اس نے میری بات مان لی اور قربانی نہ کی۔ اسی دن ہمارے گھر میں ایک مہمان آیا۔ تو میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مہمان کی خدمت تو اضع کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب اس کے لئے بکری ذبح کرنی چاہیے۔ بکری کے ذبح کرنے پر بچوں کے رونے کا خطرہ تھا اس لئے میں نے کہا کہ اس کو گھر سے باہر دیوار کے پیچھے لے جا کر ذبح کیا جائے۔ تاکہ بچے نہ دیکھیں۔ شوہر دیوار کے پیچھے بکری ذبح کرنے لگے تو میں نے کچھ دیر بعد دیکھا کہ ایک بکری دیوار پر کودی اور ہمارے گھر کے اندر آ گئی۔ میں نے خیال کیا کہ شاید بکری قابو سے نکل کر دیوار پر چڑھ گئی ہے۔ میں نے دیوار کے پیچھے دیکھا تو شوہر بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ تو میں نے دوسری بکری کا اس سے ذکر کیا۔ اس نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے اچھی بکری عطا فرمائی ہو۔ حقیقتاً ایسا ہی ہوا کہ وہ بکری دودھ دیتی تھی۔ لیکن یہ بکری دودھ کے ساتھ شہد بھی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

مہمان کی مہمان نوازی کا ہمیں یہ صلہ عطا کیا۔

۱۴۱ حکایت: خلوص کے بغیر عمل فضول ہے

ایک شخص خراسان سے حج کے ارادہ سے بغداد آیا اور اس کے ساتھ بہت سارا مال تھا۔ اس کا مال زائدوں میں سے ایک شخص کے پاس بطور امانت رکھا ہوا تھا۔ اس سے کہا کہ میرے حج سے واپس آنے تک اس کی حفاظت کرنا اور وہ خود حج پر روانہ ہو گیا۔ جب وہ شخص حج سے واپس آیا تو وہ زائد شخص فوت ہو چکا تھا۔ اس نے اس زائد کے عزیز و اقارب سے اس امانت کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ کسی کے متعلق زائد نے مال وصیت کی تھی اس کے جواب میں گھر والوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر وہی خراسانی حاجی نے اپنے مال کے متعلق بعض علماء سے پوچھا کہ اس کے مال ملنے کا کوئی طریقہ ہے؟ علماء نے جواب دیا کہ تیرے لئے ضروری ہے کہ تو واپس مکہ مکرمہ جا اور آب زمزم کے پاس کھڑے ہونا۔ اس لئے کہ وہاں مومنوں کی ارواح جمع ہوتی ہیں۔ تم نے اس فوت شدہ زائد کا نام لے کر آواز دینا اگر وہ جواب دے تو اس سے اپنے مال کے متعلق پوچھا لینا ورنہ شہر حرم موت میں واقع کنائیں بڑھوت پر جانا وہاں کھڑے ہو کر اس کا نام لے کر آواز دینا۔ کیونکہ وہاں فساق فجار لوگوں کی روچیں جمع ہوتی ہیں۔ چنانچہ وہ شخص مکہ مکرمہ آب زمزم کے پاس جا کر اس نے اس زائد کا نام لے کر آواز دی تو اس زائد نے جواب دیا پھر اس سے پوچھا کہ میرا مال کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ فلاں جگہ پر ہے۔ تم میرے بیٹوں کے پاس جاؤ اور انہوں کو وہ جگہ بتاؤ۔ وہ تم کو تمہارا مال دے دیں گے۔ اسکے بعد اس شخص نے اس سے کہا کہ تم عبادت گزار نہیں تھے۔ کس چیز نے تم کو اس کنوئیں میں گرایا ہے۔ زائد نے جواب دیا کہ میرے اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہ تھے اور نہ ہی اعمال میں اخلاص تھا۔

۱۴۲ حکایت: ﴿درود شریف کی برکت سے سیاہ چہرہ چمک اٹھا﴾

ایک شخص سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ سفر پر تھا اور اس کے ساتھ اس کا باپ بھی تھا۔ اس کا باپ دوران سفر کسی شہر میں بیمار ہوا اور فوت ہو گیا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کا چہرہ اور سارا جسم سیاہ ہو چکا ہے اور اس کا پیٹ سارا پھول گیا ہے تو میں نے استرجع پڑھی ﴿انا لله وانا الیہ راجعون﴾ کچھ دیر بعد نیند نے گھیر لیا جس کی وجہ سے مجھے اونگھ آگئی تو میں نے خواب میں دیکھا ﴿رجلا حسن الصورة طيب الرائحة جاء الى انى مسح وجهه وجسده فزال بك فقال انا محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم وان اباك كان مسرفا على نفسه الا انه كان يكثر الصلوة على﴾ ایک خوبصورت چہرہ والا شخص تھا اس کے جسم سے خوشبو آ رہی تھی۔ وہ ہستی میرے باپ کے پاس آئی اور اس کے چہرے اور جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا اس کے چہرے کی سیاہی جاتی رہی۔ یعنی چہرہ چمک اٹھا میں نے اس سے عرض کیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں اللہ کا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ تیرا باپ گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اپنے نفس پر انہماک کرنے والا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ وہ مجھ پر درود پاک کثرت سے پڑھتا تھا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اپنے باپ کے چہرے کو نور علی نور دیکھا تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور اس کو کفن دے کر میں نے دفن کر دیا اور اس کے بعد بذات خود میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے سے کبھی غافل نہیں ہوا۔

۱۴۳ حکایت: ﴿حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس کا فائدہ﴾

ایک شخص امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو اس نے دیکھا کہ آپ لوگوں کو وعظ فرما رہے ہیں۔ وہ شخص بھی وعظ سننے کے لئے بیٹھ گیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم سے کوئی قضاے حاجت کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی ناک پر

ہاتھ رکھ لے۔ اس آدمی نے وہ مسئلہ یاد کر لیا۔ اور وہاں سے چل دیا۔ ایک دن وہ سفر میں تھا اس کو پیشاب کی حاجت ہوئی تو اس نے ایک جگہ دیکھی اور اس میں داخل ہوا تا کہ وہ اپنی حاجت پوری کرے۔ چنانچہ اس کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ مسئلہ یاد آگیا۔ اس نے اپنا ہاتھ اپنی ٹاک پر رکھ لیا۔ اس جگہ اس شخص کا ایک دشمن اس کی ٹاک میں بیٹھا ہوا تھا۔ تا کہ وہ تیر مار کر اس کو قتل کر دے۔ لیکن اس کو شک ہوا کہ شاید وہ شخص نہ ہو کوئی اور نہ ہو۔ اسی شک کی بناء پر وہ رک گیا اور سوچو بچا کرنے لگا۔ اس کے ٹاک پر ہاتھ رکھنے کی وجہ وہ دشمن اس کو پہچان نہ سکا۔ پھر وہ واپس آگیا اور اس سے کوئی کلام نہ کیا اور وہ مسئلہ اس کی نجات کا ذریعہ بن گیا۔

۱۴۴ حکایت ﴿حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا تقویٰ﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوا تا کہ آپ سے وہ بچہ علم حاصل کرے۔ ایک دن ایک آدمی فوت ہو گیا لوگوں نے امام اعظم کو نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بلایا۔ جب آپ تشریف لائے تو لوگ جمع ہو چکے تھے۔ سخت گرمی کا دن تھا لوگوں نے ایک جگہ کے علاوہ کوئی ایسی جگہ نہ پائی جہاں دھوپ سے بچاؤ کیا جاسکے۔ لوگوں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ اس جگہ بیٹھیں۔ آپ نے پوچھا کہ جگہ کس کی ہے؟ بتایا گیا کہ یہ جگہ اس لڑکے کے باپ کی ہے جو آپ کا شاگرد ہے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اس جگہ بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ شاید میرے بارے میں یہ گمان کیا جائے کہ میں اس لڑکے کو اس سایہ کے عوض پڑھاتا ہوں۔

۱۴۵ حکایت ﴿ماں کا حق ادا نہیں ہو سکتا﴾

ایک بزرگ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک عمر رسیدہ خاتون کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے گھوم رہا ہے۔ بزرگ نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس نے کہا

کہ ﴿ہی امی وانا احملها مدة سبع سنين فهل ادیت بحقها یا سیدی﴾ یہ میری ماں ہے اور میں اسے سات سال سے اٹھائے ہوئے ہوں۔ اے میرے آقا: کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ﴿لا ولو كان الف سنة لا يساوی ذلك قيامها لك ليلة من الليالي وسقيها لك سقيا من ثديها﴾ نہیں، اگرچہ تیری عمر ایک ہزار سال بھی ہو اور تو اسے اٹھائے پھیرے تب بھی اس کی ایک رات کے اٹھانے کا بدلہ نہیں ہو سکتا اور اس نے اپنی چھاتی سے جو دودھ پلایا ہے اس کا حق نہیں دے سکتا۔ پس وہ شخص رویا اور واپس آ گیا۔

۱۴۶: حکایت ﴿پریشانی اور مصیبت کو دور کرنے کی دعا﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کتنی کتابیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام پر نازل فرمائی ہیں۔ حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چار سو کتابیں نازل فرمائی ہیں۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ ان میں سے کچھ کتابیں اٹھالی گئیں ہیں۔ حضرت وہب نے جواب دیا کہ ہاں، ان میں سے بارہ کتابیں اٹھالی گئیں ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ آپ نے ان میں سے کتنی کتابیں پڑھی ہیں؟ حضرت وہب نے جواب دیا کہ جو باقی بچ گئیں ہیں ان میں سے ان سب کا مطالعہ کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کیا آپ نے ان کتابوں میں کوئی دعا بھی پڑھی ہے جو پریشانی اور مصائب کو دور کرنے میں فائدہ مند ہو۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، میں نے ان کتب میں نافع مند اور کافی شافی دعا اس شخص کے لئے پائی ہے جس کی طبیعت صاف ہو۔

﴿و هو اللهم يامن يملك حوائج المسائلين ويعلم ضمائر الصامتين فان لك في كل مسألة سمعا حاضرا وجوابا عتيذا﴾

وان لك بكل صامت علما محيطا مواعيدك الصادقة وايا
ديك الفاضلة ورحمتك الواسعة ﴿﴾

اے اللہ عزوجل اور اے وہ ذات جو سوال کرنے والوں کی حاجتوں کی مالک ہے اور خاموش اور بے زبان جانوروں کے دلوں کے بھیدوں کو جانتی ہے۔ بے شک تیرے لیے سوال میں شہوائی حاضر ہے اور جواب موجود ہے اور بے شک تیرے لیے ہر خاموش کے لیے علم محیط ہے اور تیرے وعدے مکے اور تیرے احسانات بزرگ ہیں اور تیری رحمت وسیع ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس دعا کو کئی مرتبہ آزمایا لیکن کامل پایا۔ میں اس دعا کی حسن و خوبی کے برابر کسی دعا کو نہیں پایا۔

﴿چار شخصیات پر مکڑی نے جالاتنا﴾

کہا جاتا ہے کہ چار ہستیوں پر مکڑی نے جالاتنا ہے۔ ان میں سے ایک ذات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار میں تھے۔

اور دوسرے حضرت عبداللہ بن امیہ رضی اللہ عنہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بعض مشرکین کو قتل کرنے کے لئے روانہ کیا تھا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان مشرکین کو قتل کیا۔ جب کفار نے ان کو پایا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک غار میں گھس گئے اور مکڑی نے ان پر جالاتنا دیا، اور وہ کفار کو نظر نہ آئے۔

تیسرے حضرت زید بن زین العابدین بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم پر مکڑی نے جالاتنا تھا جب حضرات زید رضی اللہ عنہ کو ننگے کر کے ۱۲۱ھ میں سولی دیا گیا تھا چار سال تک وہ اسی حالت میں رہے۔ جب ان کے حیرے کو قبلہ سے پھرا جاتا تو لکڑی گھوم کر پھر قبلہ کی طرف ہو جاتی تھی۔ اسکے بعد کفار نے ان کو سولی سے اتار کر انکی لاشیں مبارک کو خلا دیا تھا۔

بہت سارے لوگ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے بیعت بھی تھے اور کوفیوں کی ایک جماعت ان سے یہ کہتی تھی کہ آپ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بیزاری کا اظہار کریں تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس بات سے انکار کیا۔ تو کوفیوں نے کہا کہ ﴿نسر فضک﴾ ہم آپ کو چھوڑتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس جماعت کا نام رافضی پڑ گیا [اسی لئے شیعہ کو رافضی کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بغض و عداوت رکھتے ہیں حتیٰ کہ ان کی صحابیت اور خلافت کا بھی انکار کرتے ہیں]

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عراق کی والی عمرو ثقفی سے جو حجاج بن یوسف کو بھتیجا تھا، ان سے جنگ کی تھی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ پر عمرو ثقفی غالب آ گیا تھا۔ اسی لئے ان حضرت زید کے ساتھ وہ سلوک کیا جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ ہشام بن عبد الملک کے زمانے میں ظاہر ہوئے تھے۔ حضرت زید کے متبعین کو زید یہ کہا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اپنا ولی مانتے ہیں۔ اور جو لوگ ان پر تبرا کریں ہم ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر وہ لوگ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے جس کی وجہ وہ لوگ زید یہ کہلائے۔ چوتھی ہستی حضرت داؤد علیہ السلام تھے جن پر مکاری نے جالا مٹا تھا۔ جبکہ ان کو جالوت نے تلاش کیا تھا۔

﴿حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے کمالات﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق سوال کیا گیا۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوا۔ وہ قول یہ ہے ﴿وَلِیٰ فِیہَا مَسَارِبٌ اَنْجَرِی﴾ میرے لئے اس میں اور کام بھی ہیں یعنی اس عصا نے میں بہت سارے کام لیتا ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے

عصا سے تیرہ کام لیتے تھے۔

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ﴿اذا امطرت السماء نصبها علی راسه کالترس و جلس تحتها لتقيه المطر﴾ جب بارش ہوتی تو اس عصا کو اپنے سر پر ڈھال کی طرح کھڑا کر دیتے تھے اور خود اس کے نیچے بیٹھ جاتے تھے تاکہ بارش سے بچ سکیں۔ یعنی آپ کا عصا چھتری کا کام دیتا۔

۲۔ ﴿وکان اذا غمت الشمس والتبس علیه معرفة الوقت اضاءت له مثل شعاع الشمس﴾ بادلوں کی وجہ سے جب سورج چھپ جاتا اور ٹائم معلوم کرنے میں دشواری ہوتی تو وہ عصا سورج کی طرح روشن ہو جاتا۔

۳۔ ﴿وکان اذا اشتد علیہ الحر وهو یروی الغنم نصبها فتصیر شجرة عریضة الاوراق یبرد بها﴾ سخت گرمی کے موسم میں جب بکریاں چراتے ہوئے گرمی لگتی ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عصا کو کھڑا کر دیتے ہیں۔ تو وہ چوڑے چوں والا درخت بن جاتا ہے۔ اور آپ اس کے نیچے آرام فرما لیتے تھے۔

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ﴿اذا اراد ان یسقی غنمه صارت حبالا طویلا علی قدر البئر ویصیر راسها کالدلو﴾ جب بکریوں کو پانی پلانے ارادہ کرتے تو وہ عصا ایک لمبی رسی بن کر کنوئیں کی لمبائی تک چلا جاتا۔ حتیٰ کہ اس کا سر ڈول نما ہو جاتا۔

۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ﴿اذا رقد فی محل مخوف رماها من یدہ فتصیر فی الیوم اسد مضر سا﴾ جب کسی خوف زدہ مقام پر ٹھہرتے تو عصا اپنے ہاتھ سے پھینک دیتے تو وہی میں خوف ناک شیر بن جاتا۔

۶۔ ﴿فی اللیل تصیر ثعبانا کالنخلة﴾ رات کو وہ عصا کھجور کی درخت کی طرح شائب بن جاتا۔ یعنی رات کو سانپ بن کر چوکیداری کرتا۔

۷۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک جگہ سے دوسری جگہ نما مان خرد و نوش لے کر

جاتے تو وہ عصا تھیلا بن جاتا وہ سامان اس میں ڈال دیتے۔

۸۔ جب آپ کو سخت پیاس لگتی تو اس عصا کے ایک کنارے پانی پی لیتے۔ یعنی وہ عصا پانی کی بوتل بن جاتا۔

۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب سردی محسوس ہوتی تو اس عصا کو رکھ دیتے تو وہ عصا بندر ضائی بن جاتا۔

۱۰۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کسی دشمن سے سامنا ہوتا تو آپ اپنے عصا کو سامنے کر دیتے تو وہ عصا اس دشمن کو نگل جاتا۔

۱۱۔ جب آپ کو بکریوں کے لئے پتے جھاڑنے کی حاجت ہوتی تو وہ عصا ڈانگی بن جاتا جس کے ذریعہ درخت سے پتے جھاڑتے اور اس کی شاخوں کو نیچے کرتے۔

۱۲۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیل کھانے کی خواہش ہوتی تو وہ عصا اپنی شاخ نکالتا تھا تو وہ اس کو کھاتے تھے۔

۱۴: حکایت ﴿ حضرت خواجہ اولیس قرنی رضی اللہ عنہ ﴾

حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی خدمت پر مامور تھا اور ایک قدم بھی انکی اجازت کے بغیر نہیں اٹھاتا تھا۔ ایک دن اپنی ماں سے عرض کیا: اے میری ماں، میں چاہتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیارت کروں تو والدہ نے اجازت دی لیکن یوں کہا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ان گھر میں کر کے جلدی واپس آ جانا۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ منورہ کا سفر کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر جا کر کھڑا ہو گیا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں نہ پایا۔ چنانچہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ﴿ما حاجتک یا شیخ﴾ بھائے شیخ، تجھے کیا حاجت ہے؟ عرض کرنے لگے: کہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مسجد میں

جا کر سر کا زودو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لو۔ حضرت اولیس قرنی نے عرض کیا: میری والدہ نے مجھے صرف گھر میں زیارت کرنے کی اجازت دی تھی۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ سر کا زودو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کئے بغیر واپس اپنی والدہ کے پاس آ گئے۔ حضرت امام جلال السیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اولیس وہ ہے جس کا نسب یہ ہے، اولیس بن عامر قرنی جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا لیکن زیارت نہ سکے اور یہ کو قہ کے رہنے والے ہیں اور تابعین میں سب سے بڑے ہیں۔

اسیر بن جابر، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تابعین میں سب سے بہتر آدمی جو ہے اس کو اولیس کہا جاتا ہے وہ تمہارے پاس یمن کے ایک لشکر کے ساتھ ہوگا۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا فرمائے گا۔ پھر فرمایا: اے عمرو علی رضی اللہ عنہما جب تم ان سے ملاقات کرو تو ان سے اپنے حق میں دعا و استغفار کرانا۔ راوی نے کہا کہ حضرت اولیس رضی اللہ عنہ جنگ صلیحین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور وہاں شہید ہو گئے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف روایتیں ان کے وصال کی ہیں۔

احمد نے حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبیلہ ربیعہ اور مضر میں سے اکثر لوگ میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے۔

حسن بصری کہتے ہیں وہ شخص حضرت اولیس قرنی ہیں جن کو قرن کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

۱۲۸ حکایت (جو تھے آسمان میں دو فرشتوں کا واقعہ)

جو تھے آسمان پر دو فرشتے کی ملاقات، ہولی انکیس نے دوسرے سے کہا: کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: ایک عجیب کام ہے اور وہ کام یہ ہے کہ فلاں شہر میں

ایک یہودی شخص ہے جس کے مرنے کا وقت نزدیک آچکا ہے لیکن اس نے مچھلی کھانے کی تمنا کی ہے اور دریا میں مچھلی نہیں ہے۔

مجھے میرے اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ ﴿ان اسوق لحیتان الیہ لیصطا دوا لہ سمیكة منها وذلك لانه لم يعمل حسنة الا کافاه الله علیہا فی الدنیا ولم یبق لہ الا حسنة واحدة فاراد الله ان یبلغه شهوته لیخرج من الدنیا و لیس لہ حسنة﴾

میں مچھلیوں کو دریا کی طرف ہانکوں تاکہ لوگ ان میں سے ایک مچھلی یہودی کے لئے شکار کر لیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہودی کی کوئی نیکی ایسی نہیں جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں نہیں دیا۔ اب اس کی صرف ایک نیکی باقی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی خواہش کی چیز اس تک پہنچا دے تاکہ وہ دنیا سے اس حال میں جائے کہ اس کے کھاتے میں کوئی نیکی باقی نہ ہو۔

پھر دوسرے فرشتے نے کہا کہ میرے اللہ عزوجل نے مجھے بھی ایک عجیب کام کے لئے بھیجا ہے اور وہ کام یہ ہے کہ فلاں شہر میں ایک نیک آدمی ہے اس نے دنیا میں جو بھی برائی کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ اسے دنیا میں ہی دے دیا ہے۔ اب اس کے فوت ہونے کا وقت نزدیک آچکا ہے۔ اس نے روغن زیتون کھانے کی آرزو کی ہے اور اس کے کھاتے میں صرف ایک گناہ باقی ہے۔ میرے رب عزوجل نے مجھے آؤر دیا ہے ﴿ان اریق الزیت حتی یعلم بذلك فیحرق قلبه فیکفر الله عنه ذلك الذنب حتی یلقى الله و لیس علیہ ذنب اصلا﴾ میں زیتون کو نیچے گرا دوں تاکہ اس زیتون کے گرنے سے جو اس کو تکلیف پہنچے گی اللہ تعالیٰ اس سے اس کے گناہوں کو مٹا دے گا حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہ ہو۔

محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ ارشاد خداوندی ہے ﴿فمن یعمل مثقال ذرة خیر یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شر یرہ﴾ اس کا مطلب یہ ہے کہ کافر دنیا میں ذرہ برابر

نیکی کرے گا تو اس کا بدلہ دنیا میں ہی اس کو مل جائے گا اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اور ایمان والا دنیا میں جو ذرہ برابر گناہ کرتا ہے تو اس کی سزا دنیا میں ہی دیکھ لیتا ہے۔

۱۴۹: حکایت ﴿حضرت سلیمان علیہ السلام کا چیونٹی سے مکالمہ﴾

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا چیونیوں کی ایک وادی سے گزر رہا تھا تو آپ نے ایک چیونٹی کو سنا جو خوف کی وجہ سے اپنی ساتھ والی چیونیوں کو کہہ رہی تھی۔ ﴿يا ايها النمل ادخلوا﴾۔ اے چیونیوں اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ یہ سننے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی کو سلام کیا۔ پھر اس چیونٹی نے بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو جواب میں سلام عرض کیا۔ پھر کہا: اے فتا ہونے والے اور اپنی مملکت میں مشغول ہونے والے، اللہ کی قسم: میں کمزور چیونٹی ہوں اور میرے چالیس ہزار سپہ سالار ہیں اور ہزار افسروں کے کنٹرول میں چالیس صفیں ہیں۔ ہر صف اتنی بڑی ہے جتنا مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿لما تلبسون البواد﴾ تم نے کالے کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں؟ چیونٹی نے جواب دیا ﴿لان الدنيا دار مصيبة والبواد لباس اهل المصائب﴾ بے شک یہ دنیا مصائب کا گھر ہے اور کالا لباس مصائب میں مبتلا لوگوں کا ہوتا ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿لما هذا الجز الذي في اوساطكم﴾ یہ کالی لکیر تمہاری کمر میں کیسی ہے؟ چیونٹی نے عرض کیا ﴿هو منطقة الخدمة للعبودية﴾ یہ عبادت کے لئے کمر باندھنے کا پٹکا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿لما لكم تبعدون عن الخلق﴾ یہ کیا بات ہوئی کہ تم سب مخلوق سے دور رہتی ہو؟ چیونٹی نے عرض کیا ﴿لانهم في الغفلة فالبعد عنهم اولى﴾ کہ مخلوق غفلت میں ہے یعنی غفلت کا گھر ہے تو غافلوں سے دور رہنے ہی بہتر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ

السلام نے پوچھا ﴿فلم انتم عرۃ﴾ تم سب تنگی کیوں رہتی ہو؟ چیونٹی نے عرض کیا ﴿ہکذا اور دنا الی الدنیا و ہکذا نخرج منها﴾ ہم اسی حالت میں دنیا میں آئے تھے اور اسی طرح ہم یہاں سے جائیں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا ﴿فکم تاكل نملة منکم﴾ تم میں ایک چیونٹی کتنی خوراک کھاتی ہے؟ جواب دیا ﴿حبة او حبتین﴾ کہ ایک دانہ یا دو دانے۔ آپ نے پوچھا ﴿ولم﴾ ایسا کیوں ہے؟ جواب دیا ﴿لانا علی سفر و المسافر کلما خف حمله خف ظہره﴾ کیونکہ ہم مسافر ہیں اور جب مسافر کا بوجھ ہلکا ہو تو اس کو اٹھانے میں اس کی پیٹھ آسان رہتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿هل لك من حاجة﴾ کیا تجھے کوئی حاجت ہے؟ چیونٹی نے عرض کیا ﴿انت عاجز و الطلب من العاجز غیر جائز﴾ کہ آپ عاجز ہیں اور عاجز سے مانگنا جائز نہیں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿لابد ان تطلبی منی حاجة﴾ یہ ضروری ہے کہ تو مجھ سے کوئی حاجت مانگے۔ چیونٹی نے عرض کیا ﴿وزم فی رزقی او فی عمری﴾ کہ میرے رزق یا میری عمر میں اضافہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا ﴿اطلبی شیئا تكون فی یدی﴾ تو مجھ سے ایسی چیز مانگ جو میرے ہاتھ میں ہو۔ چیونٹی نے کہا ﴿ان قضاء الحوائج من اللہ﴾ کہ حاجتوں کو پورا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ آپ نے اس سے نام پوچھا کہ تیرا نام کیا؟ اس نے کہا ﴿منذرہ اندر اصحابی من الدنیا الساحرة﴾ کہ میرا نام منذرہ ہے اور میں اپنے دوستوں کو جاوگرو دنیا سے ڈرائی ہوں۔ پھر چیونٹی نے سوال کیا ﴿یا سلیمان ما افر ما اوتیت فی الملک﴾ اے سلیمان علیہ السلام سلطنت میں جو چیز آپ کو دی گئی ہے اس میں سے سب زیادہ قابل فخر کوئی چیز ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا ﴿الحجۃ لاند من الجنة﴾ کہ وہ انگوشی ہے اور وہ جنت میں سے ہے۔ چیونٹی نے عرض کیا ﴿تعلیم معناه﴾ آپ اس کا معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ چیونٹی نے عرض کیا کہ اس کا معنی ہے کہ ﴿ان

النذی ملکت من الدنیا فی یدک بقدر قص الخاتم ﴿ بے شک دنیا سے جو چیز تیرے ہاتھ کے قبضہ میں ہے وہ انگٹھی میں نگینہ کی مقدار ہے۔ اس کے بعد چیونٹی پھر بولی اور کہنے لگی کہ اس انگٹھی کے علاوہ کوئی اور چیز قابل فخر ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿ بساط من الجنة علی الظهر الريح ﴾ وہ جنت کا پھونتا ہے جو ہوا کی پشت پر رہتا ہے۔ چیونٹی نے عرض کیا ﴿ هذا دلیل علی ان جميع ما معك مثل الريح اليوم معك وغدا یكون مع غیرك ﴾ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بے شک یہ سب کچھ جو تیرے پاس ہے یہ اس ہوا کی طرح ہے جو آج تیرے پاس اور کل تیرے علاوہ کسی اور کے پاس ہوگا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿ وان زمان غدوها بذلك البساط مسيرة شهر وزمان رواحتها كذلك ﴾ بے شک اس فرش کے ساتھ ہوا پر صبح کی سیر کا زمانہ ایک ماہ کی راہ ہے۔ چیونٹی نے جواب دیا ﴿ هذا دلیل علی ان عمرک قصیر وانت مستعجل بالمسیر ﴾ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تیری عمر تھوڑی ہے اور آپ چلنے میں جلدی کرنے والے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿ علمت منطق الطیر ﴾ میں پرندوں کی بولی جانتا ہوں۔ چیونٹی نے عرض کیا ﴿ اشتغل بمناجاة الله عن مناجاة الغير ﴾ آپ کی مناجات میں مشغول ہو جائیں اور غیر کی مناجات کو چھوڑ دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿ ینخدمنی الجن والانس ﴾ جن و انس میری خدمت کرتے ہیں۔ چیونٹی نے عرض کیا ﴿ فیہ اشارۃ الی ان الله یقول اشغلت الخلق بخدمتك لاشتغل انت بخدمتی ﴾ اس بات میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں مخلوق کو تمہاری خدمت میں لگا دیتا ہوں اس لیے تم میری خدمت میں مشغول ہو جاؤ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿ انشی استنانس بالحاتم لان علیه اسم الله ﴾ بے شک میں انگٹھی سے ٹالوسں ہوتا ہوں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ چیونٹی نے عرض کیا ﴿ استنانس

بالمسمی لا بالاسم ﴿مسمی یعنی جس ذات کا نام ہے اس ذات سے پیار کرنے کے صرف اسم سے۔﴾

﴿عرش الہی کی شان﴾

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو کرسی سے دو ہزار سال پہلے بنایا اور عرش کے لئے تین سو برج بنائے۔ اور ہر دو برجوں کے درمیان تین سو سال کی مسافت ہے۔ ہر برج کی لمبائی ایک ہزار سال کی راہ ہے اور دو برجوں کے درمیان میں انسانوں اور جنوں کی طرح فرشتے ہیں۔ جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گناہ گار اور نافرمان امت کے لوگوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ عرش کے لئے تین سو ساٹھ پائے پیدا کیے گئے ہیں ہر پایا دنیا کے برابر ہے۔ اور ہر دو پایوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح کو کرسی اور عرش کے درمیان پیدا کیا۔ اور اپنے نور سے کچھ انوار پیدا کیے۔ ان میں سے ایک نور سے عرش پیدا کیا اور اس کے لئے ساٹھ ہزار تین سو ستون ہیں ہر ستون کی لمبائی ہزار برس کی مسافت ہے اور ہر دو ستون کے درمیان ستر ہزار شہر ہیں اور ہر شہر میں ستر ہزار محل ہیں اور ہر محل میں فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہیں اور اس کے لمبائی اور چوڑائی کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور ستر ہزار انوار کی کپڑے ہر روز پہنائے جاتے ہیں اور کوئی اس کی طرف دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا، اس کی صورت کی قبہ کی طرح ہے اور اس کے دائرہ میں اتنی قدیلیں لٹک رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ان کی تعداد کو نہیں جانتا اور اس میں تمام مخلوقات کی خواہ وہ جاندار ہوں یا غیر جاندار ہوں۔ ان تمام صورتوں کو چار فرشتے اٹھائیں گے اور آخرت میں آٹھ فرشتے ایک روایت یہ بھی ہے کہ عرش کے لئے ستر ہزار زبانیں ہیں وہ ان زبانوں سے طرح طرح کی بولیوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق عرش سرخ یا قوت کا بنا ہوا ہے اور دوسری روایت میں سبز

یا قوت سے بنا ہوا بھی ملتا ہے۔ عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کے کان اور اس کے کندھے کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

ایک روایت میں سات سو سال ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چار فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک فرشتہ ان کی شکل پر دوسرا بیل کی صورت میں، تیسرا گدھ اور چوتھا شیر کی شکل میں ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو وہ بطور فخر حرکت میں آ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بڑی کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسا سانپ کا طوق پہنا دیا کہ جس کے ستر ہزار بازو ہیں اور ہر بازو میں ستر ہزار پر ہیں اور ہر پر میں ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان سے ہر روز بارش کے قطرات، درختوں کے چوں، کنکریوں، دنیا کے دنوں اور سب فرشتوں کی تعداد اور ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے تو وہ سانپ عرش کو لپٹ گیا تو عرش اس کے نصف تک ہوا۔

﴿لوح محفوظ کی شان﴾

لوح محفوظ سفید موتی اور یا قوت اور سبز زمرہ سے آراستہ ہے۔ اس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے اور اس کی لمبائی کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ لوح محفوظ عرش اور کرسی کے درمیان میں ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر روز اس کی طرف تین سو ساٹھ مرتبہ دیکھتا ہے اور ہر نظر سے پیدا کرتا ہے۔ رزق دیتا ہے، مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور عزت و ذلت دیتا ہے اور معزول کرتا ہے۔ مالک بناتا ہے مٹاتا ہے اور ثابت کرتا ہے۔

اسی طرح بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اس کی لمبائی اتنی ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان مسافت ہے اور اس کی چوڑائی اتنی ہے جتنی مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے اور فقط دس [۱۰] لائین اس میں لکھی ہوئی ہیں۔

﴿قلم کی شان﴾

اللہ تعالیٰ نے لوح سے پہلے قلم کو نور سے پیدا کیا۔ اور اس کی لمبائی زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ جتنی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اپنی ہیبت سے دیکھا تو وہ شق ہو گیا اور اس سے ایک قطرہ لوح محفوظ پر ٹپکا اور وہ الف ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا ﴿اكتب﴾ تو لکھ۔ تو اس نے عرض کیا ﴿وما اكتب﴾ میں کیا لکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اكتب ما كان وما يكون الى يوم القيامة﴾ جو کچھ ہو چکا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب کچھ لکھ۔

﴿کرسی کی شان﴾

اللہ تعالیٰ نے کرسی کو سفید موتی سے بنایا ہے اور اس کی لمبائی اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اس کے تین سو ستون ہیں، ہر ستون کی لمبائی بارہ ہزار سال کی مسافت ہے۔ اس کی بلندی دس ہزار سال کی راہ ہے۔

اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ ﴿ان السموات السبع والارضين السبع في الكرسي كحلقات ملقاه في ارض فلاة﴾ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کرسی میں اس طرح سمائے ہوئے ہیں جیسا کہ چٹیل زمین میں چند حلقے والے ہوئے ہیں یعنی بہت ہی چھوٹے لگتے ہیں۔

﴿بیت المعمور کی شان﴾

بیت المعمور سرخ سونے سے بنی ہوئی ایک مسجد ہے اور اس کے تین سو ستر دروازے ہیں اور ہر دروازے کے درمیان ایک ہزار سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ اور ہر دروازے کی چوڑائی پانچ سو سال کی راہ ہے اور اس کی لمبائی بھی اتنی ہی ہے۔ ملائکہ بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اور اولاد آدم کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں اور سب اولاد آدم کے گناہ گاروں پر روتے ہیں۔ اس کے اوپر ایک بلند چھت ہے جو

پانی سے بھر ہوا دریا ہے۔ بیت المعمور فرشتوں سے بھرا پڑا ہے جو فرشتہ ان پر موکل اور نگران ہے اس کا نام کلکیا میل ہے اور اس کے اوپر ستر ہزار لوہے کے حجاب ہیں۔ ہر حجاب کے طول کی بھی کوئی حد نہیں اور اس کی چوڑائی کی بھی کوئی حد نہیں۔ اس کی بلندی ہزار سال کی راہ ہے اور اس کے اوپر سرخ یا قوت کے ستر ہزار حجاب ہیں اور اس کے اوپر ستر ہزار زینت کے حجاب ہیں اور تمام حجابات فرشتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو اولاد آدم کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اور ایک لمحے کے لئے بھی سستی نہیں کرتے۔

﴿حوض کوثر کی شان﴾

حوض کوثر جنت کا حصہ ہے، اس کی چوڑائی سو سال کی مسافت ہے اور اس کی لمبائی تین ہزار سال کی مسافت ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محل کے نیچے بلا حدود جاری ہے اور اس محل کے چار ستون ہیں۔ ان میں سے ایک پر لکھا ہوا ہے۔ میں ابو بکر ہوں، صدیقین اور فرمانبرداروں کے لئے۔ اور دوسرے پر لکھا ہوا ہے، میں عمر ہوں، شہداء اور صالحین کے لئے۔ تیسرے پر لکھا ہوا ہے، میں عثمان ہوں، فقراء کے لئے۔ شب بیدار اور عبادت گزار ہیں اور وہ اللہ والے ہیں اور اس کے خاص بندے ہیں۔۔۔ چوتھے پر لکھا ہوا ہے، میں علی ہوں، مجاہدوں، فازیوں اور اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگاروں کے لئے۔

حوض کوثر کی مٹی خالص مشک اور تیز خوشبو کی ہے اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں اور اس کے دونوں کناروں پر موتی اور مونگے کے قے ہیں۔

﴿صور پھونکنا اور قیامت کے حالات﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: ﴿خلق الله الصور له فم كالقصبه كسعة الدنيا وله اربعة شعب شعبه منها في المشرق وشعبه في المغرب وشعبه تحت الارض الى السابعة وشعبه فوق السماء الى السابعة﴾ اللہ تعالیٰ نے صور کو پیدا کیا اور اس کا منہ بالنسب کی طرح بنایا اور اس کی وسعت دنیا کی طرح ہے اور اس کی چار شاخیں ہیں۔ ان میں سے ایک شاخ مشرق میں ہے، دوسری شاخ مغرب میں ہے تیسری شاخ ساتویں زمین کے نیچے ہے اور چوتھی شاخ آسمان کے اوپر ہے۔

اس صور میں ارواح کی تعداد کے برابر دروازے ہیں۔ اس میں سے ایک دروازہ انبیائے کرام کی ارواح مقدسہ کے لئے ہے۔ ایک دروازہ فرشتوں کے ارواح، ایک جنات کی ارواح اور ایک دروازہ انسانوں کے ارواح کے لئے ہے اور اسی طرح شیاطین، درندوں، جنگلی جانوروں اور حشرات الارض کی ارواح کے لئے دروازے ہیں۔ حتیٰ کہ کیڑے مکوڑے یہاں تک کہ یہ ستر قسم تک جا کے پوزے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور عطا فرمایا ہوا ہے اور وہ اس پر منہ رکھے ہوئے اسی انتظار میں ہے کہ کب اسے صور پھونکنے کا حکم دیا جائے گا۔ اور وہ اس کو تین پھونکیں گے۔

پہلی بار جب صور پھونکا جائے گا تو وہ ڈرانے کے لئے ہوگا۔ جس سے تمام زمین و آسمان والے ڈر جائیں گے سوا ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو پھونکنے کا حکم دیں گے۔ اس سے پہاڑ چمکدار ریت کی طرح ہو جائیں گے۔ آسمان موج میں آجائے گا اور شدید گردش کرے گا اور زمین اس طرح حرکت میں آجائے گی، جس طرح کشتی دریا میں ہلکولے کھاتی ہے۔ حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور دودھ پلانے والی عورتیں بچوں کو دودھ پلانا بھول جائیں گے۔ لڑکے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیاطین بھاگنے لگیں گے، یہاں تک کہ وہ زمین کے کناروں میں آئیں گے تو فرشتے ان سے ملاقات کریں گے اور ان کے منہ پر ماریں گے اور واپس

لے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ﴿یوم التناذ یوم تولون مدبرین﴾ آج کا دن تو نذا کا دن ہے [یعنی قیامت کا دن ہے] جس دن سے تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے۔ (آخر آیت تک) اور زمین پھٹ جائے گی اور لوگ آسمان دیکھیں گے تو اس سے ستارے جھڑنیں لگیں گے۔ سورج کو کہن لگا ہوگا چاند کو گرہن ہوگا اور آسمانوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے پوست کھینچے جائیں گے۔ مردے اس دوران غافل رہیں گے اور یہ حالت چالیس سال یا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا رہے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ حضرت اسرائیل کو آڈر دے گا کہ وہ بے ہوشی اور مرنے کا صور پھونکے۔ اس وقت حضرت اسرائیل علیہ السلام ارواح کو مخاطب کر کے فرمائے گا ﴿ایتها الارواح اخرجی بامر الله تعالیٰ فیصعق ای یموت اهل السموات والارض الا من شاء الله وهم الشهداء وهم ثلاث عشرة نفسا، جبریل و میکائیل و اسرائیل و حملة العرش الثمانية و ابلیس لعنه الله تعالیٰ فتمکث الذبا بلا انس ولا جن ولا وحش﴾ اے روحو! اللہ تعالیٰ کے حکم سے باہر نکل آؤ۔ تو زمین و آسمان والے سب بے ہوش ہو جائیں گے اور مرجائیں گے سوا ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نہیں مرنے دیں گے اور وہ شہداء ہیں اور وہ تیرہ قسم کے لوگ ہوں گے۔ حضرت جبریل، میکائیل، اسرائیل، عزرائیل علیہم السلام اور آٹھ وہ فرشتے جنہوں نے آسمان کو اٹھایا ہوا ہے اور شیطان اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ ان کے علاوہ باقی سب دنیا انسان، جنات اور وحشت ختم ہو جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائے گا۔ میں نے تیرے اولین و آخرین کی تعداد کے برابر معاون پیدا کیے تھے اور میں نے آسمان اور زمین والوں کی طاقت تجھ میں رکھی تھی اور آج میں تجھ کو غضب کا لباس پہنتا ہوں اور اگلے اور پھلے لوگوں اور جنوں کی تلخی اور موت کی طاقت زیادہ دیتا ہوں اور تیرے ساتھ دوزخ سے ستر ہزار فرشتے ہوں اور ہر

فرشتہ دوزخ کی زنجیروں میں سے ایک ایک زنجیر ہوا اور مالک درواغہ کو آواز دے کہ وہ دوزخ کے دروازے کھول دے۔ پس ملک الموت ایک ایسی شکل میں آئیں گے کہ اگر اس شکل میں ان کی جانب زمین و آسمان والے دیکھ لیں تو ضرور مرجائیں تو وہ شیطان کی طرف آئیں گے اور اس کو شدت سے ساتھ دھمکی دیں گے جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو جائے گا اور اس کے گلے سے خر کی ایسی آواز آئے گی کہ اگر اس کو زمین و آسمان والے سن لیں تو ضرور بے ہوش ہو جاتے۔ اس کے بعد ملک الموت شیطان لعین سے کہیں گے ﴿قَفْ يَا خَبِيثٌ لَا ذِيْقُنْكَ الْمَوْتَ كَمْ مِنْ عَمْرٍ اَدْرَكَتْ وَ كَمْ مِنْ قُرُونٍ اَضَلَّتْ فِيْهِرَبِ اِلَى الْمَشْرِقِ﴾ اے خبیث، بٹھہر، میں تجھے موت کا مڑہ چکھاؤں کہ تو نے کتنی زندگی پائی اور کتنی صدیوں کے لوگوں کو گمراہ کیا تو وہ ملعون مشرق کی طرف بھاگے گا۔ جب ملک الموت اس کی آنکھوں کے درمیان دیکھیں گے تو وہ مغرب کی طرف بھاگے گا اس وقت پھر ملک الموت اس کی آنکھوں کی درمیان دیکھیں گے اس کے بعد وہ دریاؤں میں غوطہ لگائے گا تو دریا اس کو قبول نہ کریں۔ چنانچہ وہ مسلسل بھاگتا رہے گا اور اس کے لئے جائے پناہ کوئی نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ وہ دنیا کے درمیان حضرت آدم علیہ السلام کی قبر انور پر جا کر کھڑا ہو گا۔ اور کہے گا اے آدم علیہ السلام تمہاری وجہ سے میں مردود و ملعون ہوا۔ پھر وہ شیطان لعین ملک الموت سے کہے گا کہ تم مجھے کس پیالہ سے پیلاؤ گے اور کس عذاب سے میری روح قبض کرو گے تو ملک الموت اس سے کہیں گے کہ آگ کا شعلہ اور گرم آگ کے پیالہ سے اور ابلیس خاک پر لیٹنا شروع ہو جائے گا اور کبھی چلائے گا اور کبھی بھاگے گا حتیٰ کہ جب وہ اس جگہ ہو گا جہاں وہ اتارا گیا تھا اور ملعون ہوا تھا دوزخ کے فرشتے اس کے زنجیروں سے اور آریے قائم کریں گے۔ زمین چنگاری کی طرح ہو جائے گی اور زبانیہ فرشتے اس کو گھیر لیں گے اور زنجیروں اور آریوں سے اس کو چیریں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اس وقت تک حالت نزع اور موت کی سختی کا شکار رہے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ دریاؤں کو آڈر دے گا کہ وہ فنا ہو جائیں بے شک ان کی مدت گزر چکی۔ دریا کہیں گے کہ ٹھہرو ہم اپنی جانوں پر توجہ کر لیں۔ ہائے ہائے وہ خزانے اور وہ عجائبات کدھر گئے۔ اس کے بعد ملک الموت اس پر سخت چیخ مارے گا تو ان کے نشانات بھی ختم ہو جائیں گے گویا کہ وہ تھے ہی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت کو آڈر کرے گا کہ پہاڑوں کو حکم دے کہ وہ فنا ہو جائیں۔ اس لیے کہ ان کی مدت ختم ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ کہیں گے ذرا ٹھہرو، ہم اپنی جانوں پر رو لیں۔ کہ ہمارے خرے کے درخت اور درختوں کے جھنڈ کہاں ہیں اور ہمارے تو دے کہاں ہیں؟ اس کے بعد ملک الموت ان پر بھی سخت چیخ مارے گا تو وہ پکھل جائیں گے۔ پھر وہ زمین کو حکم دے گا کہ وہ فنا ہو جائے۔ کیونکہ اس کی مدت بھی پوری ہو چکی ہے۔ تو زمین کہے گی کہ ٹھہرو، ہم اپنی جانوں پر رو لیں۔ ہائے ہمارے بادشاہ اور ہمارے درخت اور ہماری نہریں کہاں ہیں؟ تو ملک الموت اس پر بھی ایک چیخ مارے گا تو اس کی بھی دیواریں گر جائیں گے اور اس کے پانی جوش ماریں گے پھر ملک الموت آسمان پر چڑھے گا اور اس پر بھی سخت چیخ مارے گا تو اس کے سورج اور چاند میں گہن لگے گا اور ستارے تاریک اور بے نور ہو جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ﴿يَا مَلِكُ الْمَوْتِ مِنْ بَقِيٍّ مِنْ خَلْقِي لِيَقُولَ بَقِيٍّ جِبْرِئِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَإِسْرَافِيلُ وَعِزْرَائِيلُ﴾ اے ملک الموت! اب میری مخلوق میں سے کون باقی بچا ہے۔ ملک الموت عرض کرے گا کہ جبرئیل و میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام ہی بچیں ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائے گا ﴿اَقْبِضْ رُوحَ جِبْرِئِيلَ فَيَقْبِضُهَا فَيَقْعُ كَالطُّودِ الْعَظِيمِ﴾ جبرئیل کی روح قبض کرو۔ جب اس کی روح قبض کرے گا تو وہ ایک طودے کی گر پڑیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ﴿اَقْبِضْ رُوحَ مِيكَائِيلَ فَيَقْبِضُهَا كَذَلِكَ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ اَقْبِضْ رُوحَ إِسْرَافِيلَ فَيَفْعَلْ كَذَلِكَ﴾ میکائیل کی روح قبض کرو جب اس کی روح قبض کرے گا تو پھر اسی طرح فرمائے گا کہ اسرافیل کی روح قبض کرو تو اس کی بھی روح قبض کرے گا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ پھر ملک الموت سے فرمائے گا کہ اے ملک الموت تو بھی جا اور جنت دوزخ کے درمیان مرجا تو ملک الموت بھی وہاں پہ جا کر فوت ہو جائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ﴿لَمَنْ الْمَلِكُ الْيَوْمَ﴾ آج کس کی بادشاہت ہے۔ تو کوئی اس کا جواب نہیں دے گا پھر دو تین بار فرمائے گا تو اس کا کوئی جواب نہیں دے گا تو اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ اللہ واحد و قہار کی بادشاہت ہے۔ پھر فرمائے گا ﴿اَيْنَ الْمَلِكِ وَ اَيْنَ الْجَبَابِرَةِ﴾ بادشاہان دنیا کہاں ہیں؟ متکبر اور جابر کہاں ہیں؟ اس کے پہاڑ روئی کی طرح کر دیئے جائیں گے پھر وہ زمین جس پر گناہ کیے جاتے تھے وہ ملا دی جائے گی۔ اور اس پر جہنم کھڑی کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس زمین کے مقابلے نہایت سفید زمین پیدا کرے گا اور اس پر جنت قائم فرمائے گا۔ جس پر تمام مخلوق جمع کی جائے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جبریل و میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام کے زندہ ہونے کا حکم جاری فرمائے گا۔ چنانچہ سب سے پہلے اسرافیل علیہ السلام زندہ ہوں گے اور عرش سے صور پکڑیں گے اور رضوان داروغہ جنت کے پاس جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے لئے جنت کو مزین کرو۔

پھر حضرت جبریل علیہ السلام جنتی براق کے ساتھ تشریف لائیں گے جس پر زمین کسا ہوگا اور لگام دی ہوگی۔ اس کے ساتھ حمد کا جھنڈا ہوگا اور جنت کی چادروں میں سے دو چادریں بھی ہوں گی اور وہ ہموار زمین سے گزریں گے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کو نہیں دیکھیں گے ﴿لِيُظْهَرَ مِنْ قَبْرِهِ عَمُودٌ مِنْ نُورٍ اِلَى عَنَانِ السَّمَاءِ﴾ پس روضہ انور سے ایک نور کا ستون ظاہر ہوگا جو آسمان کے کناروں تک پہنچ رہا ہوگا۔ اس کے بعد جبریل علیہ السلام کہیں گے اے اسرافیل، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارو۔ بے شک ہماری پکار سے تمام مخلوق جمع ہو جائے گی۔ پھر اسرافیل علیہ السلام کہیں گے ﴿اِنَّ جِبْرِئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَلِيلُهُ فِي الدُّنْيَا فَنَادَاهُ اَنْتَ﴾ اے

جبریل تم دنیا میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیل تھے تم ہی آپ کو پکارو۔ جبریل علیہ السلام کہیں گے ﴿انا استجی منہ﴾ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرماتا ہوں۔ پھر اسرافیل علیہ السلام بار بار اصرار کریں گے کہ تم ہی پکارو۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام عرض کریں گے۔ ﴿السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم﴾ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو۔ لیکن آگے سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اس کے بعد جبرائیل اور عزرائیل علیہما السلام کہیں گے کہ تم پکارو تو عزرائیل علیہ السلام کہیں گے ﴿ایہا الروح الطیب قم الی فصل القضاء والحساب والعرض علی الرحمان فینشق القبر فاذا هو جالس فیہ ینفض التراب عن راسہ ولحیتہ﴾ اے پاک روح، حساب کے فیصلہ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے اٹھیے چنانچہ قبر انور شق ہوگی اور آپ اس میں بیٹھے سرانور اور ریش مبارک سے خاک جھاڑ رہے ہوں۔ پھر جبریل علیہ السلام آگے بڑھ کر دونوں حلقے پیش کریں گے۔ پھر آپ فرمائیں گے ﴿یا جبرئیل ما ہذا الیوم﴾ اے جبریل، آج کون سا دن ہے؟ جبریل علیہ السلام عرض کریں گے۔ ﴿ہذا الیوم القیامة ہذا یوم الحسرة والندامة﴾ یہ قیامت کا دن ہے، حسرت اور ندامت کا دن ہے۔ اس کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ اے جبریل ﴿بشرنی﴾ مجھے خوشخبری دو۔ جبریل علیہ السلام عرض کریں گے، میرے پاس براق، لوائے الحمد اور تاج ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ میں تم سے یہ نہیں پوچھا رہا۔ اس کے بعد جبریل علیہ السلام کہیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جنت سجائی گئی ہے اور دوزخ کی آگ بند کر دی گئی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے، میں نے اس کے متعلق بھی تم سے سوال نہیں کیا۔ بلکہ میں تو اپنی گناہگار امت کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔ شاید تم نے انہیں بل صراط پر چھوڑا ہوگا۔ اس کے بعد اسرافیل علیہ السلام نے کہا ﴿وعزہ ربی یا محمد ما نفخت فی الصور فبقول الان طابت نفسی وقوت عینی﴾

فياخذ التاج ويدنو من البراق فيقول وعزة ربي لا ير كني الا محمد بن عبد الله النبي التهامي صاحب القرآن ﴿اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے رب عزوجل کی عزت کی قسم: کہ اب تک صور نہیں پھونکا۔ پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ اب میرا دل خوش ہوا اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاج لیں گے اور براق کے پاس جائیں گے تو براق عرض کرے گا کہ مجھے اپنے رب عزوجل کی قسم: محمد بن عبد اللہ نبی تہامی اور صاحب القرآن کے علاوہ کوئی دوسرا مجھ پر سوار نہیں ہوگا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے، میں ہی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اس کے بعد آپ سوار ہوں اور جنت کے دروازے کی طرف تشریف لے جائیں اور سجدہ میں گر پڑیں گے تو ایک منادی ندا دے گا ﴿ارفع راسك ليس هذا يوم ركوع وسجود بل يوم حساب و عذاب فارفع راسك وسل تعط﴾ اپنا سر اٹھائیے یہ رکوع اور سجود کا دن نہیں ہے بلکہ حساب اور عذاب کا دن ہے۔ سر اٹھاؤ اور مانگو (جو مانگو گے) دیئے جاؤ گے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے ﴿الهي وعدتني في امتي فيقول له الله اعطيك ما ترضى به﴾ اے میرے اللہ عزوجل: تو نے میری امت کے بارے میں مجھ سے ایک وعدہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تم کو اتنا دوں گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ وہ صور پھونکیں اور کہیں گے کہ اے گلی سڑی ہڈیو اور اے ریزہ ریزہ ہونے جسمو اور کھالو۔ اور گرنے والے بالو، حق اور باطل کے درمیان میں فیصلہ کے لئے اٹھو تو لوگ اس کے حکم سے اٹھیں گے اور جب آسمان کی طرف دیکھیں گے کہ وہ ریزہ ریزہ ہو گیا ہے پھر زمین کی طرف نظر کریں گے تو وہ بھی تبدیل ہو چکی ہوگی۔ سورج کو دیکھیں گے تو اس میں گہن لگا ہوگا اور دس ماہ کی گاہن اونٹنیوں کی نظر کریں گے تو وہ چھوڑ دی گئی ہیں اور ان کی کوئی دیکھ بھال نہیں کرتا۔ میزان عمل قائم کی گئی اور جنت قریب کی گئی اور اسی طرح کی باتیں جب کافر دیکھیں گے تو کہیں

گے ﴿یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا﴾ ہائے ہلاکت ہمیں کس نے ہماری خواب گاہ سے اٹھایا۔ پھر ایمان والے ان سے کہیں گے ﴿ہذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون فیخرجون من القبور جیاعاً فی رسل اللہ علیہم نارا تسوقہم الی المحشر فیقیمون ثلثمائة عام یشکون﴾ یہ وہ دن ہے جس کا رحمان نے وعدہ فرمایا تھا اور رسولوں نے حق سچ کہا تھا چنانچہ کافر قبروں سے باہر بھوکے پیاسے نکلیں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر آگ بھیجے گا جو ان کو میدان محشر کی طرف ہانک لے جائیگی تو وہ آہ زاری کرتے ہوئے تین سو سال تک کھڑے رہیں گے۔

﴿فرعون کا محل﴾

جب فرعون کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اس کی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گی تو اس نے ایسا حربہ استعمال کرنا چاہا کہ جس سے اس کی سلطنت مستحکم اور اس کے ارکان مضبوط ہوں۔ بالآخر فرعون نے اپنے وزیر ہامان کو محل بنانا کا حکم دیا تو ہامان نے اینٹوں کے پکانے اور چونہ تیار کرنے کا کام شروع کر دیا۔ اور ہر وہ چیز جس سے عمارت تیار کرنے کے لئے ضرورت پڑتی ہے اس کا انتظام کیا اور سارے دنیا کے کاریگر اکٹھے کیے۔ لیر کے علاوہ صرف کاریگروں کے تعداد پچاس ہزار تھی۔ سات سال کی عرصہ میں وہ محل تیار ہوا اور اس کی اونچائی اس قدر بلند تھی کہ جب سے آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں اس وقت سے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور وہ محل فرعون کی خواہش کے مطابق تیار ہوا تھا۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر شاق گزرا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو ترک کر دو۔ کیونکہ میں اس کو ایک لمحہ میں برباد کر دوں گا۔ فرعون اور اس کے خاص لوگ محل پر چڑھ کر آسمان کی طرف تیر پھینکنے لگے۔ جب وہ تیر واپس آئے تو وہ خون آلودہ تھے یہ دیکھ کر فرعون اور اس کے حواری کہنے لگے ﴿قد قتلنا الہ موسیٰ فامر اللہ جبرئیل فضر بہ بجناحہ فقطعہ ثلاث قطعات فوقعت قطعة منه فی البحر و قطعة فی الہند و قطعة

فی المغرب ﴿تحقیق ہم موسیٰ علیہ السلام کے رب کو قتل کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے پر مار کر اس کے تین ٹکڑے کر دیئے ان میں سے ایک ٹکڑا سمندر میں گرا ایک ٹکڑا ہندوستان میں اور ایک ٹکڑا مغرب میں گرا۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ان ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا قوم فرعون پر گرا تھا جس دس لاکھ فرعونی لوگ ہلاک ہو گئے اور یہ بھی روایت ہے کہ جو لوگ اس محل کے بنانے میں شریک تھے ان میں سے ہر ایک ڈوب کر یا جل کر یا کسی آفت سے تباہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے فرعون کا محل صبح سویرے یعنی طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیانے وقت میں تباہ کیا تھا۔ جب فرعون نے دیکھا اور اپنے کام کا باطل ہونا معلوم ہوا تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنگ شروع کر دی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو معجزوں سے آزمایا اور وہ یہ ہیں۔

۱- عصائے کلیسی ۲- ید بیضا ۳- طوفان ۴- ٹڈی ۵- جوئیں ۶- مینڈک ۷- خون

۸- صورتوں کو بدل جانا ۹- دریا کا پھٹ جانا۔

یہ تمام معجزات کتب تفسیر میں بھی موجود ہیں۔

﴿پھونک کی پانچ قسمیں ہیں﴾

پھونک مارنا پانچ طرح کا ہے۔ (۱) قیامت کے دن حضرت اسرافیل علیہ السلام کا صور پھونکنا (۲) حضرت جبریل علیہ السلام کا حضرت مریم علیہا السلام کے چاکے پیرا ہن میں روح پھونکنا (۳) پرندوں کے زندہ کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی میں پھونکنا (۴) اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر میں روح پھونکنا (۵) سکندر ذوالقرنین کا لوہے میں پھونکنا جو یاجوج و ماجوج کی دیوار میں پھونکا تھا۔

فائدہ ﴿دس چیزوں کا دلچسپ بیان﴾

دنیا میں دس چیزوں پر فخر کیا جاتا ہے جو آخرت میں کوئی فائدہ نہیں دیں گی اور

چیزیں یہ ہیں

(۱) مال (۲) اولاد (۳) حسن (۴) فصاحت (۵) عزت (۶) دوست (۷)

تابعین (۸) حسب (۹) سفارش (۱۰) حیلہ

﴿اور دس چیزیں میں سب شامل ہیں﴾

(۱) موت (۲) حشر (۳) اعمال نامے کا پڑھنا (۴) حساب (۵) میزان (۶)

پل صراط (۷) سوال (۸) جزاء (۹) مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا (۱۰) صور کی آواز سے

تمام لوگوں کا بے ہوش ہو جانا۔

﴿شہروں کی بربادی کے اسباب﴾

مکہ مکرمہ بے رونق حبشیوں کی وجہ سے ہوا۔ بخارا کی ویرانی بھوک سے ہوئی۔ کوفہ

اور عراق ترکوں سے، یمن ٹڈیوں سے، ہمدان کی اہل و عیال سے، آرمینہ کی بھلیوں

سے، حلوان کی ہوا سے، بلخ کی پانی سے، ترمذ کی طاعون سے، مرو کی ریت سے، ہرات

کی مچھلیوں کی برسات سے، کرمان کی ہلاک کر دینے والے لشکر سے ہوئی، بھستان کی

بربادی کندھک کے پہاڑ سے ہوگی جب اس میں آگ لگ جائے گی۔ سندھیوں اور ہند

وؤں کو زنگی لوگ اس لیے قتل کریں گے کہ یہ آزاد لوگوں کو فروخت کرتے

تھے۔ سمرقند، فرغانہ، ایلاق اور خوارزم کو بنو قنطورا نے قتل کیا تھا کہ اور سب گدھے کی لاش

کی طرح نیست و نابود ہو گئے اور بنو قنطورا حبشی ہیں یا پھر قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام

کی لونڈی کا نام تھا اور اسی کی نسل سے ترک قوم چلی۔

فائدہ: ﴿پیدائش آدم علیہ السلام پر جانوروں کا تعجب﴾

جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو اس صورت میں پیدا فرمایا تو تمام وحشی

جانوروں، پرندوں اور مچھلیوں نے حیرانگی کا اظہار کیا۔ اور ایک دوسرے سے کہا کہ تم

سب علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ ان لئے کہ انسان تمام پر غالب ہوگا۔ آپس میں جانوروں میں

دوستی تھی اور مچھلیاں دریا کے عجائبات سے خشکی کی جانوروں کو خبریں دیتیں تھیں اور یہ جانور ان کو خشکی کے حالات سے آگاہ کرتے تھے۔ ان جانوروں نے اپنا باہمی تعلق ختم کر دیا تھا۔ درندے جنگل کی طرف دوڑے، وحشی جانور پہاڑوں کی جانب دوڑے، زمین پر چلنے والے کیڑے زمین کی سوراخوں کی طرف بھاگے، پرندے گھونسلوں کی جانب اور مچھلیاں دریاؤں کی گہرائیوں میں چلی گئیں۔

فائدہ: ﴿کوہ قاف کے پیچھے رہنے والا جانور﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿ان الانسان خلق هلو عا﴾ بے شک انسان بے صبر پیدا کیا گیا ہے۔

علامہ تبری نے فرمایا: ہلوع کوہ قاف کے پیچھے رہنے والا ایک جانور ہے جو ہر روز سات میدانوں کی گھاس کھاتا ہے اور سات دریاؤں کا پانی پیتا ہے۔ دوسرے دن کی روزی کی فکر میں رات بسر کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ جانور ہر روز تین چراگاہیں جو دنیا کے برابر مشرق سے مغرب تک ہیں ان کو کھا جاتا ہے۔ اور اسی کی مقدار پانی پیتا ہے۔ اور عشاء کے وقت اپنے دو ہونٹوں میں سے ایک دوسرے پر مارتا ہے اور بند کرتا ہے۔

﴿نمک امت محمدیہ کی ضیافت کے لئے ہے﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پروگرام بنایا کہ امت محمدیہ کے لئے قیامت تک کے لئے کوئی چیز بطور ضیافت کے ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انک لا تقدر علی ذلک﴾ اے ابراہیم تم ایسا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا ﴿الہی انت اعلم بحالی وقادر علی اجابة سوالی﴾ اے میرے اللہ عزوجل: تو میرے حال سے خوب واقف ہے اور تو ہی میرے سوال کو قبول کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال کو قبول فرما کر جبریل علیہ

السلام کو حکم دیا کہ ﴿ان یأتی الیہ بکف من کافور الجنة ویصعد بہا الی جبل ابی قیس وینفخہ فی الجو﴾ وہ ایک مٹھی بھر کافور جنت سے لے جائیں اور اس کو کوہ ابوقیس پر چڑھا دیں اور اس کو آسمان اور زمین درمیان میں پھونک دیں۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جس سے کافور زمین میں پھیل گیا اور جس جگہ میں اس کافور کا کچھ حصہ گرا وہ قیامت تک کے لئے نمک ہو گیا۔ تمام زمین جتنا بھی نمک ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت سے ہے۔

﴿رزق کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے﴾

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کا رزق پیدا فرمایا اس کی مقدار اور اسباب بھی بیان کیے۔ ایک قسم کا رزق پانی میں پیدا کیا اور اگر وہ اس سے باہر نکلے تو مرجائے۔ اور جنس کا رزق خشکی میں پیدا کیا اگر وہ پانی میں چلی جائے تو مرجائے۔ ایک جنس کا رزق شہد کو بنایا جیسے شہد کی مکھیاں۔ ایک جنس کا رزق گوبر کا بنایا جیسے گوبر کے کیڑے، ایک کا رزق سرکہ کو بنایا جیسے سرکہ کا کیڑا، اور ایک جنس کا رزق سونگھنے کو بنایا جیسے جنات وہ ہمارے کھانوں کی خوشبو سونگھ کر زندہ رہتے ہیں اور ان کے جانور ہمارے جانوروں کی لید سونگھ کر زندگی پاتے ہیں اور ایک جنس کا رزق انسان کے جسم میں بنایا جیسے جونیں، مچھر اور ایک جنس کا رزق پتھروں کو بنایا جیسے پتھر کھانے والے مرغ اور ایک جنس کا رزق خون سے بنایا جیسے پیٹ کے بچے اور جنس کا رزق گھاس کو بنایا جیسے گھوڑے، ایک جنس کا رزق اللہ تعالیٰ کی محبت کو بنایا اور وہ عارفین ہیں اور ایک جنس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بنایا اور وہ فرشتوں کے لئے ہے، ایک جنس کا رزق کیڑے ہیں جیسے ہد، ہد، فسبحان اللہ العظیم

﴿دسویں محرم کے واقعات﴾

جب پہلی بار حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو وہ دسویں محرم کا دن تھا اسی دن کو زمین و آسمان، لوح و قلم جبریل، باقی

فرشتے، پہاڑ، ستارے، براق، حورالعین، شجرے طوبی، رحمت، قسمت، حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو پیدا فرمایا گیا اور ان کو جنت میں داخل فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی اور حضرت اور لیں علیہ السلام آسمان پر بھی اسی دن اٹھائے گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی کشتی کا جو دی پہاڑ پر ٹھہرنا، حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ کا قبول ہونا، ملک سلیمان، ولادت یونس علیہما السلام اور اندھیروں سے نجات، اپنی قوم سے مصائب کا دفع کرنا، جد الانبیاء حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے بدلے میں دنبہ کی قربانی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس آنا، اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کنوئیں اور قید خانہ سے نکلنا اور حضرت زلیخا سے نکاح کرنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا بھی دسویں محرم کو ہوا تھا۔

ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانا اور ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے داخل ہونا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش اور حسین کریمین کی ولادت باسعادت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رب تعالیٰ سے ہمکلام ہونا اور ان کو دریا میں ڈالا جانا اور حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کا ان سے نکاح ہونا، فرعون کا تباہ ہونا اور بنی اسرائیل کو نجات پانا مصریوں کا جشن منانا یہ تمام واقعات دسویں محرم کو ہوئے ہیں۔

ان واقعات کو بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے تو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ مصریوں کے ہاں کئی دانتوں کو ملا کر پکانے کا رواج ہے اس کی اصل یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام طوفان سے قاری ہوئے تو ان کے پاس کچھ دانے باقی تھے جو سات طرح کے دانے تھے۔ باقلا، جو، کھیر، پیاز، مسور، چنا اور چاول۔ ان سب کو حضرت نوح علیہ السلام مکس کر کے پکایا تھا تو وہ دن دسویں محرم کا تھا۔

دسویں محرم کو روزہ رکھنا (نویں اور دسویں دونوں کا روزہ رکھنا)، صدقہ دینا، غسل کرنا، سرمہ لگانا، یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور علماء سے ملاقات کرنا، نماز پڑھنا اور اپنے اہل و عیال پر کھانے میں کشاوگی کرنا اور ناخن کٹوانا اور ایک ہزار بار سورہ اخلاص کی تلاوت کرنا مستحب عمل ہے۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں میں نے ان چیزوں کو اپنے ایک شعر میں ذکر کیا ہے۔

زرعاً لما وصم تصدق واكتحل وسع علی العیال وصل واغتسل

راس الیتیم امسح وقلم ظفراً وسورة الاخلاص الفا تقرأ

ترجمہ: عالم دین کی زیارت کرو، روزہ رکھو، صدقہ کرو، سرمہ لگاؤ، اپنے اہل

وعیال پر کھانے میں فراوانی کرو، نماز پڑھو، غسل کرو، یتیم کے سر پر ہاتھ

پھیرو، ناخن کاٹو، اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص تلاوت کرو۔

﴿دسویں محرم کا روزہ﴾

حضرت نوح اور موسیٰ علیہما السلام نے دسویں محرم کا روزہ رکھا۔ علماء فرماتے ہیں کہ

اس دن کا روزہ زمین پر چلنے والے کیڑوں نے بھی رکھا تھا۔ اسی حوالہ سے بیان کیا جاتا

ہے کہ ایک قیدی عاشورہ کے دن کافروں سے بھاگا گیا۔ کافر کی تلاش میں نکلے اور اس کو

پکڑ لیا تو اس قیدی اور کافروں درمیان رات داخل ہوئی جب بھاگے ہوئے شخص کو پتا چلا

کہ وہ تو گرفتار ہو گیا ہے۔ تو اس قیدی نے آسمان کی منہ کر کے عرض کیا اللھم بحرمۃ

هذا النوم المبارک نجنی منهم فاعمى الله ابصارهم عنه حتی نجا

منہم ﴿اے اللہ عزوجل: اس مبارک دن کے وسیلہ سے مجھے ان کافروں سے نجات

دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ اور وہ قیدی ان سے بچ گیا۔

وہ شخص اس دن روزے سے تھا اس نے روزہ افطار کرنے کے لئے کوئی چیز نہ

پائی۔ اسی حالت میں وہ سو گیا خواب میں اس کے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس کو پانی

پلایا۔ اس کے بعد وہ شخص بیس سال تک زندہ رہا مگر اس کو کھانے اور دوسری کسی چیز کی

کوئی ضرورت نہیں ہوئی۔

﴿جمعہ کی دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿من صلی علی فی یوم الجمعة مائة مرة قضی اللہ له مائة حاجة سبعین من حوائج الاخرة وثلاثین من حوائج الدنيا ویؤکل اللہ لصلوته علی ملکاً حتی یدخلها علی قبری کما تدخل علی احدکم الہدایا ویخبرنی باسمہ فائتہ عنیدی فی صحیفة بیضاء واکافئہ بہا یوم القیامة﴾ جس نے مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، ستر حاجتیں آخرت میں اور تیس دنیا کی ہوں گی اور جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے۔ جو اس کے درود شریف کو میری خدمت میں پیش کرتا ہے جس طرح تم کو ہدیہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور وہ فرشتہ درود پڑھنے والے آدمی کا نام بھی بتاتا ہے تو میں اس کو ایک صحیفہ میں اپنے پاس لکھ لیتا ہوں اور قیامت کے دن اس کی جزا اس کو دلاؤں گا۔

﴿قیامت کے دن عالم دین کا مقام و مرتبہ﴾

حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء میں سے ایک عالم دین کو لایا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا گا، اے جبریل ﴿خذ بیدہ واذہب بہ الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم﴾ اس شخص کا ہاتھ پکڑو اور اس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام اس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہو جائیں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر کے کنارے تشریف فرما ہوں گے۔ اور لوگوں کو پانی کے بھر بھر کر جام پلا رہے ہوں۔ پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

خود کھڑے ہو کر اس عالم دین کو اپنے چلو سے پانی پلائیں گے۔ تو لوگ عرض گزار ہوں گے ﴿تسقی الناس بالانیة وتسقی هذا بكفك﴾ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کو بھر بھر کر پانی کے پیالے پلا رہے ہیں اور اس شخص کو خود اپنی ہتھیلی سے چلو بھر پانی پلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے ﴿نعم، لاجل ان الناس كانوا امشغلين في الدنيا بالتجارة وكان هذا مشغلا بالعلم﴾ ہاں، اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ دنیا میں تجارت میں مشغول تھے اور یہ علم کے مشغول تھا۔ پھر اس عالم دین کو پل صراط سے گزرنے کا حکم دیا جائے گا۔ تو پل نیچے سے ایک پکارنے والا پکارے گا ﴿يا فلان اغثنی فيقول من انت فيقول انا من جملة اصدقائك فيقول يا رب صدیقی فیرفع الیہ﴾ اے فلاں، تو میری مدد کر۔ وہ کہیں گے کہ تو کون ہے؟ تو کہے گا میں تمہارے دوستوں میں سے ایک دوست ہوں۔ اسکے بعد وہ عالم دین کہے گا، اے میرے رب عز وجل: یہ میرا دوست ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی عالم دین کے ساتھ جنت میں بھیج دے گا۔ واللہ اعلم

فائدہ: ﴿جنت مقام ملاقات ہے﴾

ابو محمد ہروی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی لوگ جنت میں جا کر ہفتہ کے دنوں میں آپس میں ملاقات کریں گے۔ ہفتہ کے دن کو اولاد اپنے والدین سے ملاقات کرے گی۔ اتوار کو والدین اپنی اولاد سے ملاقات کریں گے۔ سوموار کو مرید اور تلامذہ اپنے علماء اور اساتذہ سے ملاقات کو شرف حاصل کریں گے۔ منگل کو علماء اپنے شاگردوں سے ملیں گے اور بدھ کو امتیں اپنے نبیوں کی زیارت کریں گی۔ جمعرات کو انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں سے ملاقات کریں گے اور جمعہ کے دن تمام مخلوق اپنے اللہ کے دیدار سے مشرف ہوگی۔

فائدہ: ﴿مچھر کے خون کا مسئلہ﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی شخص نے آپ سے مچھر

کے خون کے متعلق مسئلہ پوچھا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں عراق والوں سے ہوں۔ حضرت عبداللہ عنہ نے اپنے ہم مجلس لوگوں سے فرمایا: ﴿انظروا الی هذا الرجل یسئلنی عن دم البعوض وقد قتلوا ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد سمعته صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہما ریحانتا ۱ من الدنیا﴾ اس آدمی کی طرف دیکھو، یہ مجھ سے پچھر کے خون کا متعلق پوچھتا ہے حالانکہ ان عراق والوں نے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان شہزادوں کے متعلق فرماتے ہوئے سنا ہے، کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما دنیا میں میرے پھول ہیں۔

فائدہ: ﴿قبر میں دس آدمیوں کے جسم محفوظ ہونگے﴾

حدیث پاک میں ہے کہ دس آدمیوں کے جسم قبر میں بوسیدہ نہیں ہوں گے۔ اور وہ خوش نصیب لوگ یہ ہیں۔ (۱) غازی (۲) عالم دین (۳) مؤذن (۴) حافظ قرآن (۵) انبیاء کرام (۶) شہید (۷) اور وہ عورت جو حالت نفاس میں فوت ہو جائے (۸) اہل سنت (۹) اور وہ شخص کو ظالم کو قتل کر دے (۱۰) اور جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو جائے

فائدہ: ﴿شہداء کا رتبہ﴾

حدیث پاک میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے پانچ امور کے ساتھ شہداء کو مخصوص کر رکھا ہے انبیاء کرام میں سے کسی ہستی کو بھی ان امور کے ساتھ خاص نہیں فرمایا اور وہ پانچ امور یہ ہیں۔

- (۱) اللہ تعالیٰ شہداء کے ارواح کو قبض کرنے کے لئے خود والی ہوتا ہے۔
- (۲) شہداء کو غسل کی حاجت نہیں ہوتی اور نہ ہی ان پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔
- (۳) وہ آخرت کے لباس میں دفن کیے جاتے ہیں۔

(۴) وہ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔
(۵) وہ ہر روز شفاعت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ یہ مقام کسی اور کو نصیب نہیں ہے۔

فائدہ: ﴿چار کا عدد﴾

حکماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چار مہینوں کو بزرگی بخشی ہے جس طرح چار بزرگ فرشتے ہیں۔

(۱) حضرت جبریل علیہ السلام (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام (۳) حضرت اسرافیل علیہ السلام (۴) حضرت عزرائیل علیہ السلام

مقدس کتابیں بھی چار ہیں۔ (۱) تورات (۲) انجیل (۳) زبور (۴) قرآن مجید
وضو کے فرض بھی چار ہیں: (۱) دونوں ہاتھیوں کا کہنیوں سمیت دھونا۔ (۲) چہرے کا دھونا (۳) سر کا مسح کرنا۔ (۴) دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا
تسبیح کے الفاظ بھی چار ہیں: ﴿سبحان اللہ، الحمد للہ، ولا الہ الا اللہ، واللہ

اکبر﴾

عدد کے اصول بھی چار: (۱) اکائی (۲) دہائی (۳) سیکڑا (۴) ہزار

اوقات بھی چار ہیں: (۱) گھڑی (۲) دن (۳) مہینہ (۴) سال

فصلیں بھی چار ہیں: (۱) ربیع (۲) خریف (۳) گرمی (۴) سردی

مزاج بھی چار ہیں: (۱) گرمی (۲) سردی (۳) تری (۴) خشکی

بدن کی اخلاط بھی چار ہیں: (۱) صفراء (۲) سوداء (۳) بلغم (۴) خون

عناصر بھی چار ہیں: (۱) ہوا (۲) آگ (۳) پانی (۴) مٹی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یار بھی چار: (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

عندہ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (۴) حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

پہاڑوں کے سردار بھی چار: (۱) طور سینا (۲) کوہ لبنان، جو شام میں ہے اور وہ فقراء کا مسکن ہے (۳) احد (۴) جودی

انبیاء کرام کی زینت چار ہستیاں ہیں: (۱) جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۴) تاجدار ختم نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آسمان کی زینت چار ہیں: (۱) عرش (۲) کرسی (۳) جنت (۴) فرشتے
دنیا کی زینت چار ہستیاں ہیں: (۱) علماء (۲) شہداء (۳) اولیاء (۴) اہل تقویٰ
نفوس کی زینت چار چیزیں ہیں: (۱) وضو (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج
دل کی زینت چار چیزیں ہیں: (۱) معرفت (۲) علم (۳) عقل (۴) توحید
اعضاء کی زینت چار چیزیں ہیں: (۱) آنکھ (۲) کان (۳) ہاتھ (۴) پاؤں۔
اللہ تعالیٰ جو فرشتے مسلمان کے جنازہ کو اٹھانے سے لے کر قبر تک ساتھ جانے کے لئے بھیجتے ہیں۔ وہ بھی چار ہیں۔

ان میں سے ایک آواز دیتا ہے کہ زندگی کی مہلت ختم ہو چکی ہے۔ اعمال اور ساری تمنائیں ختم ہو چکی ہیں۔ دوسرا فرشتہ آواز دیتا ہے کہ مال و متاع جاتا رہا اور اعمال باقی رہ گئے ہیں۔ تیسرا آواز دیتا ہے کہ دنیا کی مصروفیت جاتی رہی اور وہ مال باقی رہ گیا۔ چوتھا فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اس شخص کے لئے بشارت ہے جس کا کھانا حلال کا تھا اور اس کی مشغولیت اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت میں تھی۔

فائدہ: ﴿پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں میں چھپا رکھا ہے﴾

جان تو کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں مخفی رکھا ہے۔

(۱) اس نے اپنی رضا کو اطاعت میں مخفی رکھا تاکہ لوگ اس کو حاصل کرنے کے لئے سب اطاعتوں میں کوشش کریں۔

(۲) اس نے اپنے غضب کو گناہوں میں سے ایک گناہ میں مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ

اس ڈر سے باقی گناہوں سے پرہیز کریں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے لیلة القدر کو ماہ رمضان میں مخفی رکھا تاکہ لوگ اس کو حاصل

کرنے کے لئے تمام راتوں میں عبادت کریں۔

(۴) اس نے اسم اعظم کو اپنے تمام ناموں میں مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ اس کو حاصل

کرنے کے لئے تمام اسماء گرامی کا اپنی دعا میں ورد کرتے رہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو اپنی ساری مخلوق میں چھپا رکھا ہے تاکہ لوگ کسی کو

حقیر نہ جانے اور ہر مسلمان سے دعا کرواتے رہیں۔ تاکہ اولیاء کی دعا کی برکت سے

اپنے مقاصد کو حاصل کر سکیں۔

بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن دعا کی قبولیت کی گھڑی

کو مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ جمعہ کی تمام ساعتوں میں دعا کرنے کی کوشش کریں اور درمیانی

نماز کو پانچ نمازوں میں چھپا رکھا ہے تاکہ لوگ سب نمازوں کی حفاظت کرتے رہیں۔

فائدہ ﴿رزق کی تقسیم﴾

بے شک بھیڑیا لومڑی کو کھا جاتا ہے اور لومڑی خادار چوہا (کانٹوں والی

سیر) کھاتی ہے اور سیر سانپ کھاتی ہے۔ سانپ جڑیا کو کھاتا ہے اور جڑیا مڈی کھاتی

ہے۔ مڈی بھڑوں کے بچوں کو کھاتی ہے، بھڑیں شہد کی مکھی کو کھاتی ہیں۔ شہد کی مکھی عام

مکھی کو کھاتی ہے، عام مکھی مچھر کو کھاتی ہے اور مچھر کو جو چیز مل جائے اس کو سونگھ کر زندہ

رہتا ہے۔

﴿مڈی دس بڑے جانوروں کی ہم شکل ہوتی ہے﴾

کسے والوں نے کہا ہے کہ مڈی کی شکل بڑے بڑے دس حیوانوں کے ساتھ ملتی ہے

اور وہ حیوان یہ ہیں۔ گھوڑے کا منہ، ہاتھی کی آنکھ، بیل کی گردن، بارہ سنگھا کا سینک، شیر کا

سینہ، سانپ کا پیٹ، اونٹ کی رانیں، شتر مرغ کے پاؤں اور بھوک کی دم۔ کسی شاعر نے

ان چیزوں کو ایک شعر میں یوں بیان کیا:

لها فخذ ابل و ساقا نعامة وقادمتا نسر وجوء جوء ضيغم
 حكتھا افاعی الارض بظنا فانعمت علیھا جیاد الخیل بالوجه والفم
 حكت غین فیل عینھا ثم قرنھا یحاکی قرون الابل یا ذا التفھم
 وعنق كعنق الثور ید ولنا ظر و ذنب كذنب العقرب الحی فافھم
 ترجمہ: ٹڈی کیلئے شتر کے دو رانیں، شتر مرغ کے دو پاؤں ہیں اور گدھ کے
 دو بازو کی طرح ہیں اور سینہ شیر کی طرح ہے۔ پیٹ زمین کے سانپ مشابہ
 ہے تو باریک بال والے گھوڑوں نے چہرہ اور منہ سے اس پر بخشش کی اور
 ہاتھی کی آنکھ اس کی آنکھ کی طرح ہے پھر ٹڈی کا سینہ بارہ سنگھا کی سینگوں کی
 مثل ہے۔ اس کی گردن بیل کی گردن کی طرح ہے جو دیکھنے والے کے
 لئے ظاہر ہوتی ہے اور دم زندہ بچھو کی طرح ہے۔ تم اس بات کو سمجھو۔
 بعض شعراء نے کہا ہے کہ

فسد الزمان وقد نشافیہ الریا بین الخلائق فالجمع مرائی

مثل البحر اذ یعف عن اهل العفا ویلف ما یلقاہ للفقراء

ترجمہ: زمان خراب ہو گیا اور مخلوق کے درمیان دکھلا و پیدا ہو گیا۔ سب دکھلا و
 ہی کرتے ہیں۔ جس طرح ٹڈی کرتی ہے۔ کہ وہ مال دار سے تو اجتناب
 کرتی ہے لیکن غریبوں کی جو چیز ہوتی ہے اس میں سے جو کچھ بچتا ہے اس کو
 اکٹھا کرتی ہے۔ یعنی زمیندار لوگ کی کھیتی کا نقصان پہنچاتی ہے۔

﴿اولاد آدم کے لئے سات قلعے﴾

بعض عرفاء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کے لئے سات قلعے بنائے ہیں اور وہ
 ان قلعوں کے اندر داخل ہیں اور شیطان ان سے باہر ہے اور وہ کتے کی طرح بھونکتا ہے۔
 جب انسان ان قلعوں میں کسی ایک کو پھاڑتا ہے تو اس میں شیطان داخل ہو جاتا
 ہے۔ اس لئے ان قلعوں کی حفاظت اور نگرانی لازمی ہے بالخصوص پہلے قلعہ کی۔ جب تک

سیکنڈ لائٹ قلعہ آباد ہے تو کوئی فکر نہیں۔ پہلا قلعہ تروتازہ موتیوں کا ہے اور وہ ادب النفس ہے۔ اس کے اندر زمرہ کا قلعہ ہے اور وہ سچ اور خلوص ہے اس کے اندر کنکریوں کا قلعہ ہے۔ اور وہ اوامر و نواہی پر مبنی ہے۔ اس کے اندر شکر و رضائے الہی پر مبنی قلعہ ہے۔ اس کے درمیان لوہے کا قلعہ ہے اور وہ توکل ہے اس کے درمیان چاندی کا قلعہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿انه ليس سلطان على الذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون﴾

ترجمہ: بے شک ان لوگوں پر شیطان کو کوئی زور نہیں جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

﴿بداخلاق عورت اور براپڑوسی﴾

ابو مسلم خولانی کی خدمت میں ایک قیمتی گھوڑا پیش کیا گیا تو آپ نے رہنما قسم کے لوگوں سے پوچھا: یہ گھوڑا کس کام کی صلاحیت رکھتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ جہاد کے لئے کام آتا ہے۔ ابو مسلم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ گھوڑا دشمن سے مقابلے کے کام آتا ہے۔ ابو مسلم نے کہا کہ نہیں۔ ان رہنمائے قسم کی لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھلا کرے خود ہی فرمادیں کہ گھوڑا کس کام کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ابو مسلم خولانی نے فرمایا: انسان اس پر سوار ہو کر بداخلاق عورت اور برے ہمسائے سے بھاگ جائے۔

﴿نبوت کی علامت کیا ہے﴾

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب بھی کسی نبی کو بھیجتا ہے تو اس کے سیدھے ہاتھ پر ایک چمک دار خال ہوتا تھا اور یہ اس کی نبوت کی علامت ہوتا تھا۔ لیکن ہمارے آقا مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انگلی مشہور تھی۔ یعنی مہر نبوت تھی جو دونوں کندھوں کے درمیان تھی اور اس پر کلمہ شریف لکھا ہوا تھا۔

﴿سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے مردہ چیل کو زندہ کر دیا﴾

سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کرسی پر بیٹھے لوگوں کو وعظ فرما رہے تھے۔ اوپر سے اڑتی ہوئے چیل گزری جو شور مچائی رہی تھی جس سے تمام حاضرین مجلس کو تشویش اور پریشانی ہوئی۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے ہوا کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ﴿یا ریح خدی واسہا﴾ اے ہوا اس کا سر پکڑ لے، تو اس چیل کا سر ایک طرف اور جسم دوسری طرف اڑ گیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کرسی سے اترے اور مردہ چیل کے سر اور جسم کو اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا ﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ تو وہ چیل زندہ ہو گئی۔ ہم لوگ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت دیکھتے ہی ان کی برکتوں سے نفع اٹھانے لگے۔

﴿شیخ شبیل مروزی کا دلچسپ واقعہ﴾

اسی طرح کی ایک حکایت شبیل مروزی رحمہ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ انہوں نے نصف درہم کا گوشت خریدا تو چیل ان کے ہاتھ وہ گوشت چھین کر لے گئی اس کے بعد وہ بزرگ مسجد میں حاضر ہو کر نماز میں مصروف ہو گئے پھر جب وہ اپنے گھر واپس گئے تو ان کی بیوی نے گوشت پیش کیا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا ہے؟ بیوی نے عرض کیا: ﴿تسارع حدانان علی بیتنا فسقط هذا من بینہا فطبخته﴾ کہ ہمارے گھر کے اوپر دو چیلیں آپس میں لڑ رہی تھیں اور یہ گوشت ان درمیان سے نیچے گرا، میں نے اس کو اٹھا کر پکا لیا تو شیخ شبیل رحمہ اللہ فرماتے لگے۔ ﴿الحمد لله الذی لا یتسی شیلان کان شبیل یتساہ﴾ تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے جو شبیل کو نہ بھولا اگرچہ شبیل اس کو بھول گیا تھا۔

۱۵۰: حکایت (بچہ کی حاضر جوابی)

داناؤں میں سے بعض نے کہا کہ میں اپنے دوست کے گھر داخل ہوا اور میرا پروگرام واپسی کا بھی تھا۔ اسی وجہ سے میں نے اپنی سواری اس کے دروازے پر چھوڑ دی اور میرے ساتھ کوئی خادم اس کی دیکھ بھال کرنے والا بھی نہیں تھا۔ جب میں اپنے دوست کے گھر سے باہر نکلا تو دیکھ کہ اس پر ایک بچہ سوار ہو گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو بغیر میری اجازت کے میری سواری پر سوار ہو گیا ہے۔ اس بچہ نے کہا کہ مجھے اس کے بھاگ جانے کا خطرہ تھا تو میں نے تیرے لئے اس کی حفاظت کی ہے۔ تو میں نے اس سے کہا کہ اس کا بھاگ جانا اس کے رکے رہنے سے زیادہ میرے لئے آسان معاملہ تھا۔ تو اس بچہ نے کہا کہ اگر آپ کی یہی رائے کہ یہ بھاگ جاتی تو یہ میرے لئے زیادہ بہتر تھا تو اس سواری کا مجھے ہبہ کر دو۔ تاکہ میں تمہارا شکر یہ ادا کرو۔ تو اس بچہ کی اس بات کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

۱۵۱: حکایت (بچہ کا بادشاہ کو خوبصورت جواب)

خلیفہ ہارون رشید کا بیٹا معتمد باللہ جو عباسی خلفائے میں سے آٹھواں خلیفہ تھا۔ وہ خاقان نامی ایک شخص کی عیادت کے لئے گیا۔ تو خاقان کے پاس اس وقت اس کا بیٹا فتح بیٹھا ہوا تھا۔ تو خلیفہ معتمد باللہ نے کہا کہ اے فتح! امیر المومنین کا گھر اچھا ہے یا تیرے باپ کا؟ اس بچہ نے جواب دیا کہ میرا باپ کا گھر امیر المومنین کے گھر سے اچھا ہے۔ پھر معتمد باللہ نے اس کے ہاتھ میں انگلی پھنسی اور پوچھا: اے خاقان کے بیٹا فتح! کیا تو نے اس انگلی سے زیادہ کوئی خوبصورت چیز دیکھی ہے؟ تو اس بچہ نے جواب دیا: ہاں۔ وہ ہاتھ جس میں یہ انگلی ہے وہ اس انگلی سے زیادہ خوبصورت ہے۔

فائدہ: ﴿حضرت انس رضی اللہ عنہ کا جنازہ﴾

محمد بن سیرین بزاز جو تھے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے دوستوں میں سے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ جب میں انتقال کر جاؤں تو ابن سیرین ان کو غسل دیں اور ان کا جنازہ بھی پڑھائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ علم و فضل اور خواب کی تعبیر بیان کرنے میں بڑے مشہور تابعی تھے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے وصال کے سو دن بعد ایک سو دس سال میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر اور ان کے صدقہ ہم سب پر رحمت فرمائے۔

فائدہ: ﴿حسری اور بختری﴾

حسری [ح بغیر نقط کے] ایک مشہور شاعر ہے اور بختری [خ کے نقط کے ساتھ] قبیلہ طے کے پدر کی طرف منسوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ کے قاضی تھے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کے بعد وہ قاضی بنائے گئے۔ اور ایک سو اسی ہجری میں خلیفہ مامون کے دورے خلافت میں انتقال کر گئے۔

۱۵۲: حکایت: نکتہ ﴿ہر چیز اپنی ہم جنس سے پیارے کرتی ہے﴾

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو شخص معاشرت میں اس وقت تک متفق نہیں ہو سکتے جب تک ان میں کوئی وصف مشترک نہ ہو۔ اور نہ ہی دو قسم کے پرندے متفق ہو سکتے ہیں جب تک ان میں کوئی وصف مشترک نہ ہو۔ ایک دن اس نے ایک کبوتر اور کوءے کو اکٹھا دیکھا تو بہت حیران ہوا۔ اس کے بعد جب وہ دونوں چلے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ دونوں لنگڑے ہیں۔ حضرت مالک بن دینار نے فرمایا اسی وجہ سے ان میں اتفاق ہے۔ اسی ہر انسان اپنی ہی جنس کے ساتھ مانوس ہوتا ہے اور ہر پرندہ اپنی ہی

جنس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ ورنہ ان میں جدائی ضروری ہے۔ کسی شاعر خوب کہا

وقائل کیف تفرقما فقلت قولا فيه انصاف

لم یکن من شکلی ففارقتہ والناس اشکال والاف

ترجمہ: اور کسی کہنے والے نے کہا کہ تم دونوں کیسے جدا ہوئے تھے؟ پس میں

نے کہا کہ ایک ایسی بات کہی تھی جس میں انصاف ہے اور وہ بات یہ ہے کہ

وہ میرے ہم جنس سے نہ تھا۔ تو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور لوگ ہم جنس سے

مانوس ہوتے ہیں۔

۱۵۳: حکایت ﴿اعوذ باللہ کی برکت﴾

دوستوں میں سے کسی نے کہا کہ میں نے ایک دوست کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ جب

رات ہوئی تو ایک چرواہے نے ہمیں رات گزارنے کے لئے جگہ دی اور ہم رات کو اس

کے پاس ٹھہرے جب آدمی رات ہوئی تو بھیڑیے نے اس کی بکری کا بچہ اٹھا لیا۔ چرواہا

ایک دم اٹھا اور کہنے لگا۔ ﴿یہا عامر الوادی اذانی جارك فنادی منادیا سرحان

ارسلیہ فجاء الخروف یشتد عدوا حتی دخل فی الغنم﴾ اے جنگل کو آباد

کرنے والے تو نے اپنی پڑوسی چرواہے کو تکلیف دی ہے۔ اتنے ایک منادی نے آواز

دی، اے بھیڑیے اس بکری کو چھوڑے دے چنانچہ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا آیا اور بکریوں

میں داخل ہو گیا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿انه کان رجال من الانس یعودون برجال من الجن﴾

ترجمہ: نے شک انسانوں میں کچھ لوگ تھے جو بعض مردان سے پناہ مانگتے

تھے یعنی اعوذ باللہ کہتے تھے۔

۱۵۴: حکایت ﴿مچھلی اور گدھ کی جدائی﴾

جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو زمین پر گدھ اور پانی میں مچھلی کے علاوہ کوئی چیز زمین پر موجود نہ تھی اور گدھ رات کو مچھلی کے پاس قیام کرتی تھی۔ جب گدھ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ مچھلی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ آج میں نے زمین پر دو پاؤں پر چلتا ہوا ایک انسان دیکھا ہے۔ جو دو ہاتھ سے پکڑتا ہے۔ مچھلی نے یہ سن کر کہا کہ اے گدھ اگر تو سچا ہے تو ہمارے لئے اس سے نہ زمین میں پناہ ہے اور نہ ہی پانی میں کوئی ٹھکانا ہے۔ چنانچہ وہ اسی وقت جدا ہو گئے۔

۱۵۵: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ جہت و سمت سے پاک ہے﴾

امام الحرمین کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا کہ مجھ پر ایک ہزار اشرفیاں قرض ہے۔ اور وہ امام صاحب کے پاس بیٹھ گیا۔ کسی شخص نے حرم پاک کے امام سے سوال کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی جہت ہے؟ امام صاحب نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ جہت اور سمت سے پاک ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اس کی دلیل کیا ہے؟ امام صاحب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ﴿لَا تَفْضَلُونِي عَلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى﴾ تم مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو امام نے فرمایا: میں اس کی وجہ بیان نہیں کروں گا۔ جب تک تم میرے اس مہمان کو ایک ہزار اشرفیاں نہ دو گے۔ جس سے یہ اپنا قرض ادا کر لے۔ لوگوں میں سے دو آدمیوں نے اشرفیوں کا بندوبست کیا۔ پھر امام حرم نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے رات جب رفرف اعلیٰ تک تشریف لے گئے۔ تو قدرت کے قلم کے لکھنے کی آواز آپ نے سنی اور اللہ تعالیٰ نے ہر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی فرمائی جو سرگوشی فرمانا چاہی۔ پھر آپ کی طرف وحی کی جو وحی کرنا چاہی۔ اتنے قریب ہونے کے باوجود ہر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یونس بن متی علیہ السلام سے جبکہ وہ مچھلی کی پیٹ میں

اور دریا کے اندر اور رات کی تاریکی میں تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب نہ تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر وقت موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۶: حکایت ﴿حضرت سلیمان علیہ السلام کا تمام جانوروں کی دعوت کرنا﴾

ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تمام جانوروں کی دعوت کرنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ آپ کو دعوت کرنے کی اجازت دی گئی۔ اس کے بعد آپ نے ایک عرصہ دراز تک کھانا جمع کیا پھر وعدہ پورا کرنے کا سوال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا۔ پس دریا سے ایک مچھلی باہر نکلی اور سارا کھانا کھا گئی پھر اس مچھلی نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا ﴿زدنی ینسلیمان فانی ما شبع﴾ اے سلیمان علیہ السلام میرے لئے اور کھانا لاؤ کیونکہ میں ابھی سیر نہیں ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس مچھلی سے فرمایا کہ میرے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ کیا تو ہر روز اسی طرح کھانا کھاتی ہے۔ تو مچھلی نے عرض کیا کہ میری خوراک ہر روز اس سے تین گنا زیادہ ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ آج کے دن اس کھانے کے علاوہ اور کچھ نہیں کھلائے گا۔ آج میں باقی دن بھوکی رہوں گی۔ کاش تم میرے دعوت نہ کرتے۔

اے میرے بھائی: اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت اور اس کے کرم کی وسعت کی طرف نظر کرو۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اتنی وسیع و عریض سلطنت کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق مچھلی کے کھانے سے عاجز آ گئے۔

حکمتِ عجیبہ

اللہ تعالیٰ نے حیوان کو ہی خوراک اور غذا حاصل کرنے اور کھانے کے ساتھ مخصوص کیا ہے اس کے علاوہ کسی کو نہیں۔ کیونکہ حیوانات میں اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات پائی جاتی ہیں۔

اگر حیوان کو خوراک اور غذا کے بغیر چھوڑ دیا جاتا یعنی اس کو خوراک کی کوئی حاجت

نہ ہوتی تو یہ خدائی کا دعویٰ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت عجیبہ سے اس کو خوراک کا محتاج بنایا اور اس کے فقر کو اس کا دعویٰ نہ کرنے کا سبب بنایا۔ وهو الحکیم الخبیر

﴿جن و انس کی اقسام﴾

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو تین قسم پر پیدا کیا ہے۔ ایک قسم سانپوں کی طرح ہے اور ایک قسم پچھوڑوں کی طرح ہے اور ایک کیڑوں کی طرح ہے۔ ایک قسم جنات کی زمین و آسمان کے درمیان ہوا کی طرح ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بھی تین قسم پر پیدا فرمایا ہے۔ ایک چوپایوں کی طرح ہے۔ ان کے دل ایسے ہیں کہ ان سے وہ بات نہیں سمجھتے۔ ان کے کان ایسے ہیں کہ ان سے سنتے نہیں، ان کی آنکھیں ایسی ہیں کہ وہ ان سے حق کو دیکھتے نہیں ہیں۔

ایک قسم ایسی ہے جن کے جسم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی طرح ہیں یعنی انسانوں کی طرح ہیں لیکن ان کی ارواح شیاطین کی ارواح کی طرح ہیں۔ ایک قسم ملائکہ کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے بغیر کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

﴿اولاد آدم اور شیطان﴾

ایک دن حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے پاس شیطان لعین حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں آپ کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے ملعون ﴿ولا ارید ذلک﴾ ولكن اخبرنی عن احوال بنی آدم عندکم ﴿میں تیری نصیحت سننا نہیں چاہتا۔ لیکن تو مجھے اولاد آدم کے متعلق بتا۔ جو ان کے احوال تیرے پاس ہیں۔﴾ شیطان مردود نے کہا کہ میرے نزدیک اولاد آدم طرح کی ہیں۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو ہم پر بہت ہی سخت ہیں۔ ہم ان کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں تاکہ ان

کے اور دین کے درمیان فتنہ ڈالیں۔ اور ہم ان پر قابو پا لیتے ہیں لیکن وہ ڈر کر توبہ استغفار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہم ان سے ناامید ہو جاتے ہیں اور ان پر غلبہ حاصل نہیں کر پاتے۔ ان کی وجہ سے ہم تکلیف میں ہوتے ہیں۔

ایک قسم لوگوں کی: انے تکی تمہارے جیسے نفوس کی ہوتی ہے۔ جو ہم سے محفوظ ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام معصوم عن الخطا ہوتے۔ ہم ان پر کسی طرح بھی قابو نہیں پاسکتے۔

تیسری قسم کے لوگ ہمارے ہاتھیوں میں گیند کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہم جس طرح چاہیں کھیلتے ہیں۔

﴿حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر تشریف لانا﴾

جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے وحشت کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابابیلوں کے ساتھ مانوس کیا اور اولاد کو مانوس کرنے کے لئے ابابیلوں کو گھروں میں لازم کر دیا اور ابابیلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی چند آیات بھی ہیں۔ ان میں سے ایک آیت یہ ہے۔

﴿لَوْ اَنْزَلْنَاهُ الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۚ هُوَ اللَّهُ الَّذِی لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ، عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، هُوَ اللَّهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۚ هُوَ اللَّهُ الَّذِی لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ، الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ، سُبْحٰنَ اللَّهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ، هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِیُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾

ترجمہ: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا

ہوا، زریزہ زریزہ ہوتا اللہ کے خوف سے۔ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ سوچیں وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، بادشاہ نہایت پاک سلامتی دینے والا، ایمان بخشے والا حفاظت فرمانے والا عزت والا عظمت والا تکبر والا، اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا اسی کے ہیں سب اچھے نام اس کی پاکی بیان کرتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور وہی عزت والا حکمت والا ہے۔

نکتہ: ﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عرش پر پرواز کرنا﴾

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا تو ان کو نور کی خلعت پہنائی اور فرشتوں کی طرح ان کو پر عطا فرمائے اور ان سے کھانے کی حاجت ختم کر دی تو آپ فرشتوں کے ساتھ عرش کے گرد اڑتے ہیں۔

۱۵۷: حکایت ﴿متنبی کا شعر اس کی موت کا سبب بنا﴾

کہا گیا ہے کہ ابو طیب متنبی بلاد فارس سے بغداد کی طرف وہ انعام لے کر واپس آ رہا تھا جو انہیں عضد الدولہ نے دیا تھا اور ان کے ساتھ سواروں کی ایک جماعت بھی تھی۔ دوران سفر ہی متنبی پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا۔ تو متنبی بھاگ نکلا تو اس کے غلام نے اس سے کہا کہ تم نے اپنے شعر میں کہا ہے۔

السَّخِيلُ وَاللَّيْلُ وَالْبِدَاءُ تَعْرِفُنِي وَالضَّرْبُ الْحَرْبُ وَالْقِرْطَاسُ

وَالْقَلَمُ

ترجمہ: گھوڑوں کا ہر لشکر، رات اور میدان مار لڑائی، کاغذ اور قلم مجھے

پہچانتے ہیں۔

یہ شعر سن متنبی واپس لوٹ آیا اور حملہ کر دیا اسی طرح وہ ۵۴۳ھ میں قتل ہو گیا اور یہ

شعر اس کے قتل کر کا سبب بنا تھا۔ پس اسی لئے لوگوں نے خطابی کے قول کو سراہا ہے جو گوشہ نشینی کے متعلق ہے۔

انست بوحادثی ولزمت بیتی فدام الاتس لی ونما السرور
وادہنی الزمان فلا ابالی ہجرت فلا ازار ولا ازور
ولست بسائل ما دمت حیا اسار الخیل امر رب الامیر
ترجمہ: میں نے اپنی گوشہ نشینی کے ساتھ محبت کی اور اپنے گھر میں وقت گزارا
پس میرے لیے محبت اور خوشی ہمیشہ رہی۔ اور زمانے نے مجھے ادب سیکھا
یا۔ پس مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ میں چھوڑ دیا جاؤں گا۔ پس نہ ہی
کوئی میرے ساتھ ملاقات کرتا ہے اور نہ میں خود کسی سے ملتا ہوں۔ جب
تک میں زندہ ہوں اس وقت تک میں کسی سے سوال نہیں کروں گا خواہ سوار
کئے یا امیر سوار ہوں۔

۱۵۸: حکایت ﴿استاد کی ضرورت﴾

امام ابن جنی جو تھا وہ امام ابوعلی فارسی کا شاگرد تھا۔ ابن جنی پڑھائی سے فراغت
کے بعد موصل کی سرزمین پر درس دینے کے لئے بیٹھ گیا۔ ایک دن ابوعلی فارسی اس کے
قریب سے گزرتے تو اسے درس دیتے ہوئے دیکھ کر فرمایا انکوڑ پک گئے ہیں۔ حالانکہ تم
ابھی کچے پھل کی طرح ہو۔ اس کے بعد ابن جنی نے درس چھوڑ دیا اور اپنے استاد کی
طرف گیا اور ان سے جدا نہ ہوا حتیٰ کہ وہ علم میں ماہر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں استاد اور
شاگرد پر رحمت فرمائے۔

﴿پہلے پیدا کون ہوا، گھوڑا یا انسان﴾

امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ سے گھوڑے کے متعلق سوال کیا گیا کہ گھوڑا حضرت
آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا کیا گیا یا بعد میں۔ گھوڑا مذکر پہلا پیدا ہوا یا مؤنث۔ عربی

گھوڑا پہلے پیدا کیا گیا یا مخلوط النسل گھوڑا۔ اس بارے میں کتاب و سنت میں جو وارد ہوا ہے وہ بیان فرمادیں آپ اس کے متعلق فتویٰ دیں۔

حضرت امام سبکی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ گھوڑا حضرت آدم علیہ السلام سے دو دن پہلے پیدا کیا گیا ہے۔ اس پر امام صاحب نے آیات قرآنی اور احادیث بنویہ سے استدلال کیا۔ اور فرمایا کہ چوپائے منگل یا بدھ کو پیدا کیے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ اور مذکر کو مونث سے پہلے پیدا کیا کیونکہ اس میں شرافت اور حرارت ہونے کی وجہ اس سے نفع زیادہ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح عربی گھوڑے مخلوط النسل گھوڑوں سے پہلے ہیں کیونکہ مخلوط النسل گھوڑوں کا وجود ہاں یا باپ میں سے کسی کی علت ہوتا ہے۔ اسی لیے دو غلے گھوڑے ناقص گھوڑوں میں ہیں اور ناقص کبھی بھی اپنے غیر پر فوقیت نہیں رکھتا۔

بے شک گھوڑے کی شرافت، برکت، اس کے دانہ گھاس کی تلاش اور اس کی خدمت اور اس کے منہ اور پیشانی کو پونچھنا، اس کی آنکھ اور اس کی قیمت کے بارے میں احادیث وارد ہوئیں ہیں۔ اور اس کو خسی کرنے اور اس کی پیشانی کے بال کاٹنے کی ممانعت میں احادیث وارد ہوئیں ہیں۔ مخلوقات میں سب سے پہلے جمادات، پھر نباتات، حیوانات اور پھر انسان ہیں۔

اخبار میں وارد ہے کہ روٹی گول نہیں ہوتی اور نہ ہی کھانے والے کے سامنے رکھی جاتی جب تک اس پر تین سو ساٹھ کار پگروں کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ جو اس کو تیکے بعد دیگر ہاتھوں میں لیتے ہیں۔ سب سے پہلے میکائیل علیہ السلام جو رحمت خداوندی کے خزانوں سے پانی کو ناپتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے جو بادل کو ہانکتے ہیں پھر سورج و چاند، آسمان اور ہوا کے فرشتے اور زمین کے جانور اور سب سے آخر پر روٹی پکانے والا کاربگر ہوتا ہے۔

۱۵۹- حکایت: ﴿امام شافعی علیہ الرحمہ کے شاگرد کا جواب﴾

امام شافعی علیہ الرحمہ کے شاگرد ربیع جیزی ایک دن مصر کی گلی سے گزرے تو راکھ کا بھر ہوا ایک ٹوکرا ان کے سر پر اٹھل دیا گیا تو وہ اپنے جانور سے اترے اور اپنے کپڑے جھاڑنے لگے کسی نے ان سے پوچھا: تم ان کو مارتے کیوں نہیں۔ ربیع جیزی نے جواب دیا کہ جو شخص آگ کو حقدار ٹھہر چکا ہو اس سے لاکھ صلح کی جائے تو اس کو غصہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ آپ نے ۲۵۰ھ یا ۶۵۶ ہجری میں وصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے اور ان کے صدقہ میں ہمارے بھی بخشش فرمائے۔

﴿جنگل میں گم شدہ جانور کو تلاش کرنا﴾

جب تم میں سے کسی کا کوئی جانور میدان میں گم ہو جائے تو اسی چاہیے کہ وہ اس طرح آواز دے ﴿یا عباد اللہ احسبوا فان اللہ عزوجل يرسل حابسا يحسبها علیہ﴾ اے اللہ کے بندو! اس کو روکو، تو اللہ تعالیٰ ایک روکنے والا بھیجے گا جو اس جانور کو روکے گا۔

﴿بری عادت کا علاج﴾

تم میں سے جب کسی کے جانور، غلام یا بچے میں بری عادت پیدا ہو جائے تو اس کے کان میں یہ آیت پڑھی جائے۔ ﴿الغیر دین اللہ یغفون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرہا والیہ یرجعون﴾ ترجمہ: ربیع جیزی سے روایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ جانور پر سوار ہوئے تو اس نے بدکنا شروع کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ کوئی شخص اس کے کان میں سورہ الفلق ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ پڑھے۔ تو ایک آدمی نے اس سورہ کو پڑھا تو وہ جانور ٹھہر گیا۔

﴿جانور سوار کو دعا دیتا ہے﴾

روایت کیا گیا ہے کہ جو آدمی کسی جانور پر سوار ہو کر یہ دعا پڑھے:

﴿بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا
هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مَقْرُونِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا الْمُنْقَلِبُونَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ
وَسَلَّمَ﴾

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ میں سوار ہوتا ہوں جس کے نام کے ساتھ کوئی
چیز نقصان نہیں دیتی۔ اللہ کی ذات پاک ہے جس نے اس کو ہمارے لئے
سخر کیا اور یہ ہمارے بس ہیں نہیں تھی اور بے شک ہم نے اسی کی طرف
پلٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی
آل اولاد، اصحاب پر رحمت نازل فرمائے۔

تو وہ جانور کہتا ہے ﴿بَارَكَ اللَّهُ عَلَيْكَ مِنْ مَوْمِنٍ خَفَّتْ عَلَى ظَهْرِي
وَاطَعْتَ رَبَّكَ وَاحْسَنْتَ إِلَى نَفْسِكَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ وَاتَّحَجَّ حَاجَتُكَ﴾ جو بھی
ایمان والا میری پیٹھ پر سوار ہوا۔ اللہ تجھ کو برکت دے۔ تو میری پیٹھ پر ہلکا ہوا اور تو نے
اپنے رب کی فرمانبرداری کی اور اپنے نفس کے ساتھ بھلائی کی۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت
دے اور تیری حاجت کو پورا کرے۔

﴿کھانے کے نقصان سے بچاؤ﴾

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جو شخص زیادہ کھانا کھا جائے اور اسے اپنی جان پر بدبھمی
کا خوف ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر مل کر یہ الفاظ کہے ﴿السِّلَّةُ لَيْلَةُ
عَيْدِي وَرَضِي اللَّهُ عَنْ سَيْدِي أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْقُرَشِيِّ﴾ ترجمہ: عید کی رات سے
میری برات ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے آقا ابو عبد اللہ قرشی سے راضی ہو۔
اس طرح تین مرتبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھانا اسے نقصان نہیں پہنچائے

گا۔

﴿اللہ تعالیٰ کی ڈھیل﴾

اللہ کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ﴿اذا رايت الفقر مقبلا عليك فقل مرحبا بشعار الصالحين﴾ جب تم فقر کو دیکھو تو وہ تمہاری طرف آرہا ہے تو اسے کہو، اے صالحین کی علامت تم کو خوش آمدید ہو۔ اور جب تم مال داری کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھو تو کہو ﴿فهو ذنب عجلت عقوبة في الدنيا﴾ اے وہ گناہ جس کا عذاب مجھے دنیا میں جلد ہی دیا گیا ہے۔

یہ بات یاد رکھو کہ جب اللہ کریم بندہ کو اس کے گناہ گار ہونے کے باوجود اس کی پسندیدہ چیز اسی دنیا میں ہی دیتا ہے تو یہ اللہ کریم کی طرف اسے ڈھیل دی جاتی ہے۔

﴿حضرت مریم و عیسیٰ علیہما السلام کی عمر﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام جب حاملہ ہوئیں اور ان شمن مبارک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ اس آپ کی عمر مبارک شیرہ سال کی تھی۔ اور ملک شام میں مکہ کی راستہ پر بیت اللحم کے مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ جب اللہ کریم نے آپ پر وحی نازل فرمائی تو اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف تیس سال تھی۔ جب آپ کو آسمان پر اٹھالیا گیا تو اس وقت آپ کی عمر شریف تینتیس سال کی تھی۔ اور آپ کی آسمانوں پر اٹھائے جانے کے بعد آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام صرف چھ سال زندہ رہیں۔

۱۶۰: حکایت ﴿مقاتل کا امتحان﴾

ایک دن مقاتل بن سیمان بیٹھے ہوئے تھے تو ان کے نفس نے ان کو خود بینی اور تکبر میں مبتلا کر دیا تو اس نے اعلان کر دیا کہ مجھ سے عرش کے علاوہ جو چاہوں پوچھ لو۔ جب اس نے یہ دعویٰ کیا تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ یہ بتاؤ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حج کیا تھا تو ان کو سر کس نے مونڈا تھا۔ اس نے کہا کہ چیوٹی کی آنتوں میں

سے آخری آنت اس کے جسم کے آگے والے حصہ میں ہوتی ہے یا اس کے پیچھے والے حصہ میں واقعہ ہوئی، اس کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا جواب دے رہے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ یہ میرے علم میں نہیں ہے بلکہ میرے نفس نے مجھے خود بینی اور تکبر میں مبتلا کر دیا تھا۔ جس کی وجہ میرا امتحان لیا گیا۔

﴿حکیم جالینوس کی حکمت﴾

حکیم جالینوس نے کہا کہ انسان کے دماغ سے لے کر اس کی سرین کی ہڈیوں تک کل چوبیس فقرے اور مہرے ہیں۔ سات گردن میں اور بارہ پیٹھ میں اور پانچ سرین میں ہوتے ہیں اور یہ سب پیٹ کے ساتھ پیوست ہیں۔ اسی طرح پسلیوں کی ہڈیاں چوبیس ہیں۔ جو ہر طرف بارہ ہیں۔ انسان کے جسم میں کل ہڈیاں دوسواڑتالیس ہیں لیکن یہ تعداد قلب اور ان جوڑوں کے علاوہ ہے جن کا نام سسمیہ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ ان کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے تل کے ساتھ ان کو تشبیہ دی گئی ہے۔

بعض حکماء نے کہا ہے کہ انسانی جسم میں مفاصل ۳۶ ہیں اور جو سوراخ کھلے ہیں وہ بارہ ہیں، دوکان، دو آنکھیں، ناک کے دو سوراخ، منہ، دونوں پستان، شرمگاہ کے دونوں سوراخ اور ناف۔ ان کے علاوہ مساموں کے سوراخوں کی تعداد کا کوئی حصر نہیں ہے۔

سہیل بن عبد اللہ قشیری نے فرمایا کہ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ رگیں ہیں۔ ان میں سے آدھی جام ہیں اور آدھی متحرک ہیں۔

بعض علماء نے کہا ہے (بلکہ الادب المفرد میں امام بخاری نے نقل کیا ہے) حدیث میں ہے کہ انسانی جسم کے تین سو ساٹھ جوڑے ہیں۔ اور چھ سو ساٹھ کی روایت مردود ہے۔ اور جسم انسانی میں پانچ سو ساٹھ عضلہ ہیں جو گوشت اور پٹھے سے مرکب ہیں۔

۱۶۱: حکایت ﴿حضرت قیس بن سعد کی سخاوت﴾

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ چوہے میرے گھر میں خاک سے بھی گزر گئے ہیں۔ (چوہوں کے لئے کھانے پینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے اس لئے وہ لاغر ہو گئے ہیں) قیس نے کہا کہ عنقریب میں ان کو اس طرح کر دوں گا کہ وہ شیر کی طرح اچھیلیں کو دیں گے۔ پھر اس نے ہر طرح کا کھانا اتنی مقدار میں بھیجا کہ اس کا گھر بھر گیا۔ قیس بن سعد بنی مزاج اور حلیم الطبع شخص تھا۔ عفا کا معنی خاک ہے جس سے اس عورت کی مراد یہ تھی کہ اس گھر میں کوئی چیز نہیں ہے جس کو وہ کھا سکیں۔

۱۶۲: حکایت ﴿بلی بطور ڈاکیر﴾

رکن الدولہ کے پاس ایک بلی تھی جو اس کی مجلس میں حاضر رہتی تھی۔ جب رکن الدولہ کو کسی بھائی کو اپنے پاس حاضر کرنے کی ضرورت ہوتی یا کوئی حاجت پیش آتی تو ایک رقعہ لکھ کر اس بلی کے گلے میں ڈال دیتا تھا تو وہ بلی اس شخص کے پاس جاتی تھی تو وہ خود حاضر ہوتا تھا، یا جواب اس کی گردن میں لکھ کر ڈال دیتا پھر وہ بلی رکن الدولہ کے پاس حاضر ہو جاتی تھی۔ اور جب وہ بلی کسی جگہ سے مانوس ہو جاتی تھی تو باقی سب بلیوں کو وہاں سے بھگادیتی تھی اور ان سے شدید جنگ کرتی تھی۔

۱۶۳: حکایت ﴿حکیم میں سب سے اچھی اور سب سے بڑی چیز﴾

حکیم لقمان بن علقم بن بزوق ایلہ شہزادے کے رہنے والے تھے۔ ایک دن بادشاہ نے ان کو ایک بکری دیکر کہا کہ اس کو ذبح کر دو اور اس میں جو سب سے برا حصہ ہے اس کو الگ کر کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اس نے بکری کو ذبح کیا اور اس کا دل اور زبان کاٹ کر اس کے پاس لا آیا۔ پھر بادشاہ نے ان کو دوسری بکری دیکر کہا کہ اس کو بھی ذبح کر کے اس

کے جسم کا سب سے اچھا حصہ کاٹ کر میرے پاس لاؤ۔ انہوں نے بکری کو ذبح کر کے اس کا دل اور زبان کاٹ کر بادشاہ کے سامنے پیش کر دی۔ بادشاہ نے اس کی وجہ پوچھی تو لقمان حکیم نے کہا کہ اے بادشاہ جب یہ دونوں جسم کے حصے خراب ہو جائیں تو ان سے زیادہ بدتر کوئی چیز نہیں ہوتی اور جب یہ دونوں اچھے ہوتے ہیں تو ان سے اچھا کوئی دوسرا جسم کا حصہ نہیں ہوتا۔

۱۶۴: حکایت ﴿حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی ذہانت﴾

۱۔ حضرت سلیمان بن مہران جو امام اعظم کے نام سے مشہور ہیں آپ اجل تابعین میں سے ہیں آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا تھا۔ آپ کے مزاج میں لطافت اور مزاج، خوش طبعی بہت زیادہ تھی آپ کے بہت سے دل چسپ واقعات ہیں ان میں سے ایک یہ کہ ایک بار حاکم وقت ہشام بن عبد الملک نے آپ کے پاس اپنا سفیر بھیجا اور اسے خط لکھ کر دیا کہ اعظم سے کہو کہ مجھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مناقب اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی برائیاں لکھ کر بھیجوا اپنے سفیر سے خط لے کر اپنی بکری کے منہ میں ڈال دیا اس نے چبا کر باہر پھینک دیا آپ نے وہ کاغذ سفیر کو واپس دیا کہ یہ تمہارا جواب ہے سفیر واپس چلا گیا کچھ دیر بعد پھر آ گیا اور عرض کی جناب اگر جواب صحیح سلامت کاغذ میں نہ دیا گیا تو ہشام مجھے قتل کر دے گا اور سفیر اپنے بھائیوں کو بطور سفارش آپ کی خدمت میں لایا انہوں نے کہا ہمارے بھائی کو قتل ہونے سے بچالیں تو آپ نے کاغذ لے کر جواب لکھا: اے بادشاہ، اگرچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں پوری زمین کی خوبیاں ہوں تو تجھے انکا کوئی نفع نہیں ہوگا اور اگرچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں پوری زمین کی خامیاں ہوں تو تجھے انکا کوئی نقصان نہیں ہوگا آپ اپنی خوبیوں اور خامیوں پر توجہ کریں۔ والسلام

۲۔ امام اعظم کی بیوی بہت خوبصورت تھی جسکی وجہ سے وہ نافرمانی اور لڑائی جھگڑا

کرتی ایک دن آپ نے اپنے شاگرد کو فرمایا کہ جاؤ اور اسے میرا مقام و مرتبہ بتاؤ ممکن ہے کہ وہ اس حرکت سے باز آجائے وہ شاگرد گیا اور جا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت بہت اچھی کی ہے کہ تمہارے خاوند کو لوگوں کا شیخ اور سر دار بنایا ہے لوگ ان سے علم اور دین اور حلال و حرام کی معلومات لیتے ہیں اور عاجزی کے ساتھ ان کے پاس آتے ہیں انکی بینائی کا کم ہونا اور پنڈلیوں کا پتلا ہونا تمہیں کوئی نقصان نہیں دیتا۔ امام صاحب شاگرد کی یہ گفتگو باہر سے سن رہے تھے جب وہ واپس آیا تو آپ نے اسے ڈانٹا اور اس پر غضبناک ہوئے اور فرمایا: اے خبیث میں نے تجھے اس لیے بھیجا تھا کہ تو میری خونیاں بتائے تو نے الثامیرے عیب بیان کر دیئے ہیں یہ کہہ کر اسے حلقہ درس سے نکال دیا۔

۳۔ ایک دفعہ آپ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ پر پوشتین کا کبیل تھا ایک آدمی آیا اس نے آپ کا کبیل کھینچا اور کہا مجھے یہ دریا پار کراؤ چنانچہ آپ نے اسے پیٹھ پر بٹھالیا اور چل پڑے اس سوار شخص نے یہ آیت تلاوت کی ﴿سبحان الذی سخر لنا هذا وما كنا له مقرنین﴾ (پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کر دیا ہے ورنہ ہم تو اسے قابو میں لانے والے نہ تھے) جب آپ اسے لے کر دریا کے درمیان میں پہنچے تو اسے نیچے گرا دیا اور یہ دعا پڑھی ﴿رب انزلنی منزلاً مبارکاً و انت خیر المنزلین﴾ (اے میرے پروردگار مجھے بابرکت کر کے اتار کیونکہ تو بہترین اتارنے والا ہے) یہ کہہ کر واپس آگئے۔

۱۶۵: حکایت ﴿جانور کو بھی جان پیاری ہوتی ہے﴾

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بکری ذبح کرنے کے لئے لیٹائی۔ اسے میں ابواب جہنمی میرے پاس آئے تو میں نے ان کو دیکھ کر چھری ہاتھ سے نیچے ڈال دی اور ان سے کلام کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ میں آنکھ پھیر کر بکری کو دیکھتا رہا وہ دیوار کے ایک کنارے کی طرف گئی اور ایک گڑھا کھودا اور چھری بے کر

اس گڑھے میں رکھ کر اوپر مٹی ڈال دی۔ اس کے بعد ابوالیوب نے مجھ سے کہا کہ کیا تم دیکھتے ہو تو ہم نے شدید حیرانگی کا اظہار کیا ہے۔ اور میں اپنی جان پر قسم کھاتی کہ آئندہ کبھی کسی جانور کو ذبح نہیں کروں گا۔

۱۶۶: حکایت ﴿حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وصیتیں﴾

امام جعفر صادق کو صادق اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے کلام میں ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ اور علم جعفر بھی آپ ہی کی وجہ سے مشہور ہوا۔ اور اکثر علماء کا خیال ہے کہ اس علم کے ایجاد کرنے والے امام جعفر صادق کے جد اعلیٰ حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ اس علم کو لکھ کر بکری کی کھال میں رکھا۔ اس لئے یہ علم جعفر کی طرف منسوب ہو گیا۔ اس علم میں ایسی باتیں ہیں جن کی قیامت تک ان کی اولاد کو محتاجی ہوگی۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ عظیم کیمیادان تھے۔ اور اس میں آپ کی کتاب اور کلام بھی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے نور نظر حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو جو وصیتیں ارشاد فرمائیں، ان میں سے چند ایک درجہ ہیں۔

اے میرے بیٹے ﴿مَنْ قَسَمَ بِمَا قَسَمَ اللَّهُ لَهُ اسْتَعِزَّ وَمَنْ رَمَدَ عَيْتَهُ لِمَا لَمْ يَأْتِهِ مِنَ النَّاسِ الْفَقْرُ﴾ جس نے اس پر قناعت کی جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے۔ وہ غنی ہوا۔ اور جس نے اپنی آنکھ اس مال کی طرف پھیری جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے تو وہ محتاج ہوا۔

اور جو شخص ﴿لَمْ يَرْضَ بِمَا قَسَمَ اللَّهُ لَهُ لَقَدْ أَلْهَمَ اللَّهُ فِي قَضَاءِ﴾ اس پر راضی نہیں جو اللہ کریم نے اس کے لئے تقسیم کیا ہے تو اس نے اللہ کریم کو اس کی قضاء پر مہتمم کیا۔

اور جس نے ﴿كَشَفَ حُجَّتَ النَّاسِ أَنْ كَشَفَ عَوْرَاتِ بَيْتِهِ وَمَنْ مَلَاحَ سَيْفَ السَّيْفِ لَقَدْ بَدَأَ لَوْ كَرِهَ﴾ پر دے چاک کے اس کے اپنے گھر کے پر دے

چاک ہو جائیں گے، اور جس نے بغاوت کی تلواریں سے نکالی وہ اسی سے قتل ہوگا۔
﴿وَمَنْ احْتَقَرَ لَاحِيَةَ بَشَرٍ اسْفُظَ فِيهَا﴾ اور جس نے اپنے بھائی کے لئے
کنواں کھودا وہ خود اسی میں گرے گا۔ ﴿وَمَنْ دَاخَلَ السَّفَهَاءَ حَقْرًا وَمِنْ خَالِطِ
الْعُلَمَاءِ وَقْرًا﴾ اور جو شخص جاہلوں سے مل جول رکھے گا وہ حقیر ہو جائے گا اور جو شخص علماء
سے تعلق رکھے گا وہ عزت پائے گا۔ ﴿وَمَنْ دَاخَلَ السُّؤَالَهُمْ وَمَنْ اسْتَصْفَرَ ذِلَّةَ
نَفْسِهِ اسْتَغْطَمَ ذِلَّةَ غَيْرِهِ﴾ جو کوئی بری جگہ میں داخل ہو گا وہ تہمت زدہ ہوگا اور جو
اپنے نفس کی ذلت کو شرم کرنے سمجھ لو اس نے دوسرے کی ذلت کو بڑا سمجھا۔

فائدہ: ﴿پھر دوں کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا﴾

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی علیہ السلام کو شجر و حجر نے سلام پیش نہیں کیا
سوائے ہمارے آقا مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ یعنی شجر و حجر اور کھجور کے تنے
نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کیا۔ کچھ شعراء نے اس کے بارے میں نظم
لیا ہے۔

وَجَنُّ الْيَدْعِ شَوْقًا وَرَقَّةٌ وَرَجْعٌ صَوْتًا كَالْفُشَارِ دُرْدَا

فبَادِرْهُ ضَمًّا فَقَرُّ لَوْفَتِهِ لِكُلِّ امْرِيٍّ مِنْ دَهْرِهِ مَا تَعُودَا

ترجمہ: کھجور کا خشک تنا شوق اور رقت کے ساتھ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف مائل ہوا۔ اس نے سسکیاں بے کر آواز کو گلے سے نکالا جس

طرح حاملہ آدمی آواز نکالتی ہے۔ تو آپ نے اس ستیوں کو گلے سے لگا

لیا۔ تو وہ اسی وقت چپ ہو گیا۔ ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس کے مقدر

میں ہوتا ہے اور جس کا وہ عادی ہوتا ہے۔

امثالہ: ﴿حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام کرنے والے پھر کو پہچانتا﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: ﴿الْبَشَرُ لَا يَعْرِفُ حَاجِرًا بِسْمِكَ كَمَا يَسْلَمُ عَلَيَّ قَبْلَ انْعِثَانِي﴾

لا عرفہ الان ﴿مسلم رقم الحدیث: ۲۲۷۷﴾

ترجمہ: بے شک میں مکہ مکرمہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھ پر بعثت سے پہلے سلام بھیجتا تھا اور میں اسے لب بھی پہچانتا ہوں۔

۱۶۷: حکایت ﴿دعا کی قبولیت کیسے ہو؟﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دعا کر رہا ہے اور اپنی حاجت کے لئے آہ زاری کر رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دیکھ کر عرض کیا ﴿یار اب لو کانت حاجتہ بندہ لقضیتہا﴾ اے میرے رب عزوجل: اگر اس کی حاجت کو پورا کرنا میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں اسے ضرور پورا کرتا۔ اللہ کریم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا ﴿ینا موسیٰ ان له غنما له وان قلبہ عند غنمہ وانا لا استجیب دعاء عبد یدعو نی وقلبہ عند غیری﴾ اے پیارے موسیٰ، اس کے پاس بکریاں ہیں اور اس کا دل ان بکریوں کی طرف مشغول ہے۔ میں ایسے بندے کی دعا قبول نہیں کرتا جو دعا مجھ سے مانگ رہا ہو اور دل میرے غیر کی طرف ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو بتایا تو اس نے غیر کی طرف توجہ کو ختم کر دی۔ تو اللہ کریم نے اسی وقت اس کی حاجت کو پورا کر دیا۔

۱۶۸: حکایت ﴿دوزخ کے کتے﴾

علماء میں سے کسی نے کہا کہ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مکہ معظمہ حاضر ہوا، اس وقت آپ بیمار تھے اور دوائی پی ہوئی تھی۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کچھ چیزوں کے متعلق سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو ضروری سوال ہے پوچھے۔ تو میں نے پوچھا کہ کامل مرد کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: فقہاء کرام۔ میں نے پوچھا: بادشاہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ زہد و تقویٰ والے لوگ۔ پھر پوچھا: شرفاء کون لوگ ہیں؟ آپ

نے فرمایا: متقی لوگ۔ پھر سوال پوچھا کہ غوغا یعنی نچلے درجے کے کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ جو حدیث پاک کو لکھتا ہے اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو مال بٹورتا ہے۔ پھر میں نے آپ سے پوچھا کہ کینے اور گھٹیا لوگ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو ظالم ہیں اور یہی لوگ جہنم کے کتے ہیں۔

۱۶۹: حکایت ﴿نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرندوں پر شفقت﴾
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک دیہاتی شخص نے آکر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی خدمت اقدس میں آ رہا تھا راستہ میں ایک جنگل سے گزر رہا تو میں نے وہاں پر چڑیا کہ بچوں کی آوازیں سنیں۔ چنانچہ میں نے ان کو پکڑ کر اپنی چادر میں چھو پالیا۔ ان کی ماں نے میرے سر پر چکر لگانے لگی۔ تو میں نے بچوں کو چادر سے نکالا تو ان کی ماں ان پر گر پڑی۔ پھر میں نے ان اپنی چادر میں لپیٹ لیا۔ یہ سن رحمۃ العالمین نے اس دیہاتی سے فرمایا، ان کو بچوں کو رکھ دو۔ جب اس نے رکھ دیا تو بچوں کی ماں ان کو خوراک دینے لگی۔

رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ﴿اتعجبون فواللہ بعثنی بالحق نبیاء ان اللہ ارحم بعبادہ من ام ہذہ الافراخ بفراخھا﴾ کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ کریم تو اپنے بندوں پر ان بچوں کی ماں سے بھی زیادہ رحم فرمائے والا ہے۔ پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی سے فرمایا ﴿ارجع فصنعھن فی مکانھن﴾ واپس جا کر اب بچوں کو ان کے گھونسلے میں چھوڑ کر آؤ۔ وہ دیہاتی شخص کہتا ہے کہ میں ان بچوں کو لے کر واپس آیا تو ان کی ماں میرے سر پر پھڑپھڑا رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے ان بچوں کو ان کے گھونسلے میں رکھ دیا۔

۱۷۰: حکایت ﴿حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کی توبہ﴾

حضرت ذوالنون مصری سے پوچھا گیا کہ آپ کی توبہ کا سبب کیا ہے۔ جواب میں فرمایا کہ میں سفر کرتا ہوا بعض دیہاتوں کی طرف نکلا تو راستہ میں ایک جنگل میں سو گیا اور ایک اندھی ابا نیل کو دیکھا کہ وہ اپنے گھونسے سے نیچے گری تو زمین پھٹ گئی اور زمین سے دو پیالیاں نکلیں ایک چاندی کی جس میں تل تھے اور دوسری سونے کی جس میں پانی تھا۔ اس اندھی ابا نیل نے تل کھائے اور پانی پیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر میں اللہ تعالیٰ کے حضور رجوع کیا تو اس نے میری توبہ قبول فرمائی۔

۱۷۱: حکایت ﴿امت کو پانچ حصوں میں تقسیم فرمایا﴾

کہا گیا ہے کہ بے شک اللہ کریم نے امت کو پانچ قسم میں تقسیم فرمایا ہے۔

(۱) علماء کرام (۲) زاہد (۳) غازی (۴) امراء (۵) تاجر

علماء کرام تو انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ زاہد لوگ یعنی عبادت گزار زمین کی بادشاہ ہیں۔ غازی اللہ کے بددگار ہیں۔ مالدار لوگ مخلوق خدا کے چرواہے ہیں اور تاجر لوگ اللہ کریم کے امین ہیں۔

جب اہل علم نے مال جمع کرنے میں طمع کرنا شروع کر دیا تو پھر ہدایت کس سے حاصل کی جائے۔ اور عبادت گزاروں نے ریاکاری سے کام لیا تو پھر کس کی اقتداء کی جائے۔ جب غازیوں نے خیانت کی تو پھر کس سے کامیابی ہوگی، جب تاجروں نے خیانت کی تو پھر کون امین بنایا جائے گا۔ جب چرواہے بھڑیے بن جائیں تو پھر رعیت کی حفاظت کس سے کی جائیگی۔

کچھ علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی کچھ قسمیں بنائی ہیں۔ ایک قسم وعظ و نصیحت کے لئے، ایک عبادت کے لئے، ایک بہادری کے لئے، ایک ذریعہ معاش کے لئے، اور ایک قسم امامت کے لئے۔ ان کے علاوہ باقی سب گمراہ ہیں جو پانی کو گندلا کرتے

ہیں۔ قیمتوں کو بڑھاتے ہیں اور راستوں کو تنگ کرتے ہیں یہ لوگ گھٹیا اور کمینے ہیں۔

۲۱: حکایت ﴿حضرت امام علی بن رضا رضی اللہ عنہ﴾

حضرت امام علی بن رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلیفہ مامون کے دربار کے قاضی یحییٰ بن اکثم سے دربار میں ایک مسئلہ پوچھا۔ امام علی بن رضا رضی اللہ عنہ نے قاضی یحییٰ سے پوچھا کہ آپ کا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے دن کے پہلے حصہ میں ایک عورت کی طرف حرام نظر سے دیکھا، پھر وہ عورت سورج بلند ہونے کے وقت اس پر حلال ہو گئی، پھر ظہر کے وقت اس پر حرام ہو گئی پھر وہ عورت عصر کے وقت اس پر حلال ہو گئی پھر مغرب کے وقت وہ عورت اس پر حرام ہو گئی پھر وہی عورت عشاء کے وقت اس کے لئے حلال ہو گئی پھر وہی عورت آدمی رات کو اس پر حرام ہو گئی پھر وہی عورت فجر کے وقت اس پر حلال ہو گئی۔

قاضی یحییٰ بن اکثم نے عرض کیا ﴿لَا اَدْرِ ذَلِك اَصْلِحَكَ اللہ﴾ میں اس مسئلہ کو نہیں جانتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کی خیر فرمائے۔

پھر خلیفہ مامون نے کہا کہ اے امیر المؤمنین کے بیٹے اس مسئلہ کے بارے میں ہمیں بتائیے گا۔ تو امام علی بن رضا رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ عورت ایک لونڈی ہے اس کو ایک غیر مجرم نے بثر ذیہ دن میں دیکھا پھر اس غیر مجرم آدمی نے اس باندی کو سورج بلند ہونے کے وقت خرید لیا۔ پھر ظہر کے وقت اس کو آزاد کر دیا پھر اس نے عصر کے وقت اس سے نکاح کر لیا۔ پھر مغرب کے وقت اس سے طہار کر لیا یعنی اس کو بھڑکات ابدیہ کے ساتھ تشبیہ دی، پھر اس نے عشاء کے وقت اس کا نکاح کر لیا۔ ادا کر کے آدمی رات کو طلاق رجعی دی پھر اس نے فجر کے وقت اس سے رجوع کر لیا۔ خلیفہ مامون نے امام علی بن رضا سے کہا کہ آپ نے انتہائی نہیں جواب ارشاد فرمایا

ہے۔

پھر خلیفہ مامون نے اسی مجلس میں اپنی بیٹی کا نکاح امام علی بن رضا رضی اللہ عنہ کر دیا۔ پھر امام صاحب اپنی بیوی کو لے کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ پھر ایک مرتبہ مامون کی بیٹی نے اپنے باپ کو خط میں یہ شکایت لکھی کہ میرے شوہر علی بن رضا نے مجھ پر ایک لونڈی کر لی ہے۔ مامون نے اپنی بیٹی کو جواب میں لکھا کہ میں نے تیرا نکاح ان سے اس لئے نہیں کیا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حلال فرمائی ہے میں اس کو ان پر حرام کر دوں۔ اور یہ شکایت میرے پاس دوبارہ نہیں آئی چاہیے۔ (پھر امام علی بن رضا رضی اللہ عنہ نے) اس کے باپ یعنی خلیفہ مامون کے مرنے کے بعد اس اپنی بیوی کو خلیفہ معتمد کے پاس بھیجا، تو خلیفہ نے اس کو ان کے پاس واپس اس وقت بھیجا جب محرم کے مہینہ ”۲۰۲ھ“ کی دو راتیں باقی تھیں اور امام علی بن رضا رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ ہمیشہ رہے حتیٰ کہ آپ نے [۲۰۳ھ] میں وصال فرمایا اور اپنے دادا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے مقبرہ میں جانب پشت دفن ہوئے۔

﴿حضرت امام حسن عسکری﴾

امام علی بن رضا کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ ان میں سے حسن عسکری نہایت خوبصورت تھے۔ حسن عسکری کے لقب سے ساتھ اس لیے موصوف ہوئے کہ انہوں نے شہر سرمن رائے سکونت اختیار فرمائی تھی اور سرمن رائے کو مدینہ العسکر کہا جاتا تھا اور امام علی رضا نے علم و معرفت اور بہادری و راشت میں پالی تھی۔ اور آپ ۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۳ھ میں وصال فرمایا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ متوکل نے امام حسن عسکری کو قید کر ڈال۔ تو لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے اور لوگوں نے تین دن تک نماز استسقاء پڑھی۔ لیکن بارش نہ ہوئی۔ پھر خلیفہ متوکل نے نماز استسقاء میں مسلمانوں کے ساتھ یہود و نصاریٰ کو بھی نکلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ لوگ بھی نماز استسقاء کے لئے مسلمانوں کے ساتھ نکلے اور ان کے ہمراہ ایک راہب بھی تھا۔ اس راہب نے اپنا ہاتھ

آسمان کی طرف اٹھایا تو فوراً بارش ہو گئی پھر دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ یہ دیکھ کر بعض لوگوں کو دین اسلام میں شک ہونے لگا اور کچھ بد نصیب مرتد ہو گئے۔ اس سے مسلمانوں کو بڑی تکلیف ہوئی اور یہ خلیفہ متوکل پر بڑا شاق گزرا۔ اس نے امام حسن عسکری کو قید سے حاضر ہونے کو حکم دیا، اور کہا ﴿ادرك امة جدك رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل ان یهلكوا﴾ اپنے جد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خبر لو اس سے پہلے کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ امام حسن عسکری نے فرمایا ﴿امرهم بالخروج غدا ویزول الاشکال ان شاء الله﴾ ان لوگوں کو کل (دوبارہ) نکلنے کو حکم دو۔ ان شاء اللہ: ان شک و شبہات دور ہو جائیں گے۔ لوگوں نے خلیفہ متوکل سے امام کی قید سے رہائی کی بات کی۔ چنانچہ خلیفہ نے آپ کو رہا کر دیا۔ تو آپ لوگوں کے ساتھ نماز استسقاء کے لئے باہر نکلے تو راہب نے بھی نصاریٰ کے ساتھ اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا تو بادل آ گئے۔

امام حسن عسکری نے راہب کے ہاتھ پکڑنے کا حکم دیا تو لوگوں نے پکڑا تو دیکھا اس کے ہاتھ میں انسان کی ہڈی تھی۔ امام حسن عسکری وہ ہڈی اس کے ہاتھ سے لیکر فرمایا: اب اپنا ہاتھ اٹھا، تو اس نے ہاتھ اٹھایا تو بادل جاتا رہا۔ اور سورج نکل آیا۔ تو لوگ اس بات سے بڑے حیران ہوئے۔ پھر خلیفہ متوکل نے امام حسن سے کہا: اے ابو محمد یہ کیا بات ہے؟ امام حسن عسکری نے فرمایا ﴿هذا عظم نبی من الانبیاء﴾ یہ انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی ہڈی تھی۔ جو راہب کو کسی جگہ سے مل گئی ہے۔ اور بات یہ ہے کہ جب بھی کسی نبی کی ہڈی کو آسمان کی طرف اٹھایا جائے تو آسمان سے بارش اتر آتی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے اس کو آزمایا تو ایسا ہی پایا۔ جس طرح امام حسن عسکری نے فرمایا تھا۔ اس طرح لوگوں کے شکوک شہار دور ہو گئے اور جو لوگ مرتد ہوئے تھے وہ دوبارہ اسلام میں لوٹ آئے۔ امام حسن عسکری بڑے عزت و احترام کے ساتھ اپنے واپس تشریف لے آئے اور خلیفہ متوکل نے بڑے انعام اکرام سے امام کو نوازا۔

درندوں کا امام حسن عسکری کا ادب کرنا

خلیفہ متوکل کے زمانے میں ایک عورت نے اس کے دربار میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ شریف النسل (سادات خاندان سے) ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ اس کے صحیح ہونے کی مجھے خبر کون دے گا؟ لوگوں نے امام حسن عسکری کے بارے میں کہا کہ ان کو پوچھو۔ چنانچہ آپ کو بلا کر خلیفہ نے اپنے ساتھ تخت بٹھایا اور آپ سے اس عورت کے متعلق پوچھا تو امام حسن عسکری نے خلیفہ سے کہا: ان الله حرم على السباع ان تاكل اولاد الحسنين، فالقوها فان لم تاكلها فهي صادقة کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حسین کریمین کی اولاد کو درندوں پر کھانا حرام کر دیا ہے۔ تم اس عورت کو درندے کے آگے پیش کرو اگر درندے نے اس کو نہ کھایا تو یہ عورت اپنے دعویٰ میں سچی ہے۔ لوگوں نے جب یہ شرط اس عورت پر پیش کی تو (وہ ڈر گئی) کہا کہ میں (اپنے دعویٰ میں) جھوٹی ہوں۔ کچھ لوگوں نے خلیفہ متوکل سے کہا کہ جو بات امام حسن عسکری نے کہی ہے (اللہ تعالیٰ نے حسین کی اولاد کو درندوں پر کھانا حرام کیا ہے) آپ ذرا اس پر امام حسن کو آزمائیں۔

متوکل نے تین درندے حاضر کرنے کا حکم دیا اور اپنے محل کے نیچے ان کو ایک کھلے گراؤنڈ میں رکھا۔ خلیفہ خود محل کی ایک ایسی جگہ پر بیٹھ گیا کہ جہاں سے وہ درندوں کو دیکھ سکے اور محل کو دروازہ بند کرنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ امام حسن عسکری کو اس طرح محل میں لایا جائے کہ وہ اس درندوں والی گراؤنڈ میں سے ہو کر محل میں داخل ہوں۔ چنانچہ لوگوں نے امام حسن کو محل والی گراؤنڈ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا۔ اور درندوں کی صورت حال یہ تھی کہ ان کی گرد آواز کانوں کو پھاڑ رہی تھی۔ جب درندوں نے امام حسن عسکری کو دیکھا: *سکت و مشیت الیہ و تمسحت به و دارت حوله* تو خاموش ہو گئے، اور آپ کی طرف آئے اور آپ سے برکت حاصل کرنے لگے اور آپ کے ارد گرد گھومنے لگے۔ اور امام حسن نے ان کی پیٹھوں پر اپنے ہاتھ سے ہلکی دھکی دیا۔ پھر وہ درندے

اپنی اپنی جگہوں پر واپس چلے گئے۔ پھر محل کا دروازہ کھلا تو آپ خلیفہ کی طرف اوپر محل میں چلے گئے۔ کچھ دیر بات چیت کی پھر وہاں سے اتر کر اسی گراؤنڈ سے گزرے تو درندے پھر اسی طرح ادب اور محبت سے پیش آئے یہاں تک کہ آپ وہاں باہر چلے گئے پھر متوکل نے آپ کے لیے انعام بھیجا۔ لوگوں نے خلیفہ سے کہا کہ اس طرح کی دلیری اور ہمت کسی میں نہیں ہے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا ﴿اتریدون قتلی ثم امرهم ان لا یفشوا هذا الامر لاحد﴾ کیا تم میرا قتل ہونا پسند کرتے ہو۔ پھر حکم دیا کہ وہ میرا معاملہ کسی پر ظاہر نہ کریں۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: ﴿مسلمان کے مسلمان پر تمیں حق ہیں﴾

امام اصہبانی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ترغیب کے باب قضاء حوائج میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بن ابوطالب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے لئے اپنے بھائی پر تمیں حق ہیں جب تک وہ حقوق ادا نہ کرے یا معاف نہ کروالے، اس وقت تک وہ بری الذمہ نہیں ہوگا۔

- (۱) ایک مسلمان دوسرے کی غلطی کو معاف کرے۔ (۲) اس کے آب دیدہ ہونا پر مہربان ہو جائے۔ (۳) اس کے عیب پوشی کرے۔ (۴) اس کے گناہوں کو معاف کرے۔ (۵) اس کی معذرت کو قبول کرے۔ (۶) اس کی غیبت کو رد کرے۔ (۷) ہمیشہ اس کو اچھی نصیحت کرے۔ (۸) اس کی دوستی کی حفاظت کرے۔ (۹) اس کی ذمہ داری کو خیال رکھے۔ (۱۰) اس کے مریض کی بیمار پرسی کرے۔ (۱۱) اس کے جنازے پر حاضر ہو۔ (۱۲) اس کی دعوت کو قبول کرنا۔ (۱۳) ہدیہ کو قبول کرنا۔ (۱۴) اس کے صلہ کا بدلہ دینا۔ (۱۵) اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرنا۔ (۱۶) اس کی اچھی طرح مدد کرنا۔ (۱۷) اس کی عزت کی حفاظت کرنا۔ (۱۸) اس کی ضرورت کو پورا کرنا۔ (۱۹) اس کی سفارش قبول کرنا۔ (۲۰) اس کے مقصد میں خیانت نہ کرنا۔ (۲۱) اس کی چھینک کا جواب

دینا۔ (جب وہ چھینک آنے پر الحمد للہ کہے) (۲۲) جب وہ گمراہ ہو تو وہ اس کی رہنمائی کرے۔ (۲۳) اس کے سلام کا جواب دے۔ (۲۴) اس سے اچھا کلام کرے۔ (۲۵) اس کے انعام کا اچھا بدلہ دے۔ (۲۶) اس کی قسموں کی تصدیق کرے۔ (۲۷) ظالم کے خلاف اس کی مدد کرے اور ظلم کو اس سے روکے، اس کے مظلوم ہونے پر اس کی مدد اور اعانت کرے۔ (۲۸) اس سے دوستی رکھے نہ کہ دشمنی۔ اس کو ذلیل نہ کرے اور نہ ہی اس کو گالی دے۔ (۲۹) جو خیر اپنے لئے پسند کرے وہی اس کے لئے پسند کرے۔ (۳۰) اور جو بری چیز اپنے لئے ناپسند کرے وہی اس کے لئے ناپسند کرے۔ ان حقوق میں سے کسی کو حق کو نہ چھوڑے ورنہ قیامت کے دن مسلمان اس سے مطالبہ کرے گا۔ واللہ اعلم

۳۱: حکایت دشمن سے بچنے کا عمل

حکیم یونانی نے لمتہ نورانیہ میں فرمایا جو سر البدیع والحرز المبیع کا حصہ ہے۔ فاضل یونانی نے فرمایا کہ جب کسی انسان کو اپنے متعلق قتل یا کسی اور عذاب کا خوف و خطرہ ہو تو وہ ایک موٹا تازہ مینڈھا لے جس طرح قربانی کا جانور ہوتا ہے۔ اس کو جلدی سے رو بہ قبلہ لیٹا کر ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اللھم هذا لك منك اللھم انه فدائی فتقبلہ منی ترجمہ: اے اللہ، یہ میری طرف، تیرے لئے ہے۔ اے اللہ عز و جل: یہ میرا فدیہ ہے اسے میری طرف سے قبول فرمایا۔

پھر اس کے خون کے لئے ایک گھڑا کھود کر خون کو اس میں دفن کر دے۔ تاکہ پاؤں سے روندنا نہ جائے۔ پھر اس کے ساتھ ٹکڑے کرے۔ جیسا کہ کھال ایک ٹکڑا، سر ایک ٹکڑا، اس کا پیٹ ایک حصہ، اسی طرح تمام جسم کے علیحدہ علیحدہ حصہ کرے اس سے نہ تو خود کچھ کھائے اور نہ ہی کوئی اس کا گھر والا کچھ کھائے۔ ان تمام ساٹھ ٹکڑوں کو ساٹھ مسکینوں کو دے دے تو یہ اس کے خوف و خطرے کا بدلہ ہے جس سے اس کو خطرہ تھا۔ یہ

مجرّب عمل ہے اگر قتل کے علاوہ کسی اور چیز کا خوف تھا تو اس کو چاہیے کہ ساٹھ محتاجوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ اور یہ دعا مانگے:

﴿اللهم انی استکفی لهذا الامر الذی اخافه بهمم هؤلاء
واسالك بانه: مهم وارواحهم ان تخلصنی مما اخاف واحذر
فیفرج الله تعالیٰ عنده متفق علیه﴾

ترجمہ: اے اللہ عزوجل: میں تجھ سے کفایت چاہتا ہوں، اس کام میں جس
سے میں خوف زدہ ہوں۔ ان لوگوں کے ارواح اور جانوں کے وسیلہ سے
میں تجھ سے سوال کرتا ہوں جن چیزوں سے میں ڈرتا ہوں اور خوف زدہ ہوتا
ہوں اس سے مجھ کو نجات عطا فرما دے۔

۱۷۴: حکایت ﴿صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ذریعہ معاش﴾

اس حکایت میں بعض صحابہ کرام کے ذریعہ معاش کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدا
لرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کلاتھ مرچنٹ تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بائع
اور مشتری کے درمیان سعی کرتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تیر تراش
تھے۔ حضرت ولید بن مغیرہ لوہے کا کام کرتے تھے۔ اسی ابو جھل کا بھائی ابو العاص رضی
اللہ عنہ بھی لوہے کا کام کرتے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط قبل از اسلام شراب فروش تھے۔ ابو
سفیان بن حرب ورغن و زیتون اور سالن بیچتے تھے۔ عبد اللہ جدعان لونڈیاں فروخت کرتا
تھا۔ نصر بن حارث بربط بجاتا تھا۔ حکم بن عاص اور حریت بن عمرو ضحاک بن قیس النہمی
اور ابن سیرین قصاب تھے۔ عاص بن وائل جانوروں کے طبیب تھے۔ عاص کا بیٹا اور
عباس اونٹ ذبح کرتے تھے۔

حضرت زبیر عوام، قیس بن مخزوم، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم خانہ کعبہ کی چابیوں ان

پاس تھیں۔ یہ تمام لوگ ٹیلر تھے۔ مالک بن دینار مٹھی تھے۔ یزید بن مہلب مالی تھے۔ قتبہ شتر بان تھے۔ سفیان عینیہ، ضحاک بن مزاحم، عطاء بن ابی رباح، کمیت شاعر، حجاج بن یوسف ثقفی، عبد الحمید اور قاسم بن سلامہ الکسائی یہ معلم یعنی استاد تھے۔

۱۷۵: حکایت ﴿شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم﴾

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خواب ﴿﴾

ایک رات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے تو ایک عجیب و غریب خواب دیکھا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ خواب میں اس قدر روئے کہ آپ کے رونے کی آواز گھر کے باہر والوں نے بھی سنی اور اتفاق سے وہاں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گزرے تو رونے کی آواز انہوں نے بھی سنی۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازہ پر دستک دے دی۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خواب سے بیدار ہوئے اور دروازہ اس حال میں کھولا کہ آپ کے آنسو جاری تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر پوچھا: ﴿ما هذا البكاء؟﴾ یہ رونا کیسا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام صحابہ کرام کو بلا کر میرے پاس لاؤ، تاکہ میں ان کو اس کے متعلق بتاؤں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کو اکٹھا کیا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

﴿إني رأيت القيامة قد قامت ورايت رجلا علي منابر من نور

بوجوه كالانجم الزاهرة فسالت ملكا عن هؤلاء فقال انبياء

ينتظرون محمدا فان بيده زمام الشفاعة فقلت وابن محمد

احملني اليه فاننا خادمه وصاحبه ابو بكر فحملني اليه

فوجدته تحت ساق العرش وعمامة بين يديه وقد مد يده

اليمنى الى ساق العرش ومد اليسرى الى النار فاعلق بها با

ب النار وهو يقول الهی امتی ففیهم العلماء والصالحون
والحجاج والمعمرون والغزاة والمجاهدون واذا النداء یا
محمد تذاکر الطائفة الطائعين ولا تذاکر الطائفة الاخری
اذکر الظلمة وشراب الخمر والزناة واکلة الربوا

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے۔ اور میں نے
نور کے منبروں پر ایسے لوگوں کو دیکھا کہ جن کے چہرے ستاروں کی طرح
چمک رہے تھے۔ میں نے ایک فرشتے سے پوچھا یہ کون لوگوں ہیں؟ اس
نے کہا کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
انتظار کر رہے ہیں۔ اور ان کے دست اقدس میں شفاعت کی چابی
ہے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما
ہیں؟ مجھے ان کے پاس لے چلو کیونکہ میں ان کا خادم اور صحابی ابو بکر
ہوں۔ چنانچہ وہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ پس میں نے
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے پائے کے نیچے دیکھا اور آپ کا
عمامہ شریف سامنے پڑھا ہوا تھا۔ اور آپ اپنا دایاں ہاتھ عرش کے پائے کی
طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ اور بائیں ہاتھ کو دوزخ کی طرف پھیلا یا ہوا تھا
جس سے دوزخ کا دروازہ بند تھا۔ اور بارگاہِ خداندی میں عرض کر رہے
تھے۔ اے میرے رب عزوجل میری امت کو بخش دے۔ اس لئے کہ اس
میں علماء، صلحاء، حاجی لوگ اور عمرہ کرنے والے اور جہاد کرنے والے
ہیں۔ ایک منادی نے ندا دی: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم اپنے فرمانبردارِ گروہ
کو یاد کرتے ہو لیکن دوسرے گروہ کو یاد نہیں کرتے، طالبوں، شریعوں اور
سودخوروں کو یاد کرو۔

آپ نے عرض کیا: اے میرے رب عزوجل وہ لوگ واقعہ ہی ایسے ہی ہیں جس

طرح تم نے فرمایا ہے لیکن ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس نے تیرے ساتھ شرک کیا ہو۔ اور نہ ہی کسی بت کی پوجا اور نہ ہی تیرے لیے اولاد بنائی۔ نہ ہی توحید سے پھیرا۔ ﴿اقبل الہی شفاعتی فیہم وارحم جویان عبرتی علیہم﴾ الہی ان کے لئے میری شفاعت کو قبول فرما۔ اور ان لوگوں پر میرے آنسو بہانے کی وجہ سے رحم فرما۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر مشکل میں دیکھ کر عرض کیا ﴿ارفق بنفسک یا محمد﴾ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان پر نرمی فرمائیے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر ﴿قد تضرعت لربی فشفعنی فی امتی﴾ میں نے اپنے رب عزوجل کے سامنے آہ زاری کی تو اس نے میری شفاعت کو میری امت کے لئے قبول فرمالیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اللہ تعالیٰ نے ساری امت کو بخش دیا ہے یا کچھ امت کو بخشا ہے اور کچھ کو نہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر بن خطاب، یہ جواب ملنے سے پہلے تو نے میرا دروازہ کھٹکھٹا دیا۔ اسی دوران ایک منادی نے گھر کے اندر سے آواز دی، اے ابوبکر اللہ تعالیٰ نے سب کو بخش دیا ہے۔ یہ جملہ اس منادی نے تین مرتبہ کہا تو پس ان دونوں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا الحمد للہ

۱۷۶: حکایت ﴿حضرت ابراہیم بن ادھم کا جواب﴾

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ اگر آپ مسجد میں ہمارے پاس تشریف رکھیں تو ہم آپ سے کچھ دین کی بات سن لیا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں چار کاموں میں مشغول ہوں۔ جب میں ان سے فارغ ہوں گا تو تمہارے پاس بیٹھوں گا۔ کسی نے عرض کیا کہ وہ چار کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ان میں سے پہلا کام یہ ہے کہ میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں جس وقت اللہ کریم نے اولاد آدم سے عہد لیا

تھا۔ اور فرمایا تھا کہ یہ لوگ جنت کے لئے ہیں مجھے ان کی پرواہ نہیں اور یہ لوگ دوزخ کے لئے ہیں مجھے ان کی بھی کوئی پرواہ نہیں۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ میں ان دونوں میں سے کس گروہ میں ہوں۔

دوسرا کام یہ ہے کہ میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں جب اللہ کریم بچہ کو شکم مادر میں پیدا کرتا ہے۔ اور اس میں روح پھونک کر فرشتہ مقرر فرماتا ہے۔ تو فرشتہ عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب عزوجل: کیا یہ بچہ خوش نصیب ہے یا بد نصیب۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کس کیلئے گری ہوں۔

تیسرا میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں جب موت کو فرشتہ روح قبض کرنے کے لئے آئے اور کہے گا کہ یہ اہل اسلام کے ساتھ ہے یا کافروں کے ساتھ ہے تو مجھے علم نہیں کہ اس وقت کیسا جواب میرے منہ سے نکلے گا۔

چوتھا کام یہ ہے کہ فرمان خداوندی ہے ﴿فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیرِ﴾ ایک فریق جنت میں اور ایک فریق جہنم میں ہوگا۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کس فریق میں ہوں۔

۷۔ احکامیت ﴿بے عیب عورت کی تلاش اور عورت کا جواب﴾
فضیل بن عبدالرحمان نے عتبہ بن ابی لہب کی بہن رقیہ سے کہا کہ میرے لئے کوئی ایسی عورت دیکھو جو نسب میں مشہور ہو، حسب میں بزرگ، حسن میں کمال تر، ناز و نحرے میں نمکین اور خوب تر ہو۔ اگر وہ بیٹھے تو روشن کر دے اور اگر وہ کھڑی ہو تو بے ہوش کر دے اگر چلے تو مست کر دے اور دور ہو تو تعجب میں ڈالے قریب ہو تو آزمائش میں مبتلا کر دے۔ جس کے ساتھ ہو معاملہ کرے تو اس کو خوش کر دیا اور وہ جس کے پیڑوس میں ہو اس کو بزرگ کر دے۔ شوہر سے محبت کرنی والی ہو، اور زیادہ پیچھے چھٹنے والی ہو اور اپنے شوہر کے علاوہ کسی کو جاننے والی نہ ہو اور اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کو خوش کرنے والی نہ ہو۔

ہو۔

یہ بات سن کر رقیہ نے فضیل کو جواب دیا کہ اے میرے چچا کے بیٹا: ﴿اخطب
هذه من ربك في الآخرة فانك لا تجدها في الدنيا﴾ اپنے رب عزوجل سے
آخرت میں ایسی عورت کے ساتھ نکاح کرو کیونکہ دنیا میں تمہیں ایسی عورت نہیں ملی گی۔
﴿کمہار کا زبردست جواب﴾

ابوموسیٰ نابینا نے گدھے بیچنے والے سے کہا کہ میرے لئے کوئی ایسا گدھا تلاش
کرو جو نہ چھوٹا ہو نہ زیادہ بڑا ہو۔ اگر راستہ خالی ہو تو تیز چلے، بھیڑ ہو تو آہستہ چلے۔ مجھے
سواری وقت نہ گرا، اور مجھے بوریوں کے نیچے نہ داخل کرے۔ جب اس کی خوراک زیادہ
ہو تو وہ شکر کرے اور جب کم ہو تو صبر سے کام لے۔ اگر میں اس پر سوار ہوں تو خوش کر
دے اور تیز رفتار ہوا اگر میرے علاوہ کوئی دوسرا بیٹھے تو سو جائے۔ اس گدھے فروخت
کرنے والے نے ابوموسیٰ سے کہا کہ ﴿اصبر اعزك الله فعسى الله ان يمسح
القاضي حمارا فتدرك حاجتك﴾ تم صبر کرو۔ عنقریب اللہ کریم قاضی کی شکل کو مسخ
کر کے اسے گدھا بنائے گا۔ اس وقت تم اپنی ضرورت پوری کر سکو گے۔ والسلام

۱۷۸: حکایت ﴿اخلاق تمام صفات کا جامع ہے﴾

اللہ کریم نے جب اخلاق کو پیدا کیا تو قناعت نے عرض کیا ﴿انا اذهب الى
الحجاز﴾ میں حجاز کی طرف جاؤں گی۔ صبر نے عرض کیا ﴿وانا معك﴾ میں تیرے
ساتھ ہوں۔ علم نے عرض کیا ﴿انا اذهب الى العراق﴾ میں عراق جاؤں گا۔ تو عقل
نے عرض کیا ﴿وانا معك﴾ میں تیرے ساتھ ہوں۔ کرم نے عرض کیا ﴿انا اذهب
الى الشام﴾ میں شام کی طرف چلا جاؤں گا۔ تلوار نے عرض کیا ﴿وانا معك﴾ میں
تیرے ساتھ رہوں گی۔ غناء نے عرض کیا ﴿انا اذهب الى مصر﴾ میں مصر کی طرف
جاؤں گا۔ ذلت نے عرض کیا ﴿وانا معك﴾ میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ بد خلقی نے

عرض کیا ﴿انا اذهب الی المغرب﴾ میں مغرب کی طرف چلی جاؤں گی۔ بجل نے عرض کیا ﴿وانا معک﴾ میں تیرے ساتھ ہوں۔ حسن اخلاق نے عرض کیا ﴿انا اذهب الی الیمن﴾ میں یمن کی طرف چلا جاؤں گا۔ حلم نے عرض کیا ﴿وانا معک﴾ تیرے ساتھ ہوں۔ شفاء نے عرض کیا ﴿انا اذهب الی البادية﴾ میں میدان یعنی کھلی فضاء کی طرف چلی جاؤں گی۔ مروت نے عرض کیا ﴿وانا معک﴾ میں تیرے ساتھ ہوں۔ فسق نے عرض کیا ﴿انا اذهب الی الروم﴾ میں روم کی طرف چلا جاؤں گا۔ بغاوت نے عرض کیا ﴿وانا معک﴾ میں تیرے ساتھ ہوں۔

۱۷۹: حکایت ﴿دوسو کنوں کا حال﴾

ایک دیہاتی کی دو بیویاں تھیں ایک کے ہاں بیٹا پیدا ہوا دوسری کے ہاں بیٹی چنانچہ بیٹے والی نے بیٹا اٹھایا اور رقص کرتے ہوئے اپنی سوکن کے خلاف یہ اشعار پڑھے۔

الحمد لله الحمید العالی، انقلذنی الان من الخوالی، من کل شوہا

کشن بالی

لیدفع الضیم عن عیالی، فسمعتها الاخری فاقبلت ترقص بنتها

ترجمہ: سب خوبیاں اور تعریفیں اللہ کے لئے ہے جو بہت بلند ہے، اس نے

اب مجھے تنہائیوں سے نجات دے دی ہے، پرانی مشک کی طرح چہرے کی

بدنمائی سے بچالیا ہے تاکہ وہ میری اولاد سے ظلم کو دور کرے۔

جب دوسری بیوی نے یہ سنا تو وہ بھی اپنی بیٹی کو اٹھا کر رقص کرتی ہوئی کہنے لگی،

وما علی ان تكون جاریہ، تغسل رأسی وتكون الغالیہ،

وترفع الساقط من خماریه

حتی اذا ما بلغت ثمانیہ، ازلتها بنقبہ یمالیہ، انکحها مروان

او معاویہ، اصهار صدق ومهور غالیہ

مجھے بیٹی کا کوئی نقصان نہیں ہے وہ میرا سر دھوئے گی اور مجھے خوشبو لگائے گی اور میرا گراہو او دوپٹہ اٹھائے گی یہاں تک کہ جب وہ آٹھ سال کی ہو جائے گی تو میں اسے کڑھائی والی یمنی چادر پہناؤں گی پھر میں اس کا نکاح مروان یا حضرت معاویہ سے کروں گی جو عمدہ سسرالی اور زیادہ حق مہر دینے والے ہیں۔

جب یہ خبر مروان کو پہنچی تو اس نے ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار دیکر اس لڑکی سے نکاح کر لیا اور کہا کہ اس کی ماں اس کی حقدار ہے اس لیے کہ اس کا گمان جھوٹا نہیں ہے اور نہ اس کا وعدہ ضائع کیا جانے والا ہے۔

پھر یہ خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر مروان ہم سے پہلے نہ کرتا تو ہم (۲۰۰۰) مہر دیتے لیکن اب بھی وہ ہماری صلہ رحمی سے محروم نہیں رہے گی چنانچہ آپ نے (۲۰۰۰) دینار اسے بھیج دیے۔

۱۸۰: حکایت ﴿اونٹ سے کام لینے والوں کی خوشحالی﴾

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿اندرون منی کا ن السعداء﴾ کیا تم حدی خوانی (اونٹ کو چلاتے وقت خوش آوازی کے ساتھ شربان اشعار پڑھتے ہیں) کو جانتے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ﴿لا باینا الت وامننا﴾ ہمارے والدین آپ پر قربان ہوں، ہم نہیں جانتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا باپ مضر اپنے مال کے ساتھ روانہ ہوا تو اونٹوں کو اپنے غلام سے علیحدہ دیکھا۔ چنانچہ مضر نے اپنے غلام کے ہاتھ پر ڈنڈا مارا، تو غلام نے میدان میں بیٹھ کر چیخا شروع کر دیا اور کہا ہائے میرا ہاتھ۔ جب اونٹوں نے آوازی تو وہ اس کے قریب آگئے۔ مضر نے کہا کہ اگر ایسا کلام جمع کیا جائے تو یہ ایک ایسا جملہ بن جائے گا جس پر اونٹ اکٹھے ہو جایا کریں گے۔ اس سے حدی خوانی جمع کی گئی۔ اس بات کو مستطرف میں ذکر کیا ہے۔

سرود تین قسم پر ہے۔ ۱۔ نصب، یہ جوانوں اور سواروں کا ایک راگ ہے۔ ۲۔ سناہ: یہ بھی ایک طرح کا راگ ہے جو کثیر تعداد میں نغمات کو گلے میں گھوماتا ہے۔ ۳۔ ہرج: یہ وہ ہلکی اور سریلی آواز ہے جو دلوں کو پھاڑتی ہے اور تحمل مزاج آدمی کو ابھارتی ہے۔

سرود کا اصل اور اس کے معدن امہات القری کے اصول ہیں اور وہ یہ ہیں: مدینہ و طائف، خیبر، فدک، وادی القرای و ولومتہ الجندل یمامہ ہیں۔ واللہ اعلم

﴿فرشتوں کے نام اور کنیت﴾

علامہ عینی شارح بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا نام عبد الجلیل اور کنیت ابو الفتوح ہے اور حضرت میکائیل علیہ السلام کا نام عبد الرزاق اور کنیت ابو الغنائم ہے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کا نام عبد الخالق اور کنیت ابو المنافع ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کا نام عبد الجبار اور کنیت ابو یحییٰ ہے۔ واللہ اعلم

۱۸۱: حکایت ﴿امام غزالی کا زمشری کو جواب﴾

صاحب تفسیر کشاف علامہ زمشری نے امام غزالی کو اس فرمان خداوندی کے متعلق سوال کیا ﴿الرحمان علی العرش استوی﴾ یعنی اللہ تعالیٰ مکان و زمان سے پاک ہے پھر اس کے عرش پر ہونے کا کیا مطلب ہے اور وہ کیسے اس پر برآمد ہوا۔ تو امام غزالی نے ان اشعار کے ساتھ زمشری کو جواب دیا۔

قل لمن يفهم عني ما اقول اترك البحث لذا شرح يطول
قصرت والله اعناق الفحول انت لا تعرف اياك ولا
لا ولا تدري صفات ركبتيك حارث في خفا ما ها العقول
هل تراها او ترى كيف تحول هذه الانفاس قد تحصرها
اين منك العقل والفهم اذا غلب النوم فقل لي يا جهول
كيف تجري فيك ام كيف يتحول فاذا كانت طواياك التي

کیف تدری من علی العرش استوی لا تقل کیف استوی کیف الوصول
هو رب کیف والکیف یحول وهو فوق الفوق لا فوق له
جل ذاتا وصفاتا وعلا وتعالیٰ ربنا عما نقول
ترجمہ: اس سے کہو کہ جو میں کہتا ہوں وہ میری بات کو سمجھے اور بحث کرنا چھوڑ
دے۔ اور میں اس کی طویل وضاحت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ ایک یہ باریک
اور پوشیدہ راز ہے۔ اللہ کی قسم: علماء کی گردنیں اس کے قرب سے قاصر
ہیں۔ تو تو خود اپنے آپ کو نہیں جانتا ہے اور تو یہ بھی علم نہیں رکھتا کہ تو کون
ہے؟ اور نہ تھے یہ علم ہے کہ اس کی ذات تک رسائی کیسے حاصل کی جاسکتی
ہے۔ اور نہ تو اس کی ان صفات کو جانتا ہے جو تجھ میں ملی ہوئی ہیں۔ اس کی
باریکیوں میں عقل دھنک ہے اور روح اپنے جوہر اور کنہ کی حقیقت میں تجھ
سے دور ہے۔ کیا تو نے اس کو دیکھا ہے یا دیکھتا ہے کہ وہ کیسے گھومتی پھرتی
ہے۔ کیا تو ان سانسوں کو گن سکتا ہے؟ نہیں اور نہ ہی تجھے یہ علم ہے کہ وہ
کب تجھ سے جدا ہو جائیں گے۔ تجھ سے عقل اور فہم کہاں چلے جاتے ہیں
جب نیند تجھ پر غلبہ پاتی ہے۔ اے جاہل: مجھ سے کہہ کہ تو روٹی کے ایک لقمہ
کو نہیں جانتا کہ وہ کیسے تیرے اندر جاتا ہے یا تو کیسے پیشاب کرتا ہے۔ پس
جب تو اپنی پیٹ کے اندر کی پوشیدہ آنتوں کو جو تیرے دونوں پہلوؤں کے
درمیان ہیں اسے تو نہیں جان سکتا تو تو اس ذات کو کیسے جان سکتا ہے جو
عرش پر استوی فرمائے ہوئے ہے۔ یہ مت کہہ کہ وہ عرش پر کیسے استوی
فرمائے ہوئے ہے۔ تو اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ ہر ذات
ہر مکان اور جہت سے پاک ہے۔ وہ مکان اور جہت کو بھی پیدا کرنے والا
ہے۔ یہ سب کچھ اس کے گرد گردش کرتے ہیں۔ وہ سب سے بلند ہے اس
سے بلند کوئی نہیں ہے وہ ہر جگہ ہے کوئی جہت اس سے خالی نہیں اس کو زوال

نہیں وہ ذات، صفات کے اعتبار سے بزرگ و برتر ہے اور ہمارا پروردگار بلند و عالی ہے اس سے جو تو کہتا ہے۔

۱۸۲: حکایت ﴿عورتوں کی تین قسمیں﴾

ابن معشر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ جب تک سو (۱۰۰) افراد سے مشورہ نہ کر لے شادی نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ پہلے عورتوں سے تکلیف اٹھا چکا تھا چنانچہ اس نے (۹۹) افراد سے مشورہ لیا اب ایک رہ گیا تو وہ اس ارادہ سے باہر نکلا جو بھی شخص پہلے ملے گا اس سے مشورہ لے لوں گا۔ چنانچہ اسے ایک مجنون ملا جس نے ہڈی کا ہار گلے میں ڈالا ہوا تھا اور اپنے چہرہ سیاہ کیا ہوا تھا اور کمزور گھوڑے پر سوار ہے جسے وہ تیزی سے ہانک رہا تھا اس شخص نے اسے سلام کیا اور کہا کہ میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا جو بامقصد ہو وہ پوچھ لو اور بے مقصد نہ پوچھنا اس نے کہا میں نے عورتوں سے بہت تکلیف اٹھائی ہے اب میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ جب تک (۱۰۰) بندوں سے مشورہ نہ کر لوں تب تک شادی نہیں کروں گا اور تو سوواں شخص ہے تیرا کیا مشورہ ہے۔ اس نے کہا عورت تین قسم کی ہے۔ ایک وہ جو تیرے حق میں اچھی ہے اور ایک وہ جو تیرے خلاف ہے اور ایک وہ جو نہ تیرے حق میں ہے اور نہ ہی تیرے خلاف ہے۔

۱۔ تیرے حق میں اچھی وہ جو نو جوان ہو، صاحب فہم و فراست ہو پہلے کسی مرد سے نہ ملاقات ہوئی ہو اگر تجھ سے کوئی بھلائی دیکھے تو تیری تعریف کرے اگر برائی دیکھے تو سب مردوں سے لاتعلقی ہو جائے۔

۲۔ تیرے خلاف وہ ہے جس کا پہلے خاوند سے بیٹا ہو وہ خاوند کی کھال کھینچ لے اور سب مال پہلے بچے کے لئے جمع کر لے۔

۳۔ اور جو نہ تیرے حق میں ہے اور نہ ہی تیرے خلاف ہے۔ یہ وہ عورت ہے جس نے تجھ سے پہلے شادی کی ہو اگر تجھ سے اچھائی دیکھے تو کہے میں یہی چاہتی تھی اور اگر

تکلیف دیکھے تو پہلے خاوند کی طرف اظہارِ شوق کرے۔

میں نے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں تمہاری جو حالت میں دیکھ رہا ہوں یہ کس وجہ سے ہے اس نے کہا کیا شروع میں میں نے تجھ پر یہ شرط نہیں رکھی تھی کہ صرف اپنے مقصد کی بات پوچھنا مگر میں نے اسے دوبارہ قسم دیکر پوچھا تو اس نے کہا: مجھے لوگوں نے قاضی بنانا چاہا تو میں نے اپنی یہ حالت کر لی جو تو دیکھ رہا ہے یہ کہہ کر وہ مجھے وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

منصبِ قضاء اس کے اہل لوگوں نے لیتے ہی چھوڑ دیا ہے اور میں آخرت میں نجات پانے کی طرف توجہ کی ہے اگر قضاء کا مقصد فخر اور عمدہ تعریف ہے تو میں نے اس سے وافر حصہ پالیا ہے اور اگرچہ یہ بوجھ ہے تو میں اس سے دور ہو گیا ہوں لہذا کسی نعمت کا بوجھ اٹھانے سے اسے نہ لینا ہی بہتر ہے۔

۱۸۳: حکایت ﴿ترک دنیا سے مقام﴾

ابی الدنیانے وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ بنی اسرائیل میں سے دو شخص ایسے تھے جو پانی پر چلتے تھے اور عبادتِ ریاضت کی وجہ سے اس مقام پر فائز ہوئے تھے۔ ایک دفعہ وہ پانی پر چل رہے تھے تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہوا میں اڑ رہا ہے۔ چنانچہ ان دونوں نے اسے پوچھا کہ اے بندہ خدا تو نے یہ مقام کس طرح حاصل کیا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ دنیا کو چھوڑنے سے اور میں اپنے نفس کو خواہشات نفسانی سے روکے رکھا۔ اور میں نے اپنی زبان کو ہر اس بات سے روکا جو مفید نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے جس حکم کی طرف بلایا گیا اس کی طرف توجہ کی اور خاموشی کو لازم پکڑا۔ اگر میں اللہ کریم پر کسی چیز کی قسم کھاتا ہوں تو وہ میری قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔ اور میں اس سے جو سوال کرتا ہوں وہ مجھے عطا فرما دیتا ہے۔

۱۸۴: حکایت ﴿حضرت شفیق بلخی کا حکیمانہ جواب﴾

ایک مرتبہ حضرت شفیق بلخی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی بیوی کے لئے خر بوزہ خرید لیا لیکن وہ خر بوزہ بیٹھانہ نکلا۔ آپ کی بیوی کو غصہ آیا۔ تو حضرت شفیق رحمہ اللہ علیہ نے بیوی سے کہا کہ تم کو غصے کس پر ہو رہی ہو۔ بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، کاشتکار پر یا خالق کائنات پر؟ بائع اگر جانتا ہوتا کہ یہ خر بوزہ اتنا بیٹھا ہے تو وہ اس سے رغبت کرتا۔ اگر خریدنے والے کو اس کی پہچان ہوتی تو وہ چیزوں میں سے وہی خریدتا جو سب سے اچھی ہوتی۔ کاشتکار کو اگر علم ہوتا کہ وہ سب سے اچھی (فصل) اگاتا۔ تو اب تیرا غصہ صرف خالق کائنات پر باقی رہ گیا تو اس سے ڈرا اور اس کے حکم پر راضی ہو جا۔ بیوی نے جب یہ بات سنی تو رو پڑی اور اللہ تعالیٰ کے حضور تائب ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا اس پر راضی ہو گئی۔

﴿صبر کی دس اقسام ہیں﴾

(۱) پیٹ کی خواہش پر صبر کرنے کا نام قناعت رکھا گیا ہے اور اس کی ضد شرہ یعنی حرص و طمع ہے۔

(۲) شرکاء کی شہوت پر صبر کرنے کا نام عفت رکھا گیا ہے۔ اور اس کی ضد شبق یعنی عورت کی تمنا و آرزو کرنا ہے۔

(۳) مصیبت پر صبر کرنے کا نام صبر رکھا گیا ہے اور اس کی ضد بے صبری ہے۔

(۴) مال و دولت پر صبر کرنے کا نام ضبط نفس رکھا گیا ہے اور اس کی ضد غرور تکبر ہے۔

(۵) لڑائی جھگڑے کے وقت صبر کرنے کو بہادری کہا گیا ہے اس کی ضد بزوںی ہے۔

(۶) غصہ کے وقت صبر کرنے کو حلم و بردباری کہا جاتا ہے اس کی ضد بے وقوفی اور

حماقت ہے۔

(۷) مصائب کے وقت صبر کرنے کو سعة الصدر یعنی کشادہ سینہ کہا جاتا ہے اور اس کی ضد تنگ دلی ہے۔

(۸) راز کی بات کی حفاظت پر صبر کرنے کو کتمان یعنی چھپانا کہتے ہیں اور اس کی ضد چاق کرنا ہے۔

(۹) فضول معیشت سے صبر کرنے کو زہد کہتے ہیں اور اس کی ضد حرص ہے۔

(۱۰) کسی کام کے متوقع ہونے پر صبر کرنے کو توریہ کہتے ہیں اور اس کی ضد غیظ و غضب ہے۔ واللہ اعلم

۱۸۵: حکایت ﴿متوکل کی سات علامات﴾

اللہ کریم پر بھروسہ کرنے والے کی سات علامات ہیں (۱) جب بھوکا ہو تو طلب نہ کرے (۲) جب بیمار ہو جائے تو علاج نہ کرائے (۳) جب غمگین ہو تو سرود آہ نہ بھرے (۴) جب تکلیف پہنچے تو فریاد نہ کرے (۵) جب ظلم کیا جائے تو انتقام نہ لے (۶) مصائب میں مبتلاء کے وقت پروا نہ کرے (۷) اللہ کریم سے کوئی سوال نہ کرے کیونکہ وہ اس کے حالی سے بخوبی آگاہ ہے۔

نوٹ: یہ معاملہ خواص لوگوں کے لئے ہے جس سے عامی شخص کو کوئی واسطہ نہیں

ہے۔

﴿حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لوگوں کے متعلق سوال﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پانچ قسم کے لوگوں کے بارے میں سوال کیا

گیا۔

سوال: ﴿من اجود الناس﴾ لوگوں میں سب سے زیادہ نخی کون ہے؟

جواب: ﴿اجود الناس من اعطى من حرمه﴾ لوگوں میں زیادہ نخی وہ ہے

جو اس شخص عطاء کرے جو اس کو محروم کرے۔

سوال: ﴿مَنْ أَحْلَمَ النَّاسَ﴾ لوگوں میں سب سے زیادہ بردبار کون ہے؟

جواب: ﴿وَإِحْلَمَهُمْ مِنْ عَفَا عَنْ ظَلَمِهِ﴾ لوگوں میں زیادہ بردبار وہ جو جو

اس آدمی کو معاف کر دے جو اس پر زیادتی کرے۔

سوال: ﴿وَمَنْ ابْخَلَ النَّاسَ﴾ لوگوں میں سب زیادہ بخیل کون ہے؟

جواب: ﴿وَإِبْخَلَهُمْ مَنْ بَخَلَ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ﴾ لوگوں میں زیادہ بخیل وہ شخص ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے میں بخل کرے۔

سوال: ﴿وَمَنْ اسْرَقَ النَّاسَ﴾ لوگوں میں زیادہ چور کون ہے؟

جواب: ﴿وَاسْرَقَهُمْ مَنْ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ﴾ لوگوں میں زیادہ چور وہ شخص

ہے جو اپنی نماز میں چور کرے۔

سوال: ﴿وَمَنْ أَعْجَزَ النَّاسَ﴾ لوگوں میں سب سے زیادہ عاجز شخص کون ہے؟

جواب: ﴿وَإِعْجَزَهُمْ مَنْ عَجَزَ مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لِلدُّنْيَا﴾ ان میں سے

زیادہ عاجز پسند شخص وہ ہے جو دنیا کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے سے عاجز ہو۔

﴿لوگوں کی چھ قسمیں ہیں﴾

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تمہارے زمانے میں چھ قسم کے لوگ

ہیں۔ شیر بھیڑ یا سور کتا لومڑی بکری

(۱) شیر تو دنیا کے بادشاہ ہوتے ہیں جو لوگوں کو چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں اور ان کوئی

نہیں پھاڑ کھاتا۔

(۲) بھیڑیے تاجر ہیں۔ جب وہ کوئی خریدتے ہیں تو اس کے نقص بیان کرتے

ہیں اور بیچتے ہیں تو اس کی تعریف کرتے ہیں ان کا مقصد میراث کے لئے مال کا جمع کرنا

ہوتا ہے۔ اور وہ دنیا کے حرص و طمع میں دن اور رات کو ملا ناچاہتے ہیں۔

(۳) سور، وہ شخص ہے جو عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے۔ اور جس لبادہ کی طرف اس کو بلایا جائے وہ قبول کر لیتا ہے۔ یعنی ایسا شخص جو مردوں کی خواہش پوری کرنے لئے عورت بن جائے اور عورت کی خواہش پوری کرنے کے لئے مرد بن جائے۔

(۴) کتا فاجر۔ وہ ہے جو مخلوق کی طرف بھاگتا ہے اور اپنی دنیا کے حصول کی خاطر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔

(۵) بکری، مؤمن ہے کہ اس کا اون کاٹا جاتا ہے اور دودھ دوا جاتا ہے۔ گوشت کھایا جاتا ہے اور اس کی کھال اتار جاتی ہے ہڈی توڑی جاتی ہے۔ ان ایذا پہچاننے والوں کے درمیان کیسے اس کو قیاس کیا جائے۔

﴿بچوں کے اوصاف﴾

ایک شخص سے اہل روم کے بچوں کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ دلچسپ حیلہ باز ہیں، پوچھا گیا، آرمینہ کے بچے، اس نے جواب دیا کہ چالاکی سے حیانت کرنے والے ہیں۔ پوچھا گیا کہ سیاہ رنگ والے یعنی حبشیوں کے بچے کیسے ہیں اس نے جواب دیا، بہادر اور سختی ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ زرد رنگ والی عورتوں کے بچے تو اس نے جواب دیا عمدہ طبیعت والے نرم جسم اور پاکیزہ منہ والے ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ علاقہ بربر کے بچے تو اس نے جواب دیا کہ فاسق اور زانی ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ قبیلہ ہذیل کے شہر فرسیہ کے بچے تو اس نے جواب دیا متکبر اور حسد کرنے والے ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ یہودیوں کے بچے تو اس نے جواب دیا کہینہ صفت پلید ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ ایرانیوں کے بچے تو اس نے جواب دیا مکار اور دھوکہ باز ہوتے ہیں۔

﴿اہل ہند کی خوشی کے سات مواقع﴾

اہل ہند کہتے ہیں کہ ہم سات مواقع پر لذت حاصل کرتے ہیں،

۱- عورت سے ملاپ کے وقت ۲- شراب پیتے وقت ۳- بال صفائی کے لئے چونے کے استعمال کے وقت ۴- حمام میں ہفتہ کے دن ۵- شادی والے مہینے میں ۶- جس سال بچہ پیدا ہوتا ہے ۷- دوستوں سے ملاقات کے وقت۔ اسی کو سامنے رکھتے ہوئے کسی نے کہا ہے۔ شعر

ان الليالي لا تبقى على حال والناس ما بين احوال واما

كيف السرور باقبال واخره اذا تاملته مقلوب اقبال

ترجمہ: زمانہ ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتا اور لوگ امید اور خواہشوں کے درمیان گھرے ہوئے ہیں ابتدائی خوشی کیسے باقی رہ سکتی ہے جب غور کرو تو نتیجہ الٹ ہوتا ہے۔

﴿سفر سے آنے والے سے ملاقات کب مناسب ہے﴾

کسی دانشور نے کہا ہے کہ طویل سفر سے واپس پلٹنے والے سے تین دن بعد ملاقات کرنا مناسب ہے اس لیے کہ پہلا دن خاص اس کے اپنے لئے ہے جس میں وہ سفر کی تھکاوٹ سے آرام حاصل کرتا ہے دوسرا دن اسکے اہل خانہ کے لئے ہے طویل جدائی کے بعد ان سے تجدیدِ محبت کرتا ہے اور تیسرے دن گھر والے اس سے اور وہ گھر والوں سے اپس اور پیار کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے دوست احباب اور اس کے درمیان ملاقاتیں ہوتی ہیں کیونکہ اب وہ گھر والوں سے فارغ ہو گیا ہے اور ان کے حقوق ادا کر دیئے ہیں۔

﴿پیٹ کے درد کا علاج﴾

حدیثِ پاک میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء کرام میں سے کسی نبی نے اللہ تعالیٰ سے اپنے بدن کی کمزوری اور پیٹھ میں درد کی شکایت کی۔ تو اللہ کریم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ گوشت کو گیسوں میں پکا کر کھاؤ۔ کیونکہ میں نے ان

دونوں میں بڑی طاقت رکھی ہے۔

﴿جنتی پھل﴾

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت کے پھلوں میں سے تیس قسم کے پھل زمین پر آئے۔ ان میں سے دس پھل ایسے ہیں کہ جن کا باہر والا حصہ کھایا جاتا ہے اور اندرونی حصہ نہیں کھایا جاتا۔ اور وہ پھل یہ ہیں۔ خرمائے تر، زرد آلو، شفتالو، آلو بخارا، زعفران، یہ ایک طرح کا میوہ ہے۔ سوڑہ، خرنوب، جنگلی درخت کا پھل ہے، عناب، پیر اور گنا۔ ان میں سے دس پھل ایسے ہیں۔ جن کا اندرونی حصہ کھایا جاتا ہے اور ان کا باہر کا حصہ نہیں کھایا جاتا۔ اور وہ یہ ہیں۔ انار، ناریل، بادام، اخروٹ، شابلوط، پستہ، چلغوزہ، سیٹا سپاری، جلوزہ، مسکور۔

اور ان میں سے دس پھل ایسے ہیں کہ جن کا اندرونی اور بیرونی دونوں حصہ کھائے جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ انگور، انجیر، امرود، بنی دانہ، توت، لیموں، نارنگی، کیلا، اور گھنیز۔

۱۸۶: حکایت ﴿بغیر مانگے رزق﴾

شیخ فتح موصلی بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس پچاس دیناروں کی ایک تھیلی بطور ہدیہ آئی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عطار نے حدیث بیان کی اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿مَنْ آتَاهُ رِزْقُهُ مِنْ غَيْرِ مَسَالَةٍ فَرَدَهُ فَلَمَّا يَرُدُّهُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى﴾ جس کے پاس بغیر مانگے رزق آیا اور اس نے واپس کر دیا تو گویا کہ اس نے اس رزق کو اللہ تعالیٰ کو واپس کیا ہے۔ پھر انہوں نے اس تھیلی کو کھولا اور اس میں سے ایک دینار لے لیا اور باقی دیناروں کو واپس کر دیا۔

۱۸۷: حکایت ﴿اللہ کریم کی اطاعت﴾

کہا گیا کہ ابوالعتاہیہ سے پوچھا گیا کہ تم نے صبح کس حال میں کی تو انہوں نے کہا کہ جو اللہ دوست رکھتا ہے اور جو میں محبوب رکھتا ہوں اور جو شیطان پسند کرتا ہے ان کے خلاف میں صبح کی ہے۔ اس سے اس کی وضاحت طلب کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ میں اس کی اطاعت کروں تو میں ایسا نہیں کیا۔ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے لئے دولت ہو اور ایسا میرے لئے نہیں ہے اور شیطان چاہتا ہے کہ میں گناہ کروں تو میں ایسا نہیں کیا۔

﴿بوسہ کی اقسام﴾

بوسہ پانچ طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) بوسہ رحمت یہ اولاد کو بوسہ دینا (۲) بوسہ تعظیسی یہ باپ کی پیشانی کا بوسہ ہے (۳) بزرگ کا بوسہ یہ بادشاہ کے ہاتھ کا بوسہ ہے (۴) بوسہ عبادت یہ حجر اسود کا بوسہ ہے (۵) بوسہ شہوت یہ عورتوں کا بوسہ ہے۔

﴿نشہ کی اقسام﴾

بعض لوگوں نے کہا کہ نشہ پانچ طرح کا ہوتا ہے (۱) شراب کا نشہ (۲) جوانی کا نشہ (۳) مال کا نشہ (۴) خواہشات نفسانی کا نشہ (۵) بادشاہی کا نشہ

﴿سات چیزوں کے لئے پائیداری نہیں﴾

بعض لوگوں نے کہا کہ سات چیزوں کے لئے کوئی بقاء نہیں ہے (۱) بادل کا سایہ (۲) عوام کی سخت گیری (۳) دنوں کا گزر جانا (۴) عورتوں کا عشق (۵) جھوٹی تعریف (۶) وراثت کا مال (۷) بادشاہی

﴿نو چیزیں فضول ہیں﴾

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ نو چیزوں میں کوئی فائدہ نہیں ہے (۱) کھلے عام گراؤنڈ

میں سیڑھی لگانا۔ (۲) سورج کے ہوتے ہوئے چراغ (۳) کھنڈر مکان کو تالہ لگانا (۴) نوجوان کے لئے سیاہ خضاب (۵) قبرستان میں مور (۶) نابینے کے سامنے خوبصورت عورت (۷) بہرے کا بلامت کرنا (۸) عاشق کو نصیحت کرنا (۹) کمینوں کے ساتھ بھلائی کرنا۔

﴿دنیا نو دال والے الفاظ کے ساتھ قائم﴾

بعض بزرگ لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کا مدار نو ایسے الفاظ کے ساتھ جن کے شروع میں دال آتی ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں: دین، دنیا، دولت، دینار، درہم، دار یعنی گھر، دابہ، دسم (چربی والا گوشت) دیس یعنی پستان۔ اللہ اعلم

۱۸۸: حکایت ﴿اللہ کریم کی طرف سچے دل سے رجوع کرنا﴾

بنی اسرائیل میں سے ایک نوجوان تھا جس نے بیس سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور بیس سال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ پھر اس نے ایک دن اپنا چہرہ اشٹے میں دیکھا تو اس نے اپنی داڑھی شریف میں سفید بال دیکھے تو پریشان ہو گیا اور کہنے لگا ﴿اللہی اطعتک عشرين سنة وعصيتک عشرين سنة فان رجعت اليک تقبلنی﴾ اے میرے اللہ: میں نے بیس سال تیری اطاعت کی اور بیس سال تیری نافرمانی کی اگر اب میں تیری طرف لوٹ آؤں تو کیا تو مجھے قبول کر لے گا۔ گھر ایک کونے سے غیبی آواز آئی اور آواز دینے والا کوئی شخص نظر نہ آیا۔ وہ کہہ رہا تھا ﴿ان جئتک جئتک وان لم تکتنا ترکتک﴾ وان عصيتک امهلناک وان رجعت الينا قبلناک اگر تو ہمارے پاس آئے گا تو ہم بھی تیرے پاس آئیں گے اور اگر تو ہمیں چھوڑ دے گا تو ہم بھی تجھ کو چھوڑ دیں گے اور اگر تو ہماری نافرمانی کرے گا تو ہم تجھے مہلت دیں گے اور اگر تو ہماری طرف رجوع کرے گا تو ہم تجھے قبول کریں گے۔ واللہ اعلم

﴿چند شہروں کے اوصاف﴾

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اوصاف کسی پرچھے ہوئے نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے مدینہ کا نام طابہ یا طیبہ رکھا گیا ہے کیونکہ جس نے اس شہر مبارک میں قیام کیا اس نے عمدہ خوشبو پائی اور اس میں عمدہ خوشبوئیں پھیلتی ہیں اس میں جزائی نہیں پایا جاتا اور نہ ہی اس کے اندر طاعون اور دجال داخل ہو سکے گا۔

﴿بغداد﴾ اس شہر میں گیارہ چیزیں پائی جاتی ہیں۔ ظلمت، بے وقوف عورت، سفید اور کالے بال والی عورت، نازنخرے والی عورت، لاغر سرمہ کشیدہ، لنجی عورت یعنی ہاتھ پاؤں کو خضاب لگانے والے، بغداد کی ہوا خواری کرنے والی، اس کی صبح کی ہوا ضرور دینے والی، اس کے تاجر پھاڑ کر کھانے والے شیر ہیں، اس کے کاریگر اچک لینے والے چور ہیں، اس کے مسائے حاسد اور ان کا مزاج فاسد ہے۔

﴿عراق﴾ عراق کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ برائی کے دس حصوں میں سے نو حصوں پر مشتمل ہے اور اس میں سخت بیماری کی علامت ہے۔

﴿بصرہ﴾ بصرہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کے پانی جاری ہیں اور اس کی نہریں خوش آئند ہیں اس کے پھل تروتازہ ہیں اس کی زمین سونا ہے اس کی گرمی شدید ہے اس کی برائی سخت ہے ہر تاجر کا ٹھکانہ گزرنے والے کا راستہ ہے۔

﴿کوفہ﴾ کوفہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس کی رات خوبصورت اس میں نیکی بہت زیادہ ہے۔

﴿شام﴾ شام کے متعلق کہا گیا ہے کہ شام عورتوں کے درمیان اس دلہن کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں لوگوں سے زیادہ مخلوق کی زیادہ اطاعت گزار ہے۔

﴿خراسان﴾ اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کا پانی جامد اور اس کا دشمن کوشیان اور سرکشن ہے اس کا دُر زیادہ اور شربت ہے۔

﴿کرمان﴾ اگر اس کی گھاس کم ہو تو لوگ ضائع ہو جائیں۔ اگر زیادہ ہو جائے تو لوگ بھوکے رہیں۔

﴿اصفہان﴾ یہ بڑی بڑی شاہراہ سے کج ہونے والا اور اس کی گھاس زعفران ہے اس کی مکھیاں شہد کی مکھیاں ہیں۔

﴿نہاوند﴾ اس کی مٹی زعفران ہے اس کی دیواریں شہد اور اس کے پھل خرے ہیں۔

﴿ہندوستان﴾ اس کے پہاڑ طاقتور اس کے دریا موتی ہیں اور اس کے درخت عور اور اس کے پتے عطر ہیں۔

﴿نو آدمی نو چیزوں سے خالی نہیں﴾

قزوين کار ہائشی آرام سے، یمنی جنون سے، واسطے کار ہنے والا غفلت سے، بصری اور کوفہ کار ہائشی جھوٹ سے، بغداد کا باشندہ عقل کی تباہی، خوارزم کار ہنے والا ہالائق اور سنجوسی سے، طبرستان کار ہائشی عقل کی تیزی سے اور ہمدان کا باشندہ حماقت سے خالی نہیں ہو سکتا۔

﴿دو جانور بوسہ لیتے ہیں﴾

انسان اور کبوتر کے علاوہ کوئی حیوان بوسہ لیتے نہیں پایا گیا۔ حیوانوں میں سے کسی جانور میں سوائے انسان اور لقلق کے پرندہ کے شادی کرنا ثابت نہیں ہے اور حیوانات میں سے انسان اور کلنگ پرندہ اور شہد کے مکھی کے علاوہ کسی جانور کے لئے ریاست نہیں ہے۔ حیوانات میں سے سوائے انسان، بھیر، بکری، اور خرگوش کے کسی جانور میں خفشی نہیں پایا جاتا۔ جانوروں میں سے کوئی جانور ایسا نہیں ہے جو اپنے غیر جنس کی شکل میں پیدا ہو۔ خچر کے علاوہ کہ وہ گھوڑے اور گدھے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے اور شیر یہ بچو اور بھیرے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ ریگ ماہی کے علاوہ کہ وہ گھریاں اور گوہ کے ملاپ سے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح شتر گاؤ پلنگ کے ملاپ سے کہ وہ سات یا نو

جانوروں کے مشابہ ہوتی ہے۔

﴿زیارت قبور﴾

زیارت قبور کے وقت نو چیزیں کا طلب کرنا۔ زیارت قبور سے فناء کراعتبار کرنا یعنی ہم بھی ایک دن فناء جائیں گے۔ آخرت کی یاد اہل قبور سے برکت حاصل کرنا (اگر اہل اللہ ہے)، ان کے لئے قرآن خوانی کرنا، قبلہ کی طرف پشت کر کے اپنے چہرہ سے میت کے سامنے کھڑا ہونا۔ اس کو پہچانتا ہو تو اس پر سلام کرنا، قبر کو چھونا، اس پر سجدہ کرنا اور اسکے گرد طواف کرنا جائز نہیں ہے اور اس کے لئے قرأت کرنا، اور اس کے لئے اور اپنے لئے دعا کرنا چاہیے۔

نوٹ: فتاری رضویہ میں امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ نے قبر پر ہاتھ پھیرنے منع کیا ہے بلکہ قبر سے چار ہاتھ دور کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی کرنی چاہیے۔

﴿شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول﴾

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بعض تالیفات میں فرماتے ہیں کہ جو شخص فتویٰ لینا چاہتا ہے وہ شام چلے جائے اور جو شرف و بزرگی چاہتا ہے وہ عراق جائے۔ اور جو آخرت کا ارادہ رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس جائے اور جو حسن اخلاق کا ارادہ رکھتا ہے وہ مصر کو لازم پکڑ لے۔ اور جو جفاء چاہتا ہے وہ مغرب کو چلے جائے۔

۱۸۹: حکایت ﴿بھیریا بکریوں کا چرواہا بن گیا﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن اپنی بکریاں لے کر ایک ایسے جنگل میں گئے جس میں بھیرے کثرت سے تھے۔ آپ بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے اور بکریوں کی حفاظت کے متعلق فکر مند بھی تھے کہ اگر آرام کرتے ہیں تو بھیرے بکریوں پر زیادتی کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی نظر آسمان کی اٹھا کر عرض کیا ﴿اللہ ہی احاطہ بکمل

شیء علمک و نفذت از ادتک و سبق تقدیرک ﴿ الہی تیرا علم ہر چیز کو کنٹرول گئے ہوئے ہے اور ارادہ جاری ہے اور تیری تقدیر ہر چیز پر سبقت لے چکی ہے۔ اس کے حضرت موسیٰ علیہ السلام زمین پر اپنا سر رکھ کر سو گئے۔ جب نیند سے ٹھائے تو آپ نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا آپ کا عصا لے کر اپنے کندھے پر رکھے ہوئے بکریاں چرا رہا ہے۔ اور اپنے غیر سے حفاظت کر رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس بات پر تعجب ہوا تو اللہ کریم نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔

﴿یا موسیٰ کن لی کما اریدا کن لك کما تریدا﴾ اے موسیٰ علیہ السلام: تو میرے لئے ہو جا جس طرح میں چاہتا ہوں۔ تو میں تیرے لئے ہو جاؤں گا جس طرح تو چاہتا ہے۔

۱۹۰: حکایت ﴿حضرت نوح علیہ السلام کا شیر کو ٹھوکر مارنا﴾

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام ایک شیر کے پاس سے گزرے اور اس کو اپنے پاؤں سے مارا ٹھوکر ماری۔ شیر نے اپنا منہ اٹھایا اور آپ کی پنڈلی زخمی کر دی۔ حضرت نوح علیہ السلام درد کی وجہ سے اپنی پنڈلی زمین پر مارنے لگے اور رات کو آرام نہ سکے۔ اور عرض کرنے لگے ﴿یا رب کملک عقرنی فإوحی اللہ الیہ ان اللہ لا یرضی الظلم الت بداتہ﴾ اے میرے رب عزوجل: تیرے کتے نے مجھے کاٹ ڈالا ہے۔ تو اللہ کریم نے ان کی وحی بھیجی کہ ظلم کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا پہلے تو نے ہی اس کو تکلیف دی ہے۔ واللہ اعلم

۱۹۱: حکایت ﴿بچہ کی ذہانت موت کا سبب بن گئی﴾

ایک چھوٹا بچہ مدرسہ سے باہر نکلا تو اس کی ملاقات ابو العلاء معری سے ہوئی۔ بچہ نے کہا یہ شعر آپ نے ہی کہا ہے؟

والئی وان کنت الا غیر زمانہ، لات بما لم تستطیع الا وائل

میں اگرچہ آخر زمانہ میں ہوا ہوں لیکن میں ایسا کلام کہتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی کو کہنے کی طاقت نہ ہوئی۔

معری نے کہا ہاں، تو بچہ نے کہا پہلے لوگوں نے حرف (۲۹) حروف تہجی ایسے کہے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا کلام میں لانا ضروری ہے اس کے بغیر کلام مکمل نہیں ہوتا تو کیا آپ طاقت رکھتے ہیں کہ ان میں صرف ایک ایسے حرف کا اضافہ کر دیں جس کی طرف لوگ باقی حروف کی طرح کلام کرنے میں محتاج ہوں اور کلام اس سے مکمل ہوتا کہ آپ کو یہ مقام حاصل ہو جائے کہ جو کلام پہلے نہ کر سکے وہ آپ نے کیا ہو۔ یہ سن کر معری خاموش ہو گیا اور اس بچہ کے والد کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے۔ معری نے کہا کہ اس کہو اس کی حفاظت سختی سے کریں کیونکہ اس کی ذہانت اسے قتل کرادے گی چنانچہ چند دنوں بعد وہ بچہ فوت ہو گیا۔

۱۹۲: حکایت ﴿مجنوں کا بچاؤ﴾

ایک شخص مجنوں تھا جب وہ بازار سے گزرتا تو لوگ اس سے مزاق کرتے اور چھوٹے بچے اسے روڑے مارتے تھے۔ چنانچہ ایک دولت مند آدمی وہاں سے گزرا۔ اس کے سر پر ٹوپی تھی اور اس کی لمبے لمبے بال تھے تو وہ مجنوں اس کے بالوں کے ساتھ لٹک گیا اور اس سے کہنے لگا۔ اے ذوالقرنین مجھے اس یا جوج ماجوج سے بچاؤ۔ لوگ یہ معاملہ دیکھ کر تعجب کرنے لگے اور مسکرانے لگے۔

۱۹۳: حکایت ﴿ذکر اللہ ہمیشہ رہے گا﴾

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام سوار ہو کر بکریوں کے ایک چرواہے کے پاس سے گزرے اور وہ کہہ رہا تھا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے عظیم بادشاہی عطا کی ہے۔ ہوائے یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان مبارک میں ڈالی۔ تو آپ سواری اچھے اترے اور چرواہے کے پاس آئے اور اس سے فرمایا ﴿ایہا الراعی﴾

ان تسبیحة واحدة فی صحیفۃ عبد افضل عند اللہ من ملک سلیمان لان ملکہ یفنی والتسبیحة تبقى لصاحبها یتفع بها فی یوم القيامة ﴿ اے چرواہے، بندہ کی ایک تسبیح اس کے اعمال نامہ میں اللہ کریم کے نزدیک سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی بہتر ہے۔ بے شک سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی فنا ہو جائے گی لیکن اس کے مالک کی تسبیح باقی رہے گی اور قیامت کے دن اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ واللہ اعلم ﴿ معراج کی رات انبیاء کرام کے خطبات ﴿

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کا خطبہ ﴿ الحمد لله الذی خلقنی بیدہ واسجد لی ملائکة وجعل الانبیاء من ذریعتی ﴿ تمام خوبیاں اس ذات کے لئے جس نے مجھے اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمایا اور اپنے فرشتوں سے مجھے سجدہ کرایا اور تمام انبیاء کو میری اولاد سے بنایا۔

۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کا خطبہ ﴿ الحمد لله الذی اجاب دعوتی وفضلنی بالنبوۃ ونجانی ومن معی من الفرق بالسفینۃ ﴿ تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے جس نے میری دعا کو قبول فرمایا اور مجھے نبوت کے ساتھ فضیلت دی اور مجھے اور میرے ساتھ جو لوگ کشتی میں سوار تھے ان کو غرق ہونے سے نجات دی۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خطبہ ﴿ الحمد لله الذی اتخذنی خلیلاً واعطانی ملکاً عظیماً واصطفانی بالرسالة وانقذنی من النار وجعلها علی بردا وسلاماً ﴿ تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا اور مجھ کو عظیم بادشاہت عطا فرمائی۔ اور رسالت کے ساتھ مجھے جن لیا، آگ سے مجھ کو بچایا اور اس کو مجھ پر ٹھنڈا اور سلامتی والا بنایا۔

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطبہ ﴿ الحمد لله الذی کلمنی تکلیماً واصطفانی علی الناس برسالتہ وانقذنی من الفرق وانزل علی التوراة والقی علی منجہ منہ ﴿ تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے جس نے مجھ سے کلام

فرمایا اور لوگ پر رسالت کے ساتھ مجھے فضیلت دی اور غرق ہونے سے مجھ کو بچا لیا اور مجھ پر تورات کو نازل کیا اور اس سے مجھ پر محبت ڈالی۔

۵۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا خطبہ ﴿الحمد لله الذی انزل علی الزبور والان الی الحدید﴾ تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے جس نے مجھ پر زبور کو نازل کیا اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا۔

۶۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خطبہ ﴿الحمد لله الذی سخر لی الریاح والانس والجن وعلمنی منطق الطیر اعطانی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی﴾ تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے جس نے ہوا، انسان اور جنات کو میرے طالع کیا اور مجھے پرندوں کی بولی سیکھائی اور مجھے ایسی بادشاہت دی کہ وہ میرے بعد کسی اور کو عطا نہ ہوگی۔

فائدہ: ﴿حضرت میکائیل علیہ السلام کی پیدائش﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو حضرت اسرائیل علیہ السلام کے پانچ سو سال بعد میں پیدا فرمایا اور اس کے سر سے لے کر پاؤں تک منہ اور بازوؤں پیدا کیے اور ان میں سے ہر ایک پر ہزار آنکھیں بنائیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گنہگاروں پر ترس کھا کر روتی ہیں تو ہر آنکھ سے ستر قطرے آنسوؤں کے بہتے ہیں اور ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ مقرب فرشتے ہیں۔

جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پانچویں آسمان کی طرف چڑھے تو آپ نے اس میں ایسے فرشتے دیکھے جن کے سروں اور پاؤں کے درمیان منہ اور بازوؤں تھے اور وہ خوف الہی سے رو رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ قرب خاص والے فرشتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اسرائیل علیہ السلام نے اپنے اللہ عزوجل سے عرض کیا ﴿ان یعطیہ قوۃ السماوات والارض والجبال والریاح

وقوة الثقلين ﴿ وہ جسے آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، ہواؤں اور جنات کی قوت عطا فرمادے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر قوت عطا فرمادی اور ان کے سر سے پاؤں تک منہ، بال، زبانیں اور بازو عطا کیے۔ جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ دس لاکھ زبانوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا اور وہ مقربین فرشتے ہیں۔

۱۹۴: حکایت ﴿ وفادار عورت ﴾

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب ہدیہ بن خشرم کے قتل کا حکم دیا تو اس نے رات کو اپنی بیوی کے پاس پیغام بھیجا چنانچہ وہ ریشمی لباس میں اس کے پاس حاضر ہوئی اور اس سے مشک کی مہک آرہی تھی وہ تمام غورتوں سے زیادہ خوبصورت تھی چنانچہ جب میاں بیوی دونوں جمع ہو کر باتیں کرنے لگے تو رو پڑے۔ ان کے درمیان بے حد محبت تھی۔ جب صبح ہوئی اور لوگ ہدیہ کو قید خانہ سے قتل گاہ کی طرف لے گئے تو وہ اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوا جب اس کو دیکھا تو یہ شعر پڑھا۔

اقلی علی اللوم وارعی لمن رعی ولا تجزعی مما اصاب و اوجعا
ولا تنکحی ان فرق الدھر یستناغم القفا والجد لیس بانزعا
اور مجھ پر ملامت کم کرو اور جو شخص رعایت کرے اس کے ساتھ رعایت کرو اور جو
پریشانی اور دکھ پہنچائے اس سے گریہ زاری مت کرو۔ اگر زمانہ ہمارے درمیان میں
جدائی کر دے تو تو ایسے شخص سے نکاح نہ کرنا جس کی پریشانی اور گردن تنگ ہو حالانکہ وہ
ایسا شخص نہیں ہے کہ اس کی پریشانی اور گردن کے دونوں طرف کے بال جاتے رہے
ہیں۔

جب اس عورت اپنے شوہر سے یہ سنا تو وہ باغ کی دیوار کی طرف بھکی اور چھری

لے کر اپنی ناک کاٹ دی پھر وہ اپنے شوہر کی طرف متوجہ ہوئی اور اس سے کہا کہ کیا اس کے بعد بھی نکاح ہے تو ہدیہ نہ کہا کہ اب اس سے موت اچھی ہے۔

۱۹۵: حکایت ﴿شوہر سے محبت کرنے والی خاتون﴾

عقی نے ذکر کیا ہے کہ میں بصرہ کے ایک راستہ پر چل رہا تھا تو اچانک ایک عورت کو دیکھا جو عورتوں میں سے انتہائی خوبصورت عورت تھی اور بہت ہی دانا عورت تھی وہ ایک بوڑھے بے وقوف اور بد شکل شخص سے کھیل رہی تھی اور جب وہ بوڑھا اس سے بات کرتا تھا تو وہ اس کے سامنے ہنستی چنانچہ میں نے اس عورت کے قریب جا کر کہا کہ ﴿مسیکون هذا منك﴾ یہ تیرے ساتھ بات کرنے والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا ہوزو جی یہ میرا شوہر ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اس کی حماقت اور بد شکل ہونے کی باوجود تو اپنے حسین و جمیل ہونے کے اس کے ساتھ کیسے صبر کرتی ہے؟ بے شک یہ عجیب و غریب بات ہے۔ اس عورت نے مجھ سے کہا کہ اللہ کریم نے مجھ جیسی عورت اس کے نصیب میں لکھ دی ہے اس نے شکر ادا کیا اور میں نے اس طرح کا شوہر پا کر صبر کیا اور شکر و صبر کرنے والا جنتیوں میں سے ہوتا ہے۔ کیا میں اس پر راضی نہ ہوں۔ جو اللہ کریم نے میری قسمت میں لکھ دیا ہے چنانچہ اس عورت کے جواب نے مجھے لا جواب کر دیا۔ پس میں نے اس کو چھوڑ کر چل دیا اسی قسم کے متعلق کہا گیا ہے۔

کن من مدبرك الحکیم، عزوجل علی وجل

وارض القضاء فانہ، حتم اجل وله اجل

اپنے بزرگ و برتر تدبیر کرنے والے حکیم سے ڈر اور اس کی قضاء پر راضی رہ

کیونکہ اس کا حکم ضروری ہے اور اس کے لئے انتہاء ہے

۱۹۶: حکایت ﴿حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم﴾

حضرت ایوب علیہ السلام کی جب آزمائش کی گئی تو آپ کی تین بیویاں تھیں، تمام بیویوں نے آپ کو چھوڑ دیا لیکن آپ کی ایک بیوی جس کا نام رحمت بنت افرائیم بن یوسف علیہ السلام تھا وہ آپ کے ساتھ رہیں۔ لیکن شیطان مردود نے رحمت سے حضرت ایوب علیہ السلام کے معاملہ میں کوئی بات کی لیکن رحمت نے شیطان کو کوئی زبرد تو بیچ نہ کی۔ اس وجہ سے حضرت ایوب علیہ السلام رحمت پر ناراض ہو گئے اور قسم کھا بیٹھے کہ اس کو سو کوڑے ماروں گا۔

جب اللہ کریم نے حضرت ایوب علیہ السلام کو صحت یاب کیا تو آپ کو بیوی کو سو کوڑے مارنا اچھا نہ لگا آپ پریشان ہو گئے چنانچہ جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے کہا کہ اللہ کریم آپ کو سلام بھیجتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ سنبل کی جڑوں سے سو شاخوں والا جھاڑوں اپنے ہاتھ سے پکڑ کر ایک مرتبہ رحمت کو مارو تا کہ تم اپنی قسم سے بری ہو جاؤ۔ چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور اپنی قسم سے خلاصی پائی۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے اشعار میں یہ کہا۔

مذغیت رحمة فقلبی فی نار ا شواقها بغمه

یا ربنا ردھا علینا وھب لنا من لدنک رحمہ

میں نے جب سے رحمت کو غائب کیا پس اس وقت سے میرا دل اس کے شوق اور غم کی آگ میں ہے۔ اب ہمارا رب کریم اس کو ہم پر رو کر دے اور اپنی جناب سے ہم کو رحمت عطا فرما دے۔

﴿پانچ اطاعت گزاروں پر عتاب﴾

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کریم نے پانچ اطاعت گزاروں کو پانچ نافرمانیوں کی وجہ سے عتاب کیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام کو فرعون کی

وجہ سے عتاب کیا اور نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کے لئے بددعا کی تو اللہ کریم نے آپ پر عتاب کیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ان تین لوگوں کو بددعا دی جنہوں نے نافرمانی کی، اور وہ مر گئے۔ تو اللہ کریم نے آپ پر عتاب کیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے اس وقت عتاب کیا جب قارون زمین دھنسنے لگا تو اس نے آپ سے مدد طلب کی لیکن آپ نے اس کی مدد نہ کی۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے اس وقت عتاب کیا جب آپ نے ایک قوم کو ہتھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے انہیں جھڑک دیا۔ تو اللہ کریم نے فرمایا:

﴿یا محمدا لا تقنط عبادى من رحمتى﴾

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندوں کو میری رحمت سے ناامید نہ کرو۔

فائدہ: ﴿بدشگونی سے بچو﴾

عام لوگ بعض باتوں سے بدشگونی لیتے ہیں۔ حالانکہ ان کی کوئی اصل نہیں ہے مثال کے طور پر لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ رات کو شیشہ نہ دیکھو۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت نے رات کو شیشہ دیکھا تو اس کا شوہر دوسری عورت سے نکاح کرے گا۔ اسی طرح انسان بچے ہوئے کپڑے کو سلائی نہ کرے اس سے موت کی فال لیتے ہیں۔ نمک کو پراگندہ نہ کرے اس لیے کہ اس سے برائی واقع ہوتی ہے۔ اسی مسافر کے پیچھے اس کے واپس نہ آنے کی فال لینے کے لیے جھاڑو نہ دو۔ اور نہ ہی اس کے پیچھے گھڑا توڑو۔ اسی طرح جب آگ کی چنگاریاں واقع ہوں تو اس سے مہمان کی ٹھہرنے کی فال لیتے ہیں۔ جب ایک شخص دوسرے کو اپنا رومال دیتا ہے تاکہ وہ اس سے اپنا منہ صاف کر لے تو وہ اس میں تحکارتا ہے تاکہ کوئی برائی واقع نہ ہو۔ اسی طرح جب رات کو جھاڑو دیتے ہیں تو جھاڑو کا سرا جلا دیتے ہیں۔ ان باتوں کی کوئی اصل نہیں ہے۔ یہ سب باتیں بے بنیاد ہیں اور لوگوں کی اپنی گھڑی ہوئی ہیں۔

نکتہ ﴿تلاوت کے وقت کسی کے آنے پر کھڑا ہونا﴾

جب کوئی شخص قرآن کی تلاوت کر رہا ہو تو کسی بزرگ کے آجانے پر وہ قاری اس کے لئے کھڑا ہو جائے اور قرآن پاک بھی اس کے ساتھ ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ وہ سائل کے جواب یا مسئلہ کے بیان یا قضاء حاجت میں مشغول ہوتا ہے۔ بالخصوص اگر قاری کو کھڑے نہ ہونے سے کوئی خوف ہو۔

فائدہ ﴿ولی کرامت سے مستغنی ہے﴾

جان تو کہ بے شک کرامات اولیاء کبھی ان کی طرف انسان کی ضرورت کے مطابق ہوتی ہیں تو وہ انسان کے ہاتھ پر جاری ہوتی ہیں تاکہ اس کا ایمان مضبوط ہو جائے اور جو شخص اس سے بلند رتبہ پر فائز ہے اس کے ہاتھ پر کرامات جاری نہیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی عالی رتبہ کی وجہ سے کرامت سے مستغنی ہے اور یہ اپنی ولایت کے ناقص ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ اسی لیے تابعین کرامات کے اعتبار سے صحابہ کرام سے زیادہ قوی تھے۔ (کیونکہ صحابہ کرام عالی رتبہ پر فائز ہونے کی وجہ سے کرامت سے بے نیاز تھے)

﴿مصری عورتوں کا رعب﴾

جب فرعون اور اس کا لشکر اور امراء لوگ تباہ ہو گئے تو مصر میں عام لوگوں اور رعایا کے علاوہ کوئی نہ بچا تو ان لوگوں نے امراء کی عورتوں سے نکاح کر لیے اور اس وقت لوگ عورتوں سے کم درجہ کے تھے اور ان خواتین کا مردوں پر دبدا اور رعب آج تک قائم اور باقی ہے۔

﴿کس عورت سے نکاح کرنا ٹھیک نہیں﴾

دانا لوگوں نے کچھ چیزیں شمار کیں ہیں جو کہ درجہ ذیل ہیں جب عورت میں دس وصف پائے جائیں تو اس سے نکاح کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

(۱) چھوٹے قد والی عورت (۲) چھوٹے بال ہونا (۳) موٹا جسم ہونا (۴) زبان

دراز ہونا (۵) منقطع الاولاد یعنی جس کے ہاں اولاد کی کوئی امید نہ ہو۔ (۶) گھر والوں سے لڑنے والی یعنی جھگڑالو۔ (۷) فضول خرچ بے جا خرچ کرنے والی (۸) لمبے ہاتھ والی (۹) گھر سے باہر نکلتے وقت بناؤ سنگھار کو پسند کرنے والی (۱۰) غیر سے طلاق یافتہ

﴿جسم کو مضبوط بنانے کا نسخہ﴾

دس چیزیں ایسی ہیں جو جسم کو طاقت دیتی ہیں اور ذہن کو صاف رکھتی ہیں۔ جو کہ درجہ ذیل ہیں۔ (۱) میٹھی چیز کھانے پر ہمیشگی اختیار کرنا (۲) گردن کے قریب یعنی پٹھوں کا گوشت کھانا (۳) گیہوں کا پانی پینا (۴) ٹھنڈی روٹی کھانا (۵) سرخ منقہ کھانا (۶) شہد استعمال کرنا (۷) میٹھا سیب کھانا (۸) چاول کھانا (۹) تر اور خشک خرما کھانا (۱۰) سر پر تیل کی مالش کرنا۔

﴿صحت کو نقصان پہچاننے والی چیزیں﴾

بارہ چیزیں ایسی ہیں جو صحت کو نقصان دیتی ہیں اور نسیان کو بڑھاتی ہیں۔ (۱) گردن کے مہرے سے خون نکالنا (۲) چوہے کا جھوٹا کھانا (۳) ترش چیز کا کھانا (۴) جوں کو زندہ چھوڑ دینا (۵) ٹیکا لگا کر کھانا (۶) پاک پانی میں پیشاب کرنا (۷) انگلیوں سے چٹھانا یعنی کھیلنا (۸) عورتوں کے درمیان سے گزرنا (۹) قبروں کی تختیاں پڑھنا (۱۰) بسم اللہ کے بغیر کھانا (۱۱) عصر کے بعد سونا (۱۲) سولی دیئے گئے شخص کی طرف دیکھنا۔

﴿دل کو سخت کرنے والی چیزیں﴾

جو چیزیں دل کو سنگین اور سخت کرتی ہیں ان کی تعداد گیارہ ہے جو کہ درجہ ذیل ہیں۔ (۱) کھڑے ہو کر شلوار پہننا (۲) دروازے پر بیٹھنا (۳) گھر میں کوڑا کرکٹ جمع رکھنا (۴) بکریوں کے درمیان سے گزرنا (۵) دانتوں سے ناخن کاٹنا (۶) اٹے ہاتھ سے کھانا (۷) استینوں سے ہاتھ پونچھنا (۸) انڈوں کے چھلکوں پر چلنا (۹) پتھروں سے

کھینا (۱۰) سیدھے ہاتھ سے استنجا کرنا (۱۱) رات کو تنہا سفر کرنا۔

﴿جلد بوڑھا کر دینے والی چیزیں﴾

نو چیزیں ایسی ہیں جو جلد بڑھا پے کا سبب بنتی ہیں۔ وہ درجہ ذیل ہیں۔ (۱) نیند سے جاگنے کے وقت ٹھنڈا پانی پینا (۲) عرق گلاب سے بالوں کو دھونا (۳) عورتوں کے ساتھ سونا (۴) عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا (۵) منہ کے بل الٹا ہو کر سونا (۶) جسم پر پہنے ہوئے کپڑوں کے ساتھ منہ صاف کرنا (۷) کثرت سے مناجات کرنا (۸) غم کا زیادہ ہونا (۹) رزق کی تنگی۔

﴿چھ چیزیں محتاجی پیدا کرتی ہیں﴾

جو چیزیں محتاجی پیدا کرتی ہیں وہ درجہ ذیل ہیں۔ (۱) گھر میں پھٹے کپڑے سے جھاڑو دینا (۲) ہتھیلی پر کھانا (۳) قضائے حاجت کے وقت ناک صاف کرنا (۴) چولہے میں پیشاب کرنا (۵) دانتوں سے ناخن کاٹنا (۶) لکڑیوں پر سرنگوں ہونا۔

﴿چار چیزیں نظر کو تیز کرتی ہیں﴾

چار چیزیں ایسی ہیں جو نظر کو بڑھاتی ہیں۔ وہ یہ ہیں، (۱) سبزے کی طرف دیکھنا (۲) ماں باپ کی طرف دیکھنا (۳) قرآن مجید کی طرف دیکھنا (۴) خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا۔

﴿چار چیزیں جسم کو موٹا کرتی ہیں﴾

جسم کو موٹا کرنے والی چار چیزیں یہ ہیں۔ (۱) ریشمی کپڑا پہننا (۲) گیس پیدا کرنے والی غذاؤں کو کھانا (۳) ہمیشہ خوش رہنا (۴) غم زدہ نہ ہونا۔

﴿جسم کو کمزور کرنے والی چیزیں﴾

چار چیزیں جسم کو کمزور کر دیتی ہیں۔ (۱) کم کھانا (۲) کثرت سے جماع کرنا (۳) غسل خانہ میں زیادہ دیر بیٹھنا (۴) غروب آفتاب کے وقت ہونا۔

﴿دل کو سخت کرنے والی چیزیں﴾

چار چیزیں دل کو سخت کرتی ہیں۔ (۱) زیادہ باتیں کرنا (۲) زیادہ ہنسنا (۳) زیادہ کھانا (۴) حرام کھانا۔

لطیفہ: ﴿اولوالعزم رسول اور فرشتے﴾

بے شک جان تو کہ اللہ کریم نے تمام مخلوق میں سے اصحاب ازواج کو اختیار کیا پھر ان میں سے اولاد آدم کا انتخاب فرمایا، پھر ان میں سے عقل والوں کو چنا پھر ان میں سے علماء کا انتخاب کیا پھر ان میں سے عمال کو پھر ان میں سے اولیاء کرام کو چنا پھر ان میں سے انبیاء کرام کا انتخاب فرمایا پھر ان میں سے رسولوں کا انتخاب کیا پھر انہی میں سے اولوالعزم رسولوں کو چنا پھر ان میں سے نبی آخر الزماں حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتخاب فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا تو ان میں سے محافظ اور نیکوکار اور اعمال نامے لکھنے والے مقربین فرشتوں کا انتخاب کیا پھر مقربین میں سے عرش کا اٹھانے والے فرشتوں کا انتخاب فرمایا اور وہ روحانی فرشتے ہیں پھر ان میں سے چار جلیل القدر فرشتوں کا انتخاب کیا اور وہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

۱۹۷: حکایت ﴿شراب پینے کی سزا﴾

ماحقی حاکم کے پاس دو شخص قرضے کا جھگڑالے کر آئے اور ان میں سے ایک نے دوسرے کے دعویٰ کا اقرار کر لیا۔ ماحقی نے حکم دیا کہ وہ مدعی کو قرض ادا کرنے چنانچہ مدیون نے عرض کیا ﴿صلح اللہ الامیر﴾ کہ اللہ تعالیٰ امیر ماحقی کی اصلاح کرے، میں ایک ایسا شخص ہوں کہ اپنے اولاد کے لئے روزی کھاتا ہوں اور اپنی حلال کمائی سے جو کچھ جمع کرتا ہوں اس کو لاتا ہوں تاکہ اس کا قرض ادا کروں لیکن میں اس شخص

کو کبھی نہیں پایا کیونکہ یہ شخص اپنے دوستوں کے ساتھ شراب کے نشے میں دت رہتا ہے۔ چنانچہ امیر ماحقی نے قرض خواہ کو قید کرنے کا آڈر جاری کر دیا اور وہ قرضدار سے کہا کہ تو اپنی کمائی کر جب تو کچھ جمع کر لے تو اس کو قید خانہ میں لا کر اس کے حوالے کر دینا تاکہ تجھے اس کو تلاش کرنے کی ضرورت نہ پڑھے۔ قرض خواہ اسی (۸۰) دن سے قید میں رہا حتیٰ کہ اسکا صرف ایک دینار باقی رہ گیا۔ پھر اس نے امیر کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ وہ امیر سے کہے کہ اگر امیر کی مرضی مجھے رہا کرتے کی ہے تو وہ میری رہائی کو حکم دے۔ کیونکہ اب اس پر میرا قرض صرف ایک دینار رہ گیا ہے۔ حاکم ماحقی نے کہا: اللہ کی قسم: جب تک تم اپنا پورا حق نہ لو گے اس وقت تک تجھے رہائی نہیں ملے گی۔

۱۹۸: حکایت ﴿ظلم قتل کیے جانے والی شخصیات﴾

بزرگوں میں سے جن شخصیات کو ظلم شہید کیا گیا اور پھانسی دیا گیا، ان کے اسمائے گرامی درجہ ذیل ہیں۔

صحابہ کرام میں سے حضرت عثمان غنی، حضرت عمر، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت امام حسین، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ماحان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

جن کو قتل سے پہلے یا بعد میں سولی دی گئی ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ مشرکین نے ان کو سولی دی تھی اور حضرت عبداللہ بن زبیر کو حجاج بن یوسف نے سولی دی تھی اور حضرت احمد بن نصر کو واثق نے سولی دی تھی۔ اور جن شخصیات کو کوڑوں سے شہید کیا گیا ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ ہیں ان کو چار سو کوڑے مارے گئے تھے اور حضرت سعید بن مسیب، حضرت ابو الزناد، حضرت ابو عمرو بن العلاء، حضرت عطیہ عوفی، حضرت ثابت بنانی، حضرت عبداللہ بن عوف، حضرت مالک بن انس، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل

رضی اللہ عنہم کو بھی کوڑے مارے گئے تھے۔

۱۹۹: حکایت ﴿حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی توحید پر دلیل﴾

دہریوں کی ایک جماعت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قتل کرنے کے ارادہ سے آئی۔ لیکن امام اعظم نے ان دہریوں سے کہا ﴿مکانکم اصبروا علی حتی اسئلکم عن مسئلة ثم افعلوا ما بدالکم﴾ تم اپنی جگہ پر رک جاؤ۔ حتی کہ میں تم سے ایک مسئلہ پوچھوں پھر جو تم کرنا چاہتے ہو کر لینا۔ چنانچہ انہوں نے امام اعظم سے کہا ﴿سل ما تريد﴾ کہ پوچھو جو آپ چاہتے ہیں؟ تو امام اعظم نے ان سے فرمایا ﴿ما تقولون فی سفینه تجری فی وسط بحر علی احسن ماتکون و لیس فیہا من یدبر امرہا الیس یکون ذلک﴾ کہ تم لوگ اس کشتی کے متعلق کیا کہتے ہو جو دریا کے درمیان میں احسن طریقے چل رہی ہے جیسا کہ اس کو چلنا چاہیے اور اس میں کوئی شخص نہیں ہے جو اس کام کی تدبیر کرے کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ دہریوں نے جواب دیا: یہ محال ہے۔ تو امام اعظم نے ان سے فرمایا ﴿اذا کان شان السفینه هکذا فکیف بالذیاء و بالسموات و بالارض﴾ جب کشتی کی شان یہ ہے تو دنیا اور آسمان اور زمین کا کیا حال ہوگا (یعنی بغیر خالق کے یہ نظام کیسے چل سکتا ہے) یہ دلیل سن کر وہ لوگ امام اعظم کی طرف بڑھے اور آپ کے قدموں کو بوسہ دینے لگے اور توبہ کر کے امام اعظم کی برکت سے بدعتیہ کی سے رجوع کیا۔

﴿مخلوق تین طرح کی ہے﴾

بعض بزرگوں نے کہا کہ مخلوق کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) ربانی (۲) رہبانی (۳)

جنانی۔

رہبانی ﴿من یعدہ خوفا من النار﴾ وہ شخص جو دوزخ کی آگ کے ڈر سے

عبادت کرتا ہے۔

جنانی: ﴿من یعبده طمعا فی جنته﴾ وہ شخص جو جنت کی لالچ میں عبادت کرتا

ہے۔

ربانی: ﴿من یعبده شوقا الیہ لا خوفا من نارہ ولا طمعا فی جنتہ﴾ وہ شخص جو نہ دوزخ کے ڈر سے اور نہ ہی جنت کے لالچ میں عبادت کرتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی شوق سے عبادت کرتا ہے۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو ربانی سے کہا جائے گا کہ ﴿قد نجوت من النار﴾ تو نے دوزخ سے نجات پائی ہے۔ تو وہ عرض کرے گا۔

﴿الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور﴾ تمام خوبیاں اللہ کے لئے جس نے ہم سے غم کو دور کیا بے شک ہمارا بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

جنانی سے کہا جائے گا ﴿قد وجبت لك الجنة﴾ تحقیق تیرے لئے جنت واجب ہوگئی۔ تو وہ عرض کرے گا۔

﴿الحمد لله الذی صدقنا وعده واورثنا الارض نبوا من الجنة حیث نشاء فنعم اجر العاملين﴾ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہم سے سچا وعدہ کیا۔ اور ہمیں اس زمین کا وارث بنایا کہ ہم اس میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا اجر ہوگا عمل کرنے والوں کا۔

ربانی سے کہا جائے گا ﴿قد وهبک الله رؤیتہ بلا واسطۃ ولا کیف﴾ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنا دیدار بلا واسطہ اور بلا کیف عطا فرمایا ہے تو وہ عرض کرے گا۔

﴿الحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله﴾ تمام خوبیاں اللہ کریم کے لئے جس نے ہمیں ہدایت دی اور اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔

﴿مصر میں تشریف لانے والے انبیاء کرام﴾

مصر میں تشریف لانے والے انبیاء کرام کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔ حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، اور ان کے بھائی اور حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت یوشع، حضرت عیسیٰ، حضرت دانیال علیہم السلام ہیں۔ صحابہ کرام میں جو حضرات مصر میں تشریف لائے ان کی تعداد تین سوزاندہ ہے۔

﴿حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا تعارف﴾

کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کریم سے عرض کیا کہ کشتی کیسے بناؤں۔ تو اللہ کریم جبریل علیہ السلام کو آڈر دیا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانا سکھائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساگون کی لکڑی کے تختے چیرتے اور کاٹتے تھے اور تختوں کو آپس میں ملاتے تھے اور کیلون سے اس کو مضبوط کرتے تھے۔ آپ نے کشتی کا سر مور کے سر کی طرح بنایا اور مرغ کی دم کی طرح اس کی دم بنائی اور باز کی چونچ کی طرح اس کی چونچ بنائی اور عقاب کے بازوؤں کی طرح اس کے بازوؤں بنائے اور کبوتر کے منہ کی طرح اس کا منہ بنایا۔ اور کشتی کے تین حصے بنائے۔ بعض نے کہا کہ سات حصے بنائے تھے اور اس کی لمبائی ایک ہزار گز تھی اور اس کی چوڑائی چھ سو گز تھی اور اس کی اونچائی تین سو گز تھی۔

بعض نے کہا کہ اس کی لمبائی چار سو گز تھی اور چوڑائی دو سو گز تھی اور اس کے سات حصے بنائے۔ ہر حصہ کے درمیان دس گز کا فاصلہ تھا اور ہر حصہ کا ایک دروازہ بنایا اور کشتی کے لئے لوہے کی زنجیریں بنائیں اور اس پر روغن قیر و قارہ ملا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کے چاروں کناروں پر چار کیل ٹھونس دیں اور ہر کیل پر لفظ عین کا نشان بنا دیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کا فائدہ پوچھا۔ تو اللہ کریم نے فرمایا کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نام ہیں۔ عتیق (یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب ہے) حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ آپ نے کشتی میں پانی کے لئے ایک حوض بنایا پھر کشتی میں چھ ماہ کی خوراک جمع فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کشتی میں ایک سوراخ والا دانہ رکھ دیا جو سورج کی روشنی دیتا تھا جس سے حضرت نوح علیہ السلام نماز اور دن، رات کے اوقات کو پہچانتے تھے۔ آپ کو کشتی بنانے میں چالیس سال لگے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم رات کو آکر اس کشتی میں آگ ڈالتی تاکہ وہ کشتی جل جائے لیکن آگ اس پر کوئی اثر نہ کرتی تھی۔ تو لوگ کہتے اس پر حضرت نوح علیہ السلام کے جادو کا اثر ہے۔ جب کشتی مکمل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کشتی میں ایسی آواز پیدا کر دی کہ وہ اونچی آواز میں کہتی ھلا الہ الا اللہ الاولین والآخرین النجاة من ركب علی نجا ومن تخلف عنی ھلک اللہ کے سوائے کوئی عبادت کا مستحق نہیں، اور وہ انگلوں اور پچھلوں کا معبود ہے اور میں نجات کی کشتی ہوں جو مجھ پر سوار ہو اور نجات پائے گا اور جو مجھ سے پیچھے رہا وہ تباہ ہوگا۔

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم اب بھی ایمان نہیں لاؤ گے؟ انہوں نے جواب نہیں، اے نوح یہ تیرے جادو کا کمال ہے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام وحشی جانوروں، پرندوں اور زمین پر چلنے والے جانوروں کو آواز دی کہ تم سب کشتی میں عذاب نازل ہونے سے پہلے سوار ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی آواز کو تمام شرق و غرب میں پہنچا دیا۔ چنانچہ سب جانور آپ کی طرف چلے آئے تو حضرت نوح علیہ السلام کا نبات کی تمام مخلوق کا ایک ایک جوڑا لینے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ وہ درختوں کی تمام اجناس کو لے جائے تو انہوں نے

درختوں کی ہر قسم سے ایک کوششی میں سوار کر لیا اور کشتی کے پہلے حصے میں مردوں اور خواتین کو سوار کیا اور وہ یہی لوگ تھے۔ اور ان کے ساتھ ایک صندوق بھی تھا جس میں حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو جسم مبارک اور حجر اسود، مقام ابراہیم اور دیگر انبیاء و مرسلین کی تعداد کے مطابق ان کی لاٹھیاں تھیں۔ اور ہر لاٹھی پر اس کے مالک کا نام تھا اور حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی کے دوسرے حصہ پر وحشی جانور، زمین پر چلنے والے جانور اور چوہ پاؤں کو سوار کیا۔ تیسرے حصہ میں پرندوں کو چوتھے حصہ میں درختوں کو اور پانچویں حصہ میں اونچے والے جانور اور شیر کو سوار کیا اور چھٹے حصہ میں سانپ اور بچھو اور ساتویں حصہ میں ہاتھی وغیرہ جانوروں کو بیٹھایا۔

﴿شہر ابرم اور شہداد بادشاہ﴾

بعض مورخین نے کہا ہے کہ شہداد بن عاد انبیاء کرام پر نازل شدہ کتب کو پڑھنے کا شوقین تھا جب کتاب میں جنت کا بیان پڑھتا تو اپنے دل میں کہتا کہ اپنے لئے ایسی جنت بناؤں گا۔ تو اس نے اپنے ایک ہزار وزیروں کو حکم دیا کہ ایک ایسی زمین تلاش کریں جس کے وسیع و عریض میدان ہوں۔ وہاں پانی وافر مقدار میں ہو اور اس کی فضاء خوشگوار ہو۔ اور ان وزراء کے ساتھ انجینئرز اور کاریگر بھی ہوں۔

چنانچہ انہوں نے ایسی زمین یمن کی طرف مقام عدن میں پائی۔ پس انہوں نے وہاں مربع کی شکل میں ایک شہر کی بنیاد رکھی۔ جو ہر طرف سے دس فرسخ تھا۔ اس کی بنیاد میں انہوں نے رنگ برنگے سنگ مرمر کے ٹکڑے ڈالے۔ پھر شہداد نے اپنے وزراء کو حکم دیا کہ وہ ساری زمین میں پھیل جائیں اور جہاں سے تھی سونا، چاندی اور دیگر معدنیات کی چیزیں اور مشک و عنبر ملے اس کو جمع کرو۔ چنانچہ وزراء نے ایسے ہی کیا اور کسی کے پاس بھی درہم و دینار باقی نہ رہا۔ لوگ اس چمڑے سے کاروبار کرنے لگے جن پر بادشاہ کے نام کی مہر لگی ہوئی تھی اور ان چیزوں کو بادشاہ کے پاس پیش کر دیا۔ چنانچہ بنیاد کے اوپر سونے چاندی سے پانچ سو گز بلند دیوار بنائی گئی اور مشک کو روغن بان اور شہد میں

گوندھ کر اس کا گارا بنایا گیا۔ اس سے ایک ہزار کمرے اور بالا خانہ خالص سونے اور چاندی کے بنائے جو یا قوتوں اور زبرد سے ستونوں پر قائم تھے اور نیز وہ کمرے ایسے تھے کہ وہ سونے اور چاندی کے درختوں میں زبرد اور مختلف رنگوں کے یا قوت بڑے بڑے موتیوں کے پھل بنائے گئے تھے اور ان لوگوں نے ان مکانوں اور درختوں کو عجیب طرح کی صنعت اور بنایاب قسم کی ایجادوں سے مزین کیا تھا۔ ان کے نیچے نہریں جاری کیں نہروں میں مشک اور زعفران کے ٹیلے بنائے گئے اور اس کی تعمیر تین سو سال میں مکمل ہوئی۔ اس کے بعد کارکنوں نے بادشاہ کو اس کی اطلاع دی تو شہزاد نے وزیروں اور امیروں کو حکم دیا کہ اس مکان کی آرائش کے لئے طرح طرح کے عمدہ فرش اور نفیس قسم کے ظروف بھیجے جائیں۔ چنانچہ وزراء نے بیس سال میں اس کا انتظام کیا پھر وزراء نے شہزاد کو اس کی اطلاع دی۔ تو شہزاد ایک بڑے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر اپنے وزراء، امراء اور جواہر و یا قوت اور سونے چاندی کے ساتھ آراستہ پیراستہ عورتیں ہود جوں میں سوار تھیں۔ ان کو لے کر جب اس عظیم الشان شہر کے پاس پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو حکم دیا تو اس نے ان لوگوں پر ایک زوردار چیخ ماری چنانچہ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے اور ان میں سے کوئی بھی اس مکان میں داخل نہ ہو سکا۔ اور وہ شہر ابھی تک اللہ تعالیٰ کے علم میں باقی ہے۔ جو کہ مخفی ہے۔

﴿تابوت اور سیکینہ﴾

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تورات کے لئے بیت المقدس میں ایک مسجد اور سیکینہ کے لئے ایک صندوق بنائیں۔ اور قربانی کے لئے ایک قبہ بنائیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ہر ایک شخص پر ایک ایک مثقال سونا مقرر کیا تا کہ اس سے مسجد، قبہ اور تابوت بنایا جائے۔ چنانچہ وہ چھ لاکھ سات سو پانچ لوگ تھے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مسجد بنائی جس کی لمبائی ستر گز اور چوڑائی بھی ستر گز تھی اور ایک قبہ بنایا

جس میں سونے کی قندیلیں تھیں۔ جو سونے کی زنجیروں پر لٹک رہی تھیں اور وہ زنجیریں موتیوں اور یاقوت سے مزین تھیں۔ اس میں چار دروازے بنائے۔ ایک دروازہ صرف ملائکہ داخل ہوتیں اور ایک دروازے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام داخل ہوتے اور ایک دروازہ سے حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کی اولاد داخل ہوتے تھے۔ ایک دروازے سے بنی اسرائیل داخل ہوتے تھے۔ اس میں سنگ مرمر کا ایک سفید سوراخ والا پتھر نصب کیا۔ آسمان سے دھوئیں کے بغیر آگ اس میں اترتی اور اس میں جو قربانی ہوتی اس کو کھا لیتی تھی اور قندیلوں کو روشن کر دیتی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق بنایا جو ڈھائی گز لمبا دو گز چوڑا۔ اور ڈیڑھ گز اونچا تھا۔ اس میں وہ سیکنہ رکھا جو حضرت آدم علیہ السلام پر اس وقت اتارا گیا تھا جس وقت جنت سے وہ اتارے گئے تھے۔ اور انبیاء کرام اس کے وارث ہوتے رہے حتیٰ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آنا پہنچا۔ اور وہ قوم عمالقبہ کے چھیننے تک بنی اسرائیل کے پاس رہا حتیٰ کہ طالوت نے اس کو ان سے چھینا اور اس کو بنی اسرائیل کی طرف واپس کیا۔

اس سیکنہ کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ سونے کا طشت تھا جس میں انبیاء علیہم السلام کے دلوں کو دھویا جاتا تھا۔ حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایک روح ہے جو لوگوں سے کلام کرتی تھی۔ جب لوگ کسی معاملہ میں جھگڑا کرتے تھے اور فیصلہ کروانا چاہتے تھے۔ تو وہ اس سیکنہ کی طرف اس قبہ کے اندر داخل ہوتے تو سیکنہ کے اندر سے ایک کلام نکلتا جو ان کے درمیان فیصلہ کرتا تھا اور حق اور باطل کو ظاہر کر دیتا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ وہ سیکنہ مردہ بلی کی طرح تھا اس کے دوسرے تھے اور منہ انسان جیسا تھا۔ جب بنی اسرائیل کی کسی سے جنگ ہوتی اور وہ اس تابوت کو اپنے سامنے رکھتے تھے جب وہ بلی چیختی تو بنی اسرائیل جان جاتے کہ ان کو دشمن پر فتح و مدد ملے گی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس صندوق سے ایک آدمی نکلتا تھا جو ان کے دشمن سے لڑتا تھا اور ان کو شکست دیتا تھا۔

اور یہ بھی گیا ہے کہ سیکنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دو نعلین اور عصا کا ایک ٹکڑا تھا۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ شریف اور من و سلویٰ جو بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترا تھا اور کچھ الواح کی تختیاں تھیں۔ جو اس وقت ٹوٹ گئے تھے جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ڈال دیا تھا۔ جب قوم عمالقہ نے بنی اسرائیل سے تابوت لے لے تو وہ ان کے پاس دس سال اور سات مہینے رہا اور اس کی یہ حالت تھی کہ جو چیز بھی اس کے قریب جاتی خواہ وہ انسان ہو یا کوئی اور چیز تو ہو جل جاتی تھی۔

ایک نیک بزرگ نے کہا کہ اس تابوت کو تم لوگ اپنے پاس سے نکال دو، اس لئے کہ جب تک یہ تمہارے پاس رہے گا اس وقت تک تم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ انہوں نے اسے بیل گاڑی پر لاد دیا اور اسے ہانک دیا۔ وہ بیل بغیر کسی کے ہانکے وہاں سے چلے اور بنی اسرائیل کی زمین تک پہنچے اور ان بیلوں نے گاڑی کو پھینک کر غائب ہو گئے اور کسی کو پتہ نہ چلا۔ اس کے بعد فرشتوں نے تابوت کو گاڑی سے اٹھایا اور اس کو لے کر آسمان اور زمین کے درمیان اڑنے لگے اور لوگ اسے دیکھنے لگے حتیٰ کہ فرشتوں نے اسے طالت کے گھرا کر رکھ دیا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ تابوت اب تک بحیرہ طبریہ میں ہے اور اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر وہاں سے نکالیں گے۔

﴿زنجیر کا کمال اور فضائل حضرت داؤد علیہ السلام﴾

اللہ کریم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ایک ایسی زنجیر عطا فرمائی جب آپ کی قوم جھوٹ اور یادِ گوئی کی کثرت میں مبتلا تھی۔ تو آپ نے اللہ کریم سے عرض کیا کہ ان سے جعل لہ علامۃ لیعرف بها الحق من الباطل کہ ان کے لئے کوئی نشانی بنا تاکہ وہ اس کے ساتھ حق اور باطل کو پہچان سکیں۔

وہ زنجیر حضرت داؤد علیہ السلام کے محراب میں تھی اور وہ مضبوط لوہے سے بنی ہوئی تھی۔ اور اس کا رنگ آگ کی طرح تھا۔ اور وہ ہیرے موتی اور جواہرات کی شاخوں سے مزین تھی۔ اور لوگ اس سے فیصلہ چاہتے تھے اور جب کوئی نئی بات سامنے آتی تو وہ زنجیر آواز دیتی تھی اور حرکت کرتی تھی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اس بات کو علم ہوتا کہ جب کوئی مریض اس کو چھوتا تھا تو وہ فوراً صحت یاب ہو جاتا تھا۔ اور جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو اس زنجیر کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے سینہ پر ملتا تو اس کے سینہ سے شرک جاتا رہتا۔ جب کسی شخص کا دوسرے پر کوئی حق ہوتا تو وہ دونوں اس کے پاس حاضر ہوتے جو سچا ہوتا وہ زنجیر کو حاصل کر لیتا (اور دوسرا محروم رہتا)۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے آدمی کے پاس بہت قیمتی موتی بطور امانت رکھے اور کسی سال تک خود غائب رہا جب وہ واپس آیا تو اس نے موتی اس شخص سے مانگے تو وہ اس بات سے انکاری ہو گیا۔ پھر موتیوں کے مالک نے اس انکار کرنے والے سے کہا کہ تم میرے ساتھ زنجیر کے پاس چلو۔ ہم وہاں اپنا فیصلہ کروا رہے ہیں چنانچہ جس کے پاس موتی تھا اس نے ایک چھڑی لے کر اس میں سوراخ کیا اور موتی اس سوراخ میں بند کر دیا۔ جب وہ زنجیر کے پاس پہنچے تو اس شخص نے جس کے پاس موتی لکڑی میں بند تھا اس نے اصل مالک سے کہا کہ تو میری اس چھڑی کو اپنے پاس رکھ لو اور اس کی حفاظت کرو حتیٰ کہ میں زنجیر کو پکڑوں چنانچہ موتی کے اصل مالک نے وہ چھڑی پکڑ لی اور وہ شخص زنجیر کے پاس گیا اور کہا اللہم ان کنت تعلم ان الودیعة التي کانت عندي قد دفعتها لصاحبها فقرب مني السلسلة ومد يده فتناولها اے اللہ عزوجل تو جانتا ہے کہ جو امانت میرے پاس تھی اس کو میں نے اصل مالک کے حوالہ کر دیا ہے۔ پس تو زنجیر کو میرے قریب کر دے اور اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کو پکڑ لیا۔ اصل مالک بہت حیران ہوا۔ جب صبح ہوئی تو اس کو نہ دیکھا کیونکہ وہ لوگوں

کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ اور وہ اب تک غائب ہے۔

﴿حضرت داؤد علیہ السلام کا ذریعہ معاش﴾

حضرت داؤد علیہ السلام کا طریقہ یہ تھا کہ وہ لوگوں کے درمیان حلیہ بدل کر چکر لگاتے تھے اور اپنی قوم کے ساتھ اپنے انصاف کے بارے میں معلوم کرتے تھے۔ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام ایک آدمی کی شکل میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی قوم کے بارے میں اپنی سیرت کے بارے میں پوچھا۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا ﴿بِئْسَ الْعَبْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ بیت مال المسلمین ﴿کہ حضرت داؤد علیہ السلام اچھا بندہ ہے۔ لیکن وہ لوگوں کے بیت المال سے کھاتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جب یہ بات سنی تو عرض کیا ﴿اللَّهُمَّ عَلِّمْنِي صُنْعَهُ اسْتَغْنَىٰ بِهَا عَنِ الْإِسْطِطَانِ﴾ الان له الحديد ﴿اے اللہ عز و جل! مجھے ایسی صنعت کا علم عطا فرما دے کہ میں اس کے ذریعہ سے بیت المال سے بے نیاز ہو جاؤں۔﴾ لہذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو زرہ بنانے کا علم سکھایا اور آپ کے لئے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز ایک زرہ بناتے تھے اور چھ ہزار درہم میں اسے بیچتے تھے۔ اپنا اور گھر والوں کا خرچہ چلاتے تھے۔ اور جو رقم بچ جاتی اسے مسلمان فقرا پر صدقہ کر دیتے تھے۔ سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے زرہ بنائیں آپ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا تھا۔

﴿گناہوں کا کفارہ اور امام غزالی﴾

امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بندوں کے حقوق اور مال پر جو ظلم کیا گیا ہوا ہے ظاہر کرنا اور قدرت ہونے کے باوجود ان کے مالکوں سے معافی چاہنا لازمی ہے۔ مستحب یہ ہے کہ بندہ ہر گناہ کا ایسی چیز سے کفارہ ادا کرے جو اس کے مشابہ

ہو۔ چنانچہ ایسی چیز کی طرف دیکھنا جو حلال نہ ہو اسکا کفارہ ادا کرنے کے لئے قرآن پاک کو دیکھنا۔ لغو اور بیہودہ کلام سننے کا قرآن سننے کے ساتھ کفارہ دے۔ جنابت کی حالت میں مسجد میں ٹھرنے کا کفارہ مسجد میں اعتکاف سے دے۔ اور شراب نوشی کا کفارہ حلال مشروب کے صدقہ کرنے کے ساتھ دے۔ مسلمان کو تکلیف دینے کا کفارہ اس پر احسان کرنے کے ساتھ دے۔ اور قتل کا کفارہ گردنوں یعنی غلاموں کو آزاد کرنے سے دے۔

﴿دعا قبول ہونے کے اوقات﴾

بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ دن اور رات میں نوے (۹۰) اوقات ایسے ہیں جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔ اذان کے وقت تکبیر کے وقت، وضو کے بعد، گھریا مسجد میں داخل ہونے کے بعد، مسجد سے نکلنے کے بعد، سورہ فاتحہ کے بعد، آمین کے وقت، سمع اللہ لمن حمدہ سننے کے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت، سجدہ میں تشہد کے وقت، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں ظہر سے پہلے زوال کے وقت، مغرب و عشاء کے درمیان، ختم قرآن کے وقت، طواف کعبہ میں، امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت، لیلة القدر۔ جمعرات اور ان دونوں کے دن کو سحر کے وقت۔ رات کی آخری تہائی کے وقت، ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔

﴿دعا قبول نہ ہونے کی وجوہات﴾

بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ دعا قبول نہ ہونے کی دس وجوہات ہیں۔
 (۱) حقوق اللہ کا ادا نہ کرنا (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کرنا (۳) قرآن پر عمل نہ کرنا (۴) نعمتوں پر شکر ادا نہ کرنا (۵) امر و نہی یعنی وہ احکام جن کے کرنے کا حکم ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے ان میں شیطان کی موافقت کرنا (۶) جنت کو واجب کرنے والے کاموں پر عمل نہ کرنا (۷) دوزخ کو واجب کرنے والی چیزوں پر عمل

کرنا (۸) موت کی تیاری نہ کرنا (۹) لوگوں کی عیب جوئی میں مشغول ہونا (۱۰) موت سے عبرت نہ پکڑنا۔

حکایت: ۲۰۰ ﴿قید سے رہائی حاصل کرنے کا عمل﴾

بعض بادشاہوں کی حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک بادشاہ ایک فقیر پر غضبناک ہوا تو اس نے فقیر کو ایک کمرہ میں قید کر دیا اور اس کا دروازہ بند کر دیا اور کھانے پانی بھی بند کر دیا پھر تین دن کے بعد بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ فقیر قید خانہ سے صحیح سلامت باہر آ گیا ہے۔ بادشاہ نے اس کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا جب وہ فقیر اس کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے فقیر سے کہا کہ کس نے تجھے قید خانہ سے نکالا ہے اور تیری رہائی کا سبب کیا چیز بنی ہے؟ فقیر نے بادشاہ سے کہا کہ ایک دعا کی برکت سے رہائی ملی ہے۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ وہ دعا کون سی ہے؟ فقیر نے کہا کہ وہ دعا یہ ہے۔

﴿هو اللهم اني اسئلك يا لطيف يا لطيف يا من وسع
لطفه اهل السموات والارض اسالك اللهم ان تلطفني
بلطفك الخفي (ثلاث مرات) الذي اذا لطف به احد امن
عبادك كفى فانك قلت وقولك الحق الله لطيف بعباده يرزق
من يشاء وهو القوي العزيز﴾

ترجمہ: اے اللہ عز و جل: بے شک میں تجھ سے تیرے لطف و کرم کا سوال کرتا ہوں اے لطف کرم فرمانے والے (تین بار یہ کہا) تیرے ہی لطف کرم نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے۔ وہ لطف و کرم جو تو اپنے بندوں میں کسی پر وہ لطف فرماتا ہے تو وہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔ بے شک تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمان سچا ہے اور وہ یہ ہے کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطف و کرم فرمانے والا ہے وہ جس کا چاہتا ہے رزق دیتا اور وہ

قوت والے، غالب حکمت والا ہے“ اس کے بعد بادشاہ نے اس فقیر کو رہا کر دیا اور اس پر احسان فرمایا۔

﴿حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے آنسو﴾

حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اتارا گیا تو آپ خشکی اور تری میں روئے تو آپ کے جو آنسو خشکی پر گرے وہ لوہنگ بن گئے اور جو دریا میں گرے وہ کچھوا بن گئے کیونکہ آپ باب التوبہ سے نیچے اتارے گئے۔ اسی طرح حضرت حوا علیہا السلام کے خشکی میں جو آنسو گرے اس سے حنا بن گیا اور جو دریا میں گرا وہ موتی بن گیا کیونکہ آپ کو باب الرحمۃ سے زمین پر اتاری گئی تھیں۔

﴿سانپ، مور اور شیطان کا روٹا﴾

سانپ خشکی میں رویا تو خشکی میں آنسو گرے تو اس سے بچھو بن گیا اور دریا میں گرا تو سیکڑا بن گیا۔ اس لیے کہ وہ باب السخط سے نیچے اتارا گیا تھا۔ مور خشکی اور دریا میں رویا تو خشکی میں آنسو گرا تو چھو بن گیا اور دریا میں گرا تو جو تک بن گیا۔ کیونکہ وہ باب الغضب سے نیچے اتارا گیا تھا۔ اسی طرح شیطان لعین بھی خشکی اور تری میں رویا چنانچہ خشکی میں آنسو گرا تو اس سے کانا بن گیا اور دریا میں گرا تو مگر چھ بن گیا کیونکہ وہ باب اللعنۃ سے نیچے اتارا گیا تھا۔ واللہ اعلم

۲۰۱: حکایت ﴿غیر مسلم لڑکی کا کلمہ پڑھنا﴾

روم کے شہروں میں سے کسی شہر میں ایک فقیر داخل ہوا تو اس نے وہاں ایک حسین و جمیل لڑکی دیکھی تو وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس کو شادی کا پیغام دیا۔ اس لڑکی کے والدین نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا (اور شرط لگائی) کہ جب تک یہ شخص نصرانی نہ ہو جائے (اس وقت تک نکاح نہیں ہو سکتا) چنانچہ اس فقیر نے اس کی شرط قبول کر لی تو ان لوگوں نے نصرانی علماء کو بلایا اور انہوں نے اس کو نصرانی کر دیا۔ اچانک اس لڑکی نے باہر

نکل کر اس فقیر کے منہ پر تھوک دیا۔ اور اس فقیر سے کہا کہ ﴿وَبِحك تَرْكُ دِينِ الْحَقِّ لَشَهْوَةِ فَكَيْفٍ لَا تَرْكُ دِينَ الْبَاطِلِ لِنَعِيمِ الْآبَدِ﴾ تو برباد ہو جائیگا تو نے شہوت کی وجہ سے دین حق کو چھوڑ دیا ہے۔ اور میں دائمی نعمت کے حصول کی خاطر باطل دین کو کیوں نہ چھوڑ دوں۔ چنانچہ اس لڑکی نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئی۔ ﴿اشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ﴾

۲۰۲: حکایت ﴿اللہ کریم کی کرم نوازی﴾

بنی اسرائیل کے بادشاہ سے ایک عبادت گزار شخص کا ذکر کیا گیا۔ تو بادشاہ نے اس کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور اس عبادت گزار سے عرض کیا کہ آپ ہمیں خدمت کا موقع دیں۔ اور ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ تاکہ آپ کی کوئی خاطر تواضع کریں۔ اس شخص نے بادشاہ سے کہا کہ ﴿أَنْ قَوْلُكَ هَذَا حَسَنٌ وَلَكِنْ لَوْ دَخَلْتُ يَوْمًا بَيْتَكَ فَرَأَيْتَنِي الْعَبْدَ مَعَ جَارِيَتِكَ مَاذَا كُنْتُ تَفْعَلُ﴾ بے شک تو نے یہ ٹھیک کہتا ہے لیکن اگر میں تیرے گھر میں ایک دن داخل ہوں اور تو مجھے اپنی لڑکی کے ساتھ کھیلتا ہوا دیکھے تو تو اس وقت میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ بادشاہ غضبناک ہوا اور فقیر سے کہا کہ ﴿يَا فَاجِرُ تَجْتَرِي عَلَيَّ بِمِثْلِ هَذَا الْكَلَامِ﴾ اے فاجر آدمی تو ایسے کلام کی مثل کام کرنے کی جرات کرے گا۔ عبادت گزار نے کہا کہ ﴿إِنِّي لَسِي رَبًّا كَرِيمًا لَوْ رَأَى سَبْعِينَ ذَنْبًا فِي الْيَوْمِ مَا غَضِبَ عَلَيَّ وَلَا تَرَدَّنِي عَنْ بَابِهِ وَلَا حَرَمَنِي مِنْ رِزْقِهِ فَكَيْفَ أَفَارِقُ بَابَهُ وَالزَّمَّ بَابَ مَنْ غَضِبَ عَلَيَّ قَبْلَ وَقْعِ الذَّنْبِ مَنِي فَيَسْكِفُ لِي رَأْيِي فِي الْمَعْصِيَةِ ثُمَّ تَرْكُهُ وَمَضَى﴾ بے میرا رب عزوجل ایسا کریم ہے اگر میں ایک دن ستر گناہ دیکھے تو مجھ پر غضبناک نہیں ہوتا اور نہ ہی مجھے اپنے دروازے سے روکتا ہے اور نہ ہی مجھے اپنے رزق سے محروم کرتا ہے تو میں اس کریم رب کا دروازہ کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ اور ایک ایسے شخص کا دروازہ پکڑوں جو مجھ سے گناہ ہوئے

سے پہلے ہی مجھ پر غضبناک ہو رہا ہے تو اس وقت اس کی کیا حالت ہو جب یہ مجھے گناہ میں مبتلا دیکھے گا۔ عبادت گزار بادشاہ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

۲۰۳: حکایت ﴿حضرت آدم و حواء علیہما السلام کی آزمائش﴾

بعض علماء فرماتے ہیں جب حضرت آدم و حواء علیہما السلام نے درخت سے کھایا تو دونوں دس چیزوں سے آزمائے گئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے اس قول کے ساتھ عتاب فرمایا ﴿السم انھا کما عن تلکما الشجرة﴾ کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا۔
(۲) ان دونوں کے جسم سے جنت کا لباس گر ادیا گیا۔ حتیٰ کہ ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں۔

(۳) ﴿سلب النور عنھما﴾ ان دونوں سے نور بھی چھین لیا گیا۔
(۴) ﴿اخرجھما من الجنة﴾ وہ دونوں جنت سے نکلے گئے۔
(۵) ﴿فراقہ لحواء مائة سنة﴾ حضرت حواء علیہا السلام ان سے (حضرت آدم علیہ السلام) سو سال تک جدا رہیں۔

(۶) ﴿العداوة لھما مع ابلیس﴾ ان دونوں کی شیطان مردود سے عداوت ہے۔

(۷) ﴿الندم منھما علی المعصیة﴾ وہ دونوں معصیت پر شرمندہ ہوئے۔
(۸) ﴿تسلیط ابلیس علی اولادھما﴾ شیطان لعین کا ان دونوں کی اولاد پر مسلط ہونا۔

(۹) ﴿جعل الدنیا سجنًا لمؤمنیہم﴾ دنیا کو ان اولاد کے اہل ایمان کے لئے قید بنایا۔

(۱۰) ﴿تعیہم فی طلب القوۃ﴾ طلب معاش میں ان کا مشقت اٹھانا۔

﴿شیطان کو دس چیزوں سے عتاب کیا گیا﴾

جب شیطان لعین کو جنت سے ایلہ میں اتارا گیا اور وہ بصرہ ہے۔ اور اسے بیسان بھی کہا گیا ہے۔ تو اسے دس چیزوں کی وجہ سے عتاب کیا گیا۔ (۱) اسے اپنی ولایت سے معزول کیا کیونکہ وہ زمین و آسمان کے ملائکہ کا سردار اور جنت کے داروغوں میں سے ایک داروغہ تھا۔

(۲) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس پر جنت کو حرام کیا گیا۔ (۳) اس کی شکل کا مسخ ہونا (۴) اس کے نام کا بدل دیا گیا، کیونکہ اس کا نام عزازیل تھا تو بدل کر ابلیس رکھ دیا گیا۔ اور ابلاس کے معنی ہے رحمت سے ناامید ہونا۔ (۵) اس کو بد بختوں کا لیڈر بنا دیا گیا۔ (۶) قیامت تک کے لئے اس پر لعنت ہوتی رہے گی۔ (۷) اس سے معرفت کو چھین لیا گیا اور تعظیم الہی کچھ بھی اس کے پاس نہ بچی۔ (۸) توبہ کا دروازہ اس پر ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔ (۹) ہر خیر سے اس کا خالی ہونا۔ (۱۰) جہنمیوں کا اسے خطیب بنا دیا گیا۔

فائدہ: ﴿سورۃ مجادلہ کی فضیلت﴾

صاحب فردوس نے ایک روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿انسی لاجد فی کتاب اللہ سورۃ ہی ثلاثون آیۃ من قراھا عند نومہ کتب لہ بها ثلاثون حسنة ومحي عنه ثلاثون سيئة ورفع له ثلاثون درجة وبعث الله اليه ملكا من الملائكة يسط عليه جناحه ويحفظ من كل شيء حتى يستيقظ وهي مجادلة جادل عن صاحبها في القبر وهي سورۃ المملک﴾ بے شک میں اللہ کی کتاب میں ایک ایسی سورت پاتا ہوں کہ اس کی تیس آیات ہیں جو اس کو سونے کے وقت تلاوت کرے گا اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور اس کے تیس گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے لئے تیس درجے بلند کیے جائیں گے۔

جائیں گے۔ اللہ کریم اس پر ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس پر اپنا بازو پھیلائے گا اور اس کو ہر چیز سے محفوظ رکھے گا حتیٰ کہ وہ نیند سے بیدار ہو جائے۔ اور وہ سورت مجادلہ ہے جو اپنے تلاوت کرنے والے کی طرف قبر میں جھکڑا کرے گی اور وہ ”ملک“ ہے۔

فائدہ: ﴿تمام بیماریوں سے بچنے کا علاج﴾

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿علیٰ جبرئیل دواء لا احتاج معه الی دواء ولا طبیب﴾ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ایک ایسی دوائی بتائی ہے کہ اس دوائی کے ہوتے ہوئے کسی اور دواء اور طبیب کی ضرورت نہیں۔ حضرت ابو بکر، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ﴿ومنا هو یارسول الله ان لنا حاجة الی هذا الدواء﴾ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی دواء ہے ہمیں بھی اس کے متعلق بتائیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بارش کے پانی سے کچھ پانی لے کر اس پر سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص، سورۃ قلق، سورۃ ناس اور آیۃ الکرسی میں سے ہر کو اس پر ستر مرتبہ پڑھیں اور سات دن تک صبح و شام وہ پانی پیئیں۔

﴿هو الذی بعثی بالحق نبیا لقد قال لی جبرئیل انه من شرب من هذا الماء رفع الله عن جسده کل داء وعافاه من جمیع الامراض والاوجاع ومن شفی منه امراته ونام معها حملت باذن الله تعالیٰ ویشفی العینین ویزال السحر ویقطع البلغم ویزیل وجع الصدر والاسنان والتخیم والعطش وحصر البول ولا یحتاج الی حجامۃ ولا یحصی ما فیہ من المنافع الا الله تعالیٰ وله ترجمۃ کبیرۃ اختصرناھا﴾

ترجمہ مجھے اس پاک ذات کی قسم ہے جس نے مجھے برحق نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ بے شک جبرئیل علیہ السلام نے مجھے کہا ہے کہ جس نے اس پانی کو پی لیا اللہ کریم اس کے جسم سے ہر طرح کی بیماری کو دور کر دے گا اور

تمام بیماریوں اور تکلیفوں سے نجات پائے گا اور جس نے اس پانی سے اپنی بیوی کو پلایا اور اس کے ساتھ صحبت کی تو اللہ کریم کے حکم سے وہ حاملہ ہو جائے گی۔ وہ پانی آنکھوں کو شفا اور جادو کو دفع کرتا ہے اور بلغم کو چھانٹتا ہے۔ سینہ اور دانتوں کے درد اور تھمہ، پیاس اور پیشاب کی رکاوٹ کو دور کرتا ہے۔ اور کچھنے کی حاجت نہیں ہوتی اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے فوائد ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ: ﴿حاجت پوری کرنے کا عمل﴾

خطیب بغدادی اور ابن عسا کر نے عبید بن محمد عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے کنانی سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے نقباء کا مسکن مغرب میں ہے۔ اور نجباء کا مسکن مصر میں ہے اور ان کی تعداد ستر ہے اور ابدال کی تعداد تین سو ہے اور ان کی جائے قیام ملک شام ہے اور غوث کا قیام مکہ میں ہے اور اوتاد کی تعداد چالیس ہے اور اختیار زمین کے سیر و سیاحت کرنے میں مشغول رہتے ہیں اور وہ زمین کے کناروں میں عمود یعنی ستون ہیں۔ جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو اللہ کریم سے نقباء کے وسیلہ سے پھر نجباء، ابدال، اوتاد، اختیار پھر چار عمود یعنی چاروں ستونوں پھر قطب، غوث فرد جامع کے وسیلہ سے دعا کرو تو حاجت کو پوری ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

فائدہ: ﴿شک وستی دور کرنے کا وظیفہ﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور اپنی شک وستی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ ﴿سبحان اللہ و بحمده سبحان اللہ العظیم﴾ سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کے وقت ایک تسبیح یعنی سو مرتبہ پڑھو اور سو مرتبہ استغفر اللہ پڑھا لیا کرو۔ تو دنیا تیرے پاس ناک رکڑتی ہوئی

آنے گی۔

فائدہ: ﴿مالدار ہونے کا وظیفہ﴾

جس شخص نے جمعہ کی نماز کے بعد پڑھا ﴿اللہم یا غنی یا حمید یا مبدی یا معید یا رحیم یا ودود اغثنی بحلالک عن حرامک واکفنی بفضلک عن سوال قضی اللہ دینہ واغناہ عن خلقہ﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل: اے بے نیاز، اے حمد کے لائق، اے ابتداء سے بنانے والے، اے دوبارہ پیدا کرنے والے، اے رحمت کرنے والے، اے محبت فرمانے والے تو مجھ کو حلال کے ذریعہ سے غنی فرما اور حرام سے بچا اور اپنی مخلوق سے مجھ کو غنی کر دے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر اس نے ہر نماز کے ساتھ اس پر ہمیشگی اختیار کی تو دوسرا جمعہ آنے سے پہلے اللہ کریم اپنے فضل سے اس کو مالدار کر دے گا۔

﴿غم دور کرنے کا عمل﴾

حدیث پاک میں ہے کہ جب کسی شخص کو کوئی دکھ درد یا غم پہنچے تو ان الفاظ کے ساتھ اللہ کریم کی بارگاہ میں عرض کرے۔ ﴿اللہم انی عبدک و ابن عبدک و ابن امتک نا صیتی بیدک و مخلص فی حکمک عدل فی قضائک اسألك بكل اسم هو لك سمیت به نفسک او انزلته فی کتاب من کتابک او علمته احدا من خلقک او استاثرت به فی علم الغیب عندک ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی و نور صدری و جلاء حزنی و ذهاب همی و غمی الا اذهب اللہ همہ و غمہ و ابدلہ مکانہ فرحاً و سروراً و اللہ اعلم﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل، میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری بندگی کا بچہ ہوں میری پیشانی تیرے دست قدرت میں ہے تو اپنے حکم کو میرے حق میں جاری کرنے والا ہے اور تو اپنے حکم میں عادل ہے میں تیرے ہر اس نام کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس

سے تو نے اپنی ذات کا نام رکھایا تو نے اپنی کتب میں سے کسی کتاب میں اس کو نازل فرما یا ہو۔ اور وہ سوال یہ ہے کہ تو قرآن عظیم کو میرے دل کے لئے بہار اور میرے سینے کے لئے نور بنا دے اور میرے غم کو جلاء اور میرے غم جو جانے والا قرار دے۔ اللہ کریم اس کے دکھ درد اور غم کو خوشی اور سرور میں بدل دے گا۔

﴿دس کروڑ نیکیاں﴾

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جمعرات کو دس مرتبہ یوں کہا ﴿یا دائم الفضل علی البریۃ یا باسط الیدین یا لعطیۃ یا صاحب المواهب السنیتہ صل علی محمد خیر الوری سجدۃ واغفر لی﴾ ترجمہ: اے مخلوق پر ہمیشہ فضل کرنے والے، اے عطیات کے ساتھ دونوں ہاتھ پھیلانے والے، اے بلند مرتبہ عطا کرنے والے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام مخلوق سے بہتر رحمت نازل فرما اور اے بلند یوں کے مالک مجھے بخش دے۔

اللہ کریم اس شخص کے لئے دس کروڑ نیکیاں لکھے گا اور اس کی دس کروڑ خطائیں مٹا دے گا اور اس کے لئے دس کروڑ درجے بلند فرمائے گا۔

﴿سورہ اخلاص کی فضیلت﴾

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد ”قل هو اللہ احد“ ایک سو مرتبہ تلاوت کرے اور ایک سو مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور ستر بار یہ دعا پڑھے ﴿اللہم اکفنی حلالک عن حرامک واغنی بفضلك عن سواک﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل، تو میری حلال کے ساتھ کفایت فرما اور حرام سے بچا اور اپنے فضل کیساتھ اپنے غیر سے بے نیاز کر دے۔

اس کو پڑھنے والے شخص پر دو جمعہ بھی گزریں گے حتیٰ کہ اللہ کریم اسے غنی کر دے گا۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ کریم اس کی سوجا جتیں پوری کرے گا، ستر آخرت کی اور تیں دنیا کی حاجتیں۔ اور جو شخص جمعہ کے بعد ”سبحان اللہ العظیم“ بجمہ ”ایک سو بار“ پڑھے گا اللہ کریم اس کے ایک لاکھ گناہوں کو معاف کر دے گا اور ایک لاکھ گناہ اس کے ماں باپ کے معاف کر دے گا۔ واللہ اعلم۔

﴿ایک دعا کے تین فائدے﴾

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر میں اضافہ ہو اور دشمن کے مقابلے میں اس کی مدد ہو اور اس کی روزی میں کشادگی ہو اور بری موت سے بچ جائے اس کو چاہیے کہ وہ صبح شام یہ دعا پڑھے ﴿سبحان اللہ ملاء المیزان ومنتھی العلم وبلغ الرضا وزنة العرش والحمد لله ملاء المیزان الی اخره و لا اله الا الله ملاء المیزان الخ واللہ اکبر ملاء المیزان الخ﴾ ترجمہ: سبحان اللہ کا کلمہ میزان کو بھر دیتا ہے اور یہ علم کا ملتھی ہے رضا کا مبلغ اور عرش کی زینت ہے اسی طرح الحمد لله، لا اله الا الله اور اللہ اکبر بھی میزان کو بھر دیتا ہے الی آخرہ۔

﴿اچانک موت اور ایمان کی حفاظت کا وظیفہ﴾

جو عمل ناگہانی موت کو روکتا ہے اور روزی میں وسعت پیدا کرتا ہے اور جہنم سے آزادی دلاتا ہے اور ایمان کی حفاظت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ۔ چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھے اور قرأت کے بعد سو بار استغفار یعنی استغفر اللہ پڑھے۔ اور ہر رکعت کے رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ میں پچیس بار استغفار پڑھے پھر التحیات پڑھے اور سلام پھیر دے اور جو دعا چاہے کرے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔

﴿سال کے آخر میں دعا﴾

حج کے مہینے میں جو شخص سات مرتبہ یہ دعا پڑھے تو اللہ کریم اس کے وہ گناہ بھی

معاف کر دے گا جو اس سال میں ہوئے ہیں تو شیطان لعین کہے گا: ہائے افسوس، اس شخص نے ایک لمحہ میں جو گناہ کیے تھے ان سے تائب ہو گیا۔ وہ دعا یہ ہے

﴿اللهم ما عملت من عمل فی هذه السنة مما نهيتني عنه ولم ترضه ونسيتہ ولم تنسه وحملت عني بعد قدرتك علی عقوبتي و دعوتني الی التوبة بعد جواتي عليك فاغفر لی یا غفور﴾

ترجمہ: اے اللہ عزوجل، جس کام سے تو نے مجھ کو منع کیا تھا اور تو اس کام سے راضی نہ تھا میں نے اس سال میں اس کام کو کیا اور بھول کیا لیکن تو اب سے بھولا اور تو مجھے عذاب دینے پر قدرت رکھنے کے باوجود تو نے اسے مجھ سے اٹھا لیا اور میرے گناہ پر جرات کرنے کے باوجود تو نے مجھ کو توبہ کی توفیق دی۔ پس تو مجھ کو بخش دے، اے بخشنے والے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ حج کے مہینے کے آخری دن زوال سے پہلے چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سات بار سورۃ [اخلاص] اور دس بار سورۃ [کوثر] پڑھے۔ پھر سلام پھیر دے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

﴿لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيى ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شيء قدير﴾

اللہ کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں۔ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہی زندہ ہے اس کو موت نہیں اسی کے ہاتھ سب خیر ہے اور وہ ہر چاہے پر قادر ہے۔

پھر تین سو ساٹھ بار یوں کہے۔ ﴿استغفر الله الذي لا اله الا هو الحي

القیوم اتوب الیہ من جمیع ذنوبی و سئئات اعمالی ﴿
 میں اللہ کریم سے بخشش چاہتا ہوں اس کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں۔ وہ زندہ
 ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ تمام اپنے گناہوں اور
 برے اعمال سے۔

اس کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پڑا بارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر سو
 بار ﴿اللہم اغفر لی﴾ کہے۔ پھر سجدہ کرے اور [یارب] سات بار کہے تو آسمان
 سے ایک فرشتہ آواز دے گا اور کہے گا کہ خوش ہو جا۔ بے شک اللہ کریم نے تیرے وہ گناہ
 معاف کر دیئے ہیں جو تو اس سال کیے تھے۔

لیکن سال کی پہلی دعا محرم کے پہلے دن یہ ہے۔

﴿اللہم انت الا بندی القدیم الحی القوی الکریم الحنان
 المنان و هذه سنة جديدة السالك فيها العصمة من الشيطان
 الرجیم و اولیاءه و العون علی هذا النفس الا مارة بالسوء
 و الشغل بما یقربنی الیک یا ذا الجلال و الاکرام﴾

ترجمہ: اے اللہ عزوجل: تو ہمیشہ رہنے والا قدیم، طاقتور کریم، احسان
 کرنے والا ہے یہ نیا سال ہے میں تجھ سے شیطان مزدور اور اس کے
 دوستوں سے محفوظ رہنے کی درخواست کرتا ہوں۔ اس نفس کے مقابلہ میں
 جو برائی کا حکم کرنے والا ہے، مدد کی درخواست کرتا ہوں اور اے بزرگی اور
 اکرام کے مالک جو کام مجھ کو تیرا قرب عطا کرے اس میں مشغول رہنے کی

التجا کرتا ہوں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس نے محرم شریف کے شروع میں دو رکعت نماز اس
 طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں سورۃ [فاتحہ] کے بعد سورۃ [اخلاص] تین بار پڑھی اور پھر یہ
 آیت تلاوت کی ﴿قال لہم الناس، الایۃ﴾ ایک ہزار بار تلاوت کی پھر ہزار بار یوں

کہے ﴿یا کافی موسیٰ فرعون ویا کافی محمد الاحزاب﴾ اور پھر سو بار یہ پڑھا ﴿واکفنی ما اہمنی﴾ تو اللہ کریم سارا سال ہر قسم کے غموں سے اس کو نجات دے گا اور جو شخص یہ دعا محتاجی اور مشکل کے وقت میں پڑھے گا اللہ کریم کے حکم سے وہ حاجت پوری ہو جائے گی اور مشکل حل ہو جائے گی۔

فائدہ: ﴿ظالم بادشاہ اور بے وقوف شخص سے حاجت کے وقت یہ عمل پڑھیں﴾

جب تجھے کسی کنجوس، بے وقوف شخص یا ظالم بادشاہ یا ایسے بد زبان آدمی سے کوئی حاجت ہو جس کی بد زبانی سے تجھے خوف ہو تو یہ دعا پڑھا لیا کر۔ ﴿اللہم انت العزیز الکبیر وانا عبدک الذلیل الضعیف الذی لا حول ولا قوۃ الا بک اللہم سخر لی فلا نا کما سخرت فرعون لموسیٰ ولین لی قلبہ فی یدک جل ثناء وجہک یا ارحم الراحمین﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل، تو غلبہ والا ہے اور میں تیرا کمزور اور حقیر بند ہوں گناہوں سے باز رہنا اور اطاعت کی طاقت تیری ہی مدد سے ہے۔ اے اللہ عزوجل، میرے لئے فلاں شخص کو اس طرح مسخر کر دے جس طرح تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرعون کو زیر کیا تھا۔ اور میرے لئے اس کا دل اس طرح نرم کر دے جس طرح تو حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو موم کیا تھا، اس لئے کہ وہ صرف تیرے ہی حکم بولتا ہے اور اس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے اور اس کا دل تیرے دست قدرت میں ہے۔ تیری ذات کے لئے حمد و ثناء اور بزرگی ہے۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

فائدہ: ﴿داڑھ کی درد کا دم﴾

جو شخص داڑھ کی درد میں مبتلا ہو تو اس کو چاہیے کہ مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھے اور اس کی دونوں رکعتوں میں [قل اعوذ برب الناس] اور [قل اعوذ برب الفلق] پڑھے۔

یا پھر پہلی رکعت میں یہ آیات تلاوت کرے ﴿اولم یر الانسان انا خلقناه من نطفة﴾ سے لے کر والیہ ترجعون تک ﴿اور دوسری رکعت میں سورت [زلزال] تلاوت کرے۔

اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ چار رکعت نماز پڑھے اور اس کی مثل یہ ہے کہ اس داڑھ پر [من یحییٰ العظام] سے لے کر سورت کے آخر تک پڑھے۔ ﴿لن ینال الله لحوما﴾ سے المحسنین تک۔ یا پھر ﴿لا حول ولا قوۃ الا بالله العلیٰ العظیم﴾ یا پھر روٹی کے لقمہ پر یہ آیت پڑھے ﴿افامنوا ان تاتیہم غاشیہ من عذاب الله﴾ اور اس کو داڑھ کے اوپر رکھ دے یہاں تک کہ وہ لقمہ تر ہو جائے پھر وہ لقمہ نکال کر کتے کو ڈال دیں۔

فائدہ: ﴿جائز دعا قبول ہونے کا عمل﴾

مقاتل بن سلیمان کہتے ہیں جس نے صبح کی نماز کو اپنے وقت پر ادا کیا پھر اس دعا کے ساتھ دوسو بار یہ دعا کی۔ اگر کلام کرنے سے پہلے اس کی دعا قبول نہ ہوئی تو وہ مقاتل پر لعنت کرے اور وہ دعا یہ ہے۔

﴿اللہم یا حی یا قیوم یا فرد یا وتر یا سید یا من الیہ المستند یا من لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احدا﴾ ترجمہ: اے اللہ عزوجل، اے زندہ، اور ہمیشہ قائم رہنے والے، اے یکتا ذات، اے بے نیاز، اے سرور، اے وہ ذات کہ جس پر بھروسہ کیا جاتا ہے، اے وہ ذات جو نہ کسی سے پیدا ہوئی اور نہ ہی اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔

﴿حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کا عمل﴾

مقاتل بن سلیمان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دوسرے نسخہ میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کا معمول یہ دیکھا ہے کہ جو شخص ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ ﴿بسم

اللہ الرحمان الرحیم لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا قدیم یا دائم
یا فرد یا وتر یا احد یا صمد یا حی یا قیوم ﴿ پھر سجدہ کرے اور اپنی حاجت
طلب کرے تو اس کی حاجت پوری کی جائے گی۔ بعض نسخوں میں مذکورہ دعا کے بعد ان
الفاظ کا اضافہ ہے ﴿یا ذوالجلال والا کرام صل علی محمد والہ﴾

ایک اور نسخہ میں دیکھا ہے کہ جو شخص سو مرتبہ یہ دعا پڑھے ﴿بسم اللہ الرحمان
الرحیم ما شاء اللہ کان لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا قدیم یا
وافی یا خفی یا قائم یا دائم یا فرد یا وتر یا احد یا صمد یا حی یا قیوم
برحمتک استغیث﴾ ایک نسخہ میں ہے کہ اس دعا کو تین دن پڑھے۔

﴿حصول علم کے وقت کی دعا﴾

سبق پڑھتے وقت یوں کہا جائے۔

﴿اللم الهمنی علما افقه به وامرک ونواہیک وارزقنی فہما
اعلم به کیف انا جیک یا ارحم الراحمین، اللہم ارزقنی فہم
النیین وحفظ المرسلین والہام الملائکۃ المقربین برحمتک
یا ارحم الراحمین، اللہم اکرمنی بنور الفہم اخرجنی من
ظلمات الوہم وافتح لی ابواب رحمتک وانشر علی خلعتک یا
ارحم الراحمین ومن کلام الخضر او غیرہ یتفع بها قائلہا
او حاملہا﴾

ترجمہ: اے اللہ عز و جل: ایسا علم الہام فرما کہ اس سے تیرے احکام اور نواہی
کو میں سمجھ سکوں۔ اور مجھے ایسا فہم عطا فرما کہ میں تجھ سے مناجات
کر سکوں۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔ اے مولیٰ کریم مجھے
انبیاء کرام کا فہم اور رسولوں کی یاد اور مقربین فرشتوں کا الہام اپنی رحمت سے
عطا فرما۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔ اے میرے اللہ عز و جل: تو

فہم کے نور سے میرے سینہ کو روشن کر دے اور وہم کی تاریکیوں سے مجھے نکال دے۔ اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔ کلام خضر یا ان کے غیر سے جس سے اس کا کہنے والا یا اس کا اٹھانے والا نفع حاصل کرے۔

سالتك بالحواميم العظيمة وبالسبع المطولة القديمة
وبالامين والفرز المبدأية قبل الحروف المستقيمة
وبالقطب الكبير وصاحبة وبالارض المقدسة الكريمة
وبالقصر الذي عتقت عليه وفيه طيور اصحاب العريضة
وبالمبسوط في رقي السمائي وبالميسور في اهل الوليمة
وبالكهف الذي يتدخل فيه ابو فتيانها واهي رقيمة
تفني في لؤادي عين عتب يزوي في مسارحها ضميمه
ترجمہ: ان بڑی سورتوں کے وسیلہ سے جن کے شروع میں خم آتا ہے اور
قدیم طویل سورتوں کے واسطہ سے اور آئین اور اس ایک حرف کے وسیلہ
سے جن کے ساتھ ابتداء کی جاتی ہے۔ اور ایک بڑے قطب اور ان کے دو
صاحبوں کے بزرگ اور مقدس زمین کے ذریعہ سے یعنی بیت المقدس کے
وسیلہ سے جن کے اوپر اور اندر اصحاب عزیمت کے پرندے یعنی انبیاء کرام
کے ارواح مقدسہ محکف ہیں۔ اور لوح محفوظ کے باریک معانی کے بیان
میں پوشیدہ کیا گیا ہے۔ اور اس آسمانی کے وسیلہ سے جو اصحاب دعوت ولیمہ
کے حق میں ہوئی ہے اور اس غار اور شکاف کے واسطہ سے جس میں جو انان
اصحاب کہف داخل ہیں۔ اور آیت رقیم کے وسیلہ سے شجر سے سوال کرتا
ہوئے کہ میرے دل میں محبت کا چشمہ جاری کر دے کہ اس چشمہ کی سیرگاہوں
میں جو آپس میں ملے ہوئے ہیں دل سیراب ہو جائے۔

فائدہ:

اذا اردت طول شئی عال كسالنخل والبنیان والجال
فانظر الى ظلك بالاقدام فانه اصل على الدوام
فان تجد ظلك طول القامة ستة اقدام فخذ قوامه
فكل شئی قد اردت ظله في وقتك الحاضر كما مثله
وان حسبت طبله بالاذرع فذلك طول ذلك المرتفع
فالقدم الواحد سد من القامة وظله لسدسه علامه
وهكذا تفعل في نصف قدم او قدمين فاعتبره كالعلم
وان تجد ظلك قامتين فالظل مثلاه بغير من
ثم القياس بالقريب السهل قرب الزوال لانتفاص الظل
ترجمہ: جب کسی اونچی چیز کو دیکھنے کا پروگرام ہو جیسے باغ، عمارتیں اور پہاڑ
تو اپنے سایہ کی قدموں کی طرف دیکھو (قدم سے قد کا چھٹا حصہ مراد
ہے) تو بے شک یہ اصل اپنی ہیشگی پر ہے۔ اگر تو اپنے قد کی لمبائی کا سایہ
چھ قدم پاؤ تو اس کی اصل کو لو۔ اور اگر ہر چیز کے سایہ کو دیکھنے کا پروگرام ہو
تو اپنے وقت حاضر میں تو یہ اس کی مثل ہوگا۔ اگر اس کے سایہ کو گزروں سے
ناپنا ہو تو یہ اس چیز کی لمبائی ہوگی۔ اگر تر ازو سے اس کا سایہ قد سے زیادہ
پاؤ تو ایک قدم قد کا چھٹا حصہ ہے اور اس کا سایہ اس کے چھٹے حصہ کی نشانی
ہے۔ اسی طرح نصف قدم یا دو قدم میں کرو تو اس کو نشان کے مثل اعتبار
کرو اور اگر اپنے سایہ کو دو قدم پاؤ تو بغیر شک کے سایہ اس کی دو مثل
ہوگا۔ پھر قیاس قریب سہل کے ساتھ سایہ کم ہونے کی وجہ سے قریب
زوال کے ہے۔

مسئلہ: اگر سایہ دو قدم ہے تو ہر چیز کا سایہ اس کا چھٹا حصہ ہے اگر سایہ دن گز رہے تو

اس کی لمبائی ساٹھ گز ہے یا اس کا سایہ بیس گز ہے تو اس کی لمبائی ایک سو بیس گز ہوگی اور اس طرح باقی حساب کرلو۔

﴿کٹھملوں کو بھگانے کا وظیفہ﴾

کٹھملوں کو بھگانا ہو تو یوں کہو:

﴿ایہا البراغیث المسود انکم فرقة من الجنود من عهد عاد و ثمود اقسمت علیکم بالواحد المعبود ان تكونوا عن جلدی يعود وان لا تقربوا منی الجلود ارسلت علیکم صاعقة مثل صاعقة عاد و ثمود ولکم علی من العہود انا لا اقتل منکم والد اول مولود انفروا فورا عجل باریک الله فیکم﴾

ترجمہ: اے کالے کٹھملو! بے شک تم ایک گروہ عاد و ثمود کے زمانہ کے لشکروں میں سے ہو۔ میں تم کو اللہ معبود برحق کی قسم دیتا ہوں کہ تم میری کھال سے دور ہو جاؤ اور میرے قریب مت آنا۔ ورنہ میں تم پر عاد و ثمود کی بجلی کی طرح بجلی بھیجو گا۔ میری طرف سے تمہیں وعدہ ہے کہ میں تمہاراے والد اور نو مولود بچوں کو نہیں ماروں گا۔ جلد نکل جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔

فائدہ: ﴿سزا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج و عمرہ کی تعداد﴾

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے ایک حج کیا تھا اسی طرح ہجرت کے بعد بھی ایک حج کیا تھا جس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ایک عمرہ (۶) چھ ہجری میں جس میں آپ کو عمرہ سے روک دیا گیا۔ ایک عمرہ (۷) سات ہجری میں جو (۶) چھ ہجری والے عمرے کی قضا تھی۔ ایک عمرہ فتح مکہ کے سال کیا اور ایک عمرہ اپنے طائف سے واپسی کے

بعد کیا تھا۔

﴿خلفاء راشدین کے حج و عمرہ کی تعداد﴾

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج و عمرہ کیا اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے خلافت میں حج کے امیر ہو کر حج کیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے آخر میں ان کے ساتھ ازواج مطہرات نے حج کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورے خلافت میں تین عمرے کیے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی حج و عمرہ کیا لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حج اور عمروں کی تعداد کسی کو معلوم نہیں ہو سکی۔

﴿حاجی آگ سے بری﴾

بعض اخبار میں مذکور ہے کہ مغرب کے بعض مشائخ سے یہ پوچھا گیا کہ ایک شخص بنو کنانہ نے قتل کیا اور اسپر آگ جلائی گئی لیکن آگ نے اس پر کوئی اثر نہ کیا۔ تو اس بزرگ نے فرمایا کہ شاید اس نے تین حج کیے ہوں۔ لوگوں اس بات کی تائید کی چنانچہ اس بزرگ نے فرمایا کہ حدیث پاک میں ہے ﴿ان من حج حجة فقد ادى فرضه ومن حج حجتين فقد ادى ربه ومن حج ثلاث حجرات حرم الله شعره وبشره على النار﴾ جس نے ایک حج ادا کیا اس نے اپنا فرض ادا کیا اور جس نے دو حج کیے۔ تو اس نے اپنے رب عزوجل کو قرض دیا۔ اور جس نے تین حج ادا کیے تو اللہ کریم نے اس کے بال اور اس کی کھال کو آگ پر حرام کر دیا۔

۲۰۴ حکایت: ﴿امام اعظم رضی اللہ عنہ کا جواب لا جواب﴾

ایک دفعہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حمام داخل ہوئے تو ایک شخص کو ستر کھولے ہوئے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تاکہ اس کے ستر کے لئے پردہ ہو جائے۔ اور ان کی آنکھ سے وہ اونچھل رہے۔ اس بے شرم

مرو نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کب سے آپ کی آنکھیں لے لی ہیں؟ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے تجھ سے شرم و حیا کو لے لیا ہے۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ حمام سے باہر چلی گئے۔

﴿امام علی رضی اللہ عنہ کا فرمان اور اولاد آدم کی عمر﴾

حضرت امام علی رضی اللہ عنہ سے اولاد آدم کی عمر اور سال کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: بارہ سال کی عمر تک انسان کو صبی یعنی بچہ کہا جاتا ہے۔ چوبیس سال کی عمر تک غلام، پھر چھتیس سال تک نوجوان اور اڑتالیس سال کی عمر تک جوان پھر ساٹھ سال تک کھل (ادھیڑ) اور اسی (۸۰) سال کی عمر میں شیخ یعنی بزرگ اس کے بعد ہرم و خرف کہا جاتا ہے یعنی زیادہ عمر ہونے سے عقل کا تباہ ہونا۔

﴿قائدہ: زمین و آسمان کے طبقات اور اس کے رہائشی﴾

سجدی نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ بے شک زمین کے پہلے طبقہ میں رہنے والے انسان ہیں۔ دوسرے طبقہ میں بے کار ہوا تیسرے طبقہ میں وہ پتھر ہیں جن سے جہنم کا پتھر کیا جاتا ہے۔ چوتھی تہہ میں دوزخ کی گندھک ہے اور پانچویں طبقہ میں جہنم کے بنائے ہیں اور چھٹے طبقہ میں دوزخ کے بچھو ہیں اور وہ خجروں کی طرح ہیں۔ ان کی دم نیزوں کی طرح ہیں۔ زمین کی ساتویں تہہ میں شیطان اور اس کا لشکر ہے۔ اور جو یہ کہا گیا ہے کہ زمین کی ہر تہہ میں انسان ہیں یہ بات کہیں سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی اس سے انصاف ہے اگرچہ بعض صوفیاء سے یہ مذکور ہے۔

چار لوگ ایسے ہیں جو مزاری روئے زمین کے بادشاہ ہیں۔ دو مؤمن ہیں۔ ان میں سے ایک ذوالقرنین بادشاہ اور دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں اور دو کافر بادشاہ گزند ہیں۔ ان میں سے ایک ہرود اور دوسرا ہنداد بن عاذیہا۔

اور جو یہ کہا گیا ہے کہ تمام روئے زمین کے آٹھ بادشاہ ہوئے ہیں۔ تین جنات میں سے اور پانچ انسانوں میں، انسانوں میں سے بخت نصر کو زیادہ لیا گیا ہے۔ جنات میں سے تین، شہورث، کمورث اور راسخ ہیں لیکن اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

آسمان پر رہنے والوں کی صورتیں پہلے آسمان پر رہنے والے بیلوں کی طرح ہیں۔ انکو حفظہ کہا جاتا ہے اور اس لشکر کے مالک حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ دوسرے آسمان کے ساتھی درو یا نیل ہیں اور ان کی شکلیں گھوڑوں کی طرح ہیں اور ان کی تسبیح گرج دار ہوا کی طرح ہے اور ان کے منہ سے چمکتا ہوا نور نکلتا ہے۔ تیسرے آسمان کے ساتھی ججیا نیل ہیں۔ اور ان کا لشکر مختلف رنگوں کے پرندوں کی طرح ہے ان میں سے ہر ایک کے ستر ہزار بازو ہیں۔ چوتھے آسمان کے مالک صلصا نیل ہیں اور انکو لشکر عقاب کی طرح کا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ہزار بازو ہیں۔ پانچویں آسمان کے مالک سخیا نیل ہیں اور انکا لشکر لڑکوں کی طرح ہے اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ستر ہزار بازو ہیں۔ چھٹے آسمان کے مالک صور یا نیل ہیں اور ان کے لشکر کی شکلیں سیاہ آنکھوں والی حوروں کی طرح ہیں۔ ان کے تسبیحات سے خالص مشک کی خوشبو نکلتی ہے۔ ساتویں آسمان کے مالک بنیا نیل ہیں اور ان کے لشکر کی شکلیں اولادِ آدم کی طرح ہیں اور وہ اولادِ آدم کے لئے توبہ استغفار کرتے ہیں۔ اور جوان میں سے فوت ہو جائے ان پر وہ روتے ہیں۔ واللہ اعلم

۲۰۵: حکایت ﴿جھوٹا نبوت کا دعویٰ کرنے والا﴾

بیان کیا گیا ہے کہ مامون کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ہارون رشید کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس کذاب کو بلایا گیا۔ اور اس سے پوچھا ﴿مساءلاً﴾ کہ تیری نبوت کی نشانی کیا ہے؟ اس جھوٹے نبوت کا دعویٰ کرنے والے نے

خلیفہ سے کہا ﴿علمی بما فی نفسک﴾ کہ میری نبوت کی نشانی یہ ہے کہ جو کچھ تیرے دل میں ہے اس کا مجھے علم ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ میرے ﴿وما فی نفسی﴾ دل میں کیا ہے؟ اس نے کہا ﴿تقول انی کاذب﴾ کہ تم کہتے ہو کہ میں جھوٹا ہوں۔ اس کے بعد خلیفہ نے ایک عرصہ تک اس کو قید رکھ کر دوبارہ اس کو حاضر کر کے پوچھا ﴿هل اوحی الیک بشی﴾ کیا تیرے پاس کو وحی آئی ہے؟ اس نے جواب دیا ﴿لا﴾ نہیں۔ خلیفہ نے کہا ﴿ولم﴾ یہ کیوں؟ اس نے جواب دیا ﴿لان الملائکة لا تدخل الحبس﴾ کہ فرشتہ قید خانہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ خلیفہ اس کی بات پر ہنسا پڑا اور اس کو رہا کر دیا۔

ایک اور شخص نے بھی خلیفہ نامون کے زمانہ میں جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا جب اس کو خلیفہ کے سامنے حاضر کیا گیا اور تمامہ کو حکم دیا کہ اس سے انٹرویو کرے۔ ﴿ما علامۃ نبوتہ﴾ کہ اس کی نبوت کی نشانی کیا ہے؟ تمامہ نے اس سے نبوت کی نشانی پوچھی تو اس نے کہا ﴿علامۃ نبوتی ان اطلق امراتک وانکحها بحضرتک فتلد ولدا یشہد فی وقت ولادته انه انا نبی﴾ کہ میری نبوت کی علامت یہ ہے کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے اور میں تیرے سامنے اس کے ساتھ نکاح کروں اور اس سے ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جو اپنی پیدائش کے وقت میری نبوت کی گواہی دے گا۔ تمامہ نے یہ سنا کہ ﴿اما انا فاشہد انک نبی﴾ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نبی ہے۔ نامون نے کہا کہ اے تمامہ ﴿ما اسرعک بما امنت بہ﴾ تو کس قدر جلدی سے اس پر ایمان لے آیا۔ تمامہ نے کہا کہ کیا آپ پر یہ بات آسان ہے کہ وہ میری بیوی کے ساتھ اس طرح کرے اور میں اس کی طرف دیکھوں۔ یہ سن کر نامون مسکرایا اور اس پاگل کو اپنے دربار سے نکال دیا۔

۲۰۶: حکایت ﴿شمعدان اور بادشاہ کی خدمت گاری﴾

سلطان کمال کے پاس ایک شمعدان تھا اور اسمیں ایک دروازہ تھا جب ایک گھنٹہ گزر جاتا تو ایک دروازہ سے ایک آدمی نکل آتا جو بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہتا یہاں تک کہ وہ گھنٹہ گزر جاتا پھر دوسرے دروازے سے ایک شخص آتا اور ایک گھنٹہ تک وہ بادشاہ کی خدمت کرتا اسی طرح بارہ ماہ تک تمام دروازوں کی یہی صورت حال رہتی۔ جب رات ختم ہو جاتی تو ایک شخص شمع دان کے اوپر سے ہو کر عرض کرتا کہ اے بادشاہ سلامت: صبح ہو گئی ہے۔ چنانچہ وہ فجر کے طلوع ہونے پر مطلع ہو جاتا اور نماز کے لئے تیار ہو جاتا۔

۲۰۷: حکایت ﴿یونے والا پیالہ﴾

بادشاہ کے لئے ایک ایسا پیالہ بنایا گیا۔ جب وہ پانی پی کر فارغ ہوتا تھا تو اس پیالہ سے آواز آتی وہ کہتا تھا کہ تیرے لئے صحت و عافیت ہو۔

۲۰۸: حکایت ﴿یجی بن خالد کا جواب فیصلہ﴾

ایک شخص نے یجی بن خالد برکی کے پاس سامنے ایک قصہ پیش کیا۔ وہ کہنے لگا کہ ایک تاجر مسافر فوت ہو گیا ہے اور اس نے ایک خوبصورت لڑکی اور ایک دودھ پیتا بیٹا اور بہت زیادہ مال چھوڑا ہے۔ وزیر ان سب چیزوں کا زیادہ حقدار ہے۔ تو یجی برکی نے اس کی درخواست پر لکھا کہ فوت ہونے والے اللہ کریم رحم فرمائے اور لڑکی کو حفاظت میں رکھے، لڑکے کی پرورش فرمائے اور مال کو محفوظ رکھے اور جو شخص اس مال کی کوشش کرنے والے اور ہمارے پاس اس کی چغلی کھائے، والا ہے اس پر اللہ تعالیٰ لعنت ہو۔

۲۹۹: حکایت ﴿آگ سے محفوظ رہنا﴾

حضرت ابراہیم آجری علیہ الرحمہ اینٹوں کے بھٹے میں آگ جلاتے تھے۔ آپ نے ایک یہودی کا قرض دینا تھا تو وہ قرض لینے کے لئے آیا۔ تو حضرت ابراہیم نے اس سے کہا کہ ﴿اسلم لا تدخل النار﴾ تو اسلام قبول کر لے تاکہ تو آگ میں داخل نہ ہو سکے۔ یہودی نے کہا کہ ہم سب آگ میں ضرور داخل ہوں گے کیونکہ تمہاری کتاب میں لکھا ہے ﴿وان منکم الا واردھا﴾ اور تم میں سے ہر ایک کا جہنم سے گزر ہو گا۔ یہودی نے کہا کہ ﴿فان احببت ان اسلم فارنی شیئا اعرف به شرف الاسلام﴾ اگر تم پسند کرتے ہو کہ میں اسلام قبول کروں۔ تو مجھے کوئی چیز دکھلاؤ تاکہ میں اسلام کی عظمت کو پہچان سکوں۔ ابراہیم نے کہا کہ اپنی چادر دو تو اس نے چادر دی تو آپ نے اس کی چادر کو اپنی میں لپیٹ کر دونوں کو بھٹے میں ڈال دیا۔ بھٹے میں آگ کے شعلے بھڑکتے رہے پھر تھوڑی دیر بعد حضرت ابراہیم بھٹے میں داخل ہوئے اور دونوں نے چادریں نکال لائے تو یہودی کی چادر جل چکی تھی اور حضرت ابراہیم کی چادر نہیں جلی تھی۔ حضرت ابراہیم نے کہا ﴿ہکذا یكون دخولنا فی النار انت یحرق وانا سالم فاسلم الیہودی وحسن الاسلام﴾ اسی طرح ہم سب آگ میں داخل ہوں گے اور تو جل جائے گا اور میں سلامت رہوں گا پس یہودی نے اسلام قبول کر لیا اور اچھا مسلمان بن گیا۔

﴿حضرت سلیمان علیہ السلام اور یوزہیا﴾

یہ شہنشاہ حضرت سلیمان علیہ السلام خشک کدو سے کاٹے (پیاٹے) پھاتے اور ان کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے اپنے بال بچوں کا خرچہ چلاتے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام سے کہا کہ اللہ کریم آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ فلاں مکان میں جائیں وہاں ایک نیک خاتون اور اس کی بچیوں رہتی ہیں ان کی خوراک، کپڑا اور

دیگر ضروریات کو پورا کریں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ﴿یا جبرئیل ان الله يعلم انی فقیر لا املك مع الدنيا شیئا فاحی الله الیه ان اطلب من الدنيا ما شئت﴾ کہ اے جبرئیل علیہ السلام بیشک اللہ کریم کو علم ہے کہ میں محتاج ہوں اور دنیا کی کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ چنانچہ اللہ کریم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ دنیا کی جو چیز مانگنا چاہتے ہو مانگ لو۔ جب آپ کو دنیا مانگنے کی اجازت ملی تو آپ نے ایک ایسی بادشاہی مانگی کہ آپ کے بعد کسی کو اس لائق بادشاہی نہیں ملی۔ جب دنیا کی آپ پر وسعت ہوئی تو آپ اس بوڑھیا کو کچھ عرصہ کے لئے بھول گئے جب یاد آیا تو پیدل چل کر اس کے پاس گئے جب اس کے دروازہ پر دستک دی۔ تو ایک لڑکی باہر نکلی تو اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی۔ آپ نے اندر داخل ہوئے ﴿فرای امرأة عمیة جالسة فی بیت مظلم﴾ تو ایک نابینہ بوڑھیا کو دیکھا جو اندھیرے گھر میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس عورت نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا ﴿یا سلیمان یو صیک ربک علی وتنسانی مدة طويلة بالدنیا فاعتذر الیها واجری لها ما یکفیها انتھی﴾ اے سلیمان علیہ السلام تمہارے رب نے تجھے میرے بارے میں وصیت کی تھی۔ لیکن تم دنیا کی وجہ سے ایک مدت تک مجھے بھول گئے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے معذرت کی اور اس کے لئے اتنی رقم وقف کی جو اس کے لئے کافی ہو۔

﴿پرہیز گار کو جیل میں کھانا مل گیا﴾

ایک پرہیز گار شخص نے کھانے کی خوشبو سونگھی تو دل میں اس کو کھانے کی چاہت پیدا ہوئی۔ چنانچہ وہ اس کھانے والے شخص کے پیچھے بازار کی طرف چل پڑا۔ اس نے ایک پکار سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے فلاں کی چیب سے مرغابی فروش نے کچھ درہم چرا لئے ہیں۔ چنانچہ لوگوں نے اس پرہیز گار کی طرف دیکھا اور اس کو پکڑ لیا۔ تو حاکم نے اسے قید

خانہ میں بند کر دیا۔ اور وہ مذکورہ کھانے قید میں بند لوگوں میں سے کسی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جب وہ کھانے اس شخص کے سامنے رکھا گیا تو اس نے پرہیزگار شخص سے کہا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ چنانچہ اس زائد نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور خوش ہو گیا اور کہنے لگا ﴿اللہی کنت قادرا علی ان تطعمنی هذا الطعام من غیر تہمة السرقة فسمع ہا تفایقول من طلب الجیف فلیصبر علی عض الکلاب واذا شخص یقول قد وجدنا اللص الذی اخذ الدراہم فاطلقوا الرجل الغریب فاطلقوه﴾ اے میرے معبود برحق: تو مجھے بغیر چوری کی تہمت کے بھی کھانا کھلانے پر قادر تھا۔ تو ہاتھ غیبی سے آواز آئی کوئی کہہ رہا تھا کی جس نے مردار کو طلب کیا تو اس کو کتے کے کانٹے ہوئے گوشت پر صبر کرنا چاہیے۔ اس نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ ہم نے اس چور کو پکڑ لیا ہے جس نے درہم لئے تھے۔ اس لئے مسافر شخص کو رہا کر دو۔ چنانچہ لوگوں نے اس پرہیزگار کو چھوڑ دیا۔

﴿ہر شخص کی حفاظت فرشتے کرتے ہیں﴾

علامہ قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص کے ساتھ بیس فرشتے ہوتے ہیں۔ جو ان کی اللہ کریم کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ زمین کی کوئی ٹھیتی اور درختوں پر پھل اور زمین کی تاریکی میں کوئی دانہ ایسا نہیں ہے کہ جس پر (بسم اللہ الرحمن الرحیم) نہ لکھا ہو کہ یہ فلاں بن فلاں کی روزی ہے۔

۲۱۰: حکایت ﴿امیر کا خزانہ فقیر کو ملنا﴾

آسمان سے دو فرشتے اترے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں پھر واپس آسمان پر جا کر آئین میں ملے۔ ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے ملے اور پوچھا کہ تم کہاں تھے؟ اس نے کہا میں مشرق میں تھا۔ مجھے میرے رب عزوجل نے ایک شخص کے خزانہ کی طرف بھیجا تھا تاکہ میں اس خزانہ کو زمین میں دھنسا دوں۔ دوسرے فرشتے

نے کہا کہ مجھے میرے رب عزوجل نے خزانہ لینے کے لئے بھیجا تھا اور اس کو معرب میں ایک شخص کے گھر میں رکھ دوں۔ اس کے پاس نہ کوئی درہم ہے اور نہ ہی کوئی دینار ہے۔ اس بات کو رضوان جنت نے سنا تو ان سے کہا کہ میرا قصہ تم دونوں سے زیادہ عجیب ہے۔ ﴿امرنی ربی ان اذهب الی دار الفقیر واعط الکثر کم هو ذرہما و دینار افعلت ثم امرنی ربی ان ابنی قصور افی الجنة بعدد کل ذرہم و دینار للفقیر و صاحب الكنز﴾ میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا کہ میں اس فقیر کے گھر جاؤں اور اس خزانہ کو شمار کروں کہ وہ کتنے درہم و دینار ہیں۔ پس میں ایسا ہی کیا۔ پھر میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا کہ فقیر اور صاحب خزانہ کے لئے ہر درہم اور دینار کے برابر جنت میں محل بناؤں۔

تو دو فرشتوں نے عرض کیا ﴿ربنا اطلعنا علی هذه الکرامۃ الی اکرمت بها صاحب الكنز و الفقیر﴾ اے ہمارے رب عزوجل: جس کرامت کی وجہ سے تو نے صاحب خزانہ اور فقیر کو بزرگی دی ہے اس پر ہم کو مطلع فرما۔ تو اللہ کریم نے فرمایا کہ خزانہ کے مالک جب اس خزانہ کو زمین میں دفن کیا تھا تو اس نے کہا ﴿الحمد لله الذی جعلنی راضیا بقدرہ﴾ تمام خوبیاں اس ذات پاک کے لئے جس نے مجھے اپنی قدر پر راضی کیا۔ اور فقیر نے اس خزانہ پر تکبر نہیں کیا بلکہ شکر ادا کرتے ہوئے اس نے کہا ﴿الحمد لله الذی فی جزائہ مالا یحصر جنتی الی غیرہ﴾ تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے جس کے خزانوں میں ایسی چیزیں ہیں جو مجھے اس کے غیر کی محتاج نہیں ہونے دیتی۔

فائدہ: ﴿محمد البلاء کا مطلب﴾

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد البلاء سے پناہ مانگی ہے۔ محمد البلاء کے معنی میں اختلاف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا محمد البلاء کا مطلب ہے مال کی کمی اور اولاد کی کثرت ہے۔ ان کے علاوہ لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد برا پرستی، سستہ چال

قاصد اور جھگڑا و عورت، ترک لکڑی، اندھیرا چراغ اور وہ گھر جو بارش سے گر جائے، حاضر و ستر خواں پر عائب شخص کا انتظار کرنا اور بی کا بولنا مراد ہے۔

۲۱۱: حکایت ﴿دیانتداری کا صلہ﴾

ایک غریب آدمی تھا اور اس کی بیوی نیک خاتون تھی۔ بیوی نے ایک اس سے کہا کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ وہ غریب آدمی کعبہ شریف کی طرف نکلا تو اس نے ایسا تھیلا دیکھا جس میں ایک ہزار اشرفیاں تھیں۔ وہ خوش ہوا اور اسے اپنی بیوی کے پاس لایا۔ بیوی نے اس سے کہا کہ حرام کی ملی ہوئی چیز کا اعلان کرنا لازمی ہے۔ چنانچہ وہ حرم کی طرف گیا تو اس نے ایک شخص کو اعلان کرتے ہوئے سنا وہ یہ کہہ رہا ہے کہ کسی کو ایک ہزار اشرفیوں کا تھیلا ملے ہے۔ اس شخص نے کہا کہ وہ تھیلا مجھے ملا ہے تو اعلان کرنے والے نے کہا کہ وہ تیرے ہو گیا اور اس کے ساتھ نو ہزار اور بھی ہیں۔ اس غریب آدمی نے کہا کہ ﴿اتھزی یا ہذا﴾ اے شخص کیا تو مذاق کر رہا ہے؟ اس نے کہا ﴿لا والله ولكن اعطانی رجل من اهل العراق عشرة الف دينار وقال لی اجعل منها الف فی کیس وارمه فی الحزمه ثم ناد علیه فان جائك الذی اخذه فاعطه البقیه فانه امین والا مین یا کل ویتصدق﴾ اللہ کی قسم نہیں، مجھے ایک عراقی شخص نے دس ہزار اشرفیوں دی تھیں۔ اور مجھے کہا تھا کہ اس میں سے ایک ہزار تھیلے میں ڈال کر حرم کعبہ میں پھینک دو اور لوگوں میں اعلان کروادو۔ جس شخص نے اس تھیلے کو لیا ہوگا اگر وہ تیرے پاس تھیلا لے کر آئے جائے تو باقی نو ہزار اشرفیاں بھی اس کو دے دینا۔ کیونکہ وہ شخص امانت دار ہے۔ امانت دار آدمی خود بھی کھاتا ہے اور صدقہ و خیرات بھی کرتا ہے۔

۱۔ ﴿سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین پسندیدہ چیزیں﴾

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿حب الی من دنیا کم ثلاث،

النساء والطيب و قرۃ عینی فی الصلوۃ ﴿تماری دنیا سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔ عورتیں (یعنی اپنی ازواج سے پیار ہے) خوشنوا اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

۲۔ ﴿حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تین پسندیدہ چیزیں﴾

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں۔ ﴿النظر الیک والجلوس بین یدیک وانفاق مالی علیک﴾ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں۔ ﴿النظر الی وجہ رسول اللہ وانفاق مالی علی رسول اللہ وان یكون ابنتی تحت رسول اللہ﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہرہ انور کی طرف دیکھنا، اپنے مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرنا اور میری بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہو۔

۳۔ ﴿حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿الامر بالمعروف والنہی عن المنکر وقول الحق وان کان مرأ﴾ نیک کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا اور حق بات کہنا اگرچہ کڑوی ہو۔

۴۔ ﴿حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

حضرت عثمان غنی ذوالنورین نے فرمایا۔ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوة باللیل والناس لیام﴾ کھانا کھانا، اسلام کو پھیلانا اور رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔

۵۔ ﴿حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿السطراب بالسیف واقتراء الضیف والصوم فی الصیف﴾ تلوار سے مارنا، مہمان نوازی

کرنا اور گرمیوں میں روزے رکھنا۔

۶۔ ﴿حضرت جبرئیل علیہ السلام کی پسندیدہ چیزیں﴾

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دربارہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿اداء الامانة وتبلیغ الرسالة وحب المساکین﴾ امانت کا ادا کرنا، رسالت کا پہنچانا اور مساکین سے پیار کرنا۔

۷۔ ﴿اللہ کریم کی پسندیدہ چیزیں﴾

جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں۔ ﴿لسان ذاکر وقلب شاکر وبدن علی البلاء صابر﴾ ذکر کرنے والی زبان شکر کرنے والی اور مصائب پر صبر کرنے والا بدن۔

۸۔ ﴿حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

جب یہ ساری باتیں امام اعظم علیہ الرحمہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ بے شک مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿تحصیل العلم فی طول اللیالی وتروک التعاطم والتعالی وقلب من امور الدنیا خالی﴾ لمبی راتوں میں علم حاصل کرنا۔ غرور و تکبر کو ترک کرنا اور دنیاوی کاموں سے دل کا خالی ہونا۔

۹۔ ﴿حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

جب امام مالک علیہ الرحمہ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿مجاورة الرسول فی روضته وملازمة تربته وحجرتہ وتعظیم اهل بیتہ وعترتہ﴾ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور میں ہمسائیگی میں رہنا۔ آپ کے روضہ انور حجرہ مقدسہ کی ملازمت کرنا اور آپ کی آل اولاد کی تعظیم کرنا۔

۱۰۔ ﴿حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

جب یہ خبر امام شافعی علیہ الرحمہ کے پاس پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿عشرة الناس بالتلطف وترك ما يؤدى الى التكلف والاقتداء بطريق التصوف﴾ لوگوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی کے ساتھ معاملات کرنا۔ جو کام تکلیف تک نہ پہنچائے اس کو چھوڑ دینا اور صوفیاء کے طریقہ کی پیروی کرنا۔

۱۱۔ ﴿حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی پسندیدہ چیزیں﴾

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ﴿متابعة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اخبارہ والتبرک بعظیم الوازہ والسلوک بالادب فی سننہ واثارہ﴾ احادیث میں رسول اللہ کی متابعت کرنا اور آپ کے انوار عظیم سے برکت حاصل کرنا اور آپ کی سنن اور آثار میں ادب کے ساتھ چلنا۔

۲۱۲: حکایت ﴿عورت کی مکاری﴾

بعض صالحین کی حکایات میں سے ہے کہ ایک نیک شخص نہایت ہی غیرت مند تھا۔ اور اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی اس کے پاس باتیں کرنے والا پرندہ تھا اس شخص نے سفر کا پروگرام بنایا تو پرندہ کو حکم دیا کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی کی ساتھ جو بھی معاملہ پیش۔ وہ مجھے بتانا۔ بیوی کا ایک دوست تھا جو ہر روز اس کے پاس آتا۔ جب وہ شخص سفر سے واپس لوٹا تو پرندہ نے اس کو سب کچھ بتا دیا۔ تو اس نے اپنی بیوی کو مارا پیٹا۔ بیوی جان گئی کہ یہ کام پرندہ کا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ رات کو مکان کی چھت پر چکی پیسے۔ اس نے پرندہ کی پنجرہ پر بوریا رکھ کر اس پر پانی کا چھڑکا دیا اور چراغ کی روشنی میں شیشہ ظاہر کیا۔ اس کی شعاعیں دیوار پر پڑیں تو پرندہ نے سمجھا کہ یہ بادل کے گر جنے کی آواز ہے۔ پانی بارش کا ہے اور چمک بجلی کی ہے۔ جب دن لگا تو پرندہ نے اس شخص سے کہا کہ ﴿کیف حالت اللیلۃ یا سیدی﴾

فی هذا الرعد والمطر والبرق) اے میرے مالک: رات کو بارش، کڑک اور بجلی میں آپ کیا حال تھا؟ مالک نے کہا: یہ کیا بات ہوئی۔ ہم تو گرمی میں تھے۔ بیوی نے (موقع غنیمت جانا) کہا کہ تم نے اس جھوٹ کا دیکھو، اس نے میرے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ سب کچھ جھوٹ ہی تھا۔ چنانچہ اس شخص نے اپنی بیوی سے صلح کر لی اور اس سے راضی ہو گیا۔ پھر پرندہ سے کہا کہ تو جھوٹی تہمت لگا تا ہے۔ پرندہ نے اپنی چونچ اپنے جسم پر ماری اور لہو لہان کر دیا۔ پھر اپنے مالک سے بچنے کا کہا۔ مالک نے اپنی بیوی کے حکم پر اس کو فروخت کر دیا تا کہ بیوی کو سکون ہو جائے۔ واللہ اعلم

﴿کتے اور تصویر کی وجہ سے ملائکہ کا نہ آنا﴾

ملائکہ کا گھر میں کتے یا تصویر کی وجہ سے داخل نہ ہونے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کتا شیطان کے تھوک سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس نے حضرت آدم علیہ السلام پر تھوک دیا تھا۔ حالانکہ وہ مٹی سے تھے۔ تو فرشتوں نے اس تھوک کو صاف کیا تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی ناف کی جگہ بن گئی۔ اور کتا اسی مٹی سے پیدا کیا گیا جس پر شیطان نے تھوکا تھا۔ تصویر اور کتا جہان پر ہوں وہاں پر فرشتے اکٹھے نہیں ہوتے۔ بے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے والوں لعنت فرمائی ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ: ﴿کتے کی اچھی عادات﴾

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ کتے میں کچھ عادتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ اولاد آدم میں ہوتیں تو یہ اعلیٰ درجات پر جائز ہوتے۔ وہ عادات یہ ہیں۔ بھوک کو کاٹنا نیک لوگوں کی طرح، متوکلین کی طرح ان کا کوئی معروف مکان نہ ہونا۔ محبت کرنے والوں کی طرح یہ رات کو کم سوتا ہے۔ عبادت گزاروں کی طرح اس کے لئے کوئی مال نہیں ہے، مریدوں کی طرح وہ اپنے مالک کو چھوڑنا نہیں ہے۔ اگرچہ وہ اس پر ظلم کرے۔ عاجز لوگوں کی طرح وہ زمین سے راضی رہتا ہے راضی رہنے والے لوگوں کی طرح جب وہ ایک گھر سے دوسرے

گھر کی طرف نکال دیا جاتا ہے۔ تو وہ پہلے گھر کی طرف واپس آتا ہے۔ اور جب اسے مارا جاتا ہے اور پھر اس کو کوئی چیز کھانے کے لئے ڈالی جاتی ہے تو وہ اس خشوع کرنے والوں کی طرح لے لیتا ہے بغیر کسی ناراضگی کے۔

۲۱۳: حکایت ﴿حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرشتوں پر شفقت﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ﴿یا رب اوصنی﴾ اے میرے رب عزوجل: مجھے وصیت فرما۔ اللہ کریم نے فرمایا ﴿کن مشفقاً علی خلقی﴾ تم میری مخلوق پر شفقت کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ﴿نعم﴾ ہاں یعنی ٹھیک ہے۔ تو اللہ کریم نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرشتوں کی شفقت کو ظاہر کرنے کا پروگرام بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے میکائیل علیہ السلام کو چھوٹی چڑیا کی شکل میں اور جبرئیل علیہ السلام کو شاہین کی شکل میں بھیجا تو شاہین نے چڑیا کا پیچھا کیا تو چڑیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور عرض کیا ﴿اجرنی من الشاہین﴾ مجھے شاہین سے بچائیے گا۔ آپ نے فرمایا: ﴿نعم﴾ ہاں، ٹھیک ہے۔ اس کے بعد شاہین آگیا اور عرض کرنے لگا: ﴿یا موسیٰ ہرب منی طیر وانا جائع﴾ اے موسیٰ علیہ السلام، چڑیا مجھے سے بھاگ گئی اس حال میں کہ میں بھوکا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿انا اسبد جوعتك بلحمی﴾ میں اپنے گوشت سے تیری بھوک کو ختم کرتا ہوں۔ تو شاہین نے عرض کیا ﴿لا اکل من فخذك﴾ میں آپ کی ران کا گوشت کھاؤں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿نعم﴾ ٹھیک ہے۔ شاہین نے پھر عرض کیا ﴿لا اکل الا من عضدك﴾ میں آپ کے بازو کا گوشت کھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: ﴿نعم﴾ ٹھیک ہے۔ پھر شاہین نے عرض کیا ﴿لا اکل الا من عینك﴾ میں تو آپ کی آنکھوں کا گوشت کھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: ﴿نعم﴾ ہاں ٹھیک ہے۔ اس کے بعد شاہین نے عرض کیا ﴿اللہ درک یا کلیم اللہ انا جبرئیل والطائر میکائیل وقد ارسلناک اللہ الیک لیظہر﴾

شفقتك للملائكة وردا عليهم بقولهم اتجعل فيها من يفسد فيها ﴿ اے کلیم اللہ: تجھے اللہ کے لئے پایا۔ میں جبریل ہوں اور یہ چڑیا میکائیل ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ آپ شفقت فرشتوں پر ظاہر کرے اور یہ بات فرشتوں کے قول کی تردید کے لئے ہے۔ اور وہ قول یہ ہے۔ اے اللہ: تو زمین ایسے کو اپنا نائب بنائے گا جو اس میں فساد کرے گا۔

نکتہ: ﴿ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا جواب؛ ہر چیز جوڑا ہے ﴾

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کرسی پر یہ بات کہتے ہوئے سنا کہ ﴿سلونی عما دون العرش﴾ مجھے سے جو چاہو پوچھو، عرش کے علاوہ بھی یعنی عرش کے متعلق بھی جو چاہو پوچھو۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ﴿یا ہذا شعر لحياتك زوج او فرد﴾ اے شخص، تیری داڑھی کے بال جفت ہیں یا طاق۔ وہ شخص حیران ہو کر خاموش ہو گیا۔ پھر کہنے لگا ﴿اخبرنی یا ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم﴾ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹی کے صاحبزادے آپ ہی مجھے بتادیں۔ تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرمایا ﴿هو زوج لقوله تعالى ومن كل شيء خلقنا زوجین﴾ وہ جفت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے۔

﴿ داڑھی شریف میں کنگھی کرنے کے فوائد ﴾

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس نے بغیر پانی کے داڑھی میں کنگھی کی تو اسے غم زیادہ ہوں گے۔ اور جس نے پانی کے ساتھ کنگھی کی اس کے غم کم ہوں گے۔

۱۔ جس نے اتوار کو کنگھی کی تو اللہ تعالیٰ اس کی خوشی میں اضافہ فرمائے گا۔

۲۔ جس نے سوموار کو کنگھی کی تو اس کی ضروریات پوری ہوں گی۔

۳۔ جس نے منگل کو کنگھی کی تو اللہ تعالیٰ اس کی امیدوں کو پورا کرے گا۔

۴۔ جس نے بدھ کو کنگھی کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نعمتوں کو زیادہ فرمائے گا۔

۵۔ جس نے جمعرات کو کنگھی کی تو اللہ کریم اس کی نیکیوں میں اضافہ فرمائے گا۔

۶۔ جس نے جمعہ کے روز داڑھی میں کنگھی کی تو اللہ کریم اس کی خوشی میں زیادتی

فرمائے گا۔

۷۔ جس نے ہفتہ کو کنگھی کی تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو بری باتوں سے صاف کر

دے گا۔

۸۔ اور جس نے کھڑے ہو کر کنگھی کی تو اس پر قرض سوار رہے گا۔

۹۔ اور جس نے بیٹھ کر داڑھی میں کنگھی کی تو اللہ کریم کے حکم سے اس کا قرض ادا

ہو جائے گا۔

﴿بہترین چیز کون سی ہے﴾

بعض بزرگوں سے پوچھا گیا کہ انسان کو جو چیزیں دی گئی ہیں ان میں افضل چیز کون سی ہے؟ انہوں نے کہا کہ کامل عقل۔ پھر پوچھا کہ اگر عقل کامل نہ ہو تو فرمایا کہ اچھا ادب۔ عرض کیا گیا کہ اگر ادب بھی نہ ہو تو پھر؟ جواب دیا کہ لمبی خاموشی اختیار کر۔ پوچھا اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر فرمایا کہ اپنے نیک بھائی سے مشورہ کرنا۔ پوچھا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر جواب دیا گیا کہ پھر اس کے لئے فوراً مر جانا بہتر ہے۔

اسی لئے کہا گیا کہ آدمی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) وہ عقل مند آدمی ہے۔

(۲) آدھا مرد وہ ہے جو عقل تو نہ ہو لیکن اپنے بھائی سے مشورہ لیتا ہو۔ (۳) وہ آدمی کوئی

چیز نہیں جو نہ عقل رکھتا ہو اور نہ ہی کسی سے مشورہ کرتا ہو۔ یہ شخص جس نے یہ حکایت نہیں

بزرگوں سے پوچھا۔ یہ تیسرا قسم والا شخص ہی لگتا ہے۔

ایک بادشاہ نے پچھنا لگانے والے شخص کے پاس ایک آدمی کو بھیجا تا کہ وہ بادشاہ کو

فصد (علاج کے لئے حجام استرے سے خون کی رنگ پر پچھنا لگانا اور یہ سنت طریقہ ہے)

کرے۔ بادشاہ کے چچا زاد بھائی نے اس حجام سے ملاقات کی اور اس سے کہا کہ وہ بادشاہ کو ایسی جگہ سے فصد لگائے جس سے اس کی موت واقعہ ہو جائے۔ اس کام بدلہ تجھے ایک ہزار اشرفیاں دی جائیں گی۔ جب حجامہ کربنہ والا بادشاہ کے پاس آیا تو اس نے اپنی عقل سے اس کام کو انجام دینے کے لئے غور فکر کیا۔ تو بادشاہ نے اس کو متفکر دیکھا کر پوچھا: تو اس نے بادشاہ کو سارا

قصہ سنا دیا۔ بادشاہ نے اس حجامہ کو دس ہزار اشرفیاں دیں اور اپنے چچا زاد بھائی کو قتل کروا دیا کیونکہ نہ اس کے پاس عقل تھی اور مشورہ تھا۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اترا گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام عقل، مروت اور دین لے کر آپ کے پاس تشریف لائے۔ اور کہا کہ اللہ کریم آپ سے فرماتے ہیں کہ ﴿اختار ایہا شئت فاختر العقل﴾ ان (تینوں) میں سے جو چاہو اختیار کر لو۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عقل کو اختیار فرمایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے مروت اور دین سے فرمایا: تم دونوں آسمان پر چڑھ جاؤ۔ ان دونوں نے کہا کہ ﴿ان الله امرنا ان لا نفارق العقل﴾ بے شک اللہ کریم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم عقل سے جدا نہ ہوں۔

فائدہ: ﴿خاموشی کے فائدے﴾

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ خاموشی میں سات ہزار بھلائیاں ہیں اور وہ سات کلمات میں اکٹھی کر دی ہیں۔ پہلا کلمہ یہ ہے کہ خاموشی بغیر تکلف کے عبادت ہے۔ ۲۔ خاموشی بغیر زیور کے زینت ہے۔ ۳۔ خاموشی بغیر سلطنت کے وبدبہ اور رعب ہے۔ ۴۔ بغیر چار دیواری کے قلعہ ہے۔ ۵۔ خاموشی میں غناء ہے بغیر فضول کلام سے معذرت کے۔ ۶۔ کرانا کاتبین کے لئے سکون ہے۔ ۷۔ خاموشی میں عیب پوشی ہے ان عیوب سے جو فضول کلام سے پائے جاتے ہیں۔ اور ان سے جاہل آدمی پہچانا جاتا ہے۔

﴿جاہل کی نشانیاں﴾

جاہل کی چھ نشانیاں ہیں (۱) بلاوجہ غصہ کرنا (۲) فائدہ مند کلام نہ کرنا (۳) بغیر موقع کے عطا کرنا (۴) ہر کسی کے سامنے راز کا ظاہر کرنا (۵) ہر کسی کے ساتھ فراخی کے ساتھ پیش آنا۔ (۶) اپنے دوست اور دشمن کو نہ پہچاننا۔

۲۱۴: حکایت ﴿چغل خوری کا نقصان﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کے لئے تین مرتبہ بارش طلب کرنے کے لئے نکلے۔ لیکن بارش نہ ہوئی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ﴿یار رب ان عبادك استسقوا ثلاث مرات فلم تسفهم فادحی الیہ یا موسیٰ ان فیہم نماما ہو مصر علی النمیمہ﴾ اے میرے رب عزوجل: تیرے بندوں نے تین بار بارش کی دعا کی لیکن تو نے ان پر پانی نہ برسا کیا۔ تو اللہ کریم نے حضرت موسیٰ کی وحی بھیجی کہ اے موسیٰ بے شک ان میں ایک چغل خور شخص ہے اور وہ چغل خوری پر ڈٹا ہوا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ﴿یار رب ہو من حتی بخوجہ من بیننا﴾ اے میرے رب عزوجل: وہ کون ہے تاکہ ہم اسے اپنے درمیان سے نکال دیں۔ تو اللہ کریم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ﴿یا موسیٰ لہی عن النمیمہ واکون لماما فتابوا جمیعاً فسقاہم اللہ تعالیٰ﴾ اے موسیٰ میں خود چغل خوری سے منع کر رہا ہوں اور میں ہی چغل خور کروں۔ چنانچہ ان سب لوگوں نے توبہ کی تو اللہ کریم نے ان پر رحمت بارش نازل فرمادی۔

فائدہ: ﴿کبیرہ گناہ کون سے ہیں﴾

گناہ کبیرہ کی تعداد میں علماء کی مختلف آراء ہیں۔ بعض نے فرمایا جو گناہ حد شرعی کو واجب کرے وہ کبیرہ گناہ ہے۔ بعض نے فرمایا کہ جس گناہ

پر سخت وعیدات ہوں وہ کبیرہ گناہ ہے۔ ان کے علاوہ بھی گناہوں کو کبیرہ کہا گیا ہے۔

ابو طالب کی نے ان گناہوں میں سے کچھ کو جمع کیا ہے اور فرمایا ان میں سے چار گناہوں کا تعلق دل سے ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ (۲) معصیت پر اصرار کرنا (۳) اللہ کریم کی رحمت سے ناامید ہونا۔ (۴) مکروہات سے امن میں رہنا۔ تین گناہوں کا تعلق پیٹ سے ہے۔ (۱) شراب پینا (۲) سود کھانا۔ (۳) یتیم کا مال کھانا۔

دو گناہوں کا تعلق شرم گاہ سے ہے۔ (۱) زنا۔ (۲) لواطت۔

دو گناہ ہاتھ سے متعلق ہیں۔ (۱) چوری (۲) قتل۔

ایک گناہ کا تعلق پاؤں سے ہے۔ میدان جنگ سے بھاگنا۔

چار گناہوں کا تعلق زبان سے ہے۔ (۱) جھوٹی گواہی دینا (۲) پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا (۳) جادو (۴) جھوٹی قسم دینا۔

اور ایک گناہ کا تعلق سارے جسم سے ہے۔ وہ والدین کی نافرمانی کرنا۔ روضہ ایک

کتاب ہے اس میں یہ اضافہ ہے۔ وہ ہے جھوٹ جس میں ضرر ہو۔ بیوی کا اپنے شوہر

سے انکار کرنا اور اہل اصلاح کی چغلی اور غیبت کرنا۔

فائدہ: ﴿پانچ تاریکیاں اور پانچ چراغ﴾

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: پانچ اندھیرے ہیں اور ان کے

لئے پانچ ہی چراغ ہیں۔

۱۔ ﴿الذنوب ظلمة وسراجها التوبة﴾ گناہ اندھیرا ہے اور اس کے لئے

روشنی توبہ ہے۔

۲۔ ﴿القبر ظلمة وسراجها الصلوة﴾ قبر اندھیرے کا گھر ہے اور اس کے

لئے چراغ نماز ہے۔

۳: ﴿المیزان ظلمة وسراجہ التوحید﴾ میزان یعنی جس پر اعمال کا وزن کیا جائے گا وہ اندھیرا ہے اور اس کا چراغ توحید ہے۔

۴: ﴿القیامة ظلمة وسراجہا العمل الصالح﴾ قیامت اندھیری ہے اور اسکے لئے روشنی نیک اعمال ہوں گی۔

۵: ﴿الصراط ظلمة وسراجہ الیقین انتہی﴾ پل صراط اندھیرا ہے اور اس کے لئے روشنی کامل یقین ہے۔ واللہ اعلم

عجیبہ: ﴿جنت کی چیزیں تبدیل نہیں ہوتیں﴾

شریک عمری علیہ الرحمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس کنوئیں کی طرف گئے جو بیت المقدس میں تھا تا کہ اس سے پانی پینے کے لئے نکالیں۔ لیکن ڈول اس کنوئیں میں گر گیا۔ جب وہ کنوئیں میں ڈول نکالنے کے اترے تو انہوں نے جنت کی طرف ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں وہاں ایک شخص دیکھا اس نے انکا ہاتھ پکڑا اور جنت میں داخل کر دیا۔ شریک عمری علیہ الرحمہ نے جنت میں چلتے ہوئے ایک درخت کا پتہ توڑا اور کنوئیں کی طرف آئے گئے۔ ان پتوں کو لے کر کنوئیں سے باہر نکلے اور بیت المقدس کے نگران کو اس کی اطلاع دی تو نگران نے ان کے ساتھ کچھ آدمی بھیجے تا کہ وہ جنت کو دیکھیں لیکن ان لوگوں نے دروازہ دیکھا اور نہ ہی جنت کو

دیکھا۔ اس کے بعد نگران نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اک شخص بھیجا تا کہ وہ آپ کو اس متعلق کچھ بتائے۔ قاصد نے سارے واقعہ سے آپ کو آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا ﴿انہ لصادق فقد ورد فی الحدیث ان رجلا من ہذہ الامۃ یندخل الجنة وهو حی ینکم ثم قال عمر رضی اللہ عنہ انظروا الی الورقات فان تغیر فلیست من ورق الجنة فان ورقها لا یتغیر فنظروا فاذا ہی لم تغیر﴾ بے شک شریک عمری سچا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اس امت ایک شخص جنت میں اس حال میں داخل ہوگا کہ وہ زندہ ہوگا۔ پھر حضرت عمر رضی

اللہ عنہ نے فرمایا: ان پتوں کو دیکھا اگر وہ تبدیل ہو چکے ہیں تو وہ جنت کے نہیں ہیں۔ اور اگر وہ پتے تبدیل نہیں ہوئے تو وہ جنت کے پتے ہیں کیونکہ جنت کے چیز تبدیل نہیں ہوتی لوگوں نے دیکھا تو وہ تبدیل نہیں ہوئے تھے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم شریک عمری علیہ الرحمہ کے پاس آتے تھے اور ان سے جنت کے بارے میں پوچھتے تھے تو وہ ہمیں اپنی جنت میں داخل ہونے اور جو کچھ دیکھا ہوا تھا اور ان پتوں کی باتیں بتاتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ان کے ساتھ صرف ایک پتہ باقی تھا اس کو انہوں نے قرآن پاک کے اوراق میں چھوپا کر رکھا ہوا تھا۔ ہم آپ اس پتہ کو دیکھنے کی درخواست کرتے۔ چنانچہ وہ اپنا قرآن پاک منگواتے اور اس پتہ کو قرآن کے اوراق کے درمیان سے نکالتے اس کو چومتے اور اپنی آنکھوں پر لگاتے تھے۔ پھر وہ پتہ ہمیں دیتے ہم بھی اسی طرح کرتے تھے۔ اور پھر واپس کر دیتے تھے۔ وہ اس پتہ کو قرآن مجید میں رکھ دیتے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس پتہ ان کے کفن اور سینہ کے درمیان رکھ دیا جائے۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔ لوگ اس پتے کی شکل صورت بتاتے ہیں کہ وہ زرد آلو شفتالو کے پتے کی طرح ہاتھ کی ہتھیلی کے برابر تھا۔

فائدہ: ﴿اللہ تعالیٰ کے محبوب شہر﴾

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ کریم کو چار شہر محبوب ہیں۔

(۱) مکہ مکرمہ اس کا نام 'البلد' بھی ہے۔

(۲) مدینہ منورہ اس کا نام 'نخلہ' بھی رکھا گیا ہے۔

(۳) بیت المقدس اسے 'زیتونہ' بھی کہا جاتا ہے۔

(۴) دمشق اسے 'سینہ' بھی کہا جاتا ہے۔

سرخدوں میں چار کو اختیار فرمایا۔

(۱) اسکندریہ مصر

(۲) قزوین خراسان

(۳) عبادان، عراق

(۴) عسقلان، شام۔

چشموں میں سے چار کو اختیار کیا: ان میں سے دو جاری ہیں اور وہ دونوں چشمہ نیساں اور چشمہ سلوان ہیں اور دو چشمے سونے والے اور ابلنے والے ہیں۔ چشمہ زمزم اور چشمہ عکا اور نہروں میں سے چار نہروں کو پسند کیا: (۱) بجمان (۲) ججمان (۳) فرات (۴) نیل۔

فائدہ: ﴿رات کو پانی سے ڈرنے کا علاج﴾

جو بندہ رات کو پانی سے ڈرتا ہو اسے چاہیے کہ وہ یہ کہے ﴿ایہا الماء المقدس یقرؤک السلام﴾ اے پانی تجھے بیت المقدس کا پانی سلام کہتا ہے۔ وہ پانی اسے نقصان نہیں دے گا۔

فائدہ: ﴿چار بابرکت مقامات کی تخلیق﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ کریم نے زمین کو پیدا کرنے کا پروگرام بنایا تو اس نے ہوا کو پانی کے پاس بھیجا تو ہوائے پانی کو مس کیا اور اس کے اوپر سے گزری جس سے پانی پر جھاگ پیدا ہوئی اور اس کو چار طرح تقسیم فرمایا۔ ایک قسم سے مکہ مکرمہ کو پیدا کیا۔ ایک قسم سے مدینہ منورہ کو پیدا کیا۔ ایک قسم سے بیت المقدس اور ایک قسم سے کوفہ شہر کو پیدا کیا گیا۔

﴿بیت المقدس کے فضائل﴾

اس کتاب کے مصنف علامہ شہاب الدین قلیوبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان فضائل کو متعدد کتب سے لیا ہے۔ اسی بیت المقدس میں حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یسٰیٰ علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت دی

گئی۔ حضرت مریم علیہا السلام کو اسی جگہ تمام جہاں کی عورتوں پر فضیلت دی گئی۔ ان کے لئے خرما کے درخت کا پیدا ہونا اور اس کا پکنا اور حضرت مریم علیہا السلام کے شکم مبارک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تشریف لانا، ان کی ولادت اور پنگھوڑے میں کلام کرنا اور بچپن میں ہی ان کو نبوت اور حکمت کا دیا جانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور ان سے عجیب و غریب کلام کرنا۔ مٹی کے پرندوں پر پھونک مارا ان کو زندہ کرنا، دسترخوان کا اترنا، روح القدس یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ان کی مدد کروانا اور حضرت علیہ السلام کی نانی کا مریم علیہا السلام کے لئے دعا کرنا اور انکا آسمان کی طرف اٹھایا جانا اور آسمان سے ان کا زمین پر اترنا اور دجال کو قتل کرنا اور بیت المقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کا دفن ہونا۔

اسی طرح بیت المقدس میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی جگہ فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس محراب میں داخل ہوئے۔ ان کے لئے لوہے کا موم ہونا، پہاڑوں کو ان کے لئے مسخر ہونا اور حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کا پرندوں کی بولی جانتا، حضرت زکریا علیہ السلام کا حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کرنا، حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسے پھلوں کا آنا، بیت المقدس کا دجال اور یاجوج ماجوج کے داخل ہونے سے محفوظ ہونا۔ تابوت و سکینہ کا آنا اور ان کا رہاں سے اٹھایا جانا، زنجیر کا بیت المقدس کی طرف اترنا اور یہاں سے ہی اس کا اٹھایا جانا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں سے معراج کرانا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں کی طرف تشریف لے جانا پھر واپس آنا اور اسی بیت المقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھنا اور امامت کرنا اسی میں حور عین کو دیکھنا اور مالک داروغہ جہنم کو دیکھنا اور آپ کے لئے جنت کو سجا جانا اور جو شخص بیت المقدس میں سکونت اختیار کرے اس کے لئے فرشتوں کا سفارش کرنا۔

اللہ کریم کا ہر روز بیت المقدس میں رہنے والوں کی طرف خیر و بھلائی سے دیکھنا۔ گناہوں کی معافی، رزق کا آسان کرنا اور ان پر جنت کے دروازے کھولنا۔ اس کا نور کی نازل ہونے اور رحمت کی وجہ سے روشن ہونا۔ اس کے سامنے سے آسمان کے دروازہ کا کشادہ ہونا۔ جو بندہ اس میں نماز پڑھے یا صدقہ کرے یا اس کی زیارت کرے اور اسمیں نماز پڑھے اگرچہ ایک ہی دن میں ہو۔ اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ اس میں ایک نماز کا ثواب اس جگہ کے علاوہ پانچ سو نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی اس کے علاوہ ہیں۔

کچھ علماء نے فرمایا ہے کہ پانچ سو سے بھی ثواب زیادہ ہے۔ اور جو بندہ بیت المقدس میں دفن ہو جائے اسکے لئے قبر تک نہیں ہوگی اور نہ ہی

منکر نکیر اس سے سوال کریں گے۔ اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کا اپنی قوم سے نجات پانا اور بیت المقدس میں اس پتھر کا پایا جانا جو جنتی ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء علیہم السلام کا قبلہ رہا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ہر روز بیت المقدس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ اور تسبیح و تہلیل کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے چلے جاتے ہیں اور قیامت تک اس کی طرف واپس نہیں آتے۔ اور بیت المقدس حضرت اسرائیل علیہ السلام کے صور پھونکنے کی جگہ ہے۔ وہ مقام اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے قریب ہے۔

﴿وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادُ مَن مَّكَانٍ قَرِيبٍ﴾ [الی آخرہ] اور

کان لگا کر سنو۔ جس دن پکارنے والا پکارے ایک قریب کی جگہ سے۔ [الی آخرہ]

﴿دُعَاۃ عَرَشِ کِی فَضْلِیۡتِ﴾

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص اپنی ساری زندگی میں اس دعا کے ساتھ

دعا کرے گا تو اللہ کریم اس کو قیامت کے دن اس طرح اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی چمک رہا ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگ گمان کریں گے کہ وہ نبی یا فرشتہ ہے۔ ہم اور آپ اس قبر پر کھڑے ہوں گے اور اس کے لئے ایک براق لایا جائے گا وہ اس سے بارہو گا حتیٰ کہ وہ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوگا اور پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا۔ اگرچہ اس کے گناہ سمندر کے پانی، بارش کے قطروں، درختوں کے پتوں، بریت کی ذروں اور پتھر کے کنکروں سے بھی زیادہ ہوں۔ اس کے لئے ایک ہزار مقبول حج اور عمرہ کا ثواب لکھا جائے گا۔ اگر اس دعا کو کوئی خوف زدہ پڑھے گا تو اللہ کریم اس کے خوف کو ختم کر دے گا۔ اگر پیاسا پڑھے گا تو اس کو اللہ کریم سیراب فرمائے گا اگر بھوکا پڑھے گا تو اس کو اللہ کریم کھانا کھلائے گا اگر ننگا شخص پڑھے گا تو اللہ کریم اسے لباس پہنائے گا اگر مریض پڑھے گا تو اللہ کریم اسے شفاء دے گا۔ اگر اس دعا کو کوئی کسی بیمار پر یا کسی دنیا و آخرت کے حاجت کے طلب گار پر پڑھے گا تو اللہ کریم اسے شفاء بھی دے گا اور اس کی حاجت کو پورا بھی کر دے گا۔ اگر دشمن یا بادشاہ سے ڈرنے والے پر اسے پڑھا جائے تو اللہ کریم دشمن کے شر سے کفایت فرمائے گا اور نقصان کے پہنچنے سے اس کو محفوظ رکھے گا۔ اگر قرضدار اس دعا کو پڑھے گا تو اللہ کریم اس کے قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا فرما دے گا اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہوگا۔ اس دعا کو اگر مصیبت زدہ باندھ لے اور وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر بیوی باندھ لے تو اس کا شوہر اس سے محبت و پیار کرنے لگے گا۔

اس دعا کے باندھنے والا سرکش جنات و انس کے شر سے دردوں اور بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ اگر وہ لاپتہ ہے تو وہ اپنے گھر کی طرف سلامتی کے ساتھ واپس آ جائے گا۔ اس دعا کو پڑھنے والے کے لئے ہر شخص استغفار کرے گا۔ جس نے بھی اسے سنا ہو گا۔ خواہ وہ انسان، جن یا فرشتہ ہو اس کے لئے اس کی عمر میں برکت کر دی جائے گی۔ جس نے اس دعا کو پانچ مرتبہ پڑھا تو اس کو اسی رات خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیارت نصیب ہوگی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس دعا کو رات اور دن میں پڑھا تو میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جس ضرورت کے لئے اس دعا کو پڑھا وہ ضرورت پوری ہوئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ میں قرآن حفظ کرتا تھا۔ تو میں دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں یاد نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا سیکھائی۔ چنانچہ میں اس دعا کے ساتھ دعا کی تو مجھے قرآن یاد ہو گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں اس دعا کے ساتھ دشمن پر کامیاب ہوتا۔ اور فرمایا کہ جس نے سورہ فاتحہ، سورہ کافرون، سورہ اخلاص اور معوذتین یعنی آخری دونوں [قل شریف] تین مرتبہ پڑھے اور اس دعا کو پڑھا تو اللہ کریم اس کو ہر اس شر سے محفوظ رکھے گا۔ جو وہ پاتا ہے۔ اللہ کریم اس شخص کو ہر آفت اور ہر ظالم کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو بھی وہ طلب کرے گا وہ اس کو مل جائے گا۔ اس دعا کو باندھنا بھی اس کے پڑھنے کی طرح ہے۔ جو اس دعا کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر سویا، تو مال اس کو چوری ہو گیا کوئی اس کا غلام بھاگا تو وہ ضرور واپس اس کے پاس آئے گا۔ اگر اس دعا کو چلتے ہوئے پانی پر پڑھا جائے تو وہ رک جائے گا۔ اگر آگ پر پڑھے تو وہ بج جائے گی۔ اگر پہاڑ پر پڑھے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ جس کے ذمہ بہت ساری قضا نمازیں جن کی تعداد کو یہ نہیں جانتا تو وہ اس دعا کو سات مرتبہ پڑھے تو اللہ کریم ان نمازوں کو اس ذمے سے ہٹا دے گا۔ ہر نماز کے عوض اس کے لئے تین نمازیں لکھے گا۔ جس شخص نے دو رکعت یا چار رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورت فاتحہ اور ایک مرتبہ سورہ خلاص پڑھی اور سلام کے بعد اس دعا کو پڑھا تو وہ اپنا ہر وہ مقصد پالے گا جس کے لئے اس دعا کی ہوگی۔ خواہ دنیا کے کام ہوں یا آخرت کی حاجتیں اور اس دعا میں اس قدر فضائل ہیں جو کہ شمار سے باہر ہیں۔ اس دعا کی فضائل کو لوگوں نے جو ذکر کیا ہے اس کو میں نے اختصار کے ساتھ ذکر کر دیا ہے۔ اللہ کریم توفیق دے والا ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (تین مرتبہ)
 الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ الْمُتِينُ، رَبَّنَا
 وَرَبَّ آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ إِلَهَ الْآلَةِ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ
 الظَّالِمِينَ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ - لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
 الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ دَائِمًا أَبَدًا لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ
 الْخَيْرُ وَالْيَهُ الْمَصِيرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - وَبِهِ نَسْتَعِينُ
 وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شُكْرُ
 النِّعَمَتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَقْرَارُ أَبْرُوْبِيَّتِهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ تَنْزِيهَا
 الْعِظَمَةِ اسْأَلُكَ اللَّهُمَّ بِحَقِّ اسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى جَنَاحِ
 جِبْرِئِيلَ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَبِحَقِّ اسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى بَاصِيَةِ
 مِيكَائِيلَ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَبِحَقِّ اسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى جِهَةِ
 إِسْرَافِيلَ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَبِحَقِّ اسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى كَفِّ
 عِزْرَائِيلَ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَبِحَقِّ اسْمِكَ الَّذِي سُمِّيَتْ بِهِ مَنْكَرُ
 وَنَكِيرُ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَبِحَقِّ اسْمِكَ وَأَسْرَارِ عِبَادِكَ عَلَيْكَ يَا
 رَبِّ وَبِحَقِّ اسْمِكَ الَّذِي تَمَّ بِهِ الْإِسْلَامُ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَبِحَقِّ
 اسْمِكَ الَّذِي تَلَقَّاهُ آدَمُ لَمَّا أَهْبَطَ مِنَ الْجَنَّةِ فَنَادَاكَ فَلَبِيتُ دَعَا
 ءَهُ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَبِحَقِّ اسْمِكَ الَّذِي نَادَاكَ بِهِ شَيْثٌ عَلَيْكَ يَا
 رَبِّ وَبِحَقِّ اسْمِكَ الَّذِي سُمِّيَتْ بِهِ حَمَلَةُ الْعَرْشِ عَلَيْكَ يَا رَبِّ
 وَبِحَقِّ اسْمَائِكَ الْمَكْتُوبَاتِ فِي التَّوْرَةِ وَالزَّبُورِ وَالْإِنْجِيلِ
 وَالْفُرْقَانِ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَبِحَقِّ اسْمِكَ إِلَى مَنْتَهَى رَحْمَتِكَ عَلَى
 عِبَادِكَ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَبِحَقِّ تَمَامِ كَلَامِكَ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَبِحَقِّ
 اسْمِكَ الَّذِي نَادَاكَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ فَجَعَلْتَ النَّارَ عَلَيْهِ بَرْدًا

وسلما علیک یا رب وبحق اسمک الذی ناداک به اسماعیل
 فقضیت حاجتہ علیک یا رب وبحق اسمک الذی ناداک به
 ہود علیک یا رب وبحق اسمک الذی ناداک به داؤد فجعلتہ
 خلیفۃ فی الارض والنت لہ الحدید فی یدہ علیک یا رب
 وبحق اسمک الذی دعاک بہ سلیمان فاعطیتہ ملک الارض
 علیک یا رب وبحق اسمک الذی دعاک بہ
 ایوب فنجیتہ من الغم الذی کان فیہ علیک یا رب وبحق
 اسمک الذی ناداک بہ عیسیٰ ابن مریم فاحیث لہ الموتی
 علیک یا رب وبحق اسمک الذی ناداک بہ موسیٰ لما خاطبک
 علی الطیور علیک یا رب وبحق اسمک الذی ناداک بہ اسیۃ
 امراۃ فرعون فرزقتہا الجنۃ علیک یا رب وبحق اسمک الذی
 ناداک بہ بنو اسرائیل لما جاوزوا البحر علیک یا رب وبحق
 اسمک الذی ناداک بہ النضر لما مشی علی الماء علیک
 یا رب وبحق اسمک الذی ناداک بہ محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم یوم الغار فنجیتہ علیک یا رب انک انت الکریم الکریم
 وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
 العظیم، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ
 وسلم ﴿﴾

ترجمہ: وہ واضح سچا بادشاہ ہے، اللہ کے علاوہ کوئی مستحق بادشاہ نہیں، وہ حکم
 کرنے والا اور انصاف فرمانے والا قوت والا ہے۔ اے ہمارے آباؤ
 اجداد کے پالنے والے، تیرے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں، تو پاک ہے
 اور میں ظلم کرنے والا ہوں۔ اللہ کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں۔ اللہ یکتا

ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام حمد ہے وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ اسے فنا نہیں ہے۔ اسی قبضہ میں بھلائی ہے اور اسی کی طرف پھرنا ہے۔ وہ ہر چاہے پر قادر ہے اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ نہ پھر ہے اور نہ ہی قوت ہے مگر اللہ بلند بالا کی۔ اللہ کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں۔ اس کی نعمت کے شکر کی وجہ سے کوئی خدا نہیں مگر اللہ۔ میں اس کی ربوبیت کا قرار کرتا ہوں۔ اور اللہ کے لئے ہی پاکی ہے۔ اس کی عظمت کی پاکیزگی کی وجہ سے۔ اے اللہ: تیرے اس نام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جو جبریل علیہ السلام کے بازو پر لکھا ہوا ہے۔ اور میرے رب عزوجل: تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور تیرے ہی نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ جو میکائیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ اے میرے رب عزوجل: میں تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ جو اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں تیرے اس نام کے ساتھ جس کے ساتھ تو نے منکر نکیر نام رکھا ہے۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ تیرے برحق نام کے ساتھ اور تیرے بندوں کے اسرار سے۔ اے میرے رب تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ اے میرے رب عزوجل: تیرے اس برحق نام کے ساتھ جو آدم علیہ السلام نے سیکھا تھا۔ جب وہ جنت سے نیچے اتارے گئے۔ پس انہوں نے تجھ کو پکارا اور تو نے ان کی پکار کو قبول فرمایا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے تیرے اس نام کے ساتھ جس کے ساتھ شیث علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے تیرے اس برحق نام کے ساتھ تجھ سے

سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ تو نے ان فرشتوں کا نام رکھا ہے جو عرش اٹھانے والے ہیں۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے ان برحق ناموں کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تجھ پر ہی میرا بھروسہ ہے، اے میرے رب عزوجل: تیرے کلام کے پورے ہونے کے حق کے لئے۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی میرا بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ جس کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجھ کو پکارا تھا۔ پس تو ان پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا کر دیا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے تیرے اس نام کے حق کے ساتھ جس کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ پس تو انہیں ذبح ہونے سے بچالیا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت اسحاق علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ پس تو نے ان کی حاجت پوری کر دی۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ کے ساتھ جس کے ساتھ حضرت ہود علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ تجھ پر ہی بھروسہ ہے تیرے اس نام کے وسیلہ کے ساتھ جس کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام نے تجھ سے دعا کی تھی اور تو نے ان کی بینائی کو اور ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے پاس واپس لوٹا دیا تھا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ اور تو نے ان کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا اور ان کے ہاتھ میں لوہے کو نرم کر دیا تھا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے

سوال کرتا ہوں۔ جس کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا اور تو نے ان کو زمین کا ملک عطا فرمایا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت ایوب علیہ السلام نے تجھ سے دعا کی تھی اور تو نے ان کو اس غم سے نجات جس میں وہ تھے۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ پس تو نے ان کے لیے مردوں کو زندہ کیا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ جب کہ انہوں نے طور پہاڑ پر سلام کیا تھا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ جس کے ساتھ بنی اسرائیل نے تجھے پکارا تھا۔ جبکہ انہوں نے دریا کو پار کیا تھا۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ اور تیرے اس نام کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ جب وہ پانی پر چلے تھے۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غار کے دن تجھے پکارا تھا اور تو نے ان کو نجات دی تھی۔ اے میرے رب عزوجل: تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ بے شک تو بزرگ اور بڑا ہے اور ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر وکیل ہے۔

و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم و صلی اللہ علی سیدنا

محمد و علی آلہ و اصحابہ وسلم

فائدہ: ﴿حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے علمائے یہود کے سوالات﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے علمائے یہود نے سوال کیے اور آپ نے انہیں خوب جواب دیئے۔ جو کہ درجہ ذیل ہیں۔

سوالات: ہمیں بتائیے جو چیز آسمان سے بڑی اور زمین سے زیادہ وسیع ہے؟ (۲) کون سی چیز آگ سے زیادہ گرم اور ہوا سے زیادہ تیز ہے؟ (۳) دریا سے زیادہ نجی اور پتھر سے زیادہ سخت ہے؟ (۴) وہ کون سی چیز ہے جس کو ہم دیکھتے ہیں اور اللہ اس کو نہیں دیکھتا؟ (۵) کون سی چیز ہے جو صرف اللہ کے لئے ہے اور وہ کون سی چیز ہے جو صرف ہمارے لئے ہے؟ (۶) اللہ تعالیٰ اور ہمارے درمیان کون سی چیز مشترک ہے؟ (۷) گھوڑا اپنے ہنہانے میں، اونٹ بلبلانے میں، بیل اپنی پاں پاں میں، گدھا اپنی آواز میں، بکری اپنی بولی میں، کتا اپنے بھونکنے میں، لومڑی اپنے چیخنے میں، بلی اپنی بولی میں، شیر اپنی گرج میں، گدھ، کوا، چیل، کبوتر اپنی بولی میں، مینڈک، ہدہد، تیتہ، قمری، ابا بیل، کنجشک بلبل، مرغ، مرغی اپنی بولی میں، آگ اپنے بھڑکنے اور جوش مارنے میں ہوا اپنے چلنے میں، پانی اپنے بہنے میں، زمین اپنی گھاس اور بادل اپنے آسمان میں، دریا اپنے لہروں میں، سورج اپنی روشنی میں، چاند اپنی چاندنی میں کیا کہتے ہیں۔

اور ہمیں یہ بھی خبر دیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسمائے مبارکہ کتنے ہیں۔ قرآن کا نام قرآن کیوں رکھا گیا ہے؟ جن لوگوں کی شکلیں مسخ کر دی گئی ہیں ان کی تعداد اور ان کے مسخ ہونے کی وجہ بھی بتائیے۔ اگر آپ نے جواب دے دیا تو ہم اقرار کریں گے کہ آپ سچا ہیں ورنہ ہم آپ کے باطل ہونے کا اعلان کریں گے۔

ان سوالات کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے علمائے یہود سے

فرمایا: ان عندی سبعین بابا من العلم کل باب منها یحتاج الی الف حمل

من الورق فاسئلوا عما شئتم فان جوابکم عندی اهلون علیکم بے شک

میرے پاس علم کے ساٹھ باب ہیں اور ان میں سے ہر باب ہزار ہزار جملوں کے بوجھ

اٹھانے کا محتاج ہے۔ پس تم مجھ سے جو چاہو پوچھ لو بے شک تم کو جواب دینا مجھ پر آسان ہے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العظيم۔ اس کے بعد آپ نے جواب دینا شروع کیا۔

۱- ﴿وَمَا هُوَ اعْظَمُ مِنَ السَّمَاءِ فَالْبِهْتَانِ عَلَى الْبَارِي وَاما هُوَ اَوْسَعُ مِنَ الْاَرْضِ فَالْحَقُّ﴾ جو چیز آسمان سے بڑی ہے وہ اللہ پاک پر بہتان ہے اور جو چیز زمین سے زیادہ وسیع ہے وہ حق ہے۔

۲- ﴿واما مَا هُوَ اَحْرُ مِنْ النَّارِ فَلَقلبُ الْحَرِیصِ عَلَى جَمْعِ الْمَالِ وَاما مَا هُوَ اَسْرَعُ مِنَ الرِّیْحِ فَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ﴾ اور جو چیز آگ سے زیادہ گرم ہے وہ مال جمع کرنے پر حریص آدمی کا دل ہے۔ اور جو چیز ہوا سے زیادہ تیز ہے وہ مظلوم کی دعا ہے۔

۳- ﴿واما مَا هُوَ اَغْنٰی مِنَ الْبَحْرِ فَلَقلبُ الْقَنُوعِ وَاما مَا هُوَ اَقْسٰی مِنَ الْحَجَرِ فَلَقلبُ الْفَاجِرِ﴾ جو چیز دریا سے بھی زیادہ سختی ہے وہ قناعت کرنے والا کا دل ہے اور جو چیز پتھر سے زیادہ سخت ہے وہ ناجر و ناسق کا دل ہے۔

۴- ﴿واما الَّذِیْ لَا رَافَ وَلَا یَرَاهُ اللهُ فَلَوجهُ الْکَافِرِ وَعَمَلُهُ﴾ اور وہ چیز جسکو ہم دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے نہیں دیکھتا وہ کافر شخص کا منہ اور عمل ہے۔

۵- ﴿واما الَّذِیْ هُوَ اللهُ فَالْروحُ وَاما الَّذِیْ هُوَ لَنَا فَعَمَلُنَا﴾ جو چیز اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے وہ روح ہے اور جو ہمارے لئے خاص ہے وہ ہمارے اعمال ہیں۔

۶- ﴿واما الَّذِیْ بَیْنَا وَبَیْنَهُ لَمَّا الدَّعَاءُ وَمِنْهُ الْاِجَابَةُ﴾ جو چیز ہمارے اور اللہ کریم کے درمیان مشترک ہے وہ ہمارا دعا کرنا ہے اور اللہ کریم کا اسے قبول کرنا ہے۔

۷- ﴿واما الْفَرَسُ فَلَیَقُولُ اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ الْمُسْلِمِیْنَ وَاحْدِلْ

الکافرین ﴿گھوڑا عرض کرتا ہے اے اللہ عز و جل: تو مسلمان کو عزت دے اور کافر کو ذلیل کر دے۔﴾

۸۔ ﴿واما الابل فيقول عجا لمن عدم القوت كيف يستطيع السكوت﴾ اونٹ عرض کرتا ہے۔ اس شخص پر تعجب ہے جسکو موت کا علم ہے وہ کیسے آرام سے سونے کی طاقت رکھتا ہے۔

۹۔ ﴿واما البقر فيقول يا غافل لك في الموت شغل شاغل يا غافل انت عن قليل راحل يا غافل كل ما قدمته حاصل وستلقى غدا ما انت عامل﴾ بیل کہتا ہے اے غافل تیرے لئے موت میں مشغول کرنے والا شغل ہے اور اے غافل تو تھوڑی سی شے سے کوچ کرنے والا ہے۔ اے غافل جو چیز تو نے پہلے بھیجی ہے وہ حاصل ہے اور عنقریب تو اس کا پائے گا جو تو نے آج کیا ہے۔

۱۰۔ ﴿واما الحمار فيقول اللهم العن المكاس وكسبه﴾ گدھا عرض کرتا ہے اے اللہ عز و جل: تو نکس وصول کرنے والے پر اس کی کمائی پر لعنت بھیج۔

۱۱۔ ﴿واما الشاة فتقول يا موت ما افجعتك يا موت ما اشبعك يا موت ما اقطعك يا ابن آدم ما اغفلك﴾ بکری عرض کرتی ہے۔ اے موت تو بہت گھبرا دینے والی ہے۔ اے موت تو بہت ہی پیٹ بھرنے والی ہے۔ اے موت تو زیادہ قطع رحم کرنے والی ہے۔ اے ابن آدم تو بہت ہی غافل ہے۔

۱۲۔ ﴿واما الكلب فيقول اللهم اني محروم فارحم من يرحمني﴾ کتا عرض کرتا ہے۔ اے اللہ عز و جل بے شک میں محروم ہوں جو مجھ پر رحم کرے تو اس پر رحم فرما۔

۱۳۔ ﴿واما الثعلب فيقول يا قاسم الارزاق اكفني طلب ما قسمت لي﴾ لومڑی عرض کرتی ہے۔ اے رزق کو تقسیم فرمانے والے جو تو نے میرے لئے تقسیم کیا ہے اس کی طلب کو میرے لئے کافی بنا دے۔

۱۴۔ ﴿وَامَّا الْهَرَفَانِهْ يَقْرَا عَشْرَ آيَاتٍ مِنَ التَّوْرَةِ﴾ اے تورات شریف کی دس آیات کو پڑھتی ہے۔

۱۵۔ ﴿وَامَّا الْاَسَدُ فَيَقُولُ يَا مَنْ خَضَعْتَ لَهُ الصَّخُورُ الصَّمِ الصَّلَابُ سُلْطَنِي عَلٰی مَنْ يَعْصِيكَ فِي النُّورِ وَالظُّلُمَاتِ﴾ شیر عرض کرتا ہے۔ اے وہ پاک ذات جس کے لئے بہرے اور سخت پتھروں نے عاجزی کی اور مجھے تو نے ان پر مسلط کر دیا جو روشنی اور تاریکی میں تیری نافرمانی کرتا ہے۔

۱۶۔ ﴿وَامَّا النَّسْرُ فَيَقُولُ عَشْرَ مَاشَتْ فَاَنْكَ مِيتٌ وَاجْمَعْ مَاشَتْ فَاَنْكَ تَارِكٌ وَاحِبٌ مِنْ مِيتٍ فَاَنْكَ مَفَارِقٌ﴾ گدھ کہتا ہے جب تک تو چاہے زندہ رہ آخر تو نے مرنا ہے اور جو چاہے جمع کر لے آخر تو نے اس کو چھوڑنا ہے۔ جس کو مرضی دوست بنالے بالآخر اس سے جدا ہونا ہے۔

۱۷۔ ﴿وَامَّا الْغُرَابُ فَيَقُولُ يَا مَعْاشِرَ الْاُمَمِ احْذَرُوا زَوَالَ النِّعَمِ يَا مَعْاشِرَ الْاُمَمِ احْذَرُوا وَاَنْزِلِ النِّقَمِ﴾ گوا کہتا ہے۔ اے امتوں کے گروہ نعمتوں کے زائل ہونے سے ڈرو، اے امتوں کی گروہ حسد کے نزول سے بچو۔

۱۸۔ ﴿وَامَّا الْحِدَاةُ فَيَقُولُ الْبَعْدُ عَنِ النَّاسِ اِنْسَ لِمَنْ لَهُ عَقْلٌ﴾ جیل کہتی ہے کہ لوگوں سے دور رہنا عقل مند شخص کیلئے محبت کو لاتا ہے۔

۱۹۔ ﴿وَامَّا الْحَمَامَةُ فَيَقُولُ صَلُّوا مِنْ قِطْعِكُمْ وَاعْفُوا عَمَّنْ ظَلَمَكُمْ وَاعْطُوا مِنْ حَرَمِكُمْ وَكَلِمُوا مِنْ هَجْرِكُمْ فَتَكُونُ الْجَنَّةُ مَسْكَنَكُمْ﴾ جو شخص تم سے رشتہ توڑے تم اس سے رشتہ جوڑو اور جو شخص تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو، جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو تم سے بات چیت کو ترک کرے اس سے کلام کرو تو جنت تمہارا ٹھکانا ہوگی۔

۲۰۔ ﴿وَامَّا الصَّفَدُ فَيَقُولُ سُبْحَانَ مَنْ يَسْبَحُ لَهُ مَا فِي الْبَحْرِ سُبْحَانَ مَنْ يَسْبَحُ لَهُ مَا فِي رِءُوسِ الْجِبَالِ سُبْحَانَ مَنْ يَسْبَحُ لَهُ مَا فِي

القفار سبحان من یسبح له کل ذی شفة ولسان ﴿میں ذکر کہتا ہے پاک وہ ذات جس کے لئے ہر وہ چیز تسبیح کہتی ہے جو دریا میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کے لئے تسبیح کرتی ہے ہر وہ چیز جو پہاڑوں کی بلندیوں میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی تسبیح ہر ہونٹ اور زبان والا پڑھتا ہے۔

۲۱- ﴿و اما الہد ھد فیقول رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت﴾ ھد ھد عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس تیرے علاوہ کو گناہوں کو معاف فرمانے والا نہیں ہے۔

۲۲- ﴿و اما البدر اج فیقول الرحمن علی العرش استوی و علی المملک احتوی یعلم ما تحت الثری﴾ تیرے عرض کرتا ہے کہ رحمان عرش پر استوی فرما ہے اور وہ ملک پر حاوی ہے وہ زمین کی تہوں میں جو کچھ ہے سب کو جانتا ہے۔

۲۳- ﴿و اما القمری فیقول قرب الاجل وفات الامل و حصل العمل﴾ قمری کہتی ہے کہ موت قریب ہے اور امید فوت ہوئی اور عمل حاصل ہوا۔

۲۴- ﴿و اما القنبرۃ فیقول اللہم العن مبغضی محمد و آل محمد﴾ ابانیل کہتی ہے اے اللہ عزوجل: جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل سے بغض رکھتے ہیں ان پر لعنت کر۔

۲۵- ﴿و اما العصفور فیقول یا عالم السرو النجوى و یا کاشف البصر و البلوی سلطانی علی زرع من لا یودع حقک﴾ چڑیا کہتی ہے کہ اے راز اور سزگوشی کو جاننے والے اور اے ضرر اور بلا کو دور کرنے والے مجھے اس شخص کی کھیتی پر مسلط کر دے جو تیرا حق ادا نہیں کرتا۔

۲۶- ﴿و اما الببل فیقول شکرت لعمتہ اذا کفالی من الدنیا ثمرة فعلى الدنیا العفاء﴾ ببل کہتی ہے کہ میں نے اس کی نعمت کا شکر ادا کیا کیونکہ اس نے دنیا کے ایک پھل سے میری کفالت کی پس دنیا پر عافیت ہو۔

۲۷- ﴿وَامَّا لَدَيْكَ لَيَقُولُنَّ سُبُوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ
وَالرُّوحِ اذْكُرُوا اللّٰهَ يٰ غَافِلِيْنَ﴾ مرغ کہتا ہے کہ اے غافلو! اللہ تعالیٰ کا یوں ذکر
کرو، سبوح قدوس، ربنا ورب الملائکۃ والروح۔

۲۸- ﴿وَامَّا السَّجَّادَةُ فَتَقُولُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ
الْحَقُّ﴾ مرغ کہتی ہے۔ اے اللہ عزوجل: تو حق ہے اور تیرا وعدہ بھی حق ہے۔

۲۹- ﴿وَامَّا النَّارُ فَتَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَجِیْرُ بِكَ مِنْ نَّارِ جَهَنَّمَ﴾
آگ عرض کرتی ہے کہ اے اللہ عزوجل: بے شک میں تیرے ساتھ دوزخ کی آگ سے
پناہ مانگتی ہوں۔

۳۰- ﴿وَامَّا الرِّیْحُ فَتَقُولُ اِنِّیْ مَأمُورَةٌ فَاَلْعَنُ مِنْ یَّسْمَتْنِیْ﴾ ہوا عرض
کرتی ہے کہ بے شک میں مامور کی گئی ہوں جو مجھ گالی دی تو اس پر لعنت کر۔

۳۱- ﴿وَامَّا الْمَآءُ لَيَقُولُ مَبْحَاحٌ مِنْهُ سُبْحَانَ مَنْ لَا یَعْلَمُ کَیْفَ
الْاَهِوِ﴾ پانی نے عرض کیا کہ پاک ہے وہ ذات، اور وہ اس اعتبار سے بھی پاک
ہے کہ اس کی کیفیت کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

۳۲- ﴿وَامَّا الْاَرْضُ فَتَقُولُ لَیْ کُلُّ یَوْمٍ یَّا بَنَیْ اٰدَمَ تَمْشِیْ عَلٰی
ظَهْرِیْ وَتَصْبِرُ عَلٰی بَطْنِیْ یَّا بَنَیْ اٰدَمَ تَذَلِّیْ عَلٰی ظَهْرِیْ ثُمَّ یَا کُلُّکَ
الْحَدُوْدُ لَیْ بَطْنِیْ﴾ زمین ہر روز یہ کہتی ہے کہ ابن آدم تو میری پیٹھ پر چلتا ہے اور تو نے
پلٹ کر میرے ہی پیٹ میں آنا ہے۔ اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر گناہ کرتا ہے پھر میرے
پیٹ میں تجھے کیڑے کھا رہے ہیں۔

۳۳- ﴿وَامَّا السَّمَاءُ فَتَقُولُ لَیْ کُلُّ یَوْمٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ شَہَادَةُ عَلٰی کُلِّ
مَنْ کَانَ تَحْتِیْ﴾ آسمان ہر روز یہ کہتا ہے کہ اے اللہ عزوجل: بے شک میں ہر چیز کو
دیکھتا ہوں جو میرے نیچے ہے۔

۳۴- ﴿وَامَّا السَّحَرُ لَیَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اِنْ اَعْرَقْتُ مِنْ یَعْصِیْکَ﴾

سمندر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ عزوجل: مجھے اجازت دے میں تیرے نافرمانوں کو غرق کروں۔

۳۵- ﴿وَامَا الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ شَاهِدَةٌ عَلٰی كُلِّ مَنْ وَقعَ نُوْرٰی عَلَیْهِ﴾ سورج غروب کے وقت یہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ عزوجل: بے شک میں گواہ ہوں ہر اس شخص پر جس پر میرا نور پڑھتا ہے۔

۳۶- ﴿سِرْکَارُ دُوْعَالْمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَمَ کے دس اسمائے مبارکہ﴾

۱- محمد ﴿اَشَقَّةُ اللّٰهِ لَہٗ مِنْ اَسْمَہٗ مَحْمُوْدٌ﴾ اللہ تعالیٰ نے اس نام کو اپنے نام محمود سے نکلا ہے۔

۲- احمد ﴿لَا نَہٗ یَحْمَدُ حَمْدًا کَثِیْرًا﴾ جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے۔

۳- بشیر ﴿لَا نَہٗ یُبْشِرُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْجَنَّةِ﴾ آپ ایمان والوں کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

۴- نذیر ﴿لَا نَہٗ یَنْذِرُ الْکُفَّارَ بِالنَّارِ﴾ آپ کافروں کو دوزخ کی آگ سے ڈراتے ہیں۔

۵- وحید ﴿لَا نَہٗ فَرْدٌ کَامِلٌ فِی النَّاسِ﴾ آپ لوگوں میں کامل انسان ہیں۔

۶- ثابت ﴿لَا نَہٗ ثَبِیْتُ بِہِ الْاِسْلَامَ﴾ ثابت ہے کہ اللہ کریم آپ کے وسیلہ سے اسلام کو قائم فرمایا۔

۷- قاسم ﴿لَا نَہٗ یَقْسِمُ بِہِ الْخَلْقُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَی الْجَنَّةِ وَالنَّارِ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ کے وسیلہ سے مخلوق کو جنت، دوزخ میں تقسیم فرمائے گا۔

۸- حاشر ﴿لَا نَہٗ النَّاسُ یَحْشَرُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلَیْ اَثَرِہٖ﴾ بے شک

لوگ قیامت کے دن آپ کے سایہ میں جمع کیے جائیں گے۔

۹۔ ماحی ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَمْحُو بِهِ ذُنُوبَ الْثَّائِبِينَ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ آپ

کی وسیلہ سے تاب کرنے والوں کے گناہوں کو مٹا دے گا۔

۱۰۔ مبیض ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبِيضُ بِهِ وَجُوهَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ

آپ کے وسیلہ سے مؤمنین کے چہرے روشن کرے گا۔

﴿قرآن کی وجہ تسمیہ﴾

قرآن کا نام قرآن اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ وہ قرأت میں تورات، انجیل، زبور

سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔

﴿جن لوگوں کی شکلیں مسخ کی گئی﴾

اولادِ آدم میں سے چھبیس (۲۶) لوگوں کی شکلیں مسخ کر دی گئی ہیں۔ ہاتھی، ریچھ،

خرگوش، بچھو، سور، بندر، مکڑی، لومڑی، کیڑا، کچھوا، بھڑ، زہرہ ستارہ، سہل ستارہ، عموص

[گارے کا کیڑا] پرستو پرندہ، کوا، فاختہ، عنقا، چھر، چوہا، چغدا، الو، ساہی، دامام، گینڈ اور

گود۔

۱۔ ہاتھی ﴿فَكَانَ رَجُلًا يَأْتِي الْبَهَائِمَ﴾ وہ ایسا بندہ تھا جو چوپاؤں کے ساتھ

بدفعلی کرتا تھا۔

۲۔ ریچھ ﴿فَكَانَ رَجُلًا يَدْعُو النَّاسَ إِلَى نَفْسِهِ﴾ یہ وہ پہلا شخص تھا جو لوگوں

کو اپنے نفس کی طرف بلاتا تھا۔

۳۔ خرگوش ﴿فَكَانَ امْرَأَةً لَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَلَا مِنْ حَيْضٍ﴾ یہ

ایک ایسی عورت تھی جو حیض اور جنابت کا غسل نہیں کرتی تھی۔

۴۔ بچھو ﴿فَكَانَ رَجُلًا لَا يَسْلَمُ النَّاسُ مِنَ السَّانَةِ﴾ یہ پہلے ایک

ایسا آدمی تھا جو کسی کو زبان سے سلام نہیں کرتا تھا۔

۵- سور ﴿فکان من الذین اکلوا الربعین یوما من المائدة وکانوا تسع مائة ثم کفروا بها﴾ یہ وہ لوگ (۹۰۰) ہیں جنہوں نے چالیس دن دسٹر خواں سے کھانا کھا۔ پھر کافر ہو گئے۔

۶- بندر ﴿فکان من الذین اعتدوا فی السبت وکانوا خمسين رجلا من اليهود﴾ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ہفتہ کے دن [شرعی حد کو توڑا تھا] شکار کر کے حد کو تجاوز کیا تھا۔ اور یہ یہودیوں میں سے پچاس آدمی تھے۔

۷- مکڑی ﴿فکان امرأة مسحرت زوجها﴾ یہ ایک عورت تھی جس نے اپنے شوہر پر جادو کیا تھا۔

۸- لومڑ ﴿فکان رجلا حاجا یسرق﴾ یہ ایک حاجی شخص تھا جو چوری کرتا تھا۔

۹- کیڑا ﴿فکان نباشا من القبور﴾ یہ پہلے ایک شخص تھا جو قبروں سے مردوں کے کفن چوری کرتا تھا۔

۱۰- کچھوا ﴿فکان امرأة دعت ابنها الی نفسها﴾ ایک عورت تھی جو اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ بدکاری کی طرف بلاتی تھی۔

۱۱- بھڑ ﴿فکان یکذب العلماء﴾ ایک شخص تھا جو علماء کو جھٹلاتا تھا۔

۱۲- ازہرہ ﴿فکان امرأة من بنات الملك والتمن بها روت وماروت وذلیمسا بها﴾ یہ بادشاہ کی بیٹیوں میں سے ایک عورت تھی جس نے ہاروت وماروت فرشتوں کو فتنے میں ڈال تھا۔ اور انہوں نے اس کے ساتھ زنا کیا تھا۔

۱۳- سہیل ﴿فکان رجلا عشارا وکان یرائی فی تجارته﴾ ایک آدمی تھا جو ٹیکس وصول کرتا تھا اور اپنی تجارت میں ریاکاری کرتا تھا۔

۱۴- دعوں ﴿فکان رجلا لئاما ولیل الہ نوع من السمک﴾ ایک چغل خور شخص تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مچھلی کی قسم میں سے ہے۔

۱۵۔ وطواط ﴿فکان رجلاً یسرق الثمار من الشجر﴾ ایک ایسا آدمی تھا جو درختوں سے پھل چوری کرتا تھا۔

۱۶۔ کوا ﴿فکان رجلاً یحتکر الطعام ویطلب الغلاء﴾ ایک شخص غاجو کھانے کو روکتا تھا اور گرانی کا طالب تھا۔

۱۷۔ قاختہ ﴿فکان تاجراً ینفق سلعته بالحلف الکاذب﴾ ایک تاجر تھا جو جھوٹی قسموں سے اپنے مال کو خرچ کرتا تھا۔

۱۸۔ عنقاء ﴿فکان رجلاً یبیع الجوارى ویزنی بہن بعدہ﴾ ایک ایسا شخص تھا جو لونڈیوں کو بیچتا تھا اور بیچنے کے بعد ان سے زنا کرتا تھا۔

۱۹۔ پمھر ﴿فکانت امراة جمیلة تعرض نفسها علی الرجال﴾ ایک خوبصورت عورت تھی جو اپنے آپ کو لوگوں پر پیش کرتی تھی۔

۲۰۔ چوبا ﴿فکانت امراة یهودیة تنوح علی الموتی بالاجرة﴾ ایک یہودیہ عورت تھی جو مردوں پر اجرت لے کر روتی تھی۔

۲۱۔ چغد ﴿فکان رجلاً قدریا﴾ ایک قدری شخص تھا۔ [قدریہ ایک فرقہ ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ اپنے تمام افعال کا خود خالق ہے۔]

۲۲۔ الو ﴿فکان رجلاً زانیاً﴾ یہ ایک زانی شخص تھا۔

۲۳۔ سہابی ﴿فکان رجلاً جنزاً لئلا کا﴾ یہ اونٹ کو ذبح کرنے والا شخص تھا اور خون ریز کرتے والا تھا۔

۲۴۔ دمام ﴿فکان رجلاً یدعو الناس الی اختہ﴾ ایک ایسا شخص تھا جو لوگوں کو اپنی بہن کی طرف زنا کی دعوت دیتا تھا۔

۲۵۔ گینڈا ﴿فکان رجلاً دیوثاً یدعو الناس الی حللته وقیل انه نوع من الجنات﴾ ایک دیوث شخص تھا جو لوگوں کو اپنی بیوی کے طرف زنا کے لئے بلاتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گینڈا ایک مچھلی کی ایک قسم ہے۔

۲۶- گوہ ﴿فکان رجلا یخدع الناس ویسرق منهم﴾ ایک شخص تھا جو

لوگوں کو دھوکا دیتا تھا اور ان سے چوری کرتا تھا۔ واللہ اعلم

جب یہودیوں نے تمام سوالات کے جوابات سنے تو سب کے سب مسلمان ہو گئے اور انہوں نے گواہی دی کہ مسلمان حق پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں شامل کر دے جو لغزشوں سے روکتے ہیں اور مہلت کی فراخی کو غنیمت جانتے ہیں اور موت کے هجوم کے انتظار اور لمبی امید کے عمل کی اصلاح نے ان کو غافل نہیں کیا ہے۔

فائدہ: ﴿دورے جاہلیت میں عربوں کا مذہب﴾

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ یہودیت قبیلہ حمیر و بنی کنانہ و کندہ اور بنی حارث بن کعب میں تھی۔ نصرانیت ربیعہ و غسان بعض قصی میں تھی اور مجوسیت تمیم میں تھی اور انہیں میں سے اقرع بن حابس و زرارہ بن عدی تھے جس نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا تھا۔ پھر شرمندہ ہوا اور لادینیت قریش میں تھی۔ جس کو انہوں نے حیرہ سے اخذ کیا تھا۔ بت پرستی بنی حنیفہ میں تھی انہوں نے حلوہ کا ایک بت بنایا جس کو وہ عرصہ دراز تک پوجتے رہے جب انہیں بھوک لگتی تو وہ اس کو کھاتے۔ اور عیس کھاتے والی چیز کو کھا جاتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی حنیفہ کو بت پرستی کا سب سے پہلے جس نے حکم دیا تھا وہ عمرہ بن یحییٰ اور ابو قرامہ ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک شخص نے شام کی طرف سفر کیا۔ اس نے قوم عمالقہ کو دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا کر رہے ہیں۔ اس نے قوم عمالقہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ بت ہے۔ ہم اس کے سبب بارش طلب کرتے ہیں اور ہم پر بارش ہوتی ہے۔ ہم اس سے مدد مانگتے ہیں۔ وہ ہماری مدد کرتا ہے۔ اس عربی مسافر نے کہا کہ ان میں سے ایک بت مجھے بھی دے دو۔ جس کو میں عرب کی شہروں میں لے جاؤ۔ انہوں نے اس کو ایک بت دے دیا جس کو وہ سب [جہل] کہتے تھے۔ وہ شخص اس بت کو مکہ مکرمہ میں لایا اور اس کو کعبہ کے گرد ایک کنوئیں پر جو کعبہ میں واقع تھا۔ وہاں اس کو نصب کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی طرف جھکیں اور اس کی پوجا کریں۔ پھر انہوں

نے اساف اور نائلہ نامی دو بہت اور بنائے اور ان دونوں کو آب زمزم کے کنوئیں پر کھڑا کر دیا اور لوگ ان کے پاس اونٹ کی قربانیاں کرنے لگے اور لوگوں کو لنگر کھلانے لگے۔ اساف اور نائلہ ایک مرد اور ایک عورت کے نام ہیں جنہوں نے کعبہ کے اندر آکر زنا کیا تھا پس وہ دونوں مسخ ہو کر ایک پتھر بن گئے۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پتھر کی سب سے پہلے پوجا بنی اسماعیل نے کی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ مکہ سے سفر نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ مکہ ان پر تنگ ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کے علاوہ کی طرف سفر کیا اور ان میں سے ہر ایک نے حرم کی تعظیم کی وجہ سے حرم کے پتھروں میں سے ایک ایک پتھر پکڑ لیا اور جہاں کہیں بھی ٹھرتا تو وہ اس پتھر سامنے رکھا کر خانہ کعبہ کی طرح اس کا طواف کرتا تو عرصہ دراز تک ان کی یہ حالت رہی یہاں تک کہ ان پتھروں میں سے جس پتھر کو اچھا جانا اس کی پوجا شروع کر دی۔ چنانچہ قریش اور بنی کنانہ کے لئے عزى بت خاص تھا اور بنی شیبہ نے اس کے مقابلہ میں دوسرا بت بنایا اور طائف میں قبیلہ ثقیف کے لئے لات بت تھا اور بنی امیہ نے اس کا ہم شکل دوسرا بت بنایا اور اوس و خزرج اور جو شخص ان کے دین کا پابند تھا ان کے لئے منات بت تھا، اسی طرح وود، سواع، یغوث، یعوق، نسر یہ سب نام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد کے نام پر بتوں کے نام ہیں۔ یا پھر حضرت آدم و نوح علیہما السلام کی قوم کے صاحب بندوں کے نام ہیں۔ جب یہ فوت ہو گئے تو قوم نے ان کے غم و زنج کیا تو شیطان نے ان کے دل میں دوسوہ ڈالا کہ اپنے قبیلے میں ان کی ان کی تصویریں بنائیں تاکہ ہمیشہ ان کی طرف دیکھیں پھر ان کے بعض نے اس کام کو مکروہ خیال کیا پھر شیطان نے ان کو دوسوہ میں مبتلا کیا کہ مسجد کے آخر میں ان کو رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پتیل، تانبا اور رانگ سے ان کی تصویریں بنائیں۔ دو بتوں کو مرد کی شکل پر اور عورت کی شکل پر سواع اور شیر کی شکل پر یغوث کو اور کھوڑے کی شکل یعوق کو اور گندھ کی شکل پر نصر بت کو بنایا تھا۔ اس کے بعد جب حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان آیا تو انہوں نے ان بتوں کو زمین میں چھپا دیا۔

راوی کہتے ہیں پھر شیطان نے لوگوں کے لئے ان بتوں کو نکالا جو ان کے بعد ہوئے اور ان کو ان بتوں کی پوجا کا حکم دیا اور ان کو وسوسہ ڈالا کہ ان سے پہلے لوگ ان کی پوجا کرتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے اس بات کو قبول کیا اور ان کی پوجا شروع کر دی۔
فائدہ: ﴿ایک تعویذ﴾

علامہ شہاب الدین قلیوبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے [ایک معاملہ] خواب میں دکھایا گیا اور میں نے اس کا تجربہ بھی کیا تو بالکل ٹھیک پایا۔ وہ یہ کہ تم پر جب کوئی ظالم ظلم کرے۔ تم کاغذ کے چاروں کونوں میں [ہد، هد، هد، هد] لکھو۔ اور ہر ایک کے نیچے یہ لکھو ﴿اللہم احذر وواح الظالم لعبدک﴾ اے اللہ عزوجل: تو بچا، اور ظالم کو مٹا اپنے فلاں بن فلاں بندہ کے لئے جو اس کے ایجاد کو سبب ہے۔ اے بندوں اے پالنے والے اور اسی طرح ۲، ۳، ۴ کو لکھو پھر اس کاغذ کو دو حصوں میں کاٹ کر دریا میں پھینکا دو۔ بیشک عنقریب تم عجیب بات دیکھو گے۔ واللہ اعلم

﴿کتے پر عذاب الہی﴾

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کشتی والوں کو حکم دیا کہ کوئی نراپنی مادہ کے قریب نہ جائے تو کتے نے مخالفت کی [کتے نے اپنی مادہ سے قربت کر ڈالی] چنانچہ نبی نے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ بات بتائی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کتے کو حاضر ہونے کا حکم جاری فرمایا۔ کتے نے قسم اٹھائی کہ اس نے ایسا نہیں کیا ہے۔ چنانچہ اس نے پھر کتیا سے قربت کر ڈالی تو نبی نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا ﴿ان یمسک علیہ حتی یواہ نوح﴾ کہ اس کو اسی طرح رکے رہنے دوں جب تک حضرت نوح علیہ السلام خود اس کو دیکھ نہ لیں۔ تو عذاب خداوندی کے طور پر اس کی یہ حالت قیامت تک ہمیشہ قائم رہے گی۔

۲۱۵: حکایت ﴿رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم﴾ کا غفور گزرا اور عجیب معجزہ ﴿

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو بیٹی نے بھوک کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا ﴿یا ابا ابی اسامہ ثلاثۃ ایام لم یدق طعاما﴾ اے میرے ابا جان! ہم نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا۔ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ مبارک سے کپڑا اٹھایا تو دیکھا اس پر پتھر بندھا ہوا ہے۔

تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ اگر تم تین دن سے بھوکے ہو تو تمہارا باپ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم چار دن سے اس حالت میں ہے۔ کہ کچھ نہیں کھایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر سے پریشان ہو کر باہر تشریف لائے تو ہلکی سی آواز میں فرما رہے تھے کہ جنت کے شہزادے حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھوکے ہیں۔

آپ مدینہ منورہ سے باہر نکلے۔ تو آپ نے دیکھا کہ ایک اعرابی کنوئیں پر کھڑا اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا۔ اور وہ اعرابی نہیں جانتا تھا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ آپ نے اس کے پاس جا کر فرمایا ﴿یا اعرابی هل لك فی اجیر تستاجرہ﴾ اے اعرابی، کیا اجرت پر کام دے سکتے ہو؟

اعرابی نے عرض کیا: ﴿نعم﴾ ہاں۔

آپ نے فرمایا ﴿تستعجلہ فیما ذا﴾ کیا کام لوگے؟

اعرابی نے کہا ﴿یستقی من ہذا البئر فیدفع الاعرابی لہ الدلو

لو فاستقی لہ دلو فیدفع لہ ثلاث تمہرات﴾ اس کنوئیں سے پانی نکال کر اونٹوں کو

پلاؤ۔ تو اعرابی نے ڈول لا کر دیا تو آپ نے ایک ڈول پانی نکال کر اونٹ کو پلایا تو اعرابی

نے اس پر تین کھجوریں بطور اجرت دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں تناول فرمائیں۔ آپ ڈول بھر بھر کر اونٹوں کو پلاتے گئے۔ آپ آٹھ ڈول نکال چکے تھے، اور نوں ڈول نکالنے لگے تو رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنوئیں میں گر گیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہو کر کھڑے رہے تو اعرابی نے غصہ میں آ کر چہرہ اقدس پر طمانچہ مار دیا۔ اور چوبیس کھجوریں اجرت کی دیں۔ تو اس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک بڑھایا اور کئی فٹ گہرے کنوئیں سے ڈول باہر نکال کر اعرابی کو دے دیا اور خود واپس تشریف لے آئے۔ اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر سوچ میں پڑھ گیا۔ پھر کہنے لگا ﴿ان هذا نبی حقا﴾ بے شک یہ تو نبی برحق ہیں۔ پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور چاقو نکال کر اپنا دایاں ہاتھ کاٹ ڈالا۔ جس کے ساتھ اس نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارا تھا۔ پھر اس پر غشی طاری ہوئی تو وہ زمین پر گر پڑا، تھوڑی دیر بعد وہاں سے اونٹ سوار گزرے۔ انہوں نے اعرابی کے منہ پر پانی چھڑکا تو اعرابی ہوش میں آیا تو مسافروں نے پوچھا ﴿ما اصابك؟﴾ تیرا [ہاتھ] کس نے کاٹا ہے۔

اعرابی نے کہا: ﴿لطمت وجه انسان ثم ظننت انه محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اخاف ان تصیننی العوقبة فقطعت یدی التي لطمته بها﴾ میں نے ایک انسان کے چہرے پر طمانچہ مارا تھا پھر مجھے خیال آیا کہ یہ اللہ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو میں نے خدا کے عذاب کے خوف سے اپنا وہ ہاتھ لیا۔ جس کے ساتھ میں طمانچہ مارا تھا اس ہاتھ کو کاٹ دیا۔

پھر وہ کٹے ہوئے ہاتھ کو بائیں ہاتھ میں پکڑ کر مسجد کی طرف آیا اور وہاں اس نے آواز دی ﴿ربنا اصحاب محمد ابن محمد﴾ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔

مسجد میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ انہوں نے اعرابی سے پوچھا ﴿ما ذا تسال من محمد

صلی اللہ علیہ وسلم ﴿محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نے کیا پوچھنا ہے؟﴾

اعرابی نے عرض کیا ﴿لی الیہ حاجتہ﴾ مجھے ان سے ملنا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اعرابی کو ہاتھ سے پکڑ کر سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے پر لے آئے۔ جب وہ دروازے پر پہنچا تو اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں ران پر امام حسن اور بائیں ران پر امام حسین رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے لقمہ ان کو کھلا رہے تھے۔ تو اعرابی نے پکارنا شروع کر دیا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ نے فاطمہ الزہراء سے فرمایا ﴿انظری من بالباب﴾ تم دروازے پر دیکھو کون ہے؟ سیدہ فاطمہ نے دیکھا تو ایک اعرابی اپنے بائیں ہاتھ میں ایک کٹے ہوئے ہاتھ کو پکڑے کھڑا ہے جس سے خون ٹپک رہا ہے۔

سیدہ فاطمہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپ کو دیکھتے ہی اس اعرابی نے عرض کیا۔ ﴿یا محمد اعدونی فانی لم اعرفک﴾ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا عذر قبول فرما لو کیونکہ میں آپ کو نہیں پہچانتا تھا۔ یعنی اس اعرابی نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگی تو آپ نے اسے معاف فرما دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لم قطع یدک﴾ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا۔ اعرابی نے عرض کیا ﴿لم یکن لی ان ابقی علیی ید لطمت بہا وجھک﴾ جس ہاتھ کے ساتھ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اقدس کو مارا ہے وہ ہاتھ میرے گھر سے نہیں رہنا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نے فرمایا ﴿اسلم فاسلم﴾ تم اسلام قبول کر لو تاکہ تم آخرت میں سلامتی حاصل کر سکو۔

اس اعرابی نے عرض کیا ﴿یا محمد ان کنت نبیا فاصلح یدی﴾ اے محمد صلی

اللہ علیہ وسلم اگر تم اللہ کے نبی ہو تو میرا ہاتھ ٹھیک کر دو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کئے ہوئے ہاتھ کو پکڑ کر اس کی اصل جگہ پر رکھا اور ﴿وَمَسَحَهَا بِيَدِهِ وَتَقَلَّ عَلَيْهَا وَاسْمِي فَاتَمَّتْ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى فَاسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ﴾ اس پر اپنا دست اقدس پھیرا اور لعاب دہن لگایا تو وہ اللہ کریم کے حکم سے بالکل ٹھیک ہو گیا۔ یہ دیکھ کر اعرابی نے اسلام قبول کر لیا۔

الحمد لله رب العالمين

آج مورخہ ۱۶ فروری ۲۰۱۳ بروز اتوار۔ بمطابق ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ بوقت رات ۱۱ بجے کتاب ہذا کا ترجمہ مکمل ہوا۔

خادم العلماء: محمد طارق قادری نعیمی

بجوات سیالکوٹ

ماں کی شان، والد کا احترام اور حقوق والدین کا تقاضا کرنے والی بہترین کتاب

والدین کی شان

مولف
حافظ اظہر ہیل عطاری

شیار پبلی کیشنز
اڑو بازار لاہور
0322-22 22 740

دلخیز دہان

حافظ محمد ظفر اقبال چشتی

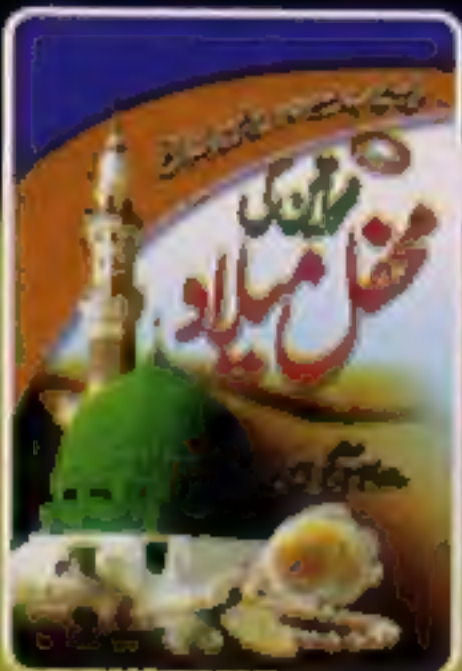
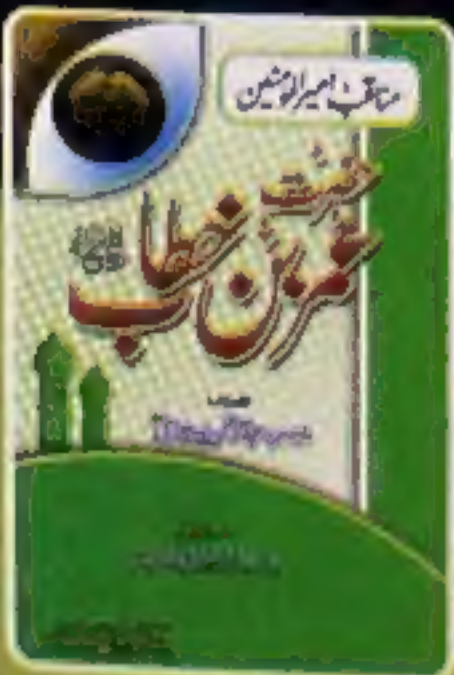
شاہد پبلی کیشنز لاہور



شاکر پبلی کیشنز کی معیاری کتابیں

انوار الحدیث	تذکرۃ اولیاء	اسلامی تعلیم	تعلیم اسلام
رسول عربی	سیرت مصطفیٰ ﷺ	سیرت ابوبکرؓ	سیرت عمر فاروقؓ
حضرت علیؓ	سیرت عثمانؓ	شمع شبستان رضا	سامان آخرت
حضرت ابوبکر صدیقؓ سووا قعات	حضرت عمر فاروقؓ سووا قعات	حضرت علیؓ سووا قعات	حضرت عثمانؓ سووا قعات
خواب نامہ (یونی)	جنتی زیور	زلف و زنجیر	لا ثانی نقابت
قصص الانبیاء	قانون شریعت	میلا و شریف کی سچی کتاب	حکایات قلیوبی
شان والدین	کلیات اقبال	جمال گنبد خضراء	حضرت عمر بن خطابؓ

Shakir 0322-7202212



شاکر پبلی کیشنز
فون: 042-37240084